الخیر الساری
فی تشریحات البخاری
جلد ثالث
کتاب الصلوٰۃ، کتاب مواقیت الصلوٰۃ
افادات
استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم
مکتبہ امدادیہ
ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اَلْخَيْرُ السَّارِيْ

فِيْ تَشْرِيْحَاتِ الْبُخَارِيْ

جلد ثالث

كتاب الصلوٰة، كتاب مواقيت الصلوٰة

افادات

أستاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان پاکستان

ترتیب وتخریج

مولانا خورشید احمد تونسوی مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان

ناشر

مَكْتَبَه اِمْدَادِيَه

ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان پاکستان

فون: ۴۵۴۴۹۶۵

نام کتاب:....... الخیر الساری فی تشریحات البخاری (جلد ثالث)

افادات:....... استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہٗ (صدر المدرسین جامعہ خیر المدارس ملتان)

ترتیب وتخریج:....... حضرت مولانا خورشید احمد صاحب تونسوی (فاضل ومدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)

تزئین وآرائش:....... مولوی محمد یحیٰ انصاری (مدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)

کمپوزنگ:....... مولوی محمد اسماعیل (متعلم جامعہ خیر المدارس، ملتان)

ناشر:....... مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ، ملتان

ملنے کے پتے

ا:....... مولانا میمون احمد صاحب (مدرس جامعہ خیر المدارس، ملتان)

۲:....... مولانا محفوظ احمد صاحب (خطیب جامعہ مسجد غلہ منڈی، صادق آباد)

۳:....... مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور

۴:....... قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی

۵:....... دار الاشاعت اردو بازار، کراچی

ضروری گزارش

اس کتاب کی تصحیح میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی معلوم ہو تو ناشر یا مصنف مدظلہٗ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اس کی آئندہ اشاعت میں تصحیح کر دی جائے (شکریہ)

فہرس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۵
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۵

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اولاً:...... تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے ہدایتِ انسانی کے لیے قرآن پاک نازل فرمایا اور محمد رسول اللہ ﷺ کو اس کا شارح فرمایا اور حضور ﷺ کی اسوۂ حسنہ کی اتباع کو ضروری قرار دیا۔

ثانیاً:...... صلوٰۃ وسلام اُس ذات پر جس کے قول وفعل اور تقریر کو حدیث پاک کا نام دیا گیا۔

ثالثاً:...... اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں اُن محدثین پر جنہوں نے حضور ﷺ کی حدیث پاک کو محفوظ فرمایا اور صحیح اسناد کے ساتھ اُمت تک پہنچایا خصوصاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر، جنہوں نے صحتِ حدیث کا اہتمام کیا اور اُمت نے اس (بخاری شریف) کو ''اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ'' کا لقب دیا۔

رابعاً:...... ہزاروں رحمتیں نازل ہوں اُستاذِ محترم مولانا خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ پر جنہوں نے محنت کر کے بخاری شریف کا چالیس سال تک درس دیا، آپکے سامنے یہ حقیر ہدیہ '' **الخیر الساری فی تشریحات البخاری** '' استاذ موصوف کی تقریر ہے جس کو مدار بنا کر بندہ نے درس بخاری شریف جاری رکھا، اصولاً تمام مضامین حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اس میں کچھ اضافے حالات حاضرہ کے پیش نظر کئے گئے اور کمی کوتاہی بندہ راقم الحروف کی بے مائیگی کی بناء پر ہوئی۔ طلبہ کے رجحان کو دیکھ کر ضرورت محسوس کی گئی کہ اس کو طبع کرا کے طلبہ وطالبات کو فائدہ پہنچایا جائے۔

دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائیں اور طلبہ وعلماء سب کے لیے مفید بنائیں۔ (آمین)

اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو اس پر اطلاع فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں اصلاح کر لی جائے۔

فقط

بندہ محمد صدیق غفرلہٗ

خادم الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان

اظہارِ تشکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور پاک ﷺ نے فرمایا (من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ) اس حدیث پاک کے تقاضا سے بندہ ان بعض حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے ترتیب وتبییض میں حصہ لیا۔

اولاً: ...... مولانا خورشید احمد صاحب مدظلہ جنہوں نے تخریج وترتیب کا کام انتہائی محنت اور لگن سے کیا۔

ثانیاً: ...... جامعہ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا شیر محمد صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا شبیر الحق صاحب مدظلہ جنہوں نے نظر ثانی کر کے مفید مشوروں سے نوازا۔

ثالثاً: ...... عزیزم مولوی محمد یحیٰ سلمہٗ (مدرس جامعہ ہذا) ومولوی محمد اسمٰعیل سلمہٗ (متعلم جامعہ ہذا) جنہوں نے کمپوزنگ کر کے کتاب کو حسین بنانے کی بھرپور کوشش کی۔

فقط

بندہٗ محمد صدیق غفرلہٗ

خادم الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان

(یادگارِ اسلاف حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری زیدمجدھم مہتمم جامعہ خیر المدارس، ملتان)

الحمدللہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی

جامعہ خیرالمدارس، ملتان کے شیخ الحدیث استاذِ مکرم حضرت مولانا محمد صدیق صاحب "بارک اللّٰہ فی حیاتھم القیمہ" کے دروس بخاری شریف المعنون ''بالخیر الساری'' کی تیسری جلد کے لئے کلمات فرحت و ابتہاج تحریر کرتے ہوئے احقر روحانی مسرت وسکون محسوس کر رہا ہے۔ حضرت استاذ محترم کا شمار میرے جدِ امجد استاذ العلماء حضرت مولانا خیرمحمد جالندھری قدس سرہٗ (بانی جامعہ خیرالمدارس) کے مایۂ ناز اور قابلِ فخر تلامذہ میں ہوتا ہے۔ آپ ۱۹۴۴ء میں ایک طالب علم کی حیثیت سے خیرالمدارس جالندھر میں آئے اور آج ۲۰۰۵ء تک خیرالمدارس ہی سے وابستہ اور غالب کے اس مصرع کی عملی تصویر ہیں ؎

وفاداری بشرطِ استواری اصلِ ایمان ہے

حضرت مولانا نے نہ صرف بیشتر کتب حضرت دادا جانؒ سے پڑھیں بلکہ فارسی سے دورہ حدیث شریف تک اکثر کتب کی تدریس بھی حضرت دادا جان کی سرپرستی، رہنمائی اور نگرانی میں کی۔ جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ کی رحلت کے بعد تقریباً ۱۷ سال سے جامعہ کے شیخ الحدیث کی حیثیت سے ''بخاری شریف'' کا درس دے رہے ہیں۔

اہلِ علم جانتے ہیں کہ بخاری شریف کی تدریس ایک نعمت موہوبہ اور قابلِ صد تشکر علمی اعزاز ہے جو دینی مدارس اور جامعات میں ہمیشہ علم وفضل میں ممتاز و یگانۂ روزگار ہستیوں کو نصیب ہوا ہے۔ حضرت مولانا محمد صدیق صاحب زیدمجدہم تحقیق ونکتہ رسی اور تفہیم معانی ومطالب میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تفہیم وتدریس اور بیان کا جو سلیقہ اور صلاحیتیں آپ کو عطا فرمائی ہیں وہ عموماً مدرّسین میں بہت کم ہوتی ہیں۔ مشکل اور پیچیدہ مسائل آپ کے حسنِ بیان، حسنِ ترتیب اور سلیس اندازِ بیان کی بدولت سہل و دلنشین بن جاتے ہیں۔

حضرت مولانا نے جامع ترمذی اور ابوداؤد شریف جامع العلوم والفنون حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کاملپوریؒ کے پاس پڑھیں جبکہ صحیح بخاری استاذ العلماء حضرت مولانا خیرمحمد صاحب جالندھری قدس سرہٗ سے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت مولانا نے زمانۂ طالب علمی میں بخاری شریف کے درس کے دوران دادا جانؒ کی املائی

تقاریر کو نہایت اہتمام سے قلمبند فرمایا۔ مولانا سریع القلم اور جید الفہم تھے۔ آپ کی جمع فرمودہ امالی کا مسودہ دیکھ کر حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ (شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ، ساہیوال و تلمیذ خاص حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ) نے فرمایا تھا کہ آپ نے حضرت الاستاذؒ کے افادات کو بلفظہ محفوظ فرمایا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت دادا جانؒ فنافی العلم تھے۔ تعلیم و تعلم حضرتؒ کی زندگی کا مقصد اولین تھا اور آپ کی پوری زندگی انمابعثت معلما کی عملی تصویر تھی۔ ورع و تقویٰ اور خوف و خشیت الٰہی آپؒ کے پُرنور چہرے سے نمایاں تھے۔ آپؒ کے ان باطنی اوصاف کے اثرات و انوار طلبہ پر بھی پڑتے۔ بخاری شریف کی تدریس کے دوران حدیث شریف کے انوار اور آپؒ کے اخلاص و تقویٰ کی بدولت دارالحدیث میں ایک نورانی فضا قائم ہو جاتی۔ خیرالمدارس جالندھر میں ایک دفعہ آپؒ بخاری شریف پڑھا رہے تھے کہ چند راہ گیر راستہ بھولنے اور مدرسہ کی چاردیواری نہ ہونے کی وجہ سے درسگاہ کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے راستہ پوچھنے کے ارادے سے دارالحدیث کے اندر جھانکا، جونہی ان کی نظر حضرتؒ اور طلبہ پر پڑی بے ساختہ اُن کے منہ سے نکلا کہ ''یہاں تو نور ہی نور ہے۔''

یہ حضرتؒ کی نورانیت اور تقویٰ و روحانیت کی اضطراری شہادت تھی۔ حضرت دادا جانؒ کی ان املائی تقاریر کو مدار بنا کر حضرت مولانا محمد صدیق صاحب زیدمجدہم نے ان میں مفید اضافے فرمائے ہیں اور اسے ''الخیر الساری فی تشریحات البخاری'' کا نام دیا ہے۔ قبل ازیں اس کی دو جلدیں منظرِ عام پر آ چکی ہیں اور بحمداللہ اپنی افادیت و اہمیت اور نافعیت کی وجہ سے اہلِ علم و فضل سے غیر معمولی مقبولیت پا چکی ہیں۔ علمی حلقوں کی جانب سے اصرار تھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس سلسلۂ خیر کی تکمیل کی جائے۔

الحمدللہ اب اس سلسلہ کی تیسری جلد قارئین تک پہنچ رہی ہے۔ اس جلد پر بھی تخریج و مراجعت اور نظرِثانی کا کام جامعہ کے استاذ اور حضرت والا کے شاگرد مولانا خورشید احمد تونسوی نے انجام دیا۔ ''الخیر الساری'' کی اشاعت اہلِ علم حضرات اور طلبہ و اساتذہ حدیث کے لئے ایک علمی خزینہ اور نعمت غیر مترقبہ ہے۔ یہ درسی افادات ان شاء اللہ اہلِ علم کو بہت سی شروح اور تعلیقات سے بے نیاز کر دیں گے۔

تیسری جلد کتاب الصلوٰۃ سے باب مواقیت الصلوٰۃ ختم تک ہے۔ احادیث شریفہ کے ترجمہ و تشریح کے ساتھ مکمل متن حدیث بھی درج کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو مراجعت میں سہولت ہو۔ اس کے علاوہ حل لغات، مطالب و مقاصد حدیث، مذاہب فقہیہ کی تحقیق، تنقیح اور تفصیل، ترجمۃ الباب پر خصوصی کلام، امام بخاریؒ کے استنباطات اور عصرِ حاضر کے متنازع مسائل (بین اہل السنۃ والبدعۃ) میں علمائے دیوبند کے مسلک و مزاج کی کافی و وافی وضاحت کی گئی ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث استاذِ مکرم حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم کے ان علمی افادات کو اہلِ علم و فضل اور طلبہ و اساتذہ حدیث کے لئے نافع اور ذریعہ حصول خیر بنائیں۔ آمین!

﴿عرضِ مرتب﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد اللہ رب العلمین و العاقبۃ للمتقین

والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین.

اما بعد ! شریعت اسلامیہ کے مأخذ چار ہیں پہلا مأخذ قرآن مجید ہے اور دوسرا مأخذ جناب نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں تیسرا مأخذ اجماع اور چوتھا مأخذ قیاس ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کے قول وعمل، گفتار وکردار کو پوری امانت ودیانت اور صداقت کے ساتھ محفوظ فرمایا۔

پیغمبر خدا، خاتم الانبیاء ﷺ کے ہر ارشاد، قول وعمل کو ذمہ داری کے ساتھ دوسروں تک پہنچایا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، علماء امتؒ، فقہاء ملت اور محدثین عظامؒ نے دینی علوم کی خوب آبیاری کی اور احادیث مبارکہ کو بڑی احتیاط سے کتب میں جمع کیا۔

احادیث مبارکہ کا بہت بڑا ذخیرہ قلوب واذھان میں موجود ومحفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ کتابی شکل میں معرضِ وجود ومنصۂ شہود میں آیا۔ ان کتابوں میں سے ایک مقدس کتاب امام بخاریؒ کی شہرہ آفاق تصنیف ''بخاری شریف'' ہے جو بقول علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نوہزار بیاسی (۹۰۸۲) احادیث پر مشتمل ہے۔ علماءؒ ومحدثینؒ نے اسے ''اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ'' قرار دیا ہے۔ جامعات ومدارس اور دینی وتبلیغی مراکز اس کی تعلیم وتفہیم سے آباد ہیں۔ دُنیا بھر کے علماء وعالمات، طلبہ وطالبات بڑی محنت ومحبت اور بڑے شوق وذوق سے اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں مصروف ومشغول ہیں۔

ملکِ عزیز پاکستان کے جامعات میں سے ایک جامعہ خیر المدارس ہے جس میں استاذ الاساتذہ بانئ جامعہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے تقریباً چالیس سال تک مسندِ حدیث پر فائز رہ کر درس بخاری شریف دیا ہے۔ تشنگانِ علوم کی بہت بڑی تعداد آپؒ کے بحرِ بیکراں سے اپنی علمی پیاس بجھاتی رہی ہے۔ ان میں سے آپؒ کے باوفا شاگرد استاذی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم ہیں جن کو سالہا سال

سے جامعہ خیر المدارس ملتان میں بخاری شریف پڑھانے کا شرف حاصل ہے۔

حضرت الاستاذ مدظلہ کے دروس بخاری کو بہت سارے ذہین وفطین اور سریع الاقلام طلبہ کرام نے اوراق پر محفوظ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ان میں سے ایک مولوی ارشد ثنا صاحب ہیں جن کی بیاض اور بیاض صدیقی (تقریر مولانا خیر محمد صاحبؒ) کو مدار بنا کر بندہ نے تیسری جلد ترتیب دی ہے جو چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے اُمید ہے آپ اس کو اسی طرح پسند فرمائیں گے جس طرح پہلی دو جلدوں کو پسند فرما کر بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کے ترتیب دینے اور لکھنے کا داعیہ پیدا ہوا۔

تیسری جلد میں تقریباً ان تمام باتوں کو اوراق پر لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جن کا پہلی دو جلدوں میں اہتمام کیا گیا تھا۔ بندہ کی تدریسی خدمات اور دیگر مصروفیات کے باوجود تیسری جلد کا تیار ہو کر آپ تک پہنچنا اللہ پاک ہی کی مہربانی ہے۔ اس میں یقیناً آپ کی نیک دُعاؤں اور نیک تمناؤں کا اثر ہے، خصوصاً استادِ محترم حضرت شیخ الحدیث کی شفقت، محبت، حوصلہ افزائی اور راہنمائی کا خاصہ دخل ہے اور ان کی مہربانیوں کا ثمرہ ہے۔

جلد ثالث کی ترتیب وتخریج کے ساتھ ساتھ تصحیح پر خاص توجہ دی گئی ہے امید وافی وکافی ہے کہ اغلاط سے مبرأ ومعرّی ہوگی انشاء اللہ، لیکن پھر بھی غلطی کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اس لئے ناظرین سے گزارش ہے کہ اگر آپ کو کوئی غلطی نظر آئے تو فوراً آگاہ فرمائیں شکریہ کے ساتھ آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح کر دی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آخر میں، میں اپنے اساتذۂ عظام، طلباء کرام اور مولوی احسان صاحب کا تہہ دِل سے شکرگزار ہوں جنہوں نے اس کارِ خیر میں حصہ ڈالا اور راہنمائی فرمائی، مفید مشوروں سے نوازا اور اس کو بہتر سے بہتر بنا کر قارئین کے لئے جاذبِ نظر بنایا۔

دُعا ہے کہ خالقِ کل کائنات اس محنت کو شرفِ قبولیت بخشے اور زیادہ سے زیادہ علماء، طلبہ وطالبات اور خواص وعوام کے لئے مفید بنائے نیز والدین، اساتذہ، اعزہ اور بندہ کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین)

خورشید احمد

مدرس وفاضل جامعہ خیر المدارس، ملتان

۱۵ ررمضان المبارک بروز جمعرات ۱۴۲۶ھ

تقدیری عبارت : ......هذا كتاب فى بيان احكام الصلوٰة .

کتاب: ...... مبتدا محذوف کی خبر ہے جیسا کہ تقدیری عبارت سے ظاہر ہے۔اس کو خبر محذوف کا مبتدا بھی بنایا جا سکتا ہے ای كتاب الصلوٰة هذا۔ لفظ کتاب کو منصوب پڑھنا بھی جائز ہے تقدیری عبارت اس طرح ہوگی خذ کتاب الصلوۃ[۱]

ماقبل سے ربط: ...... امام بخاریؒ نے اس سے پہلے مقدمات صلوٰۃ کو بیان فرمایا اور یہاں سے مقصود بالعبادت (نماز) کو شروع فرمارہے ہیں۔یا یوں سمجھ لیجئے کہ اس سے پہلے نماز کی شرائط میں سے طہارت کو بیان فرمایا اور اب مشروط یعنی نماز کو بیان فرمارہے ہیں اس لئے کہ شرطِ شئی، شئی سے پہلے ہوا کرتی ہے۔اسی لئے کتاب الصلوٰۃ کو طہارت کے بعد لائے ہے[۲]

کتاب کا لغوی معنٰی: ...... کتاب کا لغوی اور اصطلاحی معنی ''الخیر الساری فی تشریحات البخاری'' ج۱ص۱۷۷ پر گزر چکا ہے۔وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

صلوٰۃ کا لغوی معنٰی: ...... صلوٰۃ کے چھ لغوی معنی ہیں۔

اول: ...... ''دعا'' قرآن مجید میں ہے وَصَلِّ عَلَيْهِمْ[۴] ای ادع لهم اور حدیث پاک میں ہے وان كان صائما فليصل ای فليدع لهم بالخير والبركة[۳]

صلوٰۃ کا اصطلاحی معنٰی: ...... اسم لعبادة مخصوصة بطريق مخصوص.

---

[۱] (عمدۃ القاری ج۳ص۳۹) [۲] (عمدۃ القاری ج۳ص۳۹) [۳] عمدۃ القاری ج۳ص۳۹) [۴] (پارہ نمبر ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۱۰۳)

لغوی اور اصطلاحی معنی میں ربط:...... یہ ہے کہ نماز، دعا کو متضمن ہے۔ نماز میں فاتحہ (الحمد للہ وغیرہ) پڑھی جاتی ہے اور وہ دعا کو شامل ہے اور درود شریف کے بعد بھی دعاء پڑھی جاتی ہے۔

ثانی:...... صلوٰۃ کا دوسرا معنی رحمت ہے۔

ربط:...... نماز چونکہ حصولِ رحمت کا بہترین ذریعہ ہے اس لئے اسے صلوٰۃ کہتے ہیں۔

ثالث:...... بعض نے کہا ہے یہ صلیت العود علی النار سے مشتق ہے۔ یعنی میں نے لکڑی کو آگ پر سیدھا کیا۔

ربط:...... نماز میں آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے سیدھا کھڑا ہوتا ہے اس لئے اس کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔

رابع:...... جوہریؒ نے کہا ہے کہ لفظ صلوٰۃ، تحریک الصَلَوَینْ سے لیا گیا ہے۔ صلوین سرین کے دو پاٹوں کو کہتے ہیں۔

ربط:...... نمازی رکوع اور سجدہ میں سرین کے دونوں حصوں کو حرکت دیتا ہے تحریک صلوین پایا جاتا ہے اس لئے اس کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔

خامس:...... لفظ صلوٰۃ مصلی سے ماخوذ ہے گھوڑوں میں دوم نمبر پر آنے والا جو اول نمبر پر آنے والے سے متصل ہو۔ دس گھوڑوں کی جماعت میں مصلی اسے کہتے ہیں جو پہلے سے مُتَّصِل ہو یعنی دوسرے نمبر پر ہو۔

ربط:...... اور شریعت مطہرہ میں اصل نماز جماعت کے ساتھ ہے۔ باجماعت نماز میں مقتدی امام کے پیچھے مصلی گھوڑے کی طرح کھڑے ہوتے ہیں۔[1]

سادس:...... بعض نے کہا ہے کہ صلوٰۃ کا اصل مقصد تعظیم ہے۔

ربط:...... عبادت مخصوصہ کو صلوٰۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں رب ذوالجلال کی تعظیم ہی مقصود ہوتی ہے۔[2]

سابع:...... صلوٰۃ کا ایک عام مفہوم ہے اور وہ یہ ہے کل عبادۃ تکون خشیۃ للّٰہ تعالیٰ (ہر وہ عبادت جس سے اللہ تعالیٰ کے لئے خشیت ظاہر ہو) اب صلوٰۃ کا یہ عام مفہوم نماز کے ساتھ خاص نہیں ہوگا۔ جیسے خشیت انسان کے لئے ہے، حیوان کے لئے بھی ہے الغرض ہر مخلوق اللہ تعالیٰ سے خشیت کھاتی ہے اور ہر مخلوق اپنی اپنی صلوٰۃ ادا کرتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے ﴿كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ الاية﴾[3]

---

[1] (عمدۃ القاری ج۴ص۳۹) [2] (عمدۃ القاری ج۴ص۳۹) [3] (پارہ۱۸سورۃ النور آیت۴۱)

الفرق بین صلوٰۃ الانسان وغیرہ:......

اللہ پاک نے حضرت انسان کوصلوٰۃ کا حکم فرمایا، خاص صلوٰۃ یعنی نماز کا۔قرآن مجید میں متعدد بار فرمایا ﴿اقیموا الصلوٰۃ الایۃ﴾ حضرت انسان نماز اختیاری طور پر ادا کرتا ہے۔جن وانس کے علاوہ باقی مخلوق کی صلوٰۃ اضطراری ہے۔انسان کی ایک صلوٰۃ اضطراری بھی ہے وہ یہ کہ جس حالت میں پیدا کیا گیا ہے اس سے نہیں بدل سکتا۔آپ نے سنا ہوگا بہت سارے فرشتے قیام میں ہیں۔تمام مخلوق کے لئے عبادات کی جتنی صورتیں اللہ تعالیٰ کو پسند آئیں ان کا حکم کردیا کہ فلاں مخلوق یہ کرے فلاں یہ کرے۔حضرتِ انسان جو کہ خلاصۂ کائنات ہے مظہرِ صفاتِ باری تعالیٰ ہے اسکی عبادت میں دیگر تمام مخلوقات کی عبادت کی تمام صورتیں رکھ دیں ہیں۔مثلاً پہاڑ قعدے میں ہیں، رینگنے والے جانور سجدہ میں ہیں۔درخت قیام میں ہیں، چوپائے، گائے، بھینس وغیرہ رکوع میں ہیں الغرض ساری مخلوق نماز کی کسی نہ کسی حالت میں ہے۔

انسان عالم اصغر ہے دیکھنے میں تو یہ چھوٹا سا نظر آتا ہے لیکن اس کے اندر پہاڑ ہیں غاریں ہیں، نباتات ہیں، نہریں جاری ہیں تو تمام مخلوق کی عبادات بھی اس کے اندر جمع کردیں۔

ایک بحث:...... شریعت کی اصطلاحات کے بارے میں علماء معانی وبلاغت کا کیا فیصلہ ہے؟ حقیقت ہیں یا مجاز، یا منقول؟ اس میں اختلاف ہوا ہے۔اور تین مذہب ہیں۔

المذہب الاول:...... عندالجمہورؒ مجاز ہیں۔مثلاً صلوٰۃ کا حقیقی معنی رحمت ہے اور مجازاً عباداتِ مقصودہ کو بھی کہہ دیتے ہیں۔صوم کا حقیقی معنی رکنا، اور مجازاً صبح سے شام تک امساک عن المفطرات الثلاثہ کو کہتے ہیں، علی ھذا القیاس۔

المذہب الثانی:...... قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اصطلاحاتِ شرعیہ حقائقِ لغویہ ہی ہیں، زیادات شرائط کے درجہ میں ہیں۔

المذہب الثالث:...... علامہ ابن حاجبؒ فرماتے ہیں کہ اصطلاحاتِ شرعیہ نہ حقیقت ہیں اور نہ مجاز، بلکہ منقولاتِ شرعیہ ہیں۔

تعریفِ منقول:...... ایک لفظ کو جب حقیقی معنی سے خالی کرکے دوسرے معنی کے لئے استعمال کیا جائے تو اس لفظ کو منقول کہتے ہیں۔

اقسامِ منقول:...... منقول کی مختلف اقسام ہیں جن کی تفصیل یہ ہے، نقل کرنے والے عام ہونگے یا خاص،

ناقلین اگر عام ہیں تو یہ منقولِ عرفی ہے، جیسے دآبۃ کہ اس کا اصل معنی ہر چلنے والی چیز۔ پھر چوپائے کے لئے خاص ہوگیا۔ اگر نقل کرنے والے خاص لوگ ہیں تو پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) اہلِ شریعت ہونگے (۲) یا غیر اہلِ شریعت ہونگے

اگر وہ خاص لوگ اہلِ شرع ہیں تو منقولِ شرعی کہلاتا ہے اور اگر وہ خاص لوگ اہلِ شرع نہیں تو منقولِ اصطلاحی کہلاتا ہے۔

فائدہ ۱ :...... منقولِ شرعی اور منقولِ اصطلاحی ایک ہیں کوئی فرق نہیں، لیکن شریعت کی اہمیت کی وجہ سے اس کا علیحدہ نام رکھا گیا ہے۔

فائدہ ۲ :...... اب اگر شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی مراد لئے جائیں گے تو شریعت کی توہین ہوگی مثلاً کوئی کہے کہ اقیموا الصلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ دعا مانگ لیا کرو، صوموا کا معنی تھوڑی دیر خاموش رہ لیا کرو، حج کے لغوی معنی ارادہ کے ہیں تو کسی کانفرس کا ارادہ کر کے چلے جاؤ تو حج ہے۔ آپ سے کوئی پوچھے حرف کس کو کہتے ہیں؟ آپ کہیں "طرف" کو، تو کیا وہ مطمئن ہو جائیگا؟ بلکہ صحیح یہ ہے کہ اصطلاح میں حرف اس کلمہ کو کہتے ہیں جو نہ اسم ہو اور نہ فعل ہو۔ یاد رکھیں عربی سے نابلد اردو دانوں نے شریعت میں اپنا حق سمجھ کر مرضی کا مطلب لینا شروع کر دیا ہے۔ وہ اصطلاحات سے ناواقف ہیں فسادات ڈالتے ہیں۔ ہر ایک کی اپنے فن میں اجارہ داری ہوتی ہے۔ اسی طرح دین میں علماء کرام کی اجارہ داری ہونی چاہیے ہر فن میں صاحب فن کی رائے کا ہی اعتبار ہوتا ہے تو شریعت میں علماء کرام کی رائے کا اعتبار کیوں نہیں؟ حالانکہ شریعت میں علماء کرام کی رائے کا ہی اعتبار ہونا چاہیے کسی اور کی رائے معتبر نہیں ہونی چاہیے کیونکہ یہی حضرات شریعت سے زیادہ آگاہ و آشنا ہیں۔ آج یہ حال ہے کہ ہر شخص شریعت میں دخل دے رہا ہے ڈاکٹر اسرار مجتہد بن گیا۔ طاہر القادری وکالت کرتے کرتے مجتہد بن گیا ہے۔ ایک بھنگ پینے والا آتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا نے کہا ہے نماز قائم کرو ہم نے نماز دل میں قائم کر لی ہے دکھلاوا ٹھیک نہیں، بتایئے آپ کیا جواب دیں گے؟ جواب ظاہر ہے کہ نماز کے طریقہ کا ۔ن شریعت کرے گی اور بتلائے گی کہ نماز عبادت بدنیہ ہے یا قلبیہ؟ اور پھر یہ کہ اقامتِ صلوٰۃ جماعت سے پڑھنے سے ہوگی، اور پھر اقامتِ صلوٰۃ کا مطلب ادامۃ صلوٰۃ ہے پہلے پارے میں ہے یقیمون الصلوۃ (ای یدیمون الصلوۃ)[1] یاد رکھئے جو نماز پر دوام نہیں کرتے وہ بھی اقامت صلوٰۃ نہیں کرتے اور جو سنن کا لحاظ کر کے نماز نہیں پڑھتے وہ بھی اقامتِ صلوٰۃ نہیں کرتے۔

---

[1] (پارہ ا سورۃ بقرۃ آیت ۳)

(۲۴۲)

﴿باب كيف فرضت الصلٰوة في الاسرآء﴾

شب معراج میں نماز کس طرح فرض ہوئی تھی؟

وقال ابن عباسؓ حدثني ابو سفيان بن حرب في حديث هرقل
ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم سے ابوسفیان بن حرب نے بیان کیا حدیث ہرقل کے سلسلہ میں (یعنی جب ہرقل بادشاہ روم نے ابوسفیانؓ اور دوسرے کفار قریش کو جو تجارت کی غرض سے ملک شام گئے تھے، بلا کر آنحضور ﷺ کے متعلق پوچھا تو انھوں نے آپ ؐ کی خصوصیات کے ذکر میں)
فقال يأمرنا يعني النبي ﷺ بالصلٰوة والصدق والعفاف
پس کہا کہ وہ یعنی نبی کریم ﷺ نماز، سچائی اور پاک دامنی کی ہمیں تعلیم دیتے ہیں

﴿تحقیق وتشریح﴾

ابن عباسؓ: ……هو عبدالله حبر هٰذه الامة وترجمان القرآن

ابوسفیانؓ: ……اسمه صخر بن حرب بن امية بن عبدشمس بن عبدمناف. اسلم ليلة الفتح ومات بالمدينة سنة احدى وثلاثين وهو ابن ثمان وثمانين سنة وصلىٰ عليه عثمان بن عفان.

کیف: …… کیف سے شروع ہونے والا یہ پانچواں باب ہے، امام بخاریؒ نے تیس باب کیف سے شروع فرمائے ہیں۔
اس عنوان کے تحت دو بحثیں ہیں۔

البحث الاول: …… یہ تو متعین ہے کہ نماز معراج میں فرض ہوئی، رہی یہ بات کہ اسرآء اور معراج ایک ہی سفر

کے دو نام ہیں یا ان میں فرق ہے؟ امام بخاریؒ نے اسرآء اور معراج کے الگ الگ ابواب قائم کئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک دونوں میں فرق ہے اب وہ فرق کیا ہے؟ یاد رکھئے کہ دونوں میں دو طرح سے فرق ہے۔

۱:...... حقیقی ۲:......شرعی

معراج اور اسرآء میں فرق حقیقی:...... اسرآء سفر کے اُس حصہ کو کہتے ہیں جو آپ ﷺ نے مسجد حرام سے مسجد اقصٰی تک کیا ہے۔ مسجد اقصٰی سے آسمانوں تک جو سفر ہے، اس حصہ کو معراج کہتے ہیں۔ احادیث میں **الی المعراج** کے الفاظ آتے ہیں۔ معراج لغت میں سیڑھی کو کہتے ہیں لھذا جس سفر میں سیڑھی لائی گئی وہ معراج کہلائے گا اور معراج عروج سے ہے تو جہاں عروج پایا گیا ہے اس کو معراج کہیں گے۔

معراج اور اسرآء میں فرق شرعی:...... ان دونوں میں حکم کے لحاظ سے بھی فرق ہے، اسرآء قطعی ہے اور معراج ظنی ہے اسرآء کا منکر کافر اور معراج کا منکر فاسق ہوگا۔

سوال:...... جب معراج اور اسرآء میں اتنا فرق ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ نماز معراج میں فرض ہوئی تو امام بخاریؒ نے باب باندھتے وقت **کیف فرضت الصلوٰۃ فی الاسرآء** کیسے کہہ دیا؟

جواب:...... جمہورؒ کا اتفاق ہے کہ اسرآء اور معراج دونوں ایک ہی رات میں ہوئے جب یہ دونوں ایک ہی رات میں ہوئے تو سارے سفر کا نام اسرآء رکھ دیتے ہیں اور معراج بھی۔[۱]

البحث الثانی:...... معراج کی تین اقسام ہیں۔ آپ ﷺ کو جو معراج ہوا تھا وہ جسمانی تھا؟ یا روحانی؟ یا منامی؟ جمہورؒ کا اس پر اجماع ہے کہ وہ معراج جس کا پندرہویں پارے میں سورۃ الاسراء کے شروع میں ذکر ہے وہ جسمانی تھا۔ حالت بیداری میں ہوا۔ اس سے منامی اور روحانی کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ آپ ﷺ کو تینوں معراج حاصل تھے۔ تینوں میں سے ہر ایک کی تعریف یہ ہے۔

۱: معراجِ جسمانی تو ظاہر ہے۔ ۲: معراجِ منامی جو خواب میں ہو۔

۳: معراجِ روحانی یہ ہے کہ حالت بیداری میں روح، اللہ کی ذات میں مستغرق ہو جائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے **لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔**

سوال:...... لیکن بحث اور سوال یہ ہے کہ پندرھویں پارہ والی آیت میں اور حدیث معراج میں جس معراج کا ذکر ہے وہ ان تینوں قسموں میں سے کونسا ہے؟ جسمانی ہے؟ منامی ہے؟ یا روحانی؟

---

[۱] (فیض الباری ج ۲ ص ۳)

جواب:...... جمہورؒ معراجِ جسمانی کے قائل ہیں یہ یاد رکھئے جو معراج کے جسمانی اور حالت بیداری میں ہونے کا انکار کرتے ہیں وہ درحقیقت معجزہ کے منکر ہیں۔

معراجِ جسمانی کے قرائن:......

القرینۃالاولیٰ:...... قرآن مجید کی آیت لفظ سبحان سے شروع فرمائی عام طور پر یہ لفظ وہاں بولا جاتا ہے جہاں کوئی عجیب واقعہ یا بات پیش آئی ہو اور یہ عجیب واقعہ بنتا ہی تب ہے جبکہ حالت بیداری میں معراج ہو اور جسمانی ہو معراج روحانی تو کوئی عجیب واقعہ نہیں۔

القرینۃالثانیہ:...... عبدہ کا لفظ بھی معراج جسمانی پر قرینہ ہے کیونکہ لفظ عبد کا اطلاق جسد مع الروح پر ہوتا ہے صرف روح پر نہیں ہوتا۔

القرینۃالثالثہ:...... مشرکین کا معراج سے انکار کرنا بھی قرینہ ہے کہ یہ معراج جسمانی تھا۔ کیونکہ اگر آپ ﷺ فرماتے کہ میں نے خواب دیکھا ہے اور خواب میں ہی یہ تمام واقعہ پیش آیا ہے تو کون انکار کرتا۔

سوال:...... معراج کب نصیب ہوئی؟

جواب:...... مختلف اقوال ہیں (۱) حافظ عبدالغنی بن سرور المقدسیؒ نے اپنی سیرت کی کتاب میں ستائیس رجب کو راجح قرار دیا ہے۔ [۱]

معراج جسمانی کا منکر:...... جو شخص آپؐ کے معراج جسمانی کا منکر ہو وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے

سب سے پہلی نماز کی فرضیت:...... سب سے پہلے تہجد کی نماز فرض ہوئی۔ اس کے بعد فجر اور عصر اولاً قبل از معراج فرض ہوئیں۔ اور بہت سی آیات مکیہ میں ان کی طرف اشارہ ہے۔ علامہ ابن جریرؒ نے یہی کہا ہے اور ان کی فرضیت سے پہلے تہجد کی فرضیت منسوخ ہو چکی تھی پھر معراج میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اور یہ ان دو کے سمیت تھیں۔ [۲]

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۳۹ ج۴) [۲] (بیاض صدیقی ج۲ ص۲)

وقال ابن عباسؓ فی حدیث ھرقل :......

امام بخاریؒ حدیث ہرقل کو بخاری شریف میں تیرہ جگہ ذکر فرمائیں گے اور علامہ عینیؒ عمدۃ القاری ص۴۰ ج۴ پر رقمطراز ہیں والبخاری اخرج ھذا الحدیث فی اربعۃ عشر موضعاً انہی میں سے ایک مقام یہ بھی ہے اور یہاں یہ حدیث کا ٹکڑا اس وجہ سے ذکر فرمایا کہ ھرقل نے ابوسفیانؓ سے پوچھا کہ تم کو وہ نبی کیا حکم دیتے ہیں ابوسفیانؓ نے کہا کہ یامرنا بالصلوٰۃ والصدق والعفاف [۱]

یامرنا یعنی النبی ﷺ بالصلوٰۃ والصدق والعفاف:...... یہ تعلیقاتِ بخاری میں سے ہے یہ اس طویل حدیث کا حصہ ہے جس کو امام بخاریؒ بخاری شریف کے شروع میں مسنداً لائے ہیں۔ [۲]

سوال :...... اثرِ ابن عباسؓ کو ترجمۃ الباب کیساتھ کیا مناسبت ہے؟ ترجمۃ الباب میں **کیف فرضت الصلوٰۃ** ہے اور اثر میں یأمرنا یعنی النبی ﷺ بالصلوٰۃ ہے۔

جواب اول:...... اصل مقصود قول ابن عباسؓ سے یہ ہے کہ نماز مکہ میں ھجرت سے پہلے فرض ہوئی۔ تو اصل مقصود بیانِ فرضیتِ صلوٰۃ ہے کیفیت کا ذکر نہیں لیکن فرضیت مقدمۂ کیفیت ہے۔ [۳]

جواب ثانی:...... یا یوں کہیں گے کہ کیفیتِ فرضیتِ صلوٰۃ فرع ہے فرضیتِ صلوٰۃ کی۔ لہٰذا کسی نہ کسی درجہ میں مناسبت پائی جارہی ہے۔ لہٰذا اثر ترجمۃ الباب کے مخالف نہ ہوا بلکہ مناسب ومطابق ہوا۔

(۳۴۰) حدثنا یحییٰ بن بکیر قال حدثنا اللیث عن یونس عن ابن شھاب عن انس بن مالک
ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے یونس کے واسطہ سے بیان کیا وہ ابن شہاب سے وہ حضرت انس بن مالکؓ سے
قال کان ابوذر یحدث ان رسول اللہ ﷺ قال فرج عن سقف بیتی
انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوذرؓ یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھول دی گئی

[۱] (تقریر بخاری ص۱۷۰ ج۲) [۲] (عمدۃ القاری ص۴۰ ج۴) [۳] (عمدۃ القاری ص۴۰ ج۴)

وانا بمكة فنزل جبرئيلؑ ففرج صدری ثم غسله بمآء زمزم

اس وقت میں مکہ میں تھا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے میرے سینہ کو چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا

ثم جآء بطست من ذهب ممتلئی حكمة وايمانا فا فرغه فی صدری

پھر ایک سونے کا طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا اس کو میرے سینے میں ڈالدیا

ثم اطبقه ثم اخذ بيدی فعرج بی الی السمآء

اور سینے کو بند کردیا پھر میرا ہاتھ پکڑا پھر آسمان دنیا پر پہنچا

فلماجئت الی السمآء الدنيا قال جبرئيل عليه السلام لخازن السمآء افتح قال من هٰذاقال هٰذا جبرئيل

جب میں آسمان دنیا تک آیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ کھولو انھوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ جواب دیا کہ جبرئیل

قال هل معک احد قال نعم معی محمد فقال

پھر انھوں نے پوچھا کیا آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جواب دیا ہاں میرے ساتھ محمد (ﷺ) ہیں...... انہوں نے پوچھا

ء ارسل اليه قال نعم فلما فتح علونا السمآء الدنيا فاذا رجل قاعد علیٰ يمينهٖ

کہ کیا ان کے پاس آپ کو بھیجا گیا تھا کہا جی ہاں پھر جب انہوں نے دروازہ کھولا تو ہم آسمان دنیا پر چڑھ گئے وہاں ہم نے ایک شخص کو دیکھا

اسودة وعلیٰ يسارهٖ اسودة اذانظر قبل يمينه ضحک

جو بیٹھے ہوئے تھے ان کی دائی طرف کچھ اشخاص تھے اور کچھ اشخاص بائیں طرف تھے جب وہ اپنی دائی طرف دیکھتے تو مسکرادیتے

واذانظر قبل شماله بكیٰ فقال مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح قلت لجبرئيل من هٰذا

اور جب بائیں طرف نظر کرتے تو روتے انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا مرحبا صالح نبی اور صالح بیٹے میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں

قال هٰذا آدم وهٰذه الاسودة عن يمينهٖ وشمالهٖ نسم بنيه

انہوں نے کہا یہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں جو اشخاص ہیں یہ بنی آدم کی روحیں ہیں

فاھل الیمین منھم اھل الجنۃ والاسودۃ التی عن شمالہ اھل النار فاذانظر عن یمینہ ضحک

جواشخاص دائیں طرف ہیں وہ جنتی روحیں ہیں اور جو بائیں طرف ہیں وہ دوزخی روحیں ہیں اس لئے جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو مسکراتے ہیں

واذانظر قبل شمالہ بکیٰ حتیٰ عرج بی الی السمآء الثانیۃ فقال لخازنھا

اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر دوسرے آسمان تک تشریف لائے اور اس کے داروغہ سے کہا

افتح فقال لہ خازنھا مثل ماقال الاول ففتح قال انسؓ فذکرانہ

کہ کھولو اس آسمان کے داروغہ نے بھی پہلے داروغہ کی طرح پوچھا پھر کھول دیا حضرت انسؓ نے کہا کہ آنحضور ﷺ نے بیان فرمایا کہ

وجد فی السمٰوٰت ادمؑ وادریسؑ وموسیٰؑ وعیسیٰؑ

آپ ﷺ نے آسمان پر حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام

وابراھیمؑ ولم یثبت کیف منازلھم غیرانہ ذکر انہ

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو موجود پایا اور حضرت ابوذرؓ سے مجھے ان کے مدارج یاد نہیں رہے البتہ یہ بیان کیا کہ

وجدادمؑ فی السمآء الدنیا وابراھیمؑ فی السمآء السادسۃ

آنحضور ﷺ نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو آسمان دنیا پر پایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر

قال انسؓ فلمامر جبرئیل علیہ السلام بالنبی ﷺ بادریسؑ

حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت ادریس علیہ السلام کی خدمت میں تشریف لائے

قال مرحبابالنبی الصالح والاخ الصالح فقلت من ھذا قال ھذا ادریسؑ

تو انہوں نے فرمایا کہ مرحبا صالح نبی اور صالح بھائی میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب دیا کہ یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں

ثم مررت بموسیٰؑ فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ھذا قال

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا انہوں نے فرمایا مرحبا صالح نبی اور صالح بھائی میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا

هذا موسیٰ ثم مررت بعیسیٰ فقال مرحبابالنبی الصالح والاخ الصالح

یہ حضرت موسیٰ ہیں پھر حضرت عیسیٰ کے پاس سے گزرا فرمایا مرحبا صالح نبی اور صالح بھائی

قلت من هٰذا قال هٰذا عیسیٰ ثم مررت بابراهیمؑ

میں نے کہا یہ کون ہیں کہا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں پھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا

فقال مرحباً بالنبی الصالح والابن الصالح

انہوں نے فرمایا مرحبا صالح نبی اور صالح بیٹے

قلت من هٰذا قال هٰذا ابراهیمؑ قال ابن شهابؒ

میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ابن شہابؒ نے کہا کہ

فاخبرنی ابن حزمؒ ان ابن عباسؓ واباحبة الانصاریؓ کانا یقولان قال النبی ﷺ

مجھے ابن حزمؒ نے خبر دی کہ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوحبۃ الانصاریؓ کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

ثم عرج بی حتیٰ ظهرت لمستویً اسمع فیه صریف الاقلام

مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام لے چلے اب میں اس بلند مقام تک پہنچ گیا جہاں میں نے (لکھتے ہوئے فرشتوں کے) قلم کی آواز سنی

قال ابن حزمؒ وانس بن مالکؓ قال النبی ﷺ

ابن حزمؒ نے (اپنے شیخ) سے حدیث بیان کی اور حضرت انس بن مالکؓ نے حضرت ابوذرؓ کے واسطہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

ففرض الله عزوجل علیٰ امتی خمسین صلوٰة فرجعت بذٰلک حتیٰ مررت علیٰ موسیٰ

پس اللہ عزوجل نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں انہیں لے کر واپس لوٹا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک جب پہنچا

فقال مافرضَ الله لک علیٰ امتک قلت فرض خمسین صلوٰة قال

تو انہوں نے پوچھا کہ آپ ﷺ کی امت پر اللہ تعالیٰ نے کیا فرض کیا؟ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں انہوں نے فرمایا

فارجع الیٰ ربک فان امتک لاتطیق فراجعت
آپ ﷺ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جایئے کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کا تحمل نہیں کر سکتی میں واپس بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوا
فوضع شطرها فرجعت الیٰ موسیٰ قلت وضع شطرها فقال راجع ربک
تو اس میں سے ایک حصہ کم کر دیا گیا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ ایک حصہ کم کر دیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ دوبارہ جایئے
فان امتک لاتطیق ذالک فراجعت فوضع شطرها
کیونکہ آپ ﷺ کی امت میں اس کے برداشت کی بھی طاقت نہیں پھر میں بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوا پھر ایک حصہ کم ہوا
فراجعت الیه فقال ارجع الیٰ ربک فان امتک لاتطیق ذٰلک
پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جب پہنچا تو انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی بارگاہ میں پھر جایئے کیونکہ آپ کی امت اس کا بھی تحمل نہیں کر سکتی
فراجعته فقال هي خمس وهي خمسون لايبدل القول لدیّ
پھر میں بار بار آیا گیا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نمازیں (عمل میں) پانچ ہیں اور (ثواب میں) پچاس کے برابر" میرے یہاں بات نہیں بدلی جاتی"
فرجعت الیٰ موسیٰ فقال راجع ربک فقلت استحییت من ربی
اب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یہاں آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ اپنے رب کے پاس جایئے لیکن میں نے کہا کہ مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے
ثم انطلق بی حتیٰ اُنتهی بی الیٰ السدرة المنتهیٰ وغشیها الوان لاادری ماهی
پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے اس پر ایسے مختلف رنگ محیط تھے جن کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیا ہیں؟
ثم ادخلت الجنة فاذافیها حبائل اللؤلوء واذاترابها المسک (انظر ۱۶۳۶، ۳۳۴۲)
اس کے بعد مجھے جنت میں لے جایا گیا میں نے دیکھا کہ اس میں موتی کے ہار تھے اور اس کی مٹی مشک کی طرح تھی

﴿تحقیق وتشریح﴾

حدثنا یحیی بن بکیر:...... مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی سند میں کل چھ راوی ہیں۔

ابو ذرؓ:......اسمہ جندب بن جنادیؒ

فرج عن سقف بیتي:...... اس جملہ کے تحت دو سوال ہیں۔

سوالِ اول:...... کثیر روایات میں ہے کہ جب آپ ﷺ کو معراج کرایا گیا تو آپ ﷺ اپنی پھوپھی زاد بہن ام ھانیؓ کے گھر تھے اور یہاں فرج عن سقف بیتی ہے۔بیتی کا معنیٰ میرا گھر ہے تو بظاہر تعارض ہے۔

جواب:...... ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے اپنے گھر کی طرف نسبت کردی ہے ورنہ درحقیقت آپ ﷺ ام ھانیؓ کے گھر ہی تھے۔[1]

سوالِ ثاني:...... فرشتے چھت پھاڑ کر کیوں آئے دروازے سے کیوں نہ آئے۔

جوابِ اول:...... چھت پھاڑ کر آنا چونکہ عجیب ہے لھٰذا آئندہ جو بھی واقعات پیش آئیں گے وہ بھی عجائب ہوں گے اسی طرح جو امور آج کی رات میں پیش آئیں گے وہ خارقِ عادت اور خلافِ معہود ہوں گے۔[2]

جوابِ ثاني:...... دوسرا جواب یہ ہے کہ شقِ صدر کا واقعہ پیش آنے والا تھا بہت ممکن تھا کہ شقِ صدر کے وقت حضور ﷺ کو یہ خیال گزرتا کہ میرا یہ سینہ شق ہونے کے بعد اب کیسے درست ہوگا تو سقف کو پھاڑ کر اشارہ کردیا کہ جیسے یہ درست ہوگئی اسی طرح آپ ﷺ کا صدر اطہر بھی درست ہو جائے گا۔

خلاصۂ جواب:...... یہ ہے کہ آئندہ آنے والے حالات کے لئے استعداد اور تحمل پیدا کرنا مقصود تھا کہ چھت پھاڑی اور فوراً جڑ بھی گئی اور آئندہ سینہ چاک ہوگا تو جڑ جائے گا۔

جوابِ ثالث:......والحکمة فی دخول الملائکة من وسط السقف ولم یدخلوا من الباب کون ذالک اوقع صدقا فی القلب فیما جآوا به.[3]

---

[1] (عینی ص۳۴ ج۴) [2] (تقریر بخاری ص۱۱۷ ج۲) [3] (عمدۃ القاری ص۴۲ ج۴)

ففرج صدری :

مسئلۂ شقِ صدر :......

سوال: ...... شقِ صدر کتنی بار ہوا؟

جواب: ...... راجح یہ ہے کہ تین بار یقینا ہوا چوتھی اور پانچویں مرتبہ کے بارے میں اختلاف ہے۔

(۱): ...... بچپن میں حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی تربیت و پرورش کے زمانہ میں ہوا۔[۱]

(۲): ...... دس سال کی عمر میں ۔[۲]

(۳): ...... غارِ حراء میں جب نزولِ وحی کا وقت آیا تو تحملِ وحی کے لئے شقِ صدر کیا گیا۔[۳]

(۴): ...... جب آسمانوں کی سیر کرائی گئی تا کہ سیرِ آسمانی کا تحمل ہو جائے ۔[۴]

(۵): ...... تقریبا بیس سال کی عمر میں شقِ صدر کیا گیا۔[۵]

دس اور پندرہ سال والے شقِ صدر میں اختلاف ہے۔ بلوغ سے کچھ پہلے والے میں تو شدید اختلاف ہے ان کے علاوہ باقی تینوں تقریبا یقینی ہیں ۔بچپن اور اسراء والے شقِ صدر میں تو بالکل اختلاف نہیں ہے نبوت سے پہلے والا غارِ حراء میں ہوا اس میں معمولی سا اختلاف ہے۔

حضرت استاذ محترم مدظلہم نے اس موقع پر فرمایا کہ جب ہم پڑھتے تھے تو اسوقت اس مسئلے کا سمجھنا اور سمجھانا بڑا مشکل تھا کہ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ سینہ کو چیر کر دل نکالا جائے اور اسے دھویا جائے اور پھر اسی جگہ رکھ دیا جائے اور کام کرنے لگ جائے یہ تو مولویوں کی خوش فہمیاں ہیں سرجری عام نہ ہونے کی وجہ سے آج سے پچاس سال قبل اس کو سمجھانا اور منوانا بڑا مشکل تھا سرجری کے اس دور میں کوئی مشکل اور پیچیدہ بات ہی نہیں رہی آج کے دور میں کتنے آپریشن ہو رہے ہیں دل نکالے اور دھوئے جا رہے ہیں۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۴۲ ج۴ فتح الباری ص۲۲۸ ج۲) [۲] (عمدۃ القاری ص۴۲ ج۴) [۳] (عمدۃ القاری ص۴۲ ج۴) [۴] (بخاری شریف ص۵۰ ج۱) [۵] (سیرۃ مصطفیٰ ج۱ ص۷۴ مکتبہ عثمانیہ لاہور)

ثم غسله بماءِ زمزم :......

سوال:...... ماءِ زمزم افضل ہے یا ماءِ جنت افضل ہے؟

جواب :...... شقِ صدر کے موقع پر دل کی دھلائی کے لئے زمزم کا پانی استعمال کرنا اس کے افضل ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ جب جنت سے طشت آ سکتا تھا تو کیا پانی نہیں آ سکتا تھا معلوم ہوا ماءِ جنت سے ماءِ زمزم افضل ہے۔[1]

طست :...... طاء کے فتح اور سین کے سکون کے ساتھ اور آخر میں تاء ہے اور فارسی میں اسے طشت شین کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔[2]

بطست من ذهب :......

سوال:...... سونے کا تسلہ' ٹرے' برتن استعمال کرنا تو جائز نہیں فرشتے کیوں لائے؟

جوابِ اول :...... فرشتوں نے استعمال کیا ہے وہ تو مکلف نہیں لھذا سوال درست نہیں۔[3]

جواب ثانی :...... سونے کے برتن وغیرہ کے استعمال کی ممانعت یہ احکام بعد کے ہیں کیونکہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے سونے کے استعمال کی حرمت مدینہ منورہ میں ہوئی ہے۔[4]

ممتلئی حکمة و ایمانا :...... جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا۔

فافر غه فی صدری :...... اس کو میرے سینے میں ڈال دیا۔

ثم اطبقه :...... پھر سینہ کو بند کر دیا۔

فعرج بی الیٰ السمآء :...... پھر مجھے آسمان کی طرف لے چلے۔

اشکال:...... آسمان پر حضور ﷺ کیسے تشریف لے گئے حالانکہ بین السمآء والارض تو کرۂ زمہریر حائل ہے آپ

---

[1] (تقریر بخاری ص۱۱۸ ج۲) [2] (عمدۃ القاری ص۴۲ ج۴) [3] (عمدۃ القاری ص۴۲ ج۴ فتح الباری ص۲۲۹ ج۲ مطبع انصاری دہلی) [4] (فتح الباری ص۲۲۹ ج۲)

ﷺ نے اس کو کس طرح پار کیا؟ یاد رکھیئے معراج کا انکار کرنے کے لئے اس طرح کے اشکالات کئے گئے۔

جواب:...... یہ قدیم اشکال ہے راکٹ وغیرہ سائنسی ایجادات کے زمانہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں آجکل اس کا سمجھنا بہت آسان ہے۔ اگر انسانی حفاظت میں ان طبقات کو عبور کیا جاسکتا ہے تو خدائی حفاظت میں کیسے نہیں گذر سکتے۔

اشکال:...... اتنا طویل سفر معراج کا اتنی جلدی مختصر وقت میں کیسے ہوگیا؟

جواب:...... اس اشکال کی بھی کوئی حیثیت نہیں کیوں کہ اب تو سائنس دانوں نے تسلیم کرلیا ہے کہ سرعت کی کوئی حد نہیں ہے مختصر وقت میں طویل سفر کیا جاسکتا ہے جیسا کہ ہوائی جہاز وغیرہ کے ذریعے سے سفر کیا جارہا ہے۔

فقال ء ارسل الیه:...... اس جملہ کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں۔

(۱):...... کیا ان کو نبوت، رسالت دی گئی ہے؟ کیا وہ رسول ہیں؟ یہ تشریح کرنا مرجوح ہے کیونکہ آپ ﷺ کی نبوت ورسالت مخفی نہیں تھی۔ **ولیس السوال عن اصل رسالته لاشتهارها في الملكوت**[۱]

(۲):...... کیا آپ ﷺ کی طرف دعوت نامہ بھیجا گیا ہے۔

فاذارجل قاعد:...... رجل سے مراد حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام ہیں۔

علیٰ یمینه اسودة وعلیٰ یساره اسودة:...... کچھ دائیں طرف اور کچھ بائیں طرف۔ جنتیوں کی روحیں دائیں طرف تھیں اور دوزخیوں کی بائیں طرف تھیں۔

سوال:...... جنتیوں کی روحیں تو علّیین میں ہیں اور دوزخیوں کی سجین میں۔ علیین عرش کے اوپر ہے اور سجین دوزخ کے نیچے ہے تو ایک کو اوپر ہونا چاہئیے اور ایک کو نیچے نہ کہ دائیں اور بائیں۔

جواب اول:...... کچھ روحیں ایسی ہیں کہ جو اس وقت تک جسموں میں نہیں آئیں تھیں یہ وہ روحیں تھیں اور علّیین اور سجین میں جسموں میں آنے کے بعد ہوں گی۔

جواب ثانی:...... وقتی طور پر حضور ﷺ کی آمد کے اہتمام میں استقبال واعزاز کیلئے حاضر کردیا۔[۲]

---

[۱] (بخاری ص ۵۰ ج ۱ حاشیہ نمبر ۱۰) [۲] (تقریر بخاری ص ۱۱۸ ج ۲)

جواب ثالث :...... وہ جہان برزخ کے مشابہ ہے جیسے برزخ میں پردے نہیں ایسے ہی وہاں بھی پردے نہیں یمین وشمال سب اضافی چیزیں ہیں[۱]

جواب رابع :...... حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا یمین وشمال اور ہے اور ان کا اور ہے ان کا یمین وشمال فوق اور تحت ہے جیسے ایک آدمی پہلو کے بل لیٹا ہوا ہو سب چونکہ سامنے تھے تو جنتیوں کو اصحاب یمین کہہ دیا اور دوزخیوں کو اصحابِ شمال کہہ دیا[۲]

اسودۃ :...... سواد کی جمع ہے جیسے ازمنہ زمان کی جمع ہے۔ سواد کا معنیٰ شخص جماعات، سواد الناس۔ عوام کو کہتے ہیں۔

اذانظر قبل یمینه ضحک و اذانظر قِبلَ شماله بکی:......

سوال:...... حضرت آدمؑ دائیں طرف دیکھ کر کیوں ہنسے؟ اور بائیں طرف دیکھ کر کیوں روئے؟

جواب:...... یہ نسمات حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ اولاد کے اچھے کاموں پر خوشی اور برے کاموں پر رنج ہوتا ہے[۳] اس لیئے حضرت آدمؑ اچھی اولاد کو دیکھ کر خوش ہوئے اور بری اولاد کو دیکھ کر کبیدہ خاطر ہوئے اور روئے۔

والابن الصالح:...... ابن صالح اس لئے فرمایا کہ آپ ﷺ حضرت آدمؑ کی اولاد میں سے ہیں۔

قال انسؓ:...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس ﷺ نے انبیآء مذکورین کا ذکر فرمایا اور ان کے مراتب سماویہ بھی بیان فرمائے مگر مجھے یاد نہیں رہے۔ ہاں یہ یاد ہے کہ حضرت آدمؑ سماءِ اول پر اور حضرت ابراہیمؑ سادس پر تھے۔ علامہ عینی لکھتے ہیں قال انس. ظاهره ان هذه القطعة لم يسمعها انس من ابی ذر[۴] اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے انبیاء کے منازل متعین نہیں فرمائے کہ کونسا نبی کس آسمان پر تھا۔

هذاادريسؑ:......

سوال:...... حضرت ادریسؑ آپ ﷺ کے اجداد میں سے ہیں یا نہیں؟ اور کیا الیاسؑ بھی انہی کا نام ہے؟

جواب :...... حضرت ادریسؑ کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

---

[۱] (تقریر بخاری ص ۱۱۸ ج ۲) [۲] (فیض الباری ص ۳ ج ۲) [۳] (تقریر بخاری ص ۱۱۸ ج ۲) [۴] (عمدۃ القاری ص ۴۴ ج ۴)

(۱):......بعض حضرات نے کہا کہ ادریسؑ آپ ﷺ کے اجداد میں سے ہیں حضرت نوحؑ سے پہلے کے ہیں تو جیسے حضرت نوحؑ اجداد میں سے ہیں ایسے ہی یہ بھی حضور ﷺ کے اجداد میں سے ہیں۔

(۲):......بعض نے انکار کیا ہے کیونکہ اگر ایسے ہوتا تو حضرت آدمؑ کی طرح الابن الصالح کہتے جب کہ الاخ الصالح کہا ہے۔لیکن یہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ بہت ساری روایتوں میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے بھی الاخ الصالح کہا ہے۔

(۳):......بعض نے کہا ہے کہ حضرت ادریسؑ اور حضرت الیاسؑ ایک ہی ہیں۔

راجح قول:...... لیکن راجح قول یہ ہے کہ حضرت ادریسؑ حضرت نوحؑ سے پہلے تھے اور حضرت الیاسؑ بنی اسرائیل میں سے ہیں اور بعد کے ہیں۔یعنی پہلا قول راجح ہے۔

ثم مررت بموسیٰ:...... صرف ترتیب بیانی کے لئے ہے نہ کہ ترتیب سماوی کے لئے۔[۱]

ھٰذا ابراھیمؑ:......

اشکال:...... اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ چھٹے آسمان پر ملے۔حضرت انسؓ راوی ہیں فرماتے ہیں باقی انبیآءِ کرام کی ترتیب سماوی تو یاد نہیں رہی مگر حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ السلام پہلے آسمان پر اور حضرت ابراہیمؑ ساتویں آسمان پر تھے۔جبکہ صحیحین کی دیگر روایات میں صراحت کے ساتھ موجود ہے **انسؓ عن مالک بن صعصعۃؓ انه وجدفی السماء الدنیا آدمؑ ......وفی السابعة ابراھیمؑ** [۲] کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت معمور کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھے تھے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ بیت معمور ساتویں آسمان پر ہے اس سے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ساتویں آسمان پر ہونا ثابت ہوا تو بظاہر احادیث میں تضاد ہے۔

جوابِ اول:...... راجح تو یہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر تھے باقی اس روایت میں فی السمآء السادسہ آیا ہے تو ہوسکتا ہے کہ استقبال کے لئے آئے ہوں۔

جوابِ ثانی:...... راوی نے خود تسلیم کیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ ترتیب یاد نہیں۔تو ہوسکتا ہے کہ یہ بھی بھول گئے ہوں۔

---

[۱] (تقریر بخاری ص۱۱۹ ج۲) [۲] (عمدۃ القاری ص۴۲ ج۴)

جوابِ ثالث :…… اگر یہ کہا جائے کہ معراج کا واقعہ ایک سے زائد مرتبہ پیش آیا ہے تو اس صورت میں ان متضاد روایتوں سے کوئی اشکال پیدا نہیں ہوگا ہاں؟ یہ اشکال اس وقت پیدا ہوگا جب یہ کہا جائے کہ جسمانی معراج کا واقعہ ایک ہی مرتبہ پیش آیا تھا جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہے تو پھر اس صورت میں اشکال وتضاد کا جواب یہ ہوگا کہ معراج کے بارے میں سب سے زیادہ قوی اور زیادہ صحیح روایت وہ ہے جسمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے شب معراج میں حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا تو وہ بیت المعمور سے پشت لگائے بیٹھے تھے اور یہ بات کسی اختلاف کے بغیر ثابت ہے کہ بیت معمور ساتویں آسمان پر ہے۔

خلاصۂ جواب :…… آسمانوں کا تعین اور انبیآء کرامؑ سے ملاقات کے بارے میں حدیثوں میں جو کچھ اختلاف پایا جاتا ہے وہ اختلاف راویوں کے اشتباہ کی وجہ سے ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابراہیمؑ کو چھٹے آسمان پر دیکھا ہو اور ساتویں پر بھی جیسے کہ جواب اول میں گذرا ہے۔[1]

فائدہ :…… کن کن انبیا علیٰ نبینا وعلیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور کس کس آسمان پر ہوئی؟ اس کو یاد رکھنے کے لئے **اعیاھما** کا لفظ ہے۔ اس لفظ کے حروف تہجی کی ترتیب پر یاد رکھیں پہلے ھمزہ سے مراد حضرت آدمؑ ہیں عین سے مراد حضرت عیسیٰؑ ہیں یاء سے مراد حضرت یحییٰؑ ہیں دوسرے ہمزہ سے مراد ادریسؑ ہیں ھاء سے مراد حضرت ہارونؑ ہیں میم سے مراد حضرت موسیٰؑ ہیں آخری ہمزہ یعنی الف سے مراد حضرت ابراہیمؑ ہیں۔

قال ابن شھاب :…… یہاں سے امام زہریؒ آگے کا واقعہ جو دوسری سند سے سنا ہے اس کو ذکر فرماتے ہیں۔

اباحبة الانصاریؓ :…… ان کے نام میں اختلاف ہے ابوزرعہؒ نے عامرؓ بتایا ہے اور بعض نے عمر کہا ہے اور بعض نے ثابتؓ کہا ہے اور واقدیؒ نے مالک بتایا ہے۔[2]

لمستوی :…… اس کا نام مستوی العرش ہے (**بفتح الواو وقال الخطابی المراد به المصعد وقيل هو المكان المستوی**)

صریف الاقلام :…… قلموں کے لکھنے سے پیدا ہونے والی آواز (**وهو تصويتها حال الكتابة**)[3]

---

[1] (مظاہر حق ص ۳۳۷ ج ۵ عمدۃ القاری ص ۴۳ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۴۴ ج ۴) [3] (عمدۃ القاری ص ۴۴ ج ۴)

شطرها :……ای جزء ها

استحییت ربی :……مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے۔

سوال :…… کئی بار گئے جانے میں حیاء نہیں کیا تو اس مرتبہ کیوں حیاء کیا؟ اس کے دو جواب ہیں۔

جواب اول:…… بخاری شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ھی خمس وھی خمسون لایبدل القول لدی** اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں

(۱):…… یہ پانچ ہیں لیکن ثواب پچاس کا دوں گا۔ کم کروں تو فضل میں تخفیف لازم آئے گی۔

(۲):…… **لایبدل القول لدی** سے معلوم ہو گیا کہ رضاء اس میں ہے تو رضاء میں تبدیلی کیوں کراؤں۔[۱]

جواب ثانی :…… پانچ پانچ کی تخفیف ہو رہی تھی اب پانچ باقی رہ گئی تھیں اس میں بھی تخفیف کا مطالبہ کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے حکم کو رد کرنا ظاہر ہوتا ہے کہ ہم عبادت کرنا ہی نہیں چاہتے اس لئے فرمایا **استحییت ربی**.

سوال :…… **لایبدل القول** ۔تو جب پہلے ہی پانچ تھیں تو پچاس کیوں فرمایا؟ نسخ مرتین قبیح ہے اور یہ تو نسخ تسع مرات لازم آرہا ہے۔

جواب :…… یہ حقیقت میں نسخ کے قبیل سے نہیں ہے تو اس لئے نسخ مرتین لازم نہیں آتا بلکہ بلاغت کا ایک قاعدہ ہے **القآء المراد دفعة دفعة یا بعد دفعة** یعنی خبر روک روک کر دینا۔ خوشی اور غمی کی خبروں میں ایسا ہو اکرتا ہے جیسے کوئی بے وطن ہو اور والدہ فوت ہو جائے تو پہلے کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ سخت بیمار ہیں۔ جب وہ مانوس ہو جاتا ہے تو والدہ کی موت کی خبر بھی دے دی جاتی ہے دنیا میں سب سے زیادہ مودّت و محبّت والا رشتہ والدہ کا ہے آدمی بڑا ہو کر بیمار ہو جائے والدہ کو یاد کرتا ہے اور ہائے اماں؟ کہتا ہے۔ والدہ کی محبت کے دو واقعے تحریر کئے جاتے ہیں۔

واقعه نمبر (۱):…… ایک عورت سیلاب میں بہتی جارہی تھی راستے میں ایک پل تھا رضا کار پل سے رسے

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۴۵ ج۴)

ڈال کر لوگوں کو نکال رہے تھے عورت کو نکالنے کے لئے انہوں نے رسی ڈالی عورت نے ایک ہاتھ سے رسی کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ میں اپنا بچہ پکڑے ہوئے تھی رسی کو پکڑ کر جب اوپر چڑھنے لگی تو بچہ ہاتھ سے گر گیا بچہ کی محبت میں ماں نے رسی کو چھوڑ دیا بچہ کے پیچھے پانی میں بہہ گئی۔

واقعہ نمبر (۲):...... ایک مرد کی کسی عورت سے محبت ہوگئی عورت نے پوچھا محبت سچی ہے یا جھوٹی !جواب دیا کہ سچی محبت ہے۔عورت نے کہا میں سچی محبت تب جانوں اور مانوں گی جب اپنی ماں کو ذبح کر کے دل نکال کر لاؤ گے اس شقی القلب نے ایسے ہی کیا دل پلیٹ میں رکھ کر لے جا رہا تھا راستہ میں گر گیا دل سے آواز آئی چوٹ تو نہیں آئی۔

واقعہ نمبر (۳):...... حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ نے اپنی ماں کا واقعہ سنایا فرمایا کہ میری والدہ جب بیمار ہوئیں تو میں دو دو ہفتے بعد گھر جایا کرتا تھا والدہ صاحبہ فرماتی بیٹے میں تو جمعہ کی رات کو انتظار کرتی رہتی ہوں اگر رات کو نہ آئے تو جمعہ کے دن نو بجے تک انتظار کرتی ہوں ورنہ پھر اگلے جمعے پر ڈال دیتی ہوں۔

حتیٰ انتھیٰ بی الیٰ سدرۃ المتھیٰ وغشیھاالوان:...... حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے سدرۃ المنتھیٰ تک لے گئے اور اسے مختلف رنگوں نے ڈھانپ رکھا تھا۔

سدرۃ کا معنیٰ:...... بیری کا درخت سدرۃ المنتھیٰ یہ ایک درخت ہے جس کی جڑیں چھٹے آسمان پر ہیں اور شاخیں ساتویں آسمان سے بھی اوپر ہیں۔

سوال:...... اس کا نام سدرۃ المنتھیٰ کیوں رکھا گیا۔

جواب:...... سدرۃ المنتھیٰ نام رکھنے کی مختلف وجوہ بیان کی گئی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱):……ملائکہ کی پرواز وعلم وہیں تک ہے اس سے آگے نہیں۔

(۲):……اوپر سے احکام یہاں تک آتے ہیں سدرۃ المنتہیٰ سے فرشتے لیتے ہیں۔ میں اس کا نام ڈاکخانہ رکھتا ہوں یہ عام تحقیق ہے۔

(۳):……حضرت انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میرا جہاں تک گمان ہے کہ قرآن مجید میں سدرۃ المنتہیٰ کے بارے میں ہے عند سدرۃ المنتہیٰ عندھا جنت الماویٰ [۱] اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ جنت کا علاقہ ہے اس سے ورے ورے دوزخ کا علاقہ ہے۔ اس درخت کی جڑیں چھٹے آسمان پر ہیں اس کے اوپر جنت کا علاقہ ہے تو یہ علاقہ جھنم کی انتہاء ہے۔ اسی لئے اس کو سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں اور یہ علاقہ جنت کی ابتداء ہے۔ معلوم ہوا کہ ہم علاقہ جہنم میں رہتے ہیں اس سے نکلنے کے لئے عروۃ الوثقیٰ کا تھامنا ہوگا اور حضور ﷺ کی اتباع کرنی ہوگی۔

وغشیھا الوان لاادری ماھی :……

سوال :…… سدرۃ المنتہیٰ کو کس چیز نے ڈھانپ رکھا تھا؟

جواب :……اس بارے میں مختلف اقوال ہیں اور وہ یہ ہیں۔

قول اول :……بے شمار فرشتے سدرۃ المنتہیٰ کو گھیرے ہوئے تھے ان کے پروں کی روشنی اور چمک نے گویا پورے درخت پر نور وجمال کی چادر ڈال دی تھی۔

قول ثانی :…… بعض حضراتؒ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کے جلال وعظمت کا نور سونے کے پروانوں کی طرح اس پر گر رہا تھا جس کے نیچے پورا درخت چھپ گیا تھا۔

قول ثالث :…… بعض حضراتؒ یوں فرماتے ہیں کہ سونے کے پتنگے اور پروانے اور دوسری رنگ برنگ کی عجیب وغریب چیزوں نے جن کی حقیقت وکیفیت کوئی نہیں جانتا سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھک دیا تھا۔[۲]

---

[۱] (پارہ ۲۷ سورۃ نجم رکوع ۱) [۲] (مظاہر حق ص ۴۳۷ ج ۵: عمدۃ القاری ص ۵۱ ج ۴)

حبائل :…… حبالہ کی جمع ہے رسی مراد ہے ایک روایت میں جنابذ اللؤ لؤ ہے۔ جنابذ جنبذ کی جمع ہے اور یہ گنبد کا معرب ہے یعنی موتیوں کے گنبد۔[1]

اسراء اور معراج مصطفی ﷺ سوال وجواب کی صورت میں :……

سوال :…… اسراء اور معراج کس کو کہتے ہیں؟

جواب :…… بیت اللہ سے بیت المقدس کی سیر کو اسراء کہتے ہیں۔ اور بیت المقدس سے آسمان وغیرہ کے سفر کو معراج کہتے ہیں۔

سوال :…… اسراء اور معراج کی تفصیل فقط قرآن میں ہے یا قرآن اور احادیث دونوں میں ہے؟ اور کہاں ہے۔

جواب :…… اسراء اور معراج دونوں کو قرآن مجید میں اجمالاً بیان کیا گیا ہے اور ان کی تفصیل احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ سے منقول ہے۔ اسراء کا بیان پندرہ پارہ کے آغاز میں ہے رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا **سبحان الذی اسرا بعبدہ الأیۃ** اور معراج کی طرف اشارہ سورۃ نجم ستائیسویں پارہ میں ہے ارشاد ہے **فکان قاب قوسین او ادنیٰ الأیۃ** اسراء اور معراج کی تفصیل بخاری شریف ص۵۰، ۵۱ ج۱ پر ہے۔

سوال :…… معراج مناماً نصیب ہوئی یا یقظۃً ؟ اور کتنی بار ہوئی ؟۔

جواب :…… معراج جسمانی بیداری کی حالت میں کرائی گئی اور اس کی تعداد مختلف فیہ ہے۔

سوال :…… یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو معراج کی نعمت سے کیوں نوازا؟

جواب :…… جب آنحضرت ﷺ ابتلاء اور آزمائش کی تمام منزلیں طے کر چکے ذلت اور رسوائی کی کوئی نوع ایسی باقی نہیں رہی کہ جو خداوند ذوالجلال کی راہ میں نہ برداشت کی ہو اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذلت اور رسوائی کا انجام سوائے عزت اور رفعت اور سوائے معراج اور ترقی کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسراء اور معراج کی عزت سے سرفراز فرمایا اور اتنے اونچے مقام تک لے گئے کہ افضل الملائکۃ المقربین یعنی حضرت جبرئیلؑ بھی پیچھے اور نیچے رہ گئے۔[2]

---

[1] (عمدۃ القاری ص۲۶ ج۴) [2] (سیرۃ المصطفیٰ ص۲۷۳ ج۱ المکتبۃ عثمانیہ لاہور)

سوال:...... جسم اور روح کے ساتھ بحالت بیداری کس سال آپ ﷺ کو اسراء اور معراج کرائی گئی؟

جواب:...... علماءؒ سیر کا اس میں اختلاف ہے صاحب فتح الباری نے باب المعراج میں دس قول نقل فرمائے ہیں ان میں سے راجح قول یہ ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد اور بیعت عقبہ سے پہلے معراج ہوئی۔

سوال:...... معراج کس رات ہوئی اور کونسا مہینہ تھا؟

جواب:...... اس میں اختلاف ہے اور پانچ قول ہیں۔

(۱) ربیع الاول (۲) ربیع الآخر (۳) رجب (۴) رمضان المبارک (۵) شوال المکرم

قول مشہور:...... یہ ہے کہ رجب کی ستائیسویں شب میں ہوئی۔ [۱]

سوال:...... اسراء اور معراج کے لئے رات کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

جواب:...... علامہ بدرالدین عینیؒ نے عمدۃ القاری ص ۵۰ ج ۴ میں دس وجوہات بیان فرمائی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں

الوجه الاول:...... رات کا وقت خلوۃ واختصاص کے لئے موزوں ہے بادشاہوں کی مجالس رات کو لگا کرتی ہیں۔ وھو الوقت المناجات الاحبة .

الوجه الثانی:...... اللہ پاک نے انبیاء کرام علیھم السلام کو معجزات وکرامات سے رات کو زیادہ نوازا ہے مثلاً قصہ ابراہیمؑ میں ہے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ ى كَوْكَبًا. [۲]

اور قصہ حضرت لوط علیہ السلام میں ہے فَاسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ الَّيْلِ [۳]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً [۴]

اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا فَاَسْرِ بِعِبَادِىْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ [۵]

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۳۹ ج ۴ سیرت المصطفیٰ ص ۲۷۴ ج ۱) [۲] (پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۷۷) [۳] (پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت نمبر ۶۵) [۴] (پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۴۲) [۵] (پارہ ۲۵ سورۃ الدخان آیت نمبر ۲۳)

الوجه الثالث :...... اللہ پاک نے بہت ساری آیات مقدسہ میں رات کو دن پر مقدم بیان فرمایا ہے مثلاً

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ[1]

وَلاَ الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ[2]

وليلة النحر تغنى عن الوقوف نهارا[3]

الوجه الرابع:...... کوئی رات ایسی نہیں کہ جس کے بعد دن نہ ہو۔ اور یہ ہوسکتا ہے کہ دن آئے اور اس کے بعد رات نہ ہو مثلاً قیامت کا دن۔

الوجه الخامس :...... رات دعاء کی قبولیت کا محل ہے اور من جانب اللہ تعالیٰ بخشش وعطاء دن کی بنسبت رات کو زیادہ ہوتی ہے۔

الوجه السادس :...... آپ ﷺ نے اکثر سفر رات کو فرمائے ہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ **علیکم بالدلجة فان الارض تطوى بالليل۔**

الوجه السابع :......**لان الليل وقت الاجتهاد للعبادة وكان ﷺ قام حتىٰ تورمت قد ماه وكان قيام الليل فى حقه واجبا**[4]

سوال:...... اس مقدس سفر کا آغاز کہاں سے ہوا؟

جواب :...... ایک شب نبی کریم ﷺ حضرت ام ہانیؓ کے مکان میں بسترِ استراحت پر آرام فرمارہے تھے۔ نیم خوابی کی حالت تھی کہ یکا یک چھت پھٹی اور چھت سے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اترے اور آپ علیہ السلام کے ہمراہ اور بھی فرشتے تھے انہوں نے آپ ﷺ کو جگایا اور مسجد حرام کی طرف لے گئے وہاں جاکر حطیم میں آپ ﷺ لیٹ گئے اور سو گئے حضرت جبرئیل علیہ السلام امین اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے آپ کو جگایا اور آپ ﷺ کو بیر زمزم پر لے گئے اور لٹا کر آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا اور قلب مبارک کو نکال کر زمزم کے پانی سے دھویا۔[5]

---

[1](پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۲) [2](پارہ ۲۳ سورۃ یٰس آیت نمبر ۴۰) [3](عمدۃ القاری ص ۵۰ ج ۴) [4](عمدۃ القاری ص ۵۰ ج ۴) [5](سیرۃ المصطفیٰ ص ۲۷۵ ج ۱)

سوال:...... مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کا سفر آپ ﷺ نے کس چیز پر فرمایا؟

جواب:...... خچر سے کچھ چھوٹی اور حمار سے کچھ بڑی ایک بہشتی سواری (جس کا رنگ سفید تھا جسے براق کہا جاتا ہے) لائی گئی، اس پر سوار ہوئے اور سفر شروع کر دیا حضرت جبرئیل علیہ السلام وحضرت میکائیل علیہ السلام ہمرکاب تھے یا ردیف بنے۔[۱]

سوال:...... براق کیوں بھیجا گیا؟ جبکہ اللہ رب العزت تو پلک جھپکنے میں بغیر سواری کے بھی بلوا سکتے تھے۔

جواب:...... لمبے سفر کے لئے عام طور پر سواری کو استعمال کیا جاتا ہے اس لئے رب ذوالجلال نے معتاد طریقہ سے بلوایا اور براق کو بھیجا۔[۲]

سوال:...... ارواح کی کتنی قسمیں ہیں اور کونسی روح زمین سے آسمان کی طرف پرواز کے قابل ہوتی ہے؟

جواب:...... ارواح کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) ارواح العوام جن پر قوئ حیوانیہ غالب ہو یہ تو بالکل عروج کے قابل نہیں ہوتی۔

(۲) ارواح العلماء۔

(۳) ارواح المرتاضین۔

(۴) ارواح الانبیاء علیہم السلام، والصدیقین'' جب ان کی ارواح کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے تو ان کے ابدان کا زمین سے ارتفاع بھی بڑھ جاتا ہے اور تمام انبیاء کرام علیہ السلام سے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کی روح مقدس قوت میں کمال کے درجے تک پہنچی ہوئی ہے اس لئے اللہ پاک نے ان کو اس مقام تک پہنچایا جہاں کوئی بھی نہیں پہنچا فرمایا فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔[۳]

سوال:...... بیت المقدس تک کے سفر میں دنیا اور شیطان کس صورت میں ملے؟

جواب:...... دنیا ایک بوڑھیا عورت کا روپ دھارے کھڑی تھی اور شیطان لعین بوڑھے کی شکل میں نظر آیا۔[۴]

---

[۱] (سیرۃ المصطفیٰ ص ۲۷۶ ج ۱) [۲] (عمدۃ القاری ص ۵۱ ج ۴) [۳] (پارہ ۲۷ سورۃ نجم آیت ۹) [۴] (سیرۃ المصطفیٰ ص ۲۷۷ ج ۱)

سوال:...... بیت المقدس پہنچ کر آپ ﷺ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کتنی رکعتیں پڑھیں اور کون سی نماز پڑھی؟

جواب:...... حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور حضرت جبرئیل امینؑ دونوں مسجد میں داخل ہوئے اور ہم دونوں نے دو رکعت پڑھی[۱] اور دو رکعت نفل پڑھیں (ارشاد صدری) اس کے بعد بہت سے حضرات مسجد اقصیٰ میں جمع ہو گئے پھر ایک مؤذن نے آذان دی اور پھر اقامت کہی، ہم صف باندھ کر کھڑے ہو گئے اسی انتظار میں تھے کہ کون امامت کرائے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو آگے بڑھا دیا میں نے سب کو نماز پڑھائی جب میں نماز سے فارغ ہو گیا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ آپ نے کن لوگوں کو نماز پڑھائی ہے میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں حضرت جبرئیل امین نے کہا کہ جتنے نبی مبعوث ہوئے سب نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔[۲]

سوال:...... بیت المقدس سے اوپر کا سفر کس چیز پر کیا؟

جواب:...... روایات مختلف ہیں بعض میں آتا ہے کہ اسی براق کے ذریعہ آسمان کی طرف سفر طے کیا جبکہ دیگر روایات میں آتا ہے کہ مسجد اقصیٰ سے برآمد ہونے کے بعد جنت سے زمرد اور زبرجد کی ایک سیڑھی کے ذریعہ آپ ﷺ نے آسمان کی طرف صعود فرمایا اور اس سیڑھی کے دائیں بائیں جانب ملائکہ علیہم السلام آپ ﷺ کے جلو میں تھے۔[۳]

سوال:...... جب آنحضرت ﷺ آسمانوں پر پہنچے تو ہر آسمان کا دروازہ کھلوایا گیا جن انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات کرائی گئی ان کے نام کیا ہیں؟

جواب:...... بخاری شریف کی روایت یعنی (روایت الباب) کے مطابق اسماء گرامی یہ ہیں (۱) حضرت آدمؑ (۲) حضرت ادریسؑ (۳) حضرت موسیٰؑ (۴) حضرت عیسیٰؑ (۵) حضرت ابراہیمؑ، دیگر روایات میں (۶) حضرت یحییٰؑ (۷) حضرت یوسفؑ (۸) حضرت ہارونؑ کے اسمائے گرامی آئے ہیں۔

---

[۱] (خصائص کبریٰ ص ۱۶۷ بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ ص ۲۸۰ ج ۱) [۲] (خصائص کبریٰ ص ۱۵۴ ج ۱، زرقانی شرح مواھب ص ۴۴ ج ۲ بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ ص ۲۸۱ ج ۱) [۳] (سیرۃ المصطفیٰ ص ۲۸۴ ج ۱)

سوال: ...... کس آسمان پر کس نبی سے ملاقات ہوئی؟

جواب: ...... پہلے آسمان پر حضرت آدمؑ سے ملے دوسرے پر حضرت یحیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔[1]

سوال: ...... ان انبیاء کرام علیہم السلام میں اکثر کا مستقر تو زمین پر ہے تو پھر یہ آپ ﷺ کو آسمانوں پر کیسے ملے اس سے ان کا ہر جگہ حاضر ہونا لازم آتا ہے جب کہ ہر جگہ حاضر ناظر ہونا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاصہ ہے؟

جواب: ...... اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو ان کے اجساد میں ڈھال کر نبی آخر الزمان ﷺ کے استقبال کے لئے حاضر فرمایا، یا یوں سمجھئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو جسم مثالی کے ساتھ آسمانوں پر لائے۔[2]

سوال: ...... حضرت جبرئیل علیہ السلام کہاں تک ساتھ رہے۔

جواب: ...... مقام رفرف پہنچنے تک ساتھ رہے

سوال: ...... ساتویں آسمان سے اوپر کیا دیکھا؟

جواب: ...... سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھنے کے بعد جنت کی سیر اور دوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا بعد میں پھر آپ ﷺ کو عروج نصیب ہوا مقام صریف الاقلام سے چل کر حجابات طے کرتے ہوئے بارگاہ قدس تبارک وتعالیٰ میں پہنچے دیدار نصیب ہوا اور ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا اور احکامات وصول کئے۔

سوال: ...... رب ذوالجلال نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو پاس بلوا کر کتنے عطیے اور تحفے عنایت فرمائے؟

جواب: ...... صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس وقت تین عطیے عنایت فرمائے

---

[1] (سیرۃ المصطفیٰ ص ۲۸۶ ج ۱) [2] (عمدۃ القاری ص ۴۸ ج ۴)

(۱) پانچ نمازیں (۲) خواتیم سورۃ بقرہ (۳) جو شخص آپ ﷺ کی امت میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ گردانے اللہ تعالیٰ اس کے کبائر سے درگزر فرمائے گا یعنی کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافروں کی طرح ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہ ڈالے گا۔[۱]

سوال: ...... دورانِ ملاقات کیا گفتگو ہوئی ؟

جواب: ...... رب ذوالجلال نے آپ ﷺ کو بے شمار الطاف وعنایات سے نوازا۔ طرح طرح کی بشارات سے مسرور کیا۔ خاص خاص احکام وہدایات دیئے حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ حق جل شانہٗ نے اثناء کلام میں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے یہ فرمایا کہ میں نے تجھے اپنا خلیل اور حبیب بنایا اور تمام لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا اور تیرا سینہ کھولا اور تیرا بوجھ اتارا اور تیری آواز کو بلند کیا میری توحید کے ساتھ تیری رسالت اور عبدیت کا بھی ذکر کیا جاتا ہے اور تیری امت کو خیر الامم اور امت متوسطہ اور عادلہ اور معتدلہ بنایا شرف وفضیلت کے لحاظ سے اولین اور ظہور اور وجود کے حساب سے آخرین بنایا۔ اور آپ ﷺ کی امت میں سے کچھ لوگ ایسے بنائے کہ جن کے دل اور سینے ہی انجیل ہونگے یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام ان کے سینوں اور دلوں پر لکھا ہوگا اور آپ ﷺ کو وجود نورانی اور روحانی کے اعتبار سے اول النبیین علیہم السلام اور بعثت کے اعتبار سے آخر النبیین ﷺ بنایا۔ اور آپ ﷺ کو سورۃ فاتحہ اور خواتیم سورۃ بقرہ عطا کئے جو آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے اور آپ ﷺ کو حوض کوثر عطا کی اور آٹھ چیزیں خاص طور پر آپ ﷺ کی امت کو دیں، دین اسلام اور مسلمان کا لقب اور ہجرت اور جہاد اور نماز اور صدقہ اور صوم رمضان اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور آپ ﷺ کو فاتح اور خاتم بنایا یعنی اول الانبیاء علیہم السلام اور آخر الانبیاء علیہم السلام بنایا۔[۲]

سوال: ...... سفرِ معراج سے واپسی کیسے ہوئی ؟ اور کب ہوئی ؟

جواب: ...... اولاً بیت المقدس آ کر اترے اور وہاں سے براق پر سوار ہو کر صبح سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچے۔ صبح کے بعد آپ نے یہ واقعہ قریش کے سامنے پیش کیا تو وہ سن کر حیران ہو گئے۔

[۱] (سیرۃ المصطفیٰ ص ۲۹۰، ۲۹۱ ج ۱) [۲] (سیرت مصطفیٰ ص ۲۹۲ ج ۱)

سوال: ...... قریش نے بطور امتحان کتنے سوال کئے؟

جواب: ...... دو(۱) بیت المقدس کے متعلق سوالات کئے۔آپ ﷺ نے ٹھیک ٹھیک جوابات دیئے۔

(۲) راستے کا کوئی واقعہ بتاؤ۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ راستہ میں فلاں جگہ مجھ کو ایک تجارتی قافلہ ملا جو شام سے مکہ واپس آرہا ہے اس کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے۔ان شاء اللہ تعالیٰ تین دن کے بعد وہ قافلہ مکہ پہنچ جائیگا اور ایک خاکستری رنگ کا ایک اونٹ سب سے آگے ہوگا جس پر دو بورے لدے ہوئے ہونگے چنانچہ تیسرے دن اسی شان سے وہ قافلہ مکہ میں داخل ہوا اور اونٹ گم ہونے کا واقعہ بھی بیان کیا۔ولید بن مغیرہ نے یہ سن کر اور یہ دیکھ کر کہا کہ یہ جادوگر ہے۔ لوگوں نے کہا ولید سچ کہتا ہے۔[۱]

تنبیہ: ...... اس کے علاوہ بھی کئی ایک سوالات ہیں مثلاً

۱: ان آٹھ انبیاء کو استقبال کے لئے کیوں متعین فرمایا؟[۲]

۲: بیت المقدس پہنچنے پر آپ ﷺ کو تین پیالے پیش کئے گئے اور اسی طرح اوپر جا کر بھی۔آپؐ نے کس پیالے کو پسند فرمایا۔

۳: آپ ﷺ نے دوران ملاقات کونسی باتیں اللہ پاک سے عرض کیں وغیرہ وغیرہ، بحث کی طوالت کے ڈر سے اختصار سے کام لینے کی کوشش کی ہے۔

(۳۴۱)حدثنا عبداللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن صالح بن کیسان عن عروۃ بن الزبیر عن
ہم سے عبداللہ بن یوسفؒ نے بیان کیا، کہا ہمیں خبر دی مالکؒ نے صالح بن کیسانؒ کے حوالہ سے وہ عروہ بن زبیرؓ سے
عآئشۃ ام المؤمنین قالت فرض اللہ الصلوٰۃ حین فرضھا رکعتین
وہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت نماز فرض کی تو دو دو رکعتیں نماز کی فرض کی تھیں
رکعتین فی الحضر و السفر فاقرت صلوٰۃ السفر وزید فی صلوٰۃ الحضر (انظر ۱۰۹۰، ۳۹۳۵)
مسافرت میں بھی اور اقامت کی حالت میں بھی، پھر سفر کی نماز تو اپنی اصلی حالت پر باقی رکھی گئیں۔اور البتہ اقامت کی نمازوں میں زیادتی کردی گئی

[۱] (زرقانی شرح مواہب ج ۶ ص ۱۳۶، سیرت مصطفیٰ ج ۱ ص ۲۹۲) [۲] (عمدۃ القاری ص ۴ ص ۴۸)

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقۃ للترجمۃ ظاهرۃ

اس حدیث کی سند میں کل پانچ راوی ہیں۔ پانچویں راویہ صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ہیں آپ کی کل مرویات تقریباً بائیس سو ہیں۔ آپ کے حالات الخیر الساری جلد اول میں گزر چکے ہیں۔ مختصراً یہ ہیں باپ کا نام ابوبکر صدیق ماں کا نام ام رومان امہات المؤمنین میں سے ہیں ۵۷ یا ۵۸ھ میں انتقال ہوا حضرت ابو ہریرہؓ نماز جنازہ پڑھائی مدینہ منورہ جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ باب الھجرۃ میں بھی لائے ہیں۔ امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ اور امام نسائیؒ باب الصلوٰۃ میں لائے ہیں۔

فاقرت صلوٰۃ السفر وزید فی صلوٰۃ الحضر: ...... پھر سفر کی نمازیں تو اپنی اصلی حالت پر باقی رکھی گئی اور اقامت کی نمازوں میں زیادتی کردی گئی۔

ربط: ...... اس حدیث میں کیفیت صلوٰۃ کا بیان ہے لہٰذا ربط ظاہر ہے۔

اس روایت پر دو اعتراض: ......

اول: ...... یہ ہے کہ قرآنی آیت فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ [۱] کے معارض ہے۔ کیونکہ یہ آیت چار ہجری کو نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ سفر و حضر میں پہلے چار چار رکعتیں پڑھی جاتی تھیں بعد میں دو دو ہوئیں جبکہ حدیث الباب میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پہلے ہی سے دو رکعتیں تھیں **فاقرت صلوٰۃ السفر** کا یہی مطلب ہے۔

ثانی: ...... حدیثِ عائشہؓ روایتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ہے جس میں ہے **فرض اللہ الصلوٰۃ علی لسان نبیکم فی الحضر اربع رکعات وفی السفر رکعتین وفی الخوف رکعۃً** [۲] لہٰذا یہ حدیث احناف اور شوافع کے لئے ایک مسئلہ بن گئی۔ اس حدیث کے حل ہونے اور صحیح تفسیر و تشریح کرنے سے ایک اصولی

[۱] (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۰۱) [۲] (عمدۃ القاری ج ۴ ص ۵۲)

مسئلہ حل ہو جائیگا جو حنفیہ اور شافعیہ کے درمیان مختلف فیہ ہے۔

مختلف فیه مسئله: …… یہ ہے کہ قصر عزیمت ہے یا رخصت، پھر رخصت اسقاط ہے یہ رخصت ترفیہ ہے

مذهب شافعيهؒ: …… مالکیہؒ وحنابلہؒ و شوافع کے نزدیک اصل فریضہ چار رکعت ہے اور دو رکعت کی معافی رخصت ترفیہ یعنی آسانی پیدا کرنے کے لئے ہے۔

مذهبِ حنفيهؒ: …… احنافؒ فرماتے ہیں کہ سفر میں اصل فریضہ دو رکعتیں ہیں لھذا احناف کے نزدیک دو کی جگہ چار نہیں پڑھی جاسکتی۔ اور شوافع کے ہاں رخصت ترفیہ کے پیش نظر دو کی جگہ چار پڑھ سکتا ہے۔

توجیه شوافع: …… حدیث عائشہؓ کو شافعیہ بھی مانتے ہیں کیونکہ سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔ امام بخاریؒ نے اس کو اپنی بخاری شریف میں اسی باب کے تحت ذکر فرمایا ہے لھذا شوافع اس کی توجیہ کرتے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ شروع شروع میں دو دو رکعتیں فرض ہوئیں ہجرت مدینہ کے فوراً بعد سفر و حضر میں چار چار رکعتیں ہوگئیں۔ پھر چار ہجری میں جا کر قصر کے طور پر سفر میں دو ہوگئیں شوافع اقرت کا معنی و مطلب مآل کے اعتبار سے مراد لیتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ اضافہ نہیں ہوا بلکہ اضافہ ہو کر دو سے چار رکعتیں ہوئیں۔ شافعیہ کی یہ تاویل بظاہر آپ کو آسان نظر آئے گی مگر حنفیہ نے شافعیہ کی توجیہ کا بہت عمدہ جواب دیا، جو یہ ہے۔

توجیه شافعیه کا احناف کی طرف سے شافی و کافی جواب: …… جواب کا حاصل یہ ہے کہ احناف روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو بالکل ٹھیک مانتے ہیں، فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے کہ صلوٰۃ سفر دو دو رکعتیں ہی رہی ہیں اور یہی عزیمت ہے دو سے چار نہیں ہوئیں البتہ حضر کی دو سے چار رکعتیں ہوگئیں کیونکہ اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ سفر کی چار رکعتیں تھیں پھر رخصت ملی اور دو ہوگئیں اس سے دو خرابیاں یعنی دو مفسدے لازم آئیں گے۔

مفسده اولیٰ (یعنی پہلی خرابی): …… کوئی صحیح روایت تو ایسی ہوتی جس سے پتہ چلتا کہ سفر میں اولاً چار رکعتیں پڑھی گئیں پھر دو ہوئیں حالانکہ تعدادِ رکعات کے لئے تواتر ہونا چاہئے۔ لیکن کوئی ایک روایت بھی

نہیں ہے، بلکہ محض آیت کا مصداق صحیح کرنے کے لئے شوافعؒ نے اجتہاد سے کام لیا ہے۔ اور کہا کہ سفر میں چار رکعات تھیں اور اب دو ہوگئیں اس کے علاوہ اور کوئی دلیل نہیں ہے۔ اولاً اجتہاد سے سفر کی چار رکعتیں بنائیں پھر اقرت کی توجیہ کرڈالی۔

مفسدہ ثانیہ (یعنی دوسری خرابی): ...... شوافع کی بیان کردہ توجیہ کو تھوڑی دیر کے لئے تسلیم بھی کرلیا جائے تو نسخ مرتین لازم آئیگا کہ پہلے دو دو رکعات تھیں پھر چار چار ہوئیں اور پھر چار سے دو رکعتیں ہوئیں آپ جانتے ہیں کہ نسخ مرتین تو جائز ہی نہیں۔

احنافؒ نے اس حدیث کی دو توجیہات بیان کی ہیں۔

توجیہ احناف (توجیہ اول): ...... حنفیہؒ فرماتے ہیں کہ آیت قصر ہی میں غور کرلیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ کیونکہ آیت پاک میں قصر کا ذکر ہے اللہ پاک نے فرمایا اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ لیکن قصرِ عددی کا ذکر نہیں بلکہ قصرِ وصفی کا ذکر ہے[1]

قصر کی اقسام: ...... قصر کی دو قسمیں ہیں ۱۔قصرِ عددی ۲۔قصرِ وصفی

قصرِ عددی: ...... یہ ہے کہ چار رکعتوں کی دو رکعتیں ہوجائیں۔

قصرِ وصفی: ...... یہ ہے کہ آدھی امام کے پیچھے اور آدھی اکیلے۔ اور ایسی نماز تو صلوٰۃ الخوف ہے۔ اس مذکورہ بالا آیت پاک میں **صلوٰۃ الخوف** ہی کا ذکر و بیان ہے قصرِ عددی کا ذکر اس میں نہیں ہے۔ لھذا اب یہ حدیث نہ آیت کے مخالف ہے اور نہ ہی آیت حدیث کے مخالف ہے۔

توجیہ ثانی: ...... آیت کی دوسری توجیہ یہ ہے کہ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ میں مجازی معنی مراد لیا جائے اور معنی اس طرح کیا جائے کہ کوئی حرج نہیں کہ تم قصر کو رہنے دو اور یہ مجازی معنی بقاء کے لحاظ سے ہے ضَیِّقٌ فَمَ الْبِئْرِ کنویں

---

[1] (داوجز المسالک ص۹۴ ج۳ بذل المجھود ص۲۲۹ ج۲)

کا منہ تنگ کردے) کے قبیل سے ہے کیا مطلب ہے؟ کہ پہلے کنویں کا منہ بڑا بناؤ پھر توڑ کر چھوٹا کرو نہیں نہیں یہ مطلب نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ شروع ہی سے منہ تنگ رکھو تو سفر کی نماز بھی اسی قبیل سے ہے کہ سفر کی نماز دو ہی رکعت رہنے دو۔

ترتیبِ صلوات : ...... سب سے پہلے تہجد واجب ہوئی ، پھر عصر ، ظہر کی دو ، دو رکعتیں فرض ہوئیں پھر معراج کی رات پانچ نمازیں فرض ہوئیں یہ سب دو ، دو رکعتیں تھیں پھر بعد میں حضر کی رکعات بڑھا کر عصر ، عشاء اور ظہر میں چار ، چار کردی گئیں ۔ اور مغرب میں تین کردی گئیں ۔

حدیثِ عبداللہ بن عباسؓ کا جواب : ...... یہ حدیثِ اسراء سے بعد والی نمازوں پر محمول ہے کیونکہ ظہر ، عصر اور عشاء کی چار اور مغرب کی تین لیلۃ الاسراء کے بعد فرض ہوئیں اس سے پہلے دو ، دو رکعتیں تھیں ۔ اور حدیث عائشہؓ اسراء سے پہلے والی نمازوں پر محمول ہے۔[1]

سوال : ...... حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں سفر حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں رخصت پر عمل نہیں فرمایا بلکہ سفر پر ہوتے ہوئے دو کی جگہ چار رکعتیں پڑھیں ۔ اس سے معلوم ہوا کہ دو رکعتوں کی جگہ اگر چار رکعات پڑھ لی جائیں تو ہو جائیں گی جب کہ احناف اس کے قائل نہیں؟ اسکے جوابات یہ ہیں ۔

جواب اول : ...... حضرت عثمانؓ نے مکہ مکرمہ میں تأہل اختیار کرلیا تھا اور تأہل اختیار کرنے سے وطن بن جاتا ہے لہٰذا وہ سفر میں تھے ہی نہیں اس لئے انہوں نے چار رکعت پڑھیں قال عثمان **انما اتممت لانی تأھلت بھٰذا البلد وسمعت النبی ﷺ یقول من تأھل ببلد فھو من اھلہ.**[2]

جواب ثانی : ...... حضرت عثمانؓ نے مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت کرلی تھی ۔[3]

جواب ثالث : ...... حضرت عثمانؓ سفر میں قصر اور اتمام دونوں کو مباح اور جائز سمجھتے تھے ۔[4]

---

[1] (مکمل تفصیل بیاض صدیقی ص ۲ ج ۲ ، فیض الباری ص ۶ ج ۲ ، فتح الباری ص ۲۳۱ ج ۲ مطبع دہلی میں ملاحظہ فرمائیں) [2] (اعلاء السنن ص ۷۰ اج ۷ مکتبہ تھانہ بھون ۱۳۵۳ھ) [3] (عمدۃ القاری ج ۴ ص ۵۳) [4] (عینی ص ۲۱۳ ج ۲)

(۲۴۳)

﴿باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب﴾

نماز پڑھنا کپڑے پہن کر ضروری ہے

وقول الله عزوجل خُذُوا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ومن صلّی ملتحفا فی ثوب واحد
خداوند تعالیٰؒ کا قول ہے اورتم کپڑے پہنا کرو ہر نماز کے وقت اور جو ایک ہی کپڑا بدن پر لپیٹ کر نماز پڑھے
ویذکرعن سلمة بن الاکوعؓ ان النبیﷺ قال تزرّہ ولو بشوکة
حضرت سلمۃ بن اکوعؓ سے منقول ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ اپنے کپڑے کو ٹانک لو اگر چہ کانٹے سے ٹانکنا پڑے
وفی اسنادہ نظر ومن صلی فی الثوب الذی یجامع فیه
اس کی سند کو قبول کرنے میں تامل ہے اور وہ شخص جو اسی کپڑے سے نماز پڑھتا ہے جسے پہن کر اس نے جماع کیا تھا
مالم یر فیه اذی وامر النبیﷺ ان لا یطوف فی البیت عریان [۱]
جب تک کہ اس نے اس میں کوئی گندگی نہیں دیکھی اور نبی کریمﷺ نے حکم دیا تھا کہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف نہ کرے

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض امام بخاریؒ:...... اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصود بعض علماءؒ کی تردید ہے جنہوں نے کہا ہے **تَسَتُّرُ فی ذاته** فرض ہے اور نماز کے لئے سنت ہے امام بخاریؒ چونکہ جمہورؒ کے ساتھ ہیں کہ نماز کے لئے بھی تستر فرض ہے تو اس کو بیان کرنے کے لئے باب قائم کیا۔[۲]

سترِ عورت:...... ستر عورت مطلقاً واجب ہے یا نماز کے لئے اس میں آئمہ کرامؒ کا اختلاف ہے ابوالولید بن

---

[۱] (بخاری ص۵۱ ج۱: عمدۃ القاری ص۵۳ ج۴: فتح الباری ص۲۳۱ ج۲) [۲] (بیاض صدیقی ص۳ ج۲)

رشدؒ نے قواعد میں لکھا ہے کہ علماء کرامؒ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سترِ عورت مطلقاً فرض ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ سترِ عورت صحت صلوٰۃ کی شرائط میں سے ایک شرط ہے یا نہیں اس بارے میں چند مذہب ہیں۔

مذہبِ اول :...... امام مالکؒ کا ظاہری مذہب یہ ہے کہ سترِ عورت سنن صلوٰۃ میں سے ہے مطلقاً واجب نہیں۔ ان کے نزدیک کپڑوں کے بغیر نماز پڑھ لی جائے تو ادا ہو جائے گی یعنی ستر للناس ضروری ہے ستر للہ ضروری نہیں۔

مذہبِ ثانی :...... امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور عام فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ سترِ عورت صحت صلوٰۃ کے لئے شرط ہے نماز فرضی ہو یا نفلی۔[1]

امام بخاریؒ :...... یہ باب لا کر جمہورؒ کی تائید فرما رہے ہیں۔

سوال :...... نماز کی شرائط تو سات ہیں۔ ان میں سے سترِ عورت کو خاص طور پر مقدم کیوں فرمایا؟

جواب :...... دوسری شرائط کی بنسبت یہ شرط اَلْزَمَ ہے اور اس کے ترک میں **شناعة عظیمه** (بہت برائی ہے)۔[2]

وقول الله تعالیٰ خذوا زینتکم عند کل مسجد :...... اور تم کپڑے پہنا کرو ہر نماز کے وقت۔ امام بخاریؒ بطور دلیل قرآنی آیت لائے۔ زینت سے مراد کپڑا ہے تو ڈھانکنا زینت ہوا اور ننگا ہونا بے زینتی ہے۔

مسجد :...... اس سے مراد صلوٰۃ ہے۔[3]

سوال :...... مذکورہ بالا آیت تو طواف کے بارے میں نازل ہوئی ہے ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ایک عورت ننگی خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھی اسی پر یہ آیت نازل ہوئی کہ طواف کرتے وقت ننگے طواف نہ کیا کرو بلکہ کپڑے پہن کر طواف کیا کرو تو امام بخاریؒ نے اس سے سترِ عورت فی الصلوٰۃ کیسے مراد لے لیا؟[4]

جواب :...... عمومِ لفظ کا اعتبار ہوتا ہے خصوصِ سبب کا نہیں اور عموم سے مراد مسجد کا عموم ہے کہ ہر مسجد میں کپڑے پہنا کرو لہٰذا ثابت ہوا کہ نماز کے وقت کپڑے پہننا ضروری ہے۔[5]

---

[1] (عمدۃ القاری ص۵۳ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص۵۳ ج ۴) [3] (عمدۃ القاری ص۵۴ ج۴ میں ہے اراد بالزینة مایواری العورة وبالمسجد الصلوة) [4] (فتح الباری ص۲۳۱ ج ۲) [5] (عمدۃ القاری ص۵۴ ج ۴)

سوال: ...... صلوۃ کو مسجد سے کیوں تعبیر فرمایا؟

جواب: ...... اس کے دو منشاء ہیں۔

اول: ...... چونکہ کامل نماز مسجد میں ہوتی ہے اور وہاں نماز پڑھنے کا ثواب گھر کی بنسبت زیادہ ہے تو کامل نماز کی طرف اشارہ کرنے کے لئے مسجد کا لفظ لائے۔

ثانی: ...... اس میں مبالغہ ہے کہ نماز کے لئے بھی سترِ عورت ضروری ہے اور مسجد میں جانے کے لئے بھی لازمی ہے۔ اس سے ان لوگوں کا رد ہے جو ننگے طواف کرتے تھے۔ کعبہ کے ارد گرد مسجد حرام ہے تو وہ لوگ ننگے مسجد میں ہوتے تھے تو اللہ پاک نے فرمایا مسجد آنے کے لئے سترِ عورت ضروری ہے۔

فائدہ: ...... زینت سے مراد زیب وزینت والے کپڑے نہیں بلکہ مطلق کپڑے ہیں اور وہی زینت ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عام کپڑوں کو بھی زینت سے تعبیر فرمایا اس لئے جب بھی کوئی شخص نماز کے لئے آئے عمدہ کپڑے پہن کر آئے۔ کام کاج والے کپڑے یا جن کپڑوں کو پہن کر اپنے دوستوں کے پاس جانا پسند نہیں کرتا ان کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

ومن صلی ملتحفاً فی ثوب واحدٍ: ...... اور جس نے ایک ہی کپڑا پہن کر نماز پڑھی۔

ستر رجل: .... مرد کا ستر ناف سے گھٹنوں تک ہے اس سے زائد سنت ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ تین کپڑوں میں نماز پڑھی جائے ۱۔ ازار ۲۔ رداء ۳۔ پگڑی

سندھ کے کسی عالم نے فتویٰ دیا ہے کہ پگڑی کے بغیر نماز مکروہ ہے لیکن کراہت کا قول صحیح نہیں۔ خلاف اولیٰ کہہ سکتے ہیں۔ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے۔ البتہ جہاں عمامہ شعارِ اسلام سمجھا جاتا ہو اور شعار کے طور پر استعمال ہو اس کو زینت سمجھا جائے اور بغیر عمامہ کے پسند نہ کیا جاتا ہو وہاں بلا عمامہ نماز پڑھنا مکروہ ہوگا۔ جہاں عام مجلسوں میں ٹوپی کا رواج ہو سب ٹوپی استعمال کرتے ہوں وہاں پر بدوں عمامہ نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

بدوں عمامہ نماز پڑھنے کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ ننگے سر ۲۔ عمامہ کے علاوہ کوئی اور چیز سر پر ہو۔ رومال اگر عمامہ کے طرز پر باندھا جائے تو اقرب الی الصواب ہے

اورسدل (سر پر بل دیئے بغیر دونوں طرف لٹکانا) کے طور پر مکروہ ہے۔ جیسے آج کل سدل کا عام رواج ہے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

ومن صلی ملتحفاً: ...... یہ ترجمۃ الباب کا جزء ہے بخاری شریف ص۵۲ پر آنے والی ایک حدیث کا حصہ ہے۔

ویذکر عن سلمة بن الاکوع ان النبی ﷺ قال یزره ولو بشوکة: ......

سلمۃ بن اکوع سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے کپڑے کو ٹانک لو اگر چہ کانٹے سے ٹانکنا پڑے۔ یہ تعلیق بخاری ہے، امام ابوداوُدؒ نے اس کو تخریج کیا ہے۔ عمدۃ القاری ص۵۴ ج۴ پر تفصیلی حدیث موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں **عن سلمة بن الاکوع قال قلت یا رسول الله انی رجل اصید افاصلی فی القمیص الواحد قال نعم وأزره ولو بشوکة واخرجه النسائی ایضاً**۔ تفصیلی روایت کا حاصل یہ ہے کہ سلمۃ بن اکوع نے سوال کیا تھا کہ ہم شکار کرتے ہیں تو کیا ایک کرتے میں نماز پڑھ لیا کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! لیکن گریبان بند کرلیا کرو اگر چہ کانٹے کے ساتھ بند کرنا پڑے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کپڑا ساتر ہو تو نماز پڑھ سکتا ہے چاہے ایک ہی ہو۔ عدد ضروری نہیں۔

وفی اسناده نظر: ...... اور اسکی سند میں نظر ہے، اضطراب ہے۔

وجه نظر: ...... اس کی سند میں ایک راوی موسیٰ بن محمد ہیں جو منکر الحدیث ہیں اس لئے امام بخاریؒ نے فرمایا **وفی اسناده نظر**۔[1]

جوابِ نظر: ...... اسی روایت کو ابن خزیمہؒ نے اپنی صحیح میں تخریج کیا ہے اس میں موسیٰ بن محمد نہیں بلکہ موسیٰ بن ابراھیم ہیں جو کہ منکر الحدیث نہیں۔ صحیح ابن خزیمہ میں سندِ روایت اس طرح ہے **عن نضر بن علی عن عبدالعزیز عن موسیٰ بن ابراهیم قال سمعت سلمة وفی روایة((ولیس عَلَیَّ الاقمیص واحد اوجبة واحدة فأزره قال نعم ولو بشوکة))**[2]

ومن صلی فی الثوب الذی یجامع فیه مالم یر فیه اذی: ...... اور وہ شخص جو اس کپڑے

[1] (عمدۃ القاری ص۵۴ ج۴) [2] (عمدۃ القاری ص۵۴ ج۴)

میں نماز پڑھتا ہے جسے پہن کر اس نے جماع کیا تھا جب تک اس نے اس میں کوئی گندگی نہیں دیکھی ۔

علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمۃ الباب کا تتمہ ہے ۔ علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ ایک حدیث کا جزء وحصہ ہیں جس کو ابوداوٗدؒ، نسائیؒ اور ابن حبانؒ وغیرہ نے حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے ۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے اپنی بہن ام حبیبہؓ سے سوال کیا کہ کیا آپ ﷺ ان کپڑوں میں نماز پڑھتے تھے جن میں ہمبستری فرماتے تھے ام حبیبہؓ نے جواب دیا ہاں، جب ان میں ناپاکی نہ پاتے ۔[1] حدیث ام حبیبہ کی تخریج امام ابوداوٗد نے بھی فرمائی ہے ۔[2]

وامر النبی ﷺ ان لا یطوف بالبیت عریان: ...... اور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف نہ کرے ۔

بعض نسخوں میں امر فعل ماضی کے بجائے اَمر مصدر آیا ہے ۔ امام بخاریؒ نے اس باب کے بعد آٹھویں باب میں اس عبارت کو موصولاً بیان فرمایا ہے اور اس سے ستر عورت فی الصلوٰۃ کے شرط ہونے پر استدلال کیا ہے ۔ اور طویل حدیث سے اس عبارت کا انتخاب اس لئے کیا کیونکہ یہ جملہ ترجمۃ الباب کے موافق ومطابق ہے ۔ کیونکہ طواف بھی مسجد حرام میں اور نماز بھی مسجد میں جس طرح طواف ننگا نہیں کرسکتا تو ثابت ہوا کہ نماز بھی ننگا نہیں پڑھ سکتا ۔ اس طرح اس جملہ کا ربط بھی سمجھ آ گیا ۔

(۳۴۲)حدثنا موسٰی بن اسمٰعیل قال ثنا یزید بن ابراھیم عن محمد عن ام عطیةؓ قالت امرنا
ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابراہیم نے بیان کیا محمد سے وہ حضرت ام عطیہؓ سے انھوں نے فرمایا کہ ہمیں حکم ہوا
ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فیشهدن جماعة المسلمین ودعوتهم
کہ ہم عیدین کے دن حائضہ اور پردہ نشین عورتوں کو باہر لے جائیں تا کہ وہ مسلمانوں کے اجتماع اور ان کی دعاؤں میں شریک ہوسکیں
وتعتزل الحیض عن مصلاهن قالت امرأة یارسول الله احدانا
البتہ حائضہ عورتوں کو عورتوں کی نماز پڑھنے کی جگہ سے دور رکھیں ۔ ایک عورت نے کہا یارسول اللہ ہم میں بعض عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں

[1] (عمدۃ القاری ص ۵۵ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۵۵ ج ۴)

لیس لها جلباب قال لتلبسها صاحبتها من جلبابها
جن کے پاس پردہ کرنے کے لئے چادر نہیں ہوتی۔آپؐ نے فرمایا کہ اس کی ساتھی عورت اپنی چادر کا ایک حصہ اسے اُڑھادے
وقال عبدالله بن رجاء حدثنا عمران قال حدثنا محمد بن سيرين
اور کہا عبداللہ بن رجاء نے کہا کہ ہمیں عمران نے بیان کیا (اور انہوں نے) کہا ہمیں محمد بن سیرینؒ نے بیان کیا)
قال حدثتنا ام عطيةؓ سمعت النبیﷺ بهذا (راجع ۳۲۴)
(اور انہوں نے) کہا کہ ہمیں ام عطیہؓ نے بیان کیا کہ میں نے اس حدیث کو آپﷺ سے سنا

﴿تحقیق وتشریح﴾

حدثنا موسیٰ بن اسماعیل:...... مطابقة للترجمة في قوله ((لتلبسها صاحبتها من جلبابها))

حیض:...... حاء کے ضمہ اور یاء کی تشدید کے ساتھ حائض کی جمع ہے۔

یوم العیدین:...... بعض نسخوں میں یوم العید ہے۔

ذوات الخدور:...... پردہ نشین عورتیں۔

قالت امرأة:...... عورت نے کہا یہ عورت ام عطیہؓ تھیں۔

جلباب:...... جیم کے کسرہ کے ساتھ ہے معنی ملحفة بڑی چادر۔

لتلبسها:...... سین کے جزم کے ساتھ ہے۔معنی اسے اپنی چادر کا ایک حصہ اوڑھادے۔

وقال عبدالله بن رجآء حدثنا عمرانؒ الخ:......

تعلیقات حضرت امام بخاریؒ میں سے ایک ہے،طبرانی نے اسے موصولاً بیان فرمایا ہے۔اور عبداللہ بن رجاءؒ سے مراد غدانی ہیں عبداللہ بن رجاء مکی نہیں ہے[1]

---

[1] (عمدۃ القاری ص۵٦ ج۴)

وقال ابوحازمؒ عن سهل بن سعدؓ صلوا مع النبی ﷺ عاقدی ازرهم علی عواتقهم
اور ابوحازم نے سہل بن سعد سے روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ وہ نمازی اپنے کندھوں پر تہبند باندھے ہوئے تھے

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ...... اس میں امام بخاریؒ بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر کپڑا اتنا بڑا نہیں کہ پورے جسم کا التحاف ہو سکے تو پھر نماز کے لئے کپڑا باندھنے کی کیا صورت ہوگی؟ تو فرمایا چادر کو گُدّی کے پیچھے گردن سے باندھ لے تاکہ پچھلے حصہ کے ساتھ ساتھ چھاتی کا کچھ حصہ بھی چھپ جائے۔ جیسے آج کل بعض علاقوں میں چھوٹے بچوں کو باندھ دیتے ہیں اس کو پنجابی میں گلتی باندھنا کہتے ہیں۔

ماقبل سے ربط: ...... امام بخاریؒ نے جملہ ومن صلّٰی ملتحفاً فی ثوب واحد سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی طرف اشارہ کر دیا تھا اب یہاں سے تین باب باندھیں گے کیونکہ کپڑے تین ہی قسم کے ہو سکتے ہیں ۱۔ یا تو خوب بڑا ہوگا ۲۔ یا متوسط ہوگا ۳۔ یا چھوٹا ہوگا۔ تو امام بخاریؒ نے بڑے کپڑے سے التحاف کا باب باندھ کر بتلایا کہ اگر کپڑا بڑا ہو تو اس کو التحاف کرنا چاہیے[1]

وقال ابو حازم عن سهل صلوا مع النبی ﷺ عاقدی ازرهم علی عواتقهم: ...... اور ابو حازمؒ نے سہل بن سعد سے روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور وہ نمازی اپنے

[1] (تقریر بخاری ص۱۲۲ ج۲)

کندھوں پر تہبند باندھے ہوئے تھے۔

یہ تعلیقاتِ بخاریؒ میں سے ہے اس کو مصنف نے باب ثالث میں مسنداً تخریج کیا ہے۔ اور وہ باب اذا کان الثوب ضیقاً ہے۔

ابو حازم :...... نام سلمہ بن دینار اعرج زاہد مدنیؒ ہے۔

سھلؓ :...... یہ وہی سھل بن سعد الساعدی الانصاریؓ ہیں جن کا نام ماں باپ نے حزن (غمگین) رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا نام سھل رکھا۔ ۹۱ ہجری میں ان کا انتقال ہوا مدینہ منورہ میں فوت ہونے والے صحابہ کرامؓ میں سے سب سے آخری صحابیؓ ہیں۔[1]

صلوا :...... ان سب نے نماز پڑھی، جمع مذکر غائب فعل ماضی معروف۔

عاقدی :...... اصل میں عاقدین ہے اضافت کی وجہ سے نون گرا ہے۔

ازرھم :...... بضم الهمزة وسکون الزای ہے اور یہ ازار کی جمع ہے بمعنی تہبند۔ اور محکم میں ہے الازار الملحفةو الجمع ازرة[2]

(۳۴۳) حدثنا احمد بن یونس قال ثنا عاصم بن محمد
ہم سے احمد بن یونسؒ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عاصم بن محمدؒ نے بیان کیا
قال حدثنی واقد بن محمدؒ عن محمد بن المنکدر
کہا مجھ سے و اقد بن محمد نے بیان کیا محمد بن منکدر کے حوالہ سے
قال صلی جابرؓ فی ازارقد عقده من قبل قفاه وثیابه موضوعة علی المشجب
انھوں نے کہا کہ حضرت جابرؓ نے اپنی گدی کے پیچھے تہبند باندھ کر نماز پڑھی حالانکہ ان کے کپڑے کھونٹی پر لٹکے ہوئے تھے
فقال له قائل تصلی فی ازار واحد فقال انما صنعت ذلک
تو کسی کہنے والے نے کہا کہ کیا آپؓ ایک تہبند میں نماز پڑھتے ہیں؟ آپؓ نے جواب دیا کہ میں نے ایسا اس لئے کیا

[1] (مشکوۃ ص ۵۹۶) [2] (عمدۃ القاری ص ۵۷ ج ۴)

لیرانی احمق مثلک واینا کان له ثوبان علی عهد رسول الله ﷺ (انظر ۳۵۳،۳۶۱،۳۷۰)
کہ تجھ جیسا کوئی احمق مجھے دیکھے۔ بھلا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو کپڑے بھی کسی کے پاس تھے؟

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة:

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور پانچویں راوی جابر بن عبداللہ انصاریؓ ہیں۔ مشاہیر صحابہ کرامؓ میں سے ایک ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے بہت ساری احادیث کو روایت کرنے والوں میں سے ہیں۔ جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ ۱۸ جنگوں میں شرکت فرمائی ہے۔ ۷۴ھ کو ۹۴ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔[1]

وثیابه موضوعة علی المشجب:...... اور اس کے کپڑے کھونٹی پر لٹکے ہوئے تھے۔ منار کی طرح دو تین لکڑیاں کپڑے وغیرہ لٹکانے کے لئے کھڑی کر لیتے ہیں ان کے اوپر کے سرے تو ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور نیچے کے جدا جیسے آج کل گندم تولنے والوں کے پاس ترکنڈی ہوتی ہے یا ٹیوب ویل وغیرہ کا بور کرنے والے چین کپی لٹکانے کے لئے تین ٹانگوں والی ترکنڈی لگاتے ہیں۔

کپڑا اوڑھنے کا طریقه:...... کپڑا اگر بڑا ہو تو التحاف کرلے اور اگر درمیانہ ہے تو عقد ازار علی القفا ہونا چاہیے۔ اور اگر چھوٹا ہو تو ازار کی طرح باندھ لے۔

سوال:...... ہم نے سنا ہے کہ نماز تین کپڑوں میں پڑھنی چاہیے جیسے قرآن مجید میں ہے خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ زینت تو مکمل لباس کے پہننے میں ہے تو یہاں یہ کیسے کہہ رہے ہیں **انما صنعت ذلک لیرانی احمق مثلک** (کہ میں نے ایسا اس لئے کیا کہ تجھ جیسا کوئی احمق مجھے دیکھے) کہ میں تمہیں بتلا دوں کہ میں نے نماز ایک کپڑے میں بھی پڑھی ہے؟

جواب:...... یہ بتلانا مقصود ہے کہ تین کپڑے واجب نہیں ہیں۔ اگر کسی کے پاس ٹوپی نہ ہو یا آدھی ٹوپی ہو جس کو پہن کر دوستوں کی مجلس جانا پسند نہیں کرتا اس سے تو ننگے سر پڑھ لینا بہتر ہے۔

---

[1] (مشکوۃ شریف ص ۵۹۳)

فقال قائل له :...... کہنے والے نے اسے کہا۔

سوال :...... قائل کون ہے؟

جواب :...... مسلم شریف کی روایت کے مطابق کہنے والے عباد بن الولید بن الصامتؒ ہیں۔[۱]

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کے قول کے مطابق سعید بن حارثؒ ہیں۔[۲]

سوال :...... یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سائل یعنی قائل دو ہوں؟

جواب:......صاحب فتح الباری نے اس اشکال کو رفع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ دونوں نے سوال کیا ہو۔[۳]

مسائل مستنبطه من هذا الحديث :......

۱: ایک سے زائد کپڑوں پر قدرت کے باوجود ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

۲: عالم کو چاہیے کہ لوگوں کا خیال رکھتے ہوئے آسان کام پر عمل کرے تاکہ لوگ بھی کرسکیں۔

۳: انکار کی صورت میں جاہل پر سختی جائز ہے۔

(۳۴۴)حدثنا مطرف ابو مصعب قال ثنا عبدالرحمن بن ابی الموالی
ہم سے ابو مصعب مطرفؒ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی موالیؒ نے بیان کیا
عن محمد بن المنكدر قال رأيت جابراً يصلي في ثوب واحد
محمد بن منکدرؒ کے حوالہ سے کہا میں نے حضرت جابرؓ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا
وقال رأيت النبي ﷺ يصلي في ثوب (راجع ۳۵۲)
اور انھوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا تھا

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۵۷ ج ۴) [۲] (فتح الباری ص ۲۳۳ ج ۲) [۳] (فتح الباری ص ۲۳۳ ج ۲)

﴿تحقیق وتشریح﴾

ماقبل کی روایت حضرت محمد بن المنکدر ؒ سے مروی ہے اور یہ روایت ایک اور طریق وسند سے ہے۔ اور حضرت جابرؓ نے اس کو مرفوعاً بیان کیا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔[1]

(۲۴۵)

﴿باب الصلوٰۃ فی الثوب الواحد ملتحفاً به﴾

صرف ایک کپڑے کو بدن پر لپیٹ کر نماز پڑھنا

وقال الزهری فی حدیثه الملتحف المتوشح
امام زہری ؒ نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ ملتحف متوشح کو کہتے ہیں
وهو المخالف بین طرفیه علیٰ عاتقیه وهو الاشتمال علیٰ منکبیه
اور متوشح وہ شخص ہے جو اپنی چادر کے ایک حصے کو دوسرے کندھے پر اور دوسرے حصے کو پہلے کندھے پر ڈالے اور وہ دونوں کندھوں کو (چادر سے) ڈھانک لینا ہے
وقالت ام هانئؓ التحف النبی ﷺ بثوب له وخالف بین طرفیه علیٰ عاتقه
ام ہانیؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک چادر اوڑھی اور اس کے دونوں کناروں کو اس کے مخالف طرف کے کندھے پر ڈالا

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۵۸ ج ۴)

﴿تحقیق و تشریح﴾

اگر کپڑا ایک ہوتو اسے بدن پر کیسے ڈال کر نماز پڑھی جائے۔

پہلے یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ کپڑا تین طرح کا ہوسکتا ہے اور اسکے اوڑھنے کے طریقوں کا بیان چل رہا تھا وہ طریقے یہ ہیں۔

۱. **التحاف** ۲. **عقدالازار علی القفا** ۳. **اتزار** بہت بڑا ہوتو **التحاف** اور درمیانہ ہوتو **عقدالازار علی القفا** اور چھوٹا ہوتو اتزار کیا جائے۔

بعض شراحؒ فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ سے امام بخاریؒ ایک اور مسئلہ ثابت فرمارہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ ایک کپڑے میں نماز جائز نہیں اس لئے امام بخاریؒ جوازِ **صلوٰۃ فی الثوب الواحد** ثابت فرمارہے ہیں۔[1]

ملتحفاً : ...... قید احترازی نہیں ہے بلکہ یہ بتانا ہے کہ یہ صورت ہونی چاہیے۔

قال الزھریؒ فی حدیثه: ...... زہری سے مراد محمد بن مسلم بن شہابؒ ہیں۔ ابن شہاب زہریؒ نے ملتحف کی تفسیر بیان فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ ملتحف متوشح کو کہتے ہیں اور متوشح وہ شخص ہے جو اپنے چادر کے ایک حصہ کو دوسرے کندھے پر اور دوسرے حصے کو پہلے کندھے پر ڈال دے اور وہ دونوں کندھوں کو چادر سے ڈھانک لیتا ہے۔

تقریر بخاری ص ۱۲۲ ج ۲ اور عمدۃ القاری ص ۵۹ ج ۴ پر ہے کہ متوشح باب تفعل سے ہے اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کا معنی کپڑے سے ڈھانپنا اور اگر وشاح سے ہوتو پھر معنی ہار ہوگا۔

قال قالت ام ھانیؓ الخ: ...... یہ بھی تعلیقاتِ حضرت امامؒ بخاری میں سے ہے، امام بخاریؒ نے اسے اسی باب میں موصولاً ذکر فرمایا ہے لیکن اس میں خالف بین طرفیہ کا جملہ نہیں ہے۔ اس میں ام ھانیؓ نے آنحضرت ﷺ کے التحاف کو بیان فرمایا ہے۔

ام ھانیؓ: ...... ابوطالب کی بیٹی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ہیں۔ آپ کا نام فاختہؓ ہے اور بعض نے آپ کا نام ھندؓ لکھا ہے۔[2]

---

[1] (تقریر بخاری ص ۱۲۲ ج ۲) [2] (عمدۃ القاری ص ۵۹ ج ۴)

(۳۴۵)حدثنا عبیدالله بن موسیٰ قال انا هشام بن عروة عن ابیه عن عمربن ابی سلمة
ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا اپنے والد کے حوالہ سے وہ عمر بن ابی سلمۃ سے
ان النبی ﷺ صلیٰ فی ثوب واحد قد خالف بین طرفیه (انظر ۳۵۵،۳۵۶)
کہ نبی کریم ﷺ نے ایک کپڑے میں نماز ادا فرمائی اور آپ ﷺ نے کپڑے کے دونوں کناروں کو مخالف طرف کندھے پر ڈال لیا تھا

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقتهذا للترجمة ظاهرة لان قوله ((قد خالف بین طرفیه)) هو الالتحاف الذی هو التوشح والاشتمال علی المنکبین.

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ چوتھے راوی عمر بن ابی سلمۃؓ ہیں اور ابو سلمہؓ کا نام عبداللہ المخزومیؓ ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ربیب ہیں۔ ہجرت کے دوسرے سال حبشہ میں پیدا ہوئے۔ ۸۳ سال کی عمر پائی عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا[۱]

(۳۴۶)حدثنا محمد بن المثنیٰ قال حدثنا یحییٰ قال ثنا هشام
ہم سے محمد بن مثنیٰ بیان کیا کہ ہم سے یحییٰؒ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے ہشامؒ نے بیان کیا کہ
قال حدثنی ابی عن عمر بن ابی سلمةؓ
کہا مجھ سے میرے والد نے عمر بن ابی سلمہؓ سے نقل کرکے بیان کیا کہ
انه رأی النبی ﷺ یصلی فی ثوب واحد فی بیت ام سلمةؓ قدالقیٰ طرفیه علیٰ عاتقیه[۲]
انھوں نے نبی کریم ﷺ کو ام سلمہ کے گھر میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا کپڑے کے دونوں کناروں کو آپ ﷺ نے دونوں کندھوں پر ڈال رکھا تھا

﴿تحقیق و تشریح﴾

تخریج حدیث: ......امام بخاریؒ نے اس حدیث پاک کو بخاری شریف میں تین طرق سے تخریج فرمایا ہے۔

۱: عبیداللہ بن موسیٰؒ ۲: محمد بن المثنیٰؒ ۳: عبداللہ بن اسماعیلؒ۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۵۹ ج ۴) [۲] (راجع ۳۵۴)

امام مسلمؒ نے صلوٰۃ کے بیان میں یحییٰ بن یحییٰؒ اور ابوکریبؒ اور ابوبکر بن ابی شیبہؒ اور اسحاق بن ابراھیمؒ سے اورامام ترمذیؒ نے قتیبہؒ عن لیثؒ سے اورامام نسائیؒ نے عن قتیبہؒ عن مالکؒ سے اورامام ابن ماجہؒ نے ابوبکر بن ابی شیبہؒ عن وکیعؒ سے تخریج فرمایا ہے۔[۱]

(۳۴۷)حدثنا عبید بن اسماعیل قال ثنا ابو اسامة عن هشام عن ابیه
ہم سے عبید بن اسماعیلؒ نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہؒ نے ہشامؒ کے واسطہ سے بیان کیا وہ اپنے والد سے
ان عمربن ابی سلمة رضؓ اخبره قال رأیت رسول الله ﷺ یصلی فی ثوب واحد
کہ عمر بن ابی سلمہؓ نے انکو اطلاع دی انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو
مشتملا به فی بیت ام سلمةؓ واضعا طرفیه علیٰ عاتقیه (راجع ۳۵۴)
حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں آپ اسے لپیٹے ہوئے تھے اوراس کے دونوں کناروں کو دونوں کندھوں پرڈالے ہوئے تھے

﴿تحقیق وتشریح﴾

یصلی فی ثوب واحدٍ:...... عمر بن ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو ام سلمہؓ کے گھر ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

اختلاف:...... ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے جواز وعدم جواز میں اختلاف ہے بعض حضراتؒ جواز کے قائل ہیں اور بعض حضراتؒ عدم جواز کے قائل ہیں۔

قائلین جواز:...... جمہور صحابہؓ، تابعینؒ اور ائمہ اربعہؒ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

قائلین جواز کی دلیل:...... حدیث الباب ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ کے گھر ایک کپڑے میں نماز پڑھی ہے۔

قائلین عدم جواز:...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔[۲]

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۶۰ ج۴) [۲] (عمدۃ القاری ص۶۰ ج۴)

قائلینِ عدم جواز کی دلیل:...... روایتِ ابن عمرؓ ہے عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ اذاصلیٰ احدکم فلیلبس ثوبیه فان الله احق من تزین له فان لم یکن له ثوبان فلیتزر اذاصلی ولا یشتمل احدکم فی صلاته اشتمال الیهود [۱]

جواب ۱:...... منع صلوٰۃ فی ثوبِ واحد کی تمام روایات افضلیت پر محمول ہیں عدم جواز پر نہیں۔ افضل یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت لباس پورا ہو۔

جواب ۲:...... ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں [۲]

مشتملاً به:...... آپ ﷺ اُسے لپیٹے ہوئے تھے۔ ابن بطال فرماتے ہیں کہ التحاف اشتمال کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ نمازی اپنی شرم گاہ کی طرف نہ دیکھ سکے۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ رکوع اور سجدہ کرتے وقت کپڑا گرنے نہ پائے [۳]

(۳۴۸) حدثنا اسماعیل بن ابی اویس قال حدثنی مالک بن انس عن ابی النضر مولیٰ عمر بن عبید الله
ہم سے اسماعیل بن ابی اویسؒ نے بیان کیا کہا مجھ سے مالک بن انسؒ نے بیان کیا عمر بن عبید اللہؒ کے مولیٰ ابونضرؒ سے
ان ابا مرة مولیٰ ام هانیؓ بنت ابی طالب اخبره انه سمع ام هانئ بنت ابی طالبؓ تقول
کہ ام ھانیؓ بنت ابی طالب کے مولیٰ ابومرہ نے انہیں اطلاع دی کہ انھوں نے ام ھانیؓ سے یہ سنا وہ فرماتی تھیں
ذهبت الیٰ رسول الله ﷺ عام الفتح فوجدته یغتسل
کہ میں فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ غسل کر رہے ہیں
وفاطمةؓ ابنته تستره قالت فسلمت علیه
اور آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ پردہ کیے ہوئے ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے آنحضور ﷺ کو سلام کیا
فقال من هذه فقلت انا ام هانئ بنت ابی طالبؓ فقال مرحبا بام هانیؓ
آپ ﷺ نے پوچھا کہ آپ کون ہیں میں بتایا کہ میں ام ھانیؓ بنت ابی طالب ہوں آپ نے فرمایا مرحبا ام ھانیؓ

[۱] (عمدۃ القاری ص۶۱ ج۴) [۲] (عمدۃ القاری ص۶۱ ج۴) [۳] (فتح الباری ص۳۳۳ ج۲)

فلما افرغ من غسله قام فصلیٰ ثمان رکعات ملتحفا فی ثوب واحد فلما انصرف
پھر جب آپ ﷺ غسل سے فارغ ہو گئے تو اٹھے اور آٹھ رکعت نماز پڑھی ایک ہی کپڑے میں لپٹ کر جب آپ ﷺ فارغ ہوئے
قلت یا رسول اللہ ﷺ زعم ابن امی انه قاتل رجلا
تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ میری ماں کے بیٹے (علی بن ابی طالب) کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک شخص کو ضرور قتل کرے گا
قد اجرته فلا ن بن هبیرة فقال رسول اللہ ﷺ
حالانکہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے یہ ہبیرہ کا فلاں بیٹا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ام ھانیؓ
قد اجرنا من اجرت یا ام هانیؓ قالت ام هانیؓ وذاک ضحی (راجع ۲۸۰)
جسے تم نے پناہ دے دی ہم نے بھی اسے پناہ دی ام ھانیؓ نے کہا یہ نماز چاشت تھی

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقةهذاالحدیث للترجمة ظاهرة:......

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں راویہ حضرت ام ہانیؓ ہیں جن کا نام فاختہ ہے۔امام بخاریؒ اس حدیث کو **کتاب الطهارت** اور **کتاب الادب** میں بھی لائے ہیں۔امام مسلمؒ نے **کتاب الطهارة** اور **کتاب الصلوٰة** میں اور امام ابن ماجہؒ نے **کتاب الطهارت** میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔[1]

عام الفتح:...... سے مراد فتح مکہ کا سال ہے۔

فصلّٰی ثمانی رکعات:...... پھر آپ ﷺ نے آٹھ رکعتیں پڑھیں۔

سوال:...... یہ آٹھ رکعات کیسی تھیں؟

جواب:...... اکثر علماء کرامؒ کے نزدیک چاشت کی تھیں اور صلوٰۃ چاشت کے منکرین کے نزدیک فتح مکہ کے شکریہ میں تھیں اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ آپ ﷺ نے اشراق کی نماز پڑھی۔[2]

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۶۲ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۶۳ ج ۴، تقریر بخاری ص ۱۳۲ ج ۲)

ابن امی :...... ۱۔ کہہ کر اشارہ کیا کہ دونوں ایک ہی شکم سے پیدا ہوئے ۲۔ یا پھر دونوں کی ماں ایک ہوگی اور باپ جدا جدا۔ اس لئے کہا میری ماں کے بیٹے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت ام ہانیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ میری ماں کے بیٹے یعنی علی بن ابی طالب کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک شخص کو ضرور قتل کریگا۔ حالانکہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے۔

واقعہ :...... یہ ہے کہ حضرت ام ہانیؓ تشویشناک حالات میں اپنے شوہر ہبیرہ کی تلاش میں گھر گئی وہاں انھوں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ ان کے خاوند کے لڑکے کو پکڑے ہوئے ہیں اس لئے وہ جلدی سے حضور ﷺ کے پاس گئیں۔ الخ[۱]

فلان بن هبيرة:......

سوال :...... فلان سے کون مراد ہے؟

جواب :...... علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ زبیر بن بکار نے کہا کہ فلان بن ھبیرہ حارث بن ہشام ہے۔[۲] ابن ھبیرہ سے مراد حضرت ام ہانیؓ کا وہ بیٹا ہے جو ھبیرہ سے تھا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ھبیرہ کا لڑکا جو دوسری بیوی سے تھا اور ان کا ربیب تھا۔[۳] فلان کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے ص۲۳۴ ج۲ پر بڑی تفصیل سے بحث فرمائی ہے۔ فلان بن ھبیرۃ کے متعلق علامہ بدرالدین عینیؒ ص۶۳ ج۴ پر لکھتے ہیں **فلان بن هبيرة فيه اختلاف كثير من جهة الرواية ومن جهة التفسير الخ۔**

هبيرة:...... ام ہانیؓ کا شوہر ہے، فتح مکہ کے موقع پر نجران کی طرف بھاگ گیا تھا۔ ہمیشہ مشرک رہا اسلام قبول نہیں کیا یہاں تک کہ مر گیا۔[۴]

(۳۴۹) حدثنا عبدالله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن ابن شهاب عن سعيدبن المسيب
ہم سے عبداللہ بن یوسفؒ نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالک نے ابن شہاب کے حوالہ سے خبر دی وہ سعید بن مسیب سے
عن ابی ھریرۃؓ ان سآئلا سأل رسول الله ﷺ عن الصلوٰة في ثوب واحد
وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ کسی پوچھنے والے نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا

[۱] (تقریر بخاری ص۱۲۳ ج۲ حاشیہ ا) [۲] (فتح الباری ص۲۳۴ ج۲ مطبع انصاری دہلی) [۳] (تقریر بخاری ص۱۲۳ ج۲) [۴] (فتح الباری ص۲۳۴ ج۲)

فقال	رسول	الله	صلى الله عليه وسلم	اولِکُلِّکُمْ	ثوبان	(انظر۳۶۵)
تو	آپ صلی اللہ علیہ وسلم	نے	فرمایا کیا	تم سب کے پاس	دو کپڑے	ہیں بھی؟

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة:

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں راوی حضرت ابوھریرہؓ ہیں آپ کا نام عبدالرحمٰن بن صحر ہے۔ ۵۳۷۴ احادیث کے راوی ہیں تفصیلی حالات الخیر الساری کی پہلی جلد میں گزر چکے ہیں۔

سآئلاً سأل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم :......

سوال:...... علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں **لم اقف علیٰ اسمہ** لیکن شمس الائمہ السرخسی الحنفیؒ نے اپنی مبسوط میں سائل کا نام ثوبانؓ لکھا ہے۔[1]

تخریج حدیث:...... اس حدیث کی امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ، امام طحاویؒ، امام بیہقیؒ، اور امام دار قطنیؒ نے تخریج فرمائی ہے۔

اَوَ لکلکم ثوبان:...... کیا تم سب کے پاس دو کپڑے ہیں بھی؟

یہاں معطوف محذوف ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب حرف عطف پر ہمزہ استفہام داخل ہو تو معطوف محذوف ہوتا ہے۔ تقدیری عبارت اس طرح ہوگی۔ **أأنت سائل عن مثل هذا الظاهر** معنی ومطلب یہ ہے **لا سؤال عن امثاله ولاثوبين لكلكم**

☆☆☆☆☆☆☆☆

---

[1] (فتح الباری ص۳۴۴ ج۲)

(۲۴۶)

﴿باب اذا صلّٰی فی الثوب الواحد فلیجعل علٰی عاتقیه﴾

جب ایک کپڑے میں کوئی شخص نماز پڑھے تو کپڑے کو کندھوں پر کر لینا چاہئے

﴿تحقیق وتشریح﴾

بعض نسخوں میں علیٰ عاتقه ہے اور بعض نسخوں میں علیٰ عاتقه شیئاً ہے۔

ترجمة الباب کی غرض: ...... حنابلہؒ کی رد ہے۔ کیونکہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہا ہو تو کندھے پر کپڑے کا ہونا ضروری ہے یعنی تخالف بین الطرفین واجب ہے ایک قول کے مطابق اگر ایسا نہ کیا تو نماز نہیں ہوگی۔ دوسرے قول کے مطابق ایسا نہ کرنے پر ترکِ واجب کا گناہ ہوگا۔ اور جمہورؒ کے نزدیک یہ واجب نہیں ہے [۱]

فلیجعل: ...... اگر اس لفظ کو ایجاب کے لئے مانا جائے تب تو امام بخاریؒ امام احمدؒ کے شریک ہو جائیں گے اور اگر استحباب کے لئے ہو تو جمہور کے ساتھ ہونگے۔ اور امام احمدؒ پر رد ہوگا [۲]

(۳۵۰) حدثنا ابو عاصم عن مالک عن ابی الزناد عن عبدالرحمن الاعرج عن ابی هریرةؓ قال
ہم سے ابو عاصمؒ نے مالکؒ کے حوالہ سے بیان کیا وہ ابو الزنادؒ سے وہ عبدالرحمٰن اعرجؒ سے وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا کہ

[۱] (تقریر بخاری ص ۱۲۳ ج ۲) [۲] (تقریر بخاری ص ۱۲۳ ج ۲ حاشیہ نمبر ۲)

قال رسول الله ﷺ لا یصلی احدکم فی الثوب الواحد لیس علیٰ عاتقہ شیٔ (انظر ۳۶۰)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کو بھی ایک کپڑے میں نماز اس طرح نہ پڑھنی چاہئے کہ اس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو

﴿تحقیق وتشریح﴾

ابی الزنادِ:...... زاء کے کسرہ کے ساتھ ہے ان کا نام عبداللہ بن ذکوان ہے[1]

لایصلی احدکم فی الثوب الواحد:...... کسی شخص کو بھی ایک کپڑے میں نماز اس طرح نہیں پڑھنی چاہئے۔ لا یصلی کا لا نافیہ ہے لیکن نہی کے معنی میں ہے[2]

لیس علی عاتقه شئی:...... بغیر واؤ کے جملہ حالیہ ہے اور اس جیسے جملہ میں واؤ ذکر کرنا اور واؤ کا ترک دونوں جائز ہیں۔

(۳۵۱) حدثنا ابونعیم قال ثنا شیبان عن یحییٰ بن ابی کثیر عن عکرمة قال
ہم سے ابونعیمؒ نے بیان کیا کہا ہم سے شیبانؒ نے بیان کیا یحییٰ بن ابی کثیرؒ کے واسطہ سے وہ عکرمہؒ سے کہا میں نے اُس کو سنایا
سمعته او کنت سألته قال سمعت اباھریرةؓ یقول اشھد انی سمعت رسول الله ﷺ یقول
میں نے پوچھا تھا تو عکرمہؒ نے کہا کہ میں نے حضرت ابوھریرہؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ ارشاد فرماتے سنا تھا
من صلیٰ فی ثوب واحد فلیخالف بین طرفیه (راجع ۳۵۹)
کہ جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے اسے کپڑے کے دونوں کناروں کو اس کی مخالف سمت کندھے پر ڈال لینا چاہئے

﴿تحقیق وتشریح﴾

استدلال فلیخاف بین طرفیه سے ہے۔ اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں راوی حضرت ابوھریرہؓ ہیں۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۶۵ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۶۵ ج ۴)

فلیخالف بین طرفیه:...... کپڑے کے دونوں کناروں کو اس کی مخالف سمت پر ڈال لینا چاہیے۔ ابن بطالؒ فرماتے ہیں اس طرح کپڑا بدن پر ڈالنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے تاکہ نمازی رکوع میں جاتے وقت اپنے ستر کو نہ دیکھ سکے۔ علامہ عینیؒ ایک اور فائدہ بھی بیان فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اس طرح کپڑا بدن پر ڈالنے کا حکم اس لئے دیا تاکہ کپڑا رکوع میں جاتے وقت گرنے نہ پائے۔

(۲۴۷)

﴿باب اذا کان الثوب ضیقا﴾

جب کپڑا تنگ ہو

﴿تحقیق وتشریح﴾

غرض الباب اور ماقبل سے ربط:...... اس سے پہلے بڑے کپڑے اور درمیانے کپڑے کو بدن پر ڈال کر نماز پڑھنے کا طریقہ بیان فرمایا اور یہاں سے تیسری صورت یعنی چھوٹے کپڑے کو باندھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ بیان فرمارہے ہیں[1]

(۳۵۲) حدثنا یحییٰ بن صالح قال ثنا فلیح بن سلیمان عن سعید بن الحارث قال سألنا جابر بن عبداللہؓ عن
ہم سے یحییٰ بن صالحؒ نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمانؒ نے بیان کیا سعید بن حارثؒ سے کہا کہ پوچھا ہم نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے
الصلوٰۃ فی الثوب الواحد فقال خرجت مع النبی ﷺ فی بعض اسفارہ فجئت لیلۃ لبعض امری
ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا تو آپؓ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں گیا ایک رات کسی ضرورت کی وجہ سے

[1] (تقریر بخاری ص۱۲۴ ج۲)

فوجدته یصلی وعلیَّ ثوب واحد فاشتملت به وصلیت الی جانبه
آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نماز میں مشغول ہیں اس وقت میرے بدن پر صرف ایک کپڑا تھا اس لئے میں نے اسے لپیٹ لیا اور آپ ﷺ کے پہلو میں ہو کر نماز میں شریک ہوگیا
فلما انصرف قال ماالسریٰ یا جابر فاخبرته بحاجتی
جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا جابر! اس رات کے وقت کیسے آئے میں نے آپ ﷺ سے اپنی ضرورت کے متعلق کہا
فلما فرغت قال ماھٰذا الاشتمال الذی رأیت قلت کان ثوبا قال
میں جب فارغ ہوگیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ تو نے کیا لپیٹ رکھا تھا جسے میں نے دیکھا میں نے عرض کی کپڑا تھا آپ ﷺ نے فرمایا
فان کان واسعا فالتحف به وان کان ضیقا فأ تزر به (راجع ۳۵۲)
کہ اگر کپڑا کشادہ ہوا کرے تو اسے اچھی طرح لپیٹ لیا کرو اور اگر تنگ ہو تو اس کو تہبند کے طور پر باندھ لیا کرو

مطابقته للترجمة تؤخذ من قوله وان کان ضیقا فاتزر به"

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں (پہلے) یحییٰ بن صالحؒ شام کے رہنے والے ہیں مسلکا حنفی ہیں امام محمدؒ کے سفر حج کے عدیل (ساتھی) ہیں اور امام بخاریؒ کے استاذ ہیں[1]

اس حدیث کی امام بخاریؒ کے علاوہ امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ نے بھی تخریج فرمائی ہے[2]

فی بعض اسفاره :...... امام مسلمؒ نے سفر کی تعیین فرمائی ہے اور وہ غزوہ بُوَاط کا سفر ہے آپ ﷺ نے ۲۷ غزوات فرمائے ہیں اور یہ ابتدائی غزوات میں سے ہے[3]

ماالسریٰ یا جابر :...... اے جابر اس وقت کیسے آئے یہ رات کو آنا کیسے ہوا دوسرا معنیٰ یا جابرؓ رات کی خبر کیا ہے؟ (وهو استفهام عن سبب سراه باللیل لیس عن نفس سریٰ بل عن سببه)[4]

---

[1] (فیض الباری ص۱۰ ج۲) [2] (عمدۃ القاری ص۶۷ ج۴) [3] (فتح الباری ص۳۳۵ ج۲) [4] (عمدۃ القاری ص۶۸ ج۴" فتح الباری ص۳۳۵ ج۲)

فاخبرته بحاجتی :...... میں نے آپ ﷺ کو اپنی حاجت کے متعلق خبر دی۔

سوال :...... وہ حاجت کیا تھی؟

جواب :...... وہ حاجت یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ دشمن کی خبر معلوم کرنے گئے تھے[1]

سوال :...... اس انکار کی وجہ کیا ہے؟

جواب :...... مسلم شریف میں انکار کا سبب صراحۃً منقول ہے کہ کپڑا چھوٹا تھا تنگ تھا[2] اشتمال کے طریقہ پر اوڑھا ہوا تھا تو ننگے ہونے کے ڈر سے انہوں نے سکڑ کر نماز پڑھی تو اس تکلف پر آپ ﷺ نے انکار فرمایا کہ اتنا تکلف کیوں فرمایا اتزار کر کے نماز پڑھ لیتے۔

(۳۵۴) حدثنا مسدد قال ثنا یحییٰ عن سفیا ن قا ل حدثنی ابو حازم عن سهل قال
ہم سے مسددؒ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ نے سفیانؒ کے واسطے سے بیان کیا کہا مجھ سے ابو حازمؒ نے بیان کیا سہلؓ کے واسطے سے انہوں نے کہا
كان رجال يصلون مع النبی ﷺ عاقدی اُزُرهم علىٰ اعناقهم كهيأة الصبيان ويقال للنسآء
کہ بہت سے لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بچوں کی طرح اپنی گردنوں پر تہبند باندھ کر نماز پڑھتے تھے اور عورتوں کو حکم تھا کہ اپنے
لا ترفعن رؤسكن حتىٰ يستوی الرجالُ جلوسا (انظر ۸۱۴، ۱۲۱۵)
سروں کو (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھائیں جب تک مرد پوری طرح بیٹھ نہ جائیں

﴿تحقیق وتشریح﴾

امام بخاریؒ نے اس حدیث کو باب عقد الازار علی القفا کے شروع میں معلقاً ذکر فرمایا ہے[3] اور یہاں مسنداً لا رہے ہیں۔

امام مسلمؒ نے اس حدیث کو کتاب الصلوٰۃ میں اور امام ابوداؤدؒ اور امام نسائیؒ نے بھی تخریج فرمایا ہے۔

---

[1] (تقریر بخاری ص ۱۴۴ ج ۲) [2] (عمدۃ القاری ص ۶۸ ج ۴) [3] (عمدۃ القاری ص ۶۸ ج ۴)

کھیأۃ الصبیان :...... بچوں کی طرح مطلب اس کا یہ ہے کہ جب بچے ناسمجھ ہوتے ہیں تو ان کے گلے میں کپڑے کو باندھ دیتے ہیں تاکہ کہیں گر نہ جائے۔ یہاں بھی یہ رواج ہے۔

ویقال للنساء لاترفعن رؤ سکن الخ :...... اور عورتوں کو حکم تھا کہ اپنے سروں کو سجدہ سے اس وقت تک نہ اٹھائیں جب تک مرد پوری طرح بیٹھ نہ جائیں نسائی شریف میں ہے "فقیل للنساء" ابوداؤد اور بیہقی میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے یہ مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو اسے چاہئے کہ وہ مردوں کے سجدوں سے سر اٹھانے سے پہلے سر نہ اٹھائے کراھیۃ ان ترین عورات الرجال [۱]۔

لاترفعن :...... ای من السجود

جلوسا :...... جالسا کی جمع ہے یا مصدر ہے جالسین کے معنی میں ہے دونوں صورتوں میں حالیت کی بناء پر منصوب ہوگا۔

لاترفعن رؤ سکن الخ :...... آپ ﷺ نے عورتوں کو مردوں کے پورے طریقہ سے بیٹھنے کے بعد سجدہ سے سر اٹھانے کا حکم فرمایا ہے یہ اس لئے کہ جب کپڑے چھوٹے ہوں گے اور مرد سجدہ کرتے ہوئے ہوں گے تو اگر عورتوں نے پہلے اپنا سر اٹھالیا تو ممکن ہے کہ مرد کی کسی غیر مناسب جگہ پر نظر پڑ جائے [۲]۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

---

۱ (عمدۃ القاری ص۶۹ ج۴) ۲ (تقریر بخاری ص۱۲۴ ج۲" عمدۃ القاری ص۶۹ ج۴)

وقال الحسنؒ فی الثیاب ینسجها المجوس لم یربها بأساوقا ل معمرؒ رأیت الزهری
حسنؒ نے فرمایا کہ جن کپڑوں کو مجوسی بُنتے ہیں ان کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں معمرؒ نے فرمایا کہ میں نے زہری
یلبس من ثیاب الیمن ماصبغ بالبول وصلیٰ علی بن ابی طالبؓ فی ثوب غیرمقصور
کو یمن کے ان کپڑوں کو پہنے دیکھا جو پیشاب سے رنگے جاتے تھے اور علی بن ابی طالبؓ نے نئے کپڑے بغیر دھلے پہن کر نماز پڑھی

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ کی دوغرضیں معلوم ہوتی ہیں۔

غرض اول: ...... یہ ہے کہ کفار کے بنے ہوئے کپڑے پہننا جائز ہے[1] جب تک ان کا ناپاک ہونا ثابت نہ ہوجائے۔

سوال: ...... اگر غرضِ امام بخاریؒ یہی ہے تو پھر شامیہ کی قید کیوں لگائی؟

جواب: ...... روایت الباب کے لحاظ سے ترجمۃ الباب میں تخصیص کردی۔ شام اس وقت دارالکفر تھا۔

کفار کے ہاتھ سے بنے ہوئے کپڑے کا حکم: ...... کافروں کے ہاتھ سے بنے ہوئے

[1] (فتح الباری ص۳۳۵ ج۲)

کپڑے کو پہننے کے جواز میں اختلاف ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مذہب امام بخاریؒ:...... امام بخاریؒ اس کے جواز کے قائل ہیں۔

مذہب امام اعظم ابو حنفیہؒ:...... کفار کے بُنے ہوئے غیر دُھلے ہوئے کپڑے پہننا مکروہ ہے۔

مذہب امام مالکؒ:...... امام مالک کے نزدیک اگر کسی نے کفار کے بنے ہوئے کپڑے پہن کر نماز پڑھی ہے تو وقت کے اندر اعادہ کرے۔[۱]

جمہور ائمہؒ:...... کی رائے یہ ہے کہ اصل طہارت ہے اس لئے اسکا پہننا جائز ہے۔ امام بخاریؒ بھی جمہور کے ساتھ ہیں جیسا کہ ان کے مذہب سے ظاہر ہے۔

غرض ثانی:...... بعض حضراتؒ نے کہا کہ وہ کپڑے مراد ہیں جو ہیئت کفار پر سلے ہوئے ہوں یعنی **مخیط علی ھیئت الکفار** کا جواز ثابت کرنا ہے اور اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ لباس کفار کا شعار ہے تو ان کا پہننا ناجائز ہے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے **من تشبہ بقوم فھو منھم** اور تشبہ اس لئے ممنوع ہے کہ یہ کفار سے محبت کے بغیر نہیں اپنائی جاتی۔ اور محبت کفار ناجائز ہے قرآن مجید میں ہے **یَااَیُّھَاالَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الیَھُودَ وَالنَّصَارٰی اَولِیَاءَ** [۲] **یَااَیُّھَاالَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّی وَعَدُوَّکُم اَولِیَاءَ.** [۳]

اور تشبہ کی علامت یہ ہے کہ کفار کے ہاتھوں کا سلا ہوا پہنا ہوا دیکھ کر لوگ کہیں گے کہ انگریز معلوم ہوتا ہے۔ جیسے پتلون، اور ردبر چاک کوٹ یہ ایک خاص قسم کی واسکٹ ہے۔ تو ایسے لباس کے استعمال کو حرام کہیں گے۔ اور اگر عموم بلویٰ ہو تو حکم میں تخفیف ہو سکتی ہے۔

وقال الحسنؒ فی الثیاب:...... اور حسنؒ نے فرمایا کہ جن کپڑوں کو مجوسی بنتے ہیں ان کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حسنؒ:...... سے مراد حسن بصریؒ ہیں۔

---

[۱] (فتح الباری ص۳۳۵ ج۲) [۲] (پارہ نمبر۶ سورۃ مائدہ آیت ۵۱) [۳] (پارہ نمبر۲۸ سورۃ الممتحنۃ آیت نمبر۱)

ینسج: ...... باب نصر اور ضرب دونوں سے استعمال ہوتا ہے۔

المجوس: ...... یہ مجوسی کی جمع ہے اس کا معنیٰ آتش پرست ہے[1]

لم یر: ...... اگر اس کو معروف پڑھا جائے تو فاعل حسن بصریؒ ہونگے اور اگر مجہول پڑھا جائے تو نائب فاعل قوم ہوگی۔

وقال معمرؒ ورأیت الزھریؒ: ...... معمرؒ سے مراد معمر بن راشدؒ ہیں۔ اور زھری سے مراد محمد بن مسلم بن شھاب زہریؒ ہیں۔

تعلیقات بخاری میں سے ہے عبدالرزاقؒ نے اپنی مصنف میں اس کو موصولاً بیان فرمایا ہے۔

من ثیاب الیمن: ...... اُس وقت یمن میں کفار وغیرہ رہا کرتے تھے۔ اور مسلمان اُس وقت تک عامۃً نساجی نہیں کرتے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ کفار ہی کے بنے ہوئے ہوں گے[2]

ماصبغ بالبول: ...... جو پیشاب سے رنگے جاتے تھے۔

سوال: ...... بول تو ناپاک ہے تو پھر بول سے رنگے ہوئے کپڑے کیسے پہنتے اور استعمال کرتے تھے؟

جواب ۱: ...... یہ کہاں لکھا ہے کہ دھوئے بغیر استعمال کرتے تھے۔ یقیناً دھو کر استعمال کرتے ہونگے۔

جواب ۲: ...... ہوسکتا ہے کہ **بول مایوکل لحمہ** کا ہو اور وہ ان کے نزدیک پاک ہو اور زہریؒ اس کی طہارت کے قائل ہیں[3] **ماصبغ البول** . **البول** پر الف لام جنسی ہے تو یہ **لُبس بعدا لغسل** پر محمول ہوگا اور اگر الف لام عہدی ہے تو مراد ان جانوروں کا پیشاب ہوگا جن کا گوشت حلال ہے[4]

دو مسئلے: ......

۱۔ ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ منسوجاتِ کفار کا پہننا جائز ہے۔

۲۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ان کو (منسوجاتِ کفار کو) بغیر دھوئے بھی پہن سکتا ہے۔

فائدہ: ...... یہ ایک الگ بات ہے کہ کوئی بادشاہ یا امیر کسی مصلحت کی بناء پر کفار کے بُنے ہوئے کپڑوں کے استعمال

---

[1] (عمدۃ القاری ص۶۹ ج۳) [2] (تقریر بخاری ص۱۲۴ ج۲) [3] (تقریر بخاری ص۱۲۴ ج۲) [4] (فتح الباری ص۲۳۵ ج۲)

سے روک دے جیسے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ان کے استعمال سے منع فرماتے تھے۔اور حضرت تھانویؒ ان کے استعمال کی اجازت دیتے تھے۔حضرت الاستاذ مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ آخر عمر تک کھدر کا کپڑا پہنتے رہے اور آپ حضرت مدنیؒ کے شاگرد تھے۔اور فرمایا کرتے تھے اگر میں کھدر کا کپڑا پہنوں گا تو اس کا نفع اس جولاہے اور اُس کاریگر کو پہنچے گا جو اپنے ملک کا ہے۔اور دوسرے کپڑوں کا نفع کافروں اور دشمن کو پہنچے گا۔لہٰذا میں اپنے ملک پاکستان کے جولاہے کو نفع پہنچانے کے حق میں ہوں اسی وجہ سے ملکی مصنوعات کے استعمال کو پسند کرتا ہوں۔

وصلّی علیؓ:...... علی سے مراد حضرت علیؓ ہیں۔

ثوب غیر مقصور:...... غیر دھلے ہوئے کپڑے۔اکثر مسلمان اس وقت تک کپڑے بننے کا کام نہیں کرتے تھے اس لئے ظاہر ہے کہ وہ کفار ہی کے بنے ہوئے ہونگے۔لهٰذا معلوم ہوا کفار کا بنا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے۔اور جبہ شامیہ بھی کفار ہی کا بنا ہوا ہوگا۔جسے آپ ﷺ نے زیب تن فرمایا۔

حسنؒ، معمرؒ، اور علیؓ ان تینوں کے آثار سے یہ ثابت ہوا کہ کفار کے ہاتھ کے بنے ہوئے کپڑے کا استعمال جائز ہے۔اور بول سے رنگے ہوئے کپڑے کو دھونے کے بعد استعمال کرنا بھی جائز ہے۔اور ثیاب خام کو قبل الغسل استعمال کرنا بھی جائز ہے[1]

(۳۵۴)حدثنا یحییٰ قال ثنا ابومعاویة عن الاعمش عن مسلم عن مسروق عن مغیرة بن شعبةؓ قال
ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابومعاویہؒ نے اعمشؒ کے واسطہ سے بیان کیا وہ مسلمؒ سے وہ مسروقؒ سے وہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے
کنت مع النبی ﷺ فی سفر فقال یا مغیرة خذ الاداوة فاخذتها
آپؓ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا آپ نے ایک موقعہ پر فرمایا! مغیرہ برتن اُٹھالو، میں نے برتن اُٹھالیا
فانطلق رسول الله ﷺ حتی توارٰی عنی فقضٰی حاجته وعلیه جبة شامیة
پھر رسول اللہ ﷺ چلے اور میری نظروں سے چھپ گئے۔آپ ﷺ نے قضائے حاجت کی اس وقت آپ ﷺ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے

[1] (عمدۃ القاری ص۷۰ ج۲)

فذهب ليخرج يده من كمها فضاقت فاخرج يده من اسفلها
آپ ﷺ ہاتھ کھولنے کے لیے آستین اوپر چڑھانا چاہتے تھے لیکن وہ تنگ تھی، اس لئے آستین کے اندر سے ہاتھ باہر نکالا
فصببت عليه فتوضأ وضوء ه للصلوٰة ومسح عل خفيه ثم صلى (راجع ۱۸۲)
میں نے آپؐ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ آپؐ نے نماز کے وضوء کی طرح وضوء فرمایا اور اپنے خفین پر مسح فرمایا۔ پھر نماز پڑھی

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقته للترجمة ظاهرة:

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں اور چھٹے راوی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ مسح ناصیہ والی حدیث کے راوی ہیں۔

خذالاداوة:...... بکسر الهمزه المطهرة برتن پکڑ لو یعنی اٹھالو۔

توارى عنى:...... مجھ سے چھپ گئے۔

(۲۴۹)

﴿باب كراهية التعرّى فى الصلوٰة وغيرها﴾

نماز اور اس کے علاوہ اوقات میں ننگے ہونے کی کراہت

(۳۵۵) حدثنا مطربن الفضل قال ثنا روح قال ثنا زكريا بن اسحاق قال ثنا عمروبن دينار
ہم سے مطر بن فضلؒ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے روح نے بیان کیا۔ کہا ہم سے زکریا بن اسحٰقؒ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے عمرو بن دینارؒ نے
قال سمعت جابربن عبدالله يحدث ان رسول الله ﷺ كان ينقل معهم الحجارة للكعبة
بیان کیا کہا میں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا۔ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (نبوت سے پہلے) کعبہ کی تعمیر کے لئے قریش کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے

وعلیه ازاره فقال له العباسؓ عمه یا ابن اخی لوحللت ازارک فجعلت علٰی منکبیک دون الحجارة
آپ اس وقت تہبند باندھے ہوئے تھے آپ کے چچا عباس نے کہا کہ بھتیجے، کیوں نہیں تم تہبند کھول لیتے اور اسے پتھر کے نیچے اپنے کندھے پر رکھ لیتے
قال فحله فجعله علی منکبیه فسقط مغشیا علیه فمارُءِیَ بعد ذٰلک عریاناً (انظر ۱۵۸۲، ۳۸۲۹)
حضرت جابرؓ نے کہا کہ آپ ؐ نے تہبند کھول لیا اور کندھے پر رکھ لیا لیکن فوراً ہی غشی کھا کر گر پڑے۔ اس کے بعد آپ ؐ کو کبھی ننگا نہیں دیکھا گیا

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض:...... امام بخاریؒ یہ باب باندھ کر بتانا چاہتے ہیں کہ جیسے نماز میں ننگا ہونا منع ہے ایسے ہی غیر نماز میں ننگا رہنا ممنوع ہے۔ اور لفظوں کے عموم سے یہ غرض بھی ہو سکتی ہے کہ ستر عورت کے علاوہ باقی ستر کو بھی ننگا کرنا ناپسندیدہ ہے۔ استدلال اس واقعہ سے ہے جو حدیث الباب میں ہے کہ آنحضرت ﷺ قریش کے ساتھ خانہ کعبہ کی تعمیر کے لئے پتھر اٹھا کر لا رہے تھے آپ ﷺ اس وقت تہبند باندھے ہوئے تھے آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ نے کہا کہ بھتیجے ایسا کیوں نہیں کر لیتے کہ تہبند کھول کر پتھروں کے نیچے اپنے کندھے پر رکھ لیتے آپ ﷺ نے تہبند کھول کر کندھے پر رکھ لیا۔ لیکن فوراً ہی غشی کھا کر گر پڑے۔

سوال:...... یہ قبل از نبوت کا واقعہ ہے اس سے استدلال کیسے صحیح ہوا؟

جواب:...... **فما رأیٰ بعد ذلک عریاناً** ﷺ (اس کے بعد آپ ﷺ کو کبھی ننگا نہیں دیکھا گیا)۔ کے عموم سے ہے۔ علامہ عینیؒ عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں **مطابقة هذا الحدیث للترجمة من حیث عموم قوله "فما رأی بعد ذٰلک عریاناً" لان ذٰلک یتناول ما بعد النبوة کما یتناول ماقبلها ثم بعمومه یتناول حالة الصلوٰة وغیرها** [۲] عمدۃ القاری ص ۷۱ ج ۴ اپنے عموم کی وجہ سے زمانۂ نبوت وقبل از نبوت سب کو شامل ہے [۱]

سوال:...... اس وقت آپ ﷺ کی عمر کتنی تھی؟

جواب:...... اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔ ۱۵، ۲۵، ۳۵ کم سے کم عمر کو ترجیح ہوگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ۔ اس سے کم کی اگر کوئی روایت مل جائے تو اس کو ترجیح ہوگی۔ علامہ بدرالدین عینی عمدۃ القاری ص

[۱] (تقریر بخاری ص ۱۲۵ ج ۲) [۲] (عمدۃ القاری ص ۷۱ ج ۴)

۷۱ج۴ پر لکھتے ہیں کہ زہریؒ کے قول کے مطابق بناء کعبہ کے وقت آپ ﷺ سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔ ابن بطال اور ابن التین کے بقول اس وقت آپ ﷺ کی عمر شریف پندرہ سال تھی۔ اور ہشام کے قول کے مطابق ۳۵ سال بنتی ہے۔ بعض نے ۳۶ سال بتائی ہے۔

سوال: ...... حضرت عباسؓ نے ننگے ہونے کا حکم کیوں اور کیسے دیا؟

جواب نمبر ۱: ...... ان کی معاشرت میں ننگا ہونا عیب نہیں تھا البتہ خلاف مروت سمجھا جاتا تھا۔ اور وحی کا نزول شروع نہیں ہوا تھا لھذا چادر اتارنے سے گناہ بھی نہیں ہوا۔

جواب نمبر ۲: ...... پتھر کی رگڑ سے بدن چھل جانے کا خطرہ تھا اس لئے ازار کے اتارنے کا حکم دیا[۱]

فسقط مغشیاً: ...... غشی کھا کر گر گئے۔ علامہ انور شاہ صاحبؒ فیض الباری میں رقم طراز ہیں **فخر مغشیا علیه وھذا یدل انه لم یزل بعین الرضا منه**[۲]

سوال: ...... غشی کھا کر کیوں گرے؟

جواب: ...... چونکہ آنحضرت ﷺ کو منصب نبوت پر فائز کیا جانا تھا اس لئے بعد النبوت جو چیز ناجائز ہونی تھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبل النبوت بھی آنحضرت ﷺ کو اس سے معصوم رکھا۔

حدثنا مطر بن الفضل: ...... اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں امام بخاریؒ اس روایت کو **بنیان الکعبة** میں بھی لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے **کتاب الطھارة** میں اس کی تخریج فرمائی ہے[۳]

ینقل معھم: ...... ای مع قریش۔

للکعبة: ...... **ای لبناء الکعبة**

---

[۱] تقریر بخاری ص۱۳۵ ج۲) [۲] (فیض الباری ص۱۲ ج۲) [۳] عمدۃ القاری ص۷۱ ج۴

لو حللت:...... لوکا جواب محذوف ہے (کلمۂ لَوْ) اگر شرطیہ مانا جائے تقدیری عبارت اس طرح ہوگی **لو حللت ازارک لکان اسھل علیک** اور اگر (کلمۂ لَوْ) کو تمنی کے لئے مانا جائے تو پھر جواب شرط محذوف ماننے کی ضرورت نہیں[1]

(۲۵۰)

﴿باب الصلوٰۃ فی القمیص والسراویل والتبان والقبآء﴾

قمیص، پاجامہ، جانگیّا اور قبا پہن کر نماز پڑھنا

﴿تحقیق وتشریح﴾

قمیص:...... اس کی جمع قمصان اور اقمصۃ ہے۔

سراویل:...... اس کی جمع سراویلات اور بعض حضراتؒ فرماتے ہیں کہ خود سراویل سروالۃ کی جمع ہے۔

تبان:...... تاء کے ضمہ کے ساتھ ہے اور باء مشدد ہے اور شلوار کے مشابہ ہوتا ہے اور صحاح میں ہے کہ چھوٹی شلوار کو تبان کہتے ہیں جسے آج کل نکر کہتے ہیں۔

قباء:...... قاف اور باء دونوں پر فتح ہے۔ اور اس کی جمع اقبیۃ ہے۔ سب سے پہلے قباء حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہنی ہے۔

ترجمۃ الباب کی غرض:...... قمیص، شلوار، جانگیا اور قباء میں سے اگر ہر ایک الگ الگ ہو اور چادر نہ

[1] (عمدۃ القاری ۴۷ ج ۴)

ہوتو ان میں سے انفراداً جواز ثابت فرمارہے ہیں۔

سوال: ...... ہرایک کے لحاظ سے نماز کا جواز بتانا مقصود ہے یا مجموعہ کے لحاظ سے نماز کا جواز بیان کرنا مقصود ہے۔

جواب: ...... دونوں مقصود ہیں ا۔ ہرایک الگ جب ساتر عورت ہوتو نماز جائز ہے۔

۲۔ مثلاً اگر چادر، قمیص دونوں ہوں تو دونوں سے بدرجہ اولیٰ نماز جائز ہے۔

یعنی کسی ایک میں انحصار نہیں بلکہ سب میں نماز جائز ہے۔لھذا دوغرضیں ہوئیں۔

(۳۵۶) حدثنا سلیمٰن بن حرب قال ثنا حماد بن زید عن ایوب عن محمد عن ابی هریرةؓ
ہم سے سلیمان بن حربؒ نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زیدؒ نے بیان کیا ایوب کے واسطہ سے وہ محمدؒ سے وہ حضرت ابوھریرۃؓ سے
قال قام رجل الی النبی ﷺ فسأله عن الصلوٰة فی الثوب الواحد
آپ نے فرمایا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے صرف ایک کپڑا پہن کر نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا
فقال او كلكم يجد ثوبين ثم سأل رجل عمرؓ فقال اذا وسع الله
آپ نے فرمایا کیا تم سب لوگوں کے پاس دو کپڑے ہیں بھی؟ پھر حضرت عمرؓ سے ایک شخص نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت دی ہے
فاوسعوا جمع رجل عليه ثيابه صلّى رجل فی ازارٍ وردآءٍ فی ازار وقميص فی ازار
تم بھی وسعت کے ساتھ رہو۔آدمی کو چاہیے کہ نماز کے وقت اپنے پورے کپڑے پہنے آدمی کو تہبند اور چادر میں تہبند اور قمیص میں
وقبآء فی سراويل وردآء فی سراويل وقميص فی سراويل وقبآء فی تُبّان وقبآء فی
تہبند اور قبا میں، پاجامہ اور چادر میں، پاجامہ اور قمیص میں، پاجامہ اور قبا میں، جانکر اور قبا میں، جانکر اور قمیص میں نماز پڑھنی
تُبّان وقميص قال و احسبه قال فی تبان وردآءٍ (راجع ۳۵۸)
چاہیے۔حضرت ابوہریرۃؓ نے فرمایا کہ مجھے یاد آتا ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ نکر اور چادر میں نماز پڑھے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة هذاالحديث للترجمة ظاهرة

ترجمۃ الباب کی چاروں باتیں حدیث مبارکہ میں پائی جاتی ہیں۔

عن محمد: ...... ای محمد بن سیرینؒ[۱]

سوال: ...... **فسأله عن الصلوٰة فی الثوب الواحد** اوراسی حدیث کی اگلی سطر میں **ثم سأل رجل عمرؓ.** دونوں جگہ سائل کا نام ذکر نہیں کیا تو ان میں سائل کون ہے؟

جواب: ...... علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں کہ بعض حضراتؒ نے کہا ہے کہ ہوسکتا ہے دونوں جگہ سائل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعوداور حضرت ابی بن کعبؓ کا اس مسئلہ میں اختلاف تھا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ ہوں کیونکہ حضرت ابی بن کعبؓ ایک کپڑے میں نماز کو مکروہ نہیں سمجھتے تھے جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک کپڑے میں نماز کی کراہت کے قائل تھے [۲]

صلی رجل: ...... ای لیصل رجل آدمی کو چاہیے کہ نماز کے وقت اپنے پورے کپڑے پہنے۔

ازار اور رداء میں فرق: ...... نصفِ اسفل کے لئے جو کپڑا استعمال کیا جاتا ہے اسے ازار کہتے ہیں اور نصفِ اعلیٰ کے لئے جو چادر استعمال کی جاتی ہے اسے رداء کہتے ہیں[۳]

فائدہ: ...... حدیث پاک میں لباس کی آٹھ صورتیں بیان فرمائی ہیں ۱۔ازار، رداء ۲۔ ازار، قمیص ۳۔ ازار، قبا ۴۔ سراویل، رداء ۵۔ قمیص، سراویل یعنی شلوار ۶۔ سراویل، قباء ۷۔ تبان، قمیص ۸۔ تبان، رداء[۴]

(۳۵۷) **حدثنا عاصم بن علی قال حدثنا ابن ابی ذئب عن الزهری عن سالم عن ابن عمرؓ**
ہم سے عاصم بن علیؒ نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئبؒ نے زہریؒ کے حوالہ سے بیان کیا وہ سالمؒ سے وہ حضرت ابن عمرؓ سے انھوں نے

[۱] (فتح الباری ص ۲۳۶ ج ۲) [۲] (عمدۃ القاری ص ۳۷ ج ۴) [۳] عمدۃ القاری ص ۳۷ ج ۴) [۴] (عمدۃ القاری ص ۳۷ ج ۴)

قال سأل رجل رسول الله ﷺ فقال مایلبس المحرم فقال لایلبس القمیص ولاالسراویل
فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا کہ مُحرِم کو کیا پہننا چاہیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ قمیص پہنے نہ پاجامہ
ولا البُرُنُسَ ولا ثوبا مسه زعفران ولا وَرُس فمن لم یجد
نہ برنس (ایک لمبی ٹوپی جو عرب میں پہنی جاتی تھی) اور نہ ایسا کپڑا جس میں زعفران لگا ہوا اور نہ ورس لگا ہوا کپڑا اور اگر کسی کو
النعلین فیلبس الخفین ولیقطعهما حتی یکونا اسفل من الکعبین
چپل نہ ملیں تو اسے خفین ہی پہن لینے چاہیں۔ البتہ انھیں کاٹ کر ٹخنوں سے نیچے تک کرلینا چاہیے۔
وعن نافعؒ عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ مثله (راجع ۱۳۴)
نافعؒ حضرت ابن عمرؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے ایسی ہی حدیث بیان کرتے ہیں

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة هٰذا الحدیث للترجمة من حیث جواز الصلوٰة بدون القمیص والسراویل.

یہ حدیث امام بخاریؒ کئی مقامات پر لائے ہیں۔

برنس: ...... ایک لمبی ٹوپی ہے جسے عرب والے پہنتے تھے۔

وعن نافعؒ عن ابن عمرؓ: ...... علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں یہ تعلیقِ بخاریؒ ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا عطف (حدثنا عاصم والی حدیث میں موجود لفظ) سالمؒ پر ہو تو پھر یہ حدیث متصل بن جائیگی[۱]

عن نافعؒ: ...... اس روایت کے معلق اور مسند ہونے میں اختلاف ہے[۱] بعض حضرات نے کہا ہے یہ تعلیق ہے[۲]۔ اور بعض حضرات نے کہا ہے یہ مسند ہے پہلی سند کے ساتھ ہے۔ مسند ہونے کی صورت میں عن نافع کا عطف زہری پر ہوگا۔

مناسبت: ...... او کلکم یجد ثوبین اس سے ترجمۃ الباب کا مفہوم اول ثابت ہوگیا۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۴۷ ج۴)

فقال مایلبس المحرم فقال لا یلبس القمیص والالسراویل ولاالبرنس:......

جب معلوم ہوگیا کہ مُحرِم کے لئے شلوار اور قمیص پہننا جائز نہیں تو معلوم ہوا کہ غیر محرم کے لئے پہننا جائز ہے۔

۲:...... یا اس طریقہ سے کہ محرم نماز پڑھے گا اور آنحضرت ﷺ نے شلوار اور قمیص وغیرہ سے منع کر دیا تھا۔ تو ظاہر ہے کہ ان کے علاوہ کپڑوں میں نماز پڑھے گا تو ان کے علاوہ میں نماز جائز ہوگی۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض:...... امام بخاریؒ اس باب میں یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ستر کی مفروض مقدار کیا ہے؟ یعنی ضروری پردہ کتنا ہے؟ (کتنی مقدار ستر فرض ہے) آئمہ کرامؒ کے مابین اختلاف ہے اس اختلاف کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مذہبِ امام مالکؒ:...... امام مالکؒ کا مشہور قول اور امام احمد بن حنبلؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ صرف سوأتین یعنی دُبر اور فرج کا پردہ ضروری ہے۔ جن کا نام ہم عورت غلیظہ رکھتے ہیں۔

(۲) مذہبِ امام احمدؒ اور امام شافعیؒ:...... ان دونوں بزرگوں کے نزدیک فخذ (ران) بھی ستر میں شامل ہے۔

(۳) مذہبِ احناف: ...... احنافؒ کے نزدیک رُکبہ (گھٹنہ) بھی ستر (شرمگاہ) میں شامل ہے۔

(۴) مذہبِ امام بخاریؒ: ...... امام بخاریؒ مالکیہؒ کے ساتھ ہیں۔

دلائل :......

دلیلِ احناف ا : ...... مستدرک حاکم کتاب الفضائل میں یہ روایت موجود ہے عورۃ الرجل مابین سرتہ الی رکبتہ[۱]

دلیلِ احناف ۲ : ...... سنن دارقطنی میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا فلا ینظر الی مادون السرۃ وفوق الرکبۃ فان ماتحت السرۃ الیٰ الرکبۃ من العورۃ[۲]

اقسام سترِ عورت: ...... سترِ عورت کی تین قسمیں ہیں۔

ا. عورتِ غلیظہ : ...... اور وہ سوأتین (قبل اور دبر) ہیں۔

۲. عورتِ خفیف: ...... اور یہ فخذ (ران) ہے۔

۳. اخف الخفیف: ...... اور یہ رکبہ (گھٹنہ) ہے[۳]

یعنی اگر کسی کا گھٹنہ ننگا نظر آئے تو اسے کہا جائے بھائی گھٹنہ ننگا کرنا اچھا نہیں ہے اور اگر ران ننگی کرے تو اسے ڈانٹو اور اگر قبل دبر ننگے ہوں تو مارو۔

دلیلِ امام بخاریؒ (ا): ...... روایت الباب ہے اس میں ہے کہ وان یحتبی الرجل فی ثوب واحد لیس علی فرجہ منہ شئی:

دلیل امام بخاریؒ (۲): ...... ولا یطوف بالبیت عریان اس سے بھی امام بخاریؒ نے استدلال فرمایا ہے۔ کہ صرف سوأتین عورت ہیں۔

---

[۱] (ھدایہ ص ۹۲ ج ا) [۲] (ھدایہ ص ۹۳ ج ا حاشیہ نمبر ۲ مکتبہ شرکت علمیہ) [۳] (فیض الباری ص ۱۴ ج ۲)

دلیل نمبر دو کا جواب: ...... یہ ہے کہ یہ دلیل تو ہمارے موافق ہے خلاف نہیں کیونکہ ہم بھی تو سوأتین (قبل ودبر) کوستر مانتے ہیں۔

جمہورؒ کی طرف سے امام بخاریؒ کی پہلی دلیل کا جواب: ...... یہ ہے کہ وہ حضرات لنگی تو پہنتے تھے مگر چھوٹی ہونے کی وجہ سے احتباء کی صورت میں کشف عورت کا اندیشہ تھا اس لئے منع فرمایا۔

"ما": ...... کلمہ "ما" کے بارے میں دواحتمال ہیں۔

۱۔ "ما" مصدریہ ہے ۲۔ "ما" موصولہ ہے [1]

من: ...... "ما" خواہ مصدریہ ہو یا موصولہ ہو دونوں صورتوں میں "من" بیانیہ ہوگا۔

(۳۵۸) حدثنا قتیبة بن سعید قال ثنا اللیث عن ابن شهاب عن عبید الله بن عبدالله بن عتبة عن ابی سعید ن الخدریؓ				
ہم سے قتیبہ بن سعیدؒ نے بیان کیا۔ کہا ہم سے لیثؒ نے ابن شہابؒ سے بیان کیا وہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہؒ سے وہ ابوسعید خدریؓ				
انه قال نهی رسول اللهﷺ عن اشتمال الصمآء وان یحتبی الرجل فی ثوب واحد				
سے کہ نبی کریمﷺ نے صماء کی طرح کپڑا لپیٹ لینے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ آدمی ایک کپڑے میں احتباء کرے				
لیس	علی	فرجه	منه	شئی
کہ اس کی شرمگاہ پر کوئی حصہ اس کپڑے کا نہ ہو (انظر ۱۹۹۱، ۲۱۴۴، ۲۱۴۷، ۵۸۲۰، ۵۸۲۲، ۶۲۸۴)				

مطابقته الحدیث للترجمة ظاهرة فی قوله لیس علی فرجه منه شئ فان النهی فیه ان یکون الفرج مکشوفا فهو یدل علیٰ ان ستر العورة واجب والباب فی ستر العورة.

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں راوی حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت سعد بن مالکؓ ہے۔

---

[1] (لامع الدراری ص۱۴۵ ج۱)۔

امام بخاریؒ اس حدیث کومختلف راویوں سے مختلف مقامات پر لائے ہیں اور اس حدیث کی تخریج امام مسلمؒ نے کتاب البیوع میں سعد بن عفیر سے اور کتاب اللباس میں یحییٰ بن بکیرؒ سے اور امام ابوداؤدؒ نے کتاب البیوع میں احمد بن صالحؒ اور قتیبہؒ اور ابوالطاہرؒ سے اور امام نسائیؒ نے کتاب البیوع میں یونس بن عبدالاعلیٰؒ سے فرمائی ہے۔

عن اشتمال الصماء:...... اس کی تفسیر میں اختلاف ہے عموماً اس کی دو تفسیریں بیان کی جاتی ہیں۔ پہلی اہل لغت نے بیان فرمائی ہے اور دوسری فقہاء کرامؒ نے بیان فرمائی ہے۔

۱:...... اپنے کپڑے کو اپنے جسم پر اس طریقہ سے لپیٹ لے کہ ہاتھ کسی طرف سے نہ نکل سکیں کہ پتھر کی طرح بند ہو جائے۔

۲:...... اس عبارت کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ کپڑے کی ایک جانب کو کندھے کے اوپر ڈال لے جس سے نیچے سے ننگا ہونے کا خطرہ ہو (**وعن ابی عبیدؒ ان الفقهاء یقولون هو ان یشتمل بثوب واحد لیس علیه غیره ثم یرفعه من احد جانبیه فیضعه علی احد منکبیه فیبدو منه فرجه**)[۱]

اشتمال الصماء کی دو تفسیروں میں سے پہلی تفسیر اور صورت اس لئے منع ہے کہ اس طریقے سے لپیٹ لینے سے دفاع نہیں کر سکے گا اور دوسری صورت اس لئے منع ہے کہ اس میں ننگے ہونے کا خطرہ ہے[۲] ان دونوں تفسیروں میں سے یہاں دوسری تفسیر کو مناسبت ہے۔

فائدہ:...... ایسا احتباء جس میں کشف عورت کا خطرہ ہو وہ مطلقاً حرام ہے خواہ نماز میں ہو یا نماز سے باہر ہو۔

ان یحتبی:...... یہ ''ان'' مصدریہ ہے اور یحتبی باب افتعال سے واحد مذکر غائب، فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے۔ اور احتباء کہتے ہیں اکڑوں بیٹھ کر پنڈلیوں اور پیٹھ کو کسی کپڑے سے ایک ساتھ باندھ لیا جائے۔ اس کے بعد کوئی کپڑا اوڑھ لیا جائے عرب اپنی مجالس میں اس طرح بھی بیٹھا کرتے تھے چونکہ اس صورت میں ستر عورت پوری طرح نہیں ہو سکتا تھا اس لئے اسلام نے اسکی ممانعت کر دی[۳]

(۳۵۹) حدثنا قبیصة بن عقبة قال حدثنا سفین عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هریرةؓ قال

ہم سے قبیصہ بن عقبہؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیانؒ نے ابوالزنادؒ سے بیان کیا۔ وہ اعرجؒ سے وہ حضرت ابوھریرۃؓ سے کہا

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۵۷ ج ۴) [۲] (عمدۃ القاری ص ۴۷ ج ۴) [۳] (عمدۃ القاری ص ۶۷ ج ۴: فتح الباری ص ۲۳۷ ج ۲ مکتبہ انصاری دہلی)

نهی النبی ﷺ عن بیعتین عن اللماس والنباذ وان یشتمل الصمآء وان یحتبی الرجل
کہ نبی کریم ﷺ نے دوطرح کی بیع وفروخت سے منع فرمایا ہے۔لماس اورنباذ سے اوراس سے بھی منع فرمایا کہ کپڑا اصماء کی طرح
فی ثوب واحد (انظر۵۸۴،۵۸۸،۱۹۹۳،۲۱۴۵،۲۱۴۶،۵۸۱۹،۵۸۲۱)
لپیٹا جائے۔ اور اس سے بھی کہ آدمی ایک کپڑے میں احتباء کرے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقةهذا الحدیث للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔پانچویں راوی حضرت ابوھریرہؓ ہیں جن کا اسم مبارک عبدالرحمٰن بن صخر ہے۔امام بخاریؒ اس حدیث کو متعدد بار لائے ہیں۔اس حدیث کی تخریج امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ نے اور امام ترمذیؒ نے اور ابن ماجہؒ نے بھی فرمائی ہے۔

اللماس اور النباذ کے ضبط تلفظ کا بیان:......اللماس یہ لام کے کسرہ کے ساتھ مصدر ہے اور النباذ نون کے کسرہ کے ساتھ مصدر ہے۔اللماس اس کو بیع ملامسہ بھی کہتے ہیں۔یہ جاہلیت کی بیع تھی کہ اگر سودا کرنے کے دوران مشتری مبیع کو ہاتھ لگادیتا تو بیع سمجھی جاتی تھی چاہے بائع بھاؤ پر راضی ہو یا نہ ہو۔

النباذ:...... کی صورت یہ ہے کہ بائع سودے کے درمیان مبیع کو مشتری کی طرف پھینک دے تو معاشرے کی رو سے اس کا لینا ضروری ہوجاتا تھا۔ان دونوں کی مزید تفصیل اس طرح ہے کہ عرب میں خرید وفروخت کا ایک طریقہ یہ تھا کہ خریدنے والا شخص اپنی آنکھ بند کرکے کسی چیز پر ہاتھ رکھ دیتا تھا اور دوسرا طریقہ یہ تھا کہ خود بیچنے والا آنکھ بند کرکے کوئی چیز خریدنے والے کی طرف پھینکتا تھا۔ان دونوں صورتوں میں متعینہ قیمت پر خرید وفروخت ہوتی تھی۔ پہلے طریقے کو اللماس اور دوسرے طریقے کو النباذ کہتے تھے یہ دونوں صورتیں اسلام میں ممنوع ہیں۔خرید وفروخت کے سلسلے میں اسلام کا یہ اصول ہے کہ اس کے لئے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ جس میں بیچنے یا خریدنے والا ناواقفیت کی وجہ سے دھوکا نہ کھائے۔اور النباذ کا مطلب تقریر بخاری میں یہ لکھا ہے کہ کنکری پھینک دیا کرتے تھے۔جس چیز پر وہ کنکری گرجاتی تھی اس کی بیع ہوجایا کرتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۶۰)حدثنا اسحٰق قال ثنا یعقوب بن ابراھیم قال نا ابن اخی ابن شہاب عن عمه

ہم سے اسحاقؒ نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیمؒ نے بیان کیا کہا مجھے میرے بھائی ابن شہابؒ کے بیٹے نے خبر دی اپنے چچا کے واسطہ سے

قال اخبرنی حُمَید بن عبدالرحمن بن عوف ان ابا ھریرةؓ قال بعثنی ابوبکر فی

انھوں نے کہا کہ مجھے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوفؒ نے خبر دی کہ حضرت ابوھریرہؓ نے فرمایا کہ حج کے موقعہ پر [illegible]

تلک الحجة فی مؤذنین یوم النحر نؤذن بمنٰی ان لا یحج بعد العام مشرک

مجھے حضرت ابوبکرؓ نے یوم نحر میں اعلان کرنے والوں کے ساتھ بھیجا تا کہ ہم منی میں اس بات کا اعلان کردیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہیں کرسکتا

ولا یطوّف با البیت عریان قال حُمید بن عبدالرحمن ثم اردف رسول اللہ ﷺ علیا فامره

اور نہ ہی کوئی بیت اللہ کا ننگا طواف کرسکتا ہے حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے بھیجا اور انھیں حکم دیا

انَ یؤذن ببراء ة قال ابوھریرةؓ فاذن معنا علیؓ فی اھل منٰی یوم النحر

کہ سورۃ براءت کا اعلان کردیں۔ ابوھریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ہمارے ساتھ اس کا اعلان کیا نحر کے دن منی میں موجود

لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان (انظر ۱۶۲۲، ۳۱۷۷، ۴۶۵۵، ۴۶۵۶، ۴۶۵۷)

لوگوں کے سامنے کہ آج کے بعد کوئی مشرک نہ حج کرسکتا ہے اور نہ بیت اللہ کا طواف کوئی شخص ننگے ہو کر کرسکتا ہے

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقته للترجمةفی قوله ولا یطوف بالبیت عریان

فان منع الطواف عاریا یدل علیٰ وجوب ستر العورة

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں چھٹے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں امام بخاریؒ اس حدیث کو بخاری شریف میں متعدد بار لائے ہیں امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے کتاب الحج میں اور امام ابوداؤدؒ نے اور امام نسائیؒ نے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

فی تلک الحجۃ :...... اس حج سے مراد حجۃ الوداع سے پہلے کا حج ہے اور یہ سن ۹ھ میں ادا کیا گیا[1] اور اس سال آنحضرت ﷺ نے حج نہیں فرمایا کیونکہ مشرکوں نے مہینوں کو آگے پیچھے کر رکھا تھا

اس لئے حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اولاً اور حضرت علیؓ کو ثانیاً سن ۹ھ میں حج کے واسطے بھیجا اور بہت سے اعلانات دے کر بھیجے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کا بَرَآءَۃٌ مِنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اِلَی الَّذِیْنَ عَاھَدْتُّمْ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ[2] اور ایک اعلان یہ تھا کہ لایحج بعدالعام مشرک اور چونکہ حضرت ابوبکرؓ خود اپنی آواز کثیر لوگوں کو نہیں پہنچا سکتے تھے اس لئے انہوں نے اعلان کرنے والوں کو مقرر کیا تھا ان میں ایک حضرت ابوہریرہؓ بھی تھے[2]

ثم اردف رسول اللہ ﷺ علیا :...... پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے بھیجا۔

سوال :...... نو (۹ھ) ہجری کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بھیجنے میں کیا حکمت تھی؟ حج فرض ہونے کے باوجود آپ ﷺ خود تشریف کیوں نہیں لے گئے آپ ﷺ نے دس ہجری کو حج کیوں فرمایا؟ نو (۹ھ) ہجری میں کیوں نہیں فرمایا؟

جواب :...... حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھیجنے میں حکمت یہ تھی کہ اگلے سال ایام حج اپنے اصلی وقت پر آنے والے تھے کیونکہ کفار نے حج کے مہینوں کو آگے پیچھے کر دیا تھا تو حضور ﷺ نے خیال کیا کہ اگلے سال حج کے لئے جاؤں گا[3]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[1] (عمدۃ القاری ص ۷۷ ج ۴) [2] (تقریر بخاری ص ۱۲۷ ج ۲) [3] (بیاض صدیقی ص ۳ ج ۲ فیض الباری ص ۱۵ ج ۲) [4] (الایہ پارہ ۱۰ سورہ براۃ)

ای ھذا باب فی بیان حکم الصلوٰۃ بغیر رداء.

(۳۶۱)حدثنا عبدالعزیز بن عبداللہ قال حدثنی ابن ابی الموال عن محمد بن المنکدر قال دخلت
ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے ابن ابی الموالؒ نے بیان کیا محمد بن منکدرؒ کے واسطہ سے کہا میں
علیٰ جابر بن عبداللہؓ وھو یصلی فی ثوب واحد ملتحفا بہ و ردآؤہ موضوع
حضرت جابر بن عبداللہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ ایک کپڑے کو اپنے بدن پر لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے حالانکہ ان کی چادر دو ہیں رکھی ہوئی تھی
فلما انصرف قلنا یآ ابا عبداللہ تصلی وردآؤک موضوع قال
جب آپ فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کی اے ابو عبداللہ آپ کی چادر رکھی ہوئی ہے اور آپ (اسے اوڑھے بغیر) نماز پڑھ رہے ہیں
نعم احببت ان یرانی الجھال مثلکم رأیت النبی ﷺ یصلی کذا (راجع ۳۵۲)
انہوں نے فرمایاں میں نے چاہا کہ تم جیسے جاہل مجھے اس طرح نماز پڑھتے دیکھ لیں (کیونکہ) میں نے نبی کریم ﷺ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ثابت فرمانا ہے کہ اگر کسی کے پاس

دو کپڑے ہوں لیکن وہ پھر بھی ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھے تو یہ جائز ہے[۱] شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ فرماتے ہیں کہ باب باندھ کر ایک وہم کو دفع کرنا مقصود ہے اور وہ وہم یہ ہے کہ ماقبل میں **باب الصلوٰۃ فی السراویل** میں حضرت عمرؓ کا ایک مقولہ **اذاوسع الله فاوسعوا** گذرا تھا اس سے وہم ہوتا تھا کہ وسعت کی صورت میں ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز نہیں تو اس وہم کو دفع کرنے کے لئے یہ باب منعقد فرمایا ہے[۲]

حدثنا عبد العزیز بن عبدالله الخ:...... مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة

یہ حدیث **باب العقد فی الازار علی القفا** میں گذر چکی ہے۔ اسکی تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

وهو یصلی:...... یہ جملہ حالیہ ہے۔

ملتحفا:...... یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اگر اسے مرفوع پڑھا جائے تو پھر یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہوگی **ای هو ملتحف** ۔

(۲۵۳)

﴿باب مایذکر فی الفَخِذِ﴾

ران سے متعلق روایتیں

قال ابو عبدالله ویروی عن ابن عباس وجرهد ومحمد بن جحش عن النبی ﷺ الفَخِذُ عورة
ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ ابن عباسؓ جرھدؓ اور محمد بن جحشؓ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے تھے کہ ران شرمگاہ ہے

---

[۱] (تقریر بخاری ص۱۲۷ ج۲) [۲] (تقریر بخاری ص۱۲۷ حاشیہ۲ ج۲)

وقال انسؓ حسر النبی ﷺ عن فخذہ قال ابو عبداللہؒ وحدیث انسؓ اسند
حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ران کھولی ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ کی حدیث سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے
وحدیث جرھد احوط حتیٰ نخرج من اختلافھم وقال ابو موسیٰؓ غطی
اور حضرت جرھدؓ کی حدیث میں احتیاط زیادہ ہے اس طرح ہم (امت کے) اختلاف سے بچ جاتے ہیں حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا
النبی ﷺ رکبتیہ حین دخل عثمانؓ وقال زید بن ثابت انزل اللہ علیٰ رسولہ ﷺ
کہ حضرت عثمانؓ آئے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے گھٹنے ڈھک لئے اور حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر ایک مرتبہ وحی نازل فرمائی
وفخذہ علیٰ فخذی فثقلت علیّ حتیٰ خفت ان ترُضّ فخذی
اس وقت آپ ﷺ کی ران مبارک میری ران پر تھی آپ ﷺ کی ران اتنی بھاری ہوگئی تھی کہ مجھے اپنی ران کی ہڈی کے ٹوٹ جانے کا خطرہ پیدا ہوگیا

﴿تحقیق وتشریح﴾

سوال :...... جب یہ بات معلوم ہوچکی کہ امام بخاریؒ کے نزدیک فخذ (ران) عورت (ستر) نہیں تو پھر یہ باب قائم کیوں فرمایا؟

جواب :...... امام بخاریؒ باب باندھ کر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ احتیاطاً ران ڈھانپ لینی چاہئے۔

سوال :...... باب میں یذکر مجہول کا صیغہ کیوں استعمال فرمایا؟

جواب :...... چونکہ امام بخاریؒ ران کے عورت ہونیکی رائے نہیں رکھتے اس لئے مایذکر بصیغہ مجہول ذکر فرمایا[1]

قال ابوعبداللہ الخ :...... امام بخاریؒ نے اپنا ذکر اپنی کنیت سے فرمایا اور یہ اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔

ویروی عن ابن عباسؓ الخ :...... امام بخاریؒ نے اس کو مجہول کے صیغے سے تین راویوں سے تعلیقاً ذکر

---

[1] (تقریر بخاری ص ۱۲۷ ج ۲)

فرمایا ہے ۱۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ ۲۔ حضرت جرھدؓ ۳۔ حضرت محمد ابن جحشؓ۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ والی تعلیق کو امام ترمذیؒ نے موصولاً تخریج فرمایا ہے ترمذی شریف میں ہے عن واصل بن عبد الاعلیٰ الکوفی نا یحییٰ ابن آدم نا اسرائیل عن ابی یحییٰ عن مجاھد عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ قال الفخذ عورۃ [۱]

اور حضرت جرھدؓ کی حدیث کو امام مالکؒ نے مؤطا امام مالک میں تخریج فرمایا ہے مؤطا میں ہے عن ابن النضر عن زرعۃ ابن عبدالرحمن بن جرھد عن ابیہ عن جدہٖ قال وکان جدی من اھل الصفۃ قال جلس رسول اللہ ﷺ عندی وفخذی مکشوفۃ فقال خمر علیک اماعلمت ان الفخذعورۃ [۲]

اور حدیث محمد بن جحش کو طبرانی نے اس سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے عن یحییٰ بن ایوب عن سعید بن ابی مریم عن محمد بن جعفر عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابی کثیر مولی محمد بن جحشؓ عنہ قال کنت اصلی مع النبی ﷺ فمر علی معمر وھو جالس عندداره با السوق وفخذاه مکشوفتان فقال یا معمر غطِّ فخذیک فان الفخذین عورۃ [۳]

وقال انس حسر النبی ﷺ عن فخذہ : ...... یہ بھی تعلیق ہے جسے امام بخاریؒ نے اسی باب میں موصولاً بیان فرمایا ہے۔

سوال : ...... یہاں سے امام بخاریؒ کیا بتانا چاہتے ہیں؟

جواب : ...... یہاں سے امام بخاریؒ ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔

اعتراض : ...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ پر اعتراض ہوتا ہے کہ جب حدیث پاک کے اندر آ گیا کہ ران عورۃ (شرمگاہ) ہے تو آپ اس کو عورۃ (ستر) کیوں نہیں مانتے تو یہاں سے امام بخاریؒ اس اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔

جواب : ...... کا حاصل یہ ہے امام بخاریؒ نے اس دلیل کو توڑنے کے لئے چار دلیلیں پیش کی ہیں۔

دلیل اول : ...... قال انس حسر النبی ﷺ عن فخذہ حضرت انس نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۹۷ ج ۴، فتح الباری ص ۲۳۸ ج ۲، ترمذی ص ۱۰۷ ج ۲) [۲] (عمدۃ القاری ص ۹۷ ج ۴) [۳] (عمدۃ القاری ص ۸۰ ج ۴)

ران کھول لی تو اس سے معلوم ہوا کہ فخذ عورت (شرمگاہ) نہیں اگر ران شرمگاہ میں شامل ہوتی تو آپ ﷺ اپنی ران ظاہر نہ فرماتے امام بخاریؒ کی اس دلیل کے آٹھ جواب دیئے گئے ہیں۔

جوابِ اول : ...... مسلم شریف میں یہ ہے انحسر [۱] بسا اوقات کپڑا سمٹتے اور اوپر چڑھتے ہوئے اور اٹھتے بیٹھتے ایسے ہو جاتا ہے [۲]

جوابِ ثانی : ...... یا اسی کو مان لیں جس کو امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ آپ ﷺ کی ران سے ازار کھل گیا یعنی حسر سے مراد انحسر ہے کہ وہ ران خود بخود کھل گئی نہ کہ نبی کریم ﷺ نے اسے خود کھول دیا [۳] فعل حسر لازمی ہے اور قاموس میں مذکور ہے کہ حسر لازمی بھی آتا ہے [۴]

جوابِ ثالث : ...... حسر کو مجہول کا صیغہ مان لو۔

جوابِ رابع : ...... حدیث انسؓ واقعہ جزئیہ اور حکایت حال ہے جو کہ قاعدہ کلیہ کے خلاف ہے اور حضرت جرھدؓ کی حدیث ضابطہ ہے لھذا راجح ہے تو ضابطہ یعنی قاعدہ کلیہ کا اعتبار کیا جائے گا واقعہ جزئیہ سے استدلال کرنا مناسب نہیں۔

جوابِ خامس : ...... حدیثِ انسؓ مُبیح ہے اور دیگر روایات مُحرِّم ہیں جبکہ ترجیح مُبیح اور مُحرِّم میں سے مُحرِّم کو دی جاتی ہے [۵]

جوابِ سادس : ...... عمدۃ القاری میں علامہ بدرالدین عینیؒ لکھتے ہیں کہ حدیث انسؓ نبی کریم ﷺ کے عدم اختیار پر محمول ہے لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے آپ ﷺ کی ران مبارک ظاہر ہوئی [۶]

جوابِ سابع : ...... ہوسکتا ہے کہ اس وقت تک ران کے عورت ہونے کے متعلق اللہ پاک کی طرف سے کوئی حکم نہ آیا ہو اس واقعہ کے بعد اس کے عورت ہونے کا حکم بتایا گیا ہو [۷]

جوابِ ثامن : ...... فخذ مجازاً کہا ہے اصل میں پنڈلی کھلی تھی قرینہ بخاری ص ۸۶ ج ۱ باب مایحقن بالاذان

---

[۱] (تقریر بخاری ص ۱۲۸ ج ۲) [۲] (مسلم شریف ص ۱۱۱ ج ۲) [۳] (تقریر بخاری ص ۱۲۸ ج ۲) [۴] (بیاض صدیقی ص ۴ ج ۲) [۵] (بیاض صدیقی ص ۴ ج ۲)
[۶] (عمدۃ القاری ص ۸۱، ۸۴ ج ۴) [۷] (عمدۃ القاری ص ۸۱ ج ۴)

من الدمآء میں موجود حدیث کے یہ الفاظ ہیں و ان قدمی لتمس قدم النبی ﷺ[۱]

دلیلِ ثانی :...... وقال ابو موسیٰؓ غطی النبی ﷺ حین دخل عثمانؓ یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ کنویں کی منڈیر پر تشریف فرما تھے اتنے میں حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے تو انہوں نے داخل ہونے کی اجازت چاہی تو اجازت مل گئی حضرت عمرؓ نے اجازت چاہی تو ان کو بھی اجازت مل گئی مگر جب حضرت عثمانؓ آئے تو آپ ﷺ نے اپنی ران ڈھانک لی تو امام بخاریؒ کا اس سے استدلال یہ ہے کہ اگر رکبہ عورت ہوتا تو اس کو نبی کریم ﷺ پہلے ہی ڈھانکتے[۲]

جواب :...... امام بخاریؒ کی دلیل ثانی کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کی تشریف آوری پر رکبتین کو ڈھانکنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اوپر کوئی کپڑا نہیں تھا بلکہ قمیص گھٹنوں سے ہٹی ہوئی تھی نیچے والا کپڑا تھا تو حضرت عثمان غنیؓ کے دخول پر قمیص بھی اوپر ڈال لی[۳]

دلیلِ ثالث:...... وفخذہ علیٰ فخذی :...... آپ ﷺ کی ران مبارک میری ران سے مس کر رہی تھی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ران عورت نہیں ہے لہٰذا اس کا ستر (پردہ) ضروری نہیں ہے۔

امام بخاریؒ کی دلیل ثالث کا جواب:...... یہ ہے کہ اس حدیث میں تصریح نہیں ہے کہ ران کا ران سے مس کرنا بلا حائل تھا اور عام طور پر ران پر کپڑا ہوتا ہے۔

دلیلِ رابع:...... وان رکبتی لتمس فخذ نبی اللہ ﷺ اور بے شک میرا گھٹنا نبی کریم ﷺ کی ران سے چھو جاتا تھا اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ گھٹنا عورت میں داخل نہیں ہے۔

امام بخاریؒ کی دلیل رابع کا جواب:...... اس میں تصریح نہیں کہ یہ مس بلا حائل تھا۔

اعتراض :...... حضرت امام طحاویؒ نے ایک روایت بیان فرمائی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ ایک دن تشریف فرما تھے آپ ﷺ کی رانوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا حضرت ابو بکرؓ آئے اجازت چاہی آپ ﷺ نے انہیں

---

[۱] (بیاض صدیقی ص۴ ج۲) [۲] (تقریر بخاری ص۱۲۸ ج۲) [۳] (تقریر بخاری ص۱۲۸ ج۲)

آنے کی اجازت دے دی۔ آپ ﷺ اسی ہیئت پر بیٹھے رہے پھر حضرت عمرؓ آئے آپ ﷺ اسی طرح بیٹھے رہے۔ پھر نبی پاک ﷺ کے صحابۂ کرامؓ آئے تو نبی کریم ﷺ اپنی ہیئت پر برقرار رہے پھر حضرت عثمان غنیؓ نے آنے کی اجازت چاہی آپؐ نے انہیں اجازت دے دی اور اپنی ران مبارک پر کپڑے کو درست فرمایا اس روایت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ران عورت میں داخل نہیں؟

جواب :...... امام طحاویؒ نے اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ حدیث اس طریقے پر غریب ہے۔ اس لئے کہ اہل بیت کی ایک جماعت نے روایت کیا لیکن اس میں کشف الفخذ ین کا ذکر نہیں اور ابو عمر فرماتے ہیں کہ روایت حفصہؓ میں اضطراب ہے امام بیہقیؒ نے فرمایا ہے کہ قصۂ حضرت عثمان غنیؓ میں کشف الفخذ ین مشکوک ہے[1]

﴿مسئلہ مس عورۃ﴾

پردے والی جگہ کو دیکھنا تو جائز نہیں کیا اس جگہ کا مس (چھونا) جائز ہے؟ اس بارے میں تفصیل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عورۃ غلیظہ کے بارے میں تو اجماع ہے کہ نہ بالحائل مس کر سکتا ہے اور نہ بدون الحائل اور عورۃ خفیفہ کا مس بالحائل جائز ہے اور وہ بھی ضرورت کے تحت بلا ضرورت جائز نہیں تو دو شرطیں ہوگئیں۔ ا۔ مس بالحائل ہو ۲۔ مس بالضرورۃ ہو۔ اور اس مس سے مراد خود مس کرنا نہیں بلکہ دوسرے کا مس کرنا مراد ہے۔

﴿مسئلہ تکبیس﴾

کیا ضرورت کے وقت مثلاً مرض وغیرہ کی صورت میں بالحائل کپڑے کے اوپر سے دبانا جائز ہے؟ بعض حضرات فرماتے ہیں اس طرح دبانا جائز ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ بالحائل بھی دبانا جائز نہیں یہ ہے علمی درجہ۔ رہا عملی درجہ تو اس بارے میں ہماری خصوصی وصایا ہیں۔ ضرورت مند مستثنیٰ ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی جائز سمجھ کر دبوانے لگ جائے اور جائز قرار دے تو اس میں بہت سارے نقصانات ہیں۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۸۱ ج ۴)

نقصانِ اوّل زیادتیِ احتیاج :...... اس سے بلاوجہ ایک حاجت خواہ مخواہ بڑھا لیتے ہیں کہ جب تک کوئی دبانے والا نہیں آئیگا نیند نہیں آئے گی تو احتیاج بڑھ گئی تو کیا یہ نقصان نہیں ہے؟

واقعہ :...... استاد مکرم مدظلہم نے اپنے ایک ہم درس کا واقعہ سناتے ہوئے کہا کہ میرا ایک ساتھی جوانی میں مہتمم بن گیا مجھے ملنے خیر المدارس آیا تو ایک نوجوان اس کے ساتھ تھا ہم نے اکرام کیا چارپائی وغیرہ دی وہ اس پر لیٹ کر اپنے ساتھی نوجوان کو بلانے لگا اور یہ کہہ رہا تھا" آئیں ناں مروڑے دیویں نا"یعنی آ ذرا مجھے دبا دے۔

نقصانِ ثانی تضیع اوقات :...... دبانے سے ایک کو تو آرام پہنچ رہا ہے اور دوسرے کا وقت ضائع ہو رہا ہوتا ہے۔

نقصانِ ثالث :...... تنہائی جب ہوتی ہے تو دبانے والے نہ دبانے والوں کی نسبت مقرب ہو جاتے ہیں اس طرح طالب علموں میں تحاسد قائم ہو جاتا ہے اس سے دو پارٹیاں بن جاتی ہے اور نقض امن ہوتا ہے۔

نقصانِ رابع :...... نقصان تعلیم اور نقصان تأدیب جو استاد رات کے گیارہ بجے تک دبواتا رہتا ہے صبح اس دبانے والے شاگرد کو تأدیب نہیں کر سکتا کہ تو نے مطالعہ کیوں نہیں کیا؟ اس سے نقصان تعلیم بھی ہوا اور نقصان تأدیب بھی۔

نقصانِ خامس :...... بسا اوقات تنہائی سے فائدہ اٹھا کر چغلی اور غیبت شروع ہو جاتی ہے دبوانے والا اسے روکے گا نہیں اس سے دبانے والے کا ذہن بن جائے گا کہ یہ قبیح نہیں ہے یہ عمل اس طالب علم کے مزاج کو خراب کر دے گا تو اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا۔

نقصانِ سادس :...... استاد دبانے والے کو ترجیح دے گا کیونکہ دبانے والے اور نہ دبانے والے مختلف ہوتے ہیں ذہن میں فرق رکھے گا۔

نقصانِ سابع :...... بعض دفعہ جوان نہیں ملے گا بچوں سے دبوائے گا تو موضع تہمت ہوگا اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اتقوا مواضع التهمة شیخ سعدیؒ نے فرمایا کہ"چوں خواہی کہ قدرت بماند بلند:: دل اے خواجہ سادہ روحاں مبند

ے جبکہ مطلع صاف تھا جواب خط بھی صاف تھا...... اب کے خط آنے لگے شاید کہ خط آنے لگے

آپ ﷺ رات کو کھڑے حضرت صفیہؓ کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے دو آدمی پاس سے گذرے تو آپ ﷺ نے بلا کرارشاد فرمایا کہ یہ میری بیوی صفیہؓ ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ (ﷺ) کے بارے میں کیا ہم غلط گمان کر سکتے ہیں العیاذ باللہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **ان الشیطان یجری من الانسان مجریٰ الدم** بایں ہمہ صالحین کی مجالس اس سے خارج ہیں ان کو دبانے سے وقت ضائع نہیں ہوتا بلکہ کندن (سونا) بنتا ہے نصائح ہوتی ہیں یہ ممانعت عام لوگوں کے دبوانے کے متعلق ہے اپنی طبعیت بناؤ کہ ہر کام خود کرو **کان رسول اللہ ﷺ فی منحنة نفسه** "اپنا کام خود نہ کرنا ہر کام کے لئے ایک آدمی ہونا یہ حاکمانہ انداز ہے اور یہ سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہے اور پھر اگر عجب آ گیا کہ میرے بھی پاؤں دبانے والے ہیں تو سارا بیڑا ہی تباہ ہو گیا۔

حضرت گنگوہیؒ پاؤں دبوا رہے تھے کہ کسی مجذوب نے آ کر کہا کہ آپ خوش ہو رہے ہونگے کہ دبانے والے موجود ہیں فرمایا کہ نہیں ضرورت ہے تو اس مجذوب نے فرمایا پھر آپ کے لئے جائز ہے۔

نقصان ثامن :...... آٹھویں خرابی کو میں نہیں ذکر کرتا دبوانے سے وہ بھی تو کبھی پیش آ جاتی ہے (غالباً برے کام کی طرف اشارہ ہے)

وحدیث انسؓ اسند وحدیث جرھدؓ احوط الخ:...... جب ران کے عورت (شرمگاہ) ہونے نہ ہونے کے بارے میں اختلاف واقع ہوا ایک قوم (محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب اور اسماعیل بن علیہ اور محمد بن جریر طبریؒ اور داؤد الظاہریؒ اور (امام احمدؒ کی ایک روایت) نے کہا کہ فخذ (ران) عورت (شرمگاہ) نہیں ہے اور انہوں نے حدیث انسؓ سے استدلال کیا جو اوپر گذری ہے۔

اور دوسرے حضرات نے فرمایا کہ ران عورت ہے اور انہوں نے حضرت جرحدؓ والی حدیث سے استدلال کیا ہے گویا کہنے والے نے کہا کہ جب ایک حکم کے بارے میں دو حدیثیں آئیں ان میں ایک اصح ہے اور عمل اصح حدیث پر کیا جاتا ہے اور یہاں حدیث انسؓ اصح ہے حدیث جرحدؓ سے تو پھر کیسے اختلاف ہوا؟ تو امام بخاریؒ نے جواب دیا کہ حدیث انسؓ حدیث جرحدؓ سے اسند ہے اقویٰ ہے اور سند کے لحاظ سے حدیث جرحدؓ سے اچھی ہے مگر حدیث جرحدؓ پر

عمل کرنا احتیاط کے عین مطابق ہے اور اختلاف سے بچنے کے زیادہ قریب ہے[۱] اور اختلاف سے بچنے اور نکلنے کے لئے ضروری ہے کہ احوط پر عمل کرتے ہوئے ران کا ستر کریں یعنی ران چھپا کر رکھیں۔

ران کے عورت (شرمگاہ) ہونے کے متعلق اختلاف :......

مذہب (۱):......محمد بن جریر طبری اور داؤد ظاہری اور امام احمد بن حنبلؒ کی ایک راویت یہ ہے کہ ران عورت نہیں (ان **الفخذلیس بعورۃ**)

مذہب (۲):......جمہور علماء تابعینؒ، امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے اصح قول کے مطابق اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کی اصح روایت کے مطابق امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفرؒ بن ھذیلؒ فرماتے ہیں کہ ران عورۃ (شرمگاہ) ہے حتیٰ کہ ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ مکشوف العورۃ یعنی کشوف الفخذ کی نماز فاسد ہے۔

مذہب (۳):......امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ ران حمام میں تو شرمگاہ نہیں مگر حمام کے علاوہ یہ عورۃ ہے[۲]

وقال ابوموسیٰؓ غطی النبی ﷺ رکبتیه حین دخل عثمانؓ :......

اس کو ترجمۃ الباب سے اس طرح مناسبت ہے کہ جب گھٹنے عورت ہیں تو ران تو بطریقہ اولیٰ عورۃ (شرمگاہ) ہوگی اس لئے وہ اس فرج کے زیادہ قریب ہے جو بالاجماع عورۃ (شرمگاہ) ہے[۳] یہ عبارت اس روایت کا ایک حصہ ہے جسے امام بخاریؒ نے **عاصم احول عن ابی عثمان عن النهدی** کی روایت سے تفصیلاً بیان فرمایا ہے اور وہاں حدیث اس طرح ہے **ان النبی ﷺ کان قاعدا فی مکان فیه ماء قدانکشف عن رکبتیه او رکبته فلما دخل عثمانؓ غطاها**[۴]

ابوموسیٰ :......ابوموسیٰ سے مراد حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ہیں اور آپ کا نام عبداللہ بن قیس ہے۔

قال زیدبن ثابت انزل الله علیٰ رسوله ﷺ وفخذه علیٰ فخذی الخ:......

یہ تعلیق ہے اور حدیث کا ایک حصہ ہے اور امام بخاریؒ نے سورۃ النساء کی تفسیر میں **لا یستوی القاعدون من المؤمنین** کی تشریح اور تفسیر کرتے وقت اس تعلیق کو موصولاً بیان فرمایا ہے جو اس طرح ہے **حدثنا اسمٰعیل بن**

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۸۰ ج ۴) [۲] (عمدۃ القاری ص۸۱ ج ۴) [۳] (عمدۃ القاری ص۸۲ ج ۴) [۴] (فتح الباری ص ۲۳۸ ج ۲ عمدۃ القاری ص۸۲ ج ۴)

عبدالله حدثني ابراهيم بن سعد عن صالح بن كيسان عن ابن شهاب حدثني سهل بن سعد الساعدی الحدیث وفیه فانزل الله علی رسوله وفخذه علی فخذی الخ اور امام بخاریؒ نے اسے کتاب الجهاد میں بھی بیان فرمایا ہے اور امام ترمذیؒ نے ترمذی شریف کتاب التفسیر میں عبد بن حمید کے حوالے سے اور امام نسائی نے کتاب الجهاد میں محمد بن یحییٰ اور محمد بن عبداللہؒ کے حوالے سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

(۳۶۲)حدثنا يعقوب بن ابراهيم قال اسمٰعيل بن علية قال اخبرنا عبدالعزيز بن صهيب
ہم سے یعقوب بن ابراہیمؒ نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہؒ نے بیان کیا کہا ہمیں عبدالعزیز بن صہیبؒ نے خبر پہنچائی
عن انس بن مالکؓ ان رسول اللهﷺ غزا خيبر فصلينا عندها صلوٰة الغداة بغلس
انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمﷺ غزوہ خیبر کے لئے تشریف لے گئے ہم نے وہاں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھی
فركب النبيﷺ وركب ابو طلحةؓ وانا رديف ابی طلحةفاجری نبی اللهﷺ فی زقاق خيبر
پھر نبی کریمﷺ سوار ہوئے اور حضرت ابوطلحہؓ بھی سوار ہوئے میں حضرت ابوطلحہؓ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا نبی کریمﷺ نے اپنی سواری کا رخ خیبر کی گلیوں کی طرف کر دیا
وان ركبتی لتمس فخذ نبی اللهﷺ ثم حسر الازار عن فخذه
میرا گھٹنا نبی کریمﷺ کی ران سے چھوجاتا تھا پھر نبی کریمﷺ نے اپنی ران سے تہبند ہٹایا
حتی انی انظر الیٰ بياض فخذ نبی اللهﷺفلما دخل القرية قال
گویا میں نبی کریمﷺ کی شفاف اور سفید رانوں کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں جب آپﷺ خیبر میں داخل ہوئے تو آپﷺ نے فرمایا
الله اكبر خربت خيبر انا اذا نزلنا بساحة قوم فسآء صباح المنذرين
کہ خدا سب سے بڑا ہے خیبر پر بربادی آگئی جب ہم کسی قوم کے مکانوں کے سامنے جنگ کے لئے اتر جائیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح خوفناک ہوجاتی ہے
قالها ثلاثا قال وخرج القوم الی اعمالهم فقالوامحمد
آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ خیبر کے لوگ اپنے کاموں کے لئے باہر آئے تو وہ چلا اٹھے محمد (ﷺ)

قال عبدالعزیزؒ وقال بعض اصحابنا والخمیس یعنی الجیش

عبدالعزیز نے کہا اور (حضرت انسؓ سے روایت کرنے والے) ہمارے بعض اصحاب نے کہا والخمیس یعنی لشکر (یعنی وہ چلا اٹھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لشکر لے کر پہنچ گئے)

قال فاصبناها عنوة فجمع السبی فجآء دحیةؓ فقال یانبی الله اعطنی جاریة من السبی

پس ہم نے خیبر لڑ کر فتح کر لیا۔ اور قیدی جمع کیے گئے۔ پھر دحیہ کلبیؓ آئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ قیدیوں میں سے کوئی باندی مجھے عنایت کیجئے

فقال اذهب فخذ جاریة فاخذ صفیة بنت حیی فجآء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ کوئی باندی لے لو انھوں نے حضرت صفیہؓ بنت حیی کو لے لیا پھر ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا

فقال یا نبی الله اعطیت دحیة صفیة بنت حییؓ سیدة قریظة والنضیر لا تصلح الا لک

اور عرض کی یارسول اللہ حضرت صفیہؓ جو قریظہ اور نضیر کے سردار حیی کی بیٹی ہیں انھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کو دے دیا وہ تو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے مناسب تھیں

قال ادعوه بها فجآء بها فلما نظر الیها النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خذ جاریة من السبی غیرها

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دحیہ کو حضرت صفیہؓ کے ساتھ بلاؤ۔ وہ لائے گئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھا تو فرمایا کہ قیدیوں میں سے کوئی اور باندی لے لو

قال فاعتقها النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتزوجها فقال له ثابتؒ

راوی نے کہا کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کو آزاد کر دیا اور انھیں اپنے نکاح میں لے لیا۔ ثابت بنانیؒ نے حضرت انسؓ سے پوچھا

یا اباحمزة ما اصدقها قال نفسها اعتقها وتزوجها

کہ اے ابوحمزہ ان کا مہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا رکھا تھا۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ خود انہی کی آزادی ان کا مہر تھی اور اسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا

حتی اذا کان بالطریق جهزتها له ام سلیمؓ فاهدتها له من اللیل

پھر راستے ہی میں ام سلیمؓ حضرت انسؓ کی والدہ نے انھیں دلہن بنایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کے وقت بھیجا۔

فاصبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم عروسا فقال من کان عنده شئی فلیجئی به

اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دولہا تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس بھی کچھ کھانے کی چیز ہو تو یہاں لائے۔

وبسط نطعا فجعل الرجل یجئی بالتمر وجعل الرجل یجئی بالسمن
آپ ﷺ نے ایک چمڑے کا دستر خوان بچھایا بعض صحابہؓ کھجور لائے بعض گھی
قال واحسبه قد ذکر السویق قال فحاسوا حیساً فکانت ولیمة رسول الله ﷺ [1]
عبدالعزیزؒ نے کہا کہ میرا خیال ہے حضرت انسؓ نے ستو کا بھی ذکر کیا۔ پھر لوگوں نے ان کا حلوا بنالیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ تھا

﴿تحقیق وتشریح﴾

جس حدیث کو امام بخاریؒ نے چند سطور پہلے تعلیقاً بیان فرمایا تھا اب اسے موصولاً بیان فرمار ہے ہیں پہلے فرمایا **و قال انسؓ حسر النبی ﷺ عن فخذه** اس حدیث میں مکمل تفصیل ہے اور حدیث کو موصولاً بیان فرمار ہے ہیں۔

سوال:...... اس حدیث کو جب مستقل بیان کرنا تھا تو تعلیقاً اس سے پہلے کیوں لائے؟

جواب:...... ہوسکتا ہے کہ تعلیقاً لانے سے حضرت انسؓ کے مذہب کی طرف اشارہ ہو کہ ان کے ہاں ران عورۃ نہیں اس کے بعد حضرت ابن عباسؓ اور محمد بن جحشؓ کا مذہب بیان فرمایا کہ ان کے ہاں ران شرمگاہ ہے۔

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں اور چوتھے انس بن مالکؓ ہیں[2] انس بن مالکؓ جب نبی کریم ﷺ کے پاس مدینہ منورہ آئے تو ان کی عمر دس سال تھی اور دس سال پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں رہ کر آپ ﷺ کی خدمت کی۔ آنحضرت ﷺ جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو اس وقت آپؓ کی عمر ۲۰ سال تھی آپؓ کی کل مرویات ۱۲۸۶ ہیں۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ سے بصرہ منتقل ہوئے تو اس وقت آپؓ کی عمر ۱۰۰ سال سے متجاوز تھی اور آپؓ کی اولاد کی تعداد ۱۰۰ کے لگ بھگ ہے خلق کثیر نے ان سے روایت کی ہے[3]

تخریج:...... امام بخاریؒ نے اسے اور مقام پر بھی تخریج فرمایا ہے اور امام مسلمؒ نے کتاب النکاح میں اور مغازی میں اور امام ابوداؤدؒ نے کتاب الخراج اور امام نسائیؒ نے کتاب النکاح ولیمہ اور کتاب التفسیر میں تخریج فرمایا ہے۔

---

[1] (انظر ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳) [2] (عمدۃ القاری ص۸۳ ج۴) [3] (مشکوٰۃ اکمال فی اسماء الرجال ص۵۸۵)

غزوہ خیبر :...... غزوہ خیبر کے لئے تشریف لے گئے۔ خیبر یہودیوں کی لغت میں قلعہ کو کہتے ہیں۔ یا اس سے مراد وہ قلعہ ہے جس میں بنی اسرائیل کا ایک مرد رہا جس کا نام خیبر تھا اسی نسبت سے اس قلعے کو خیبر کہا جانے لگا اور آج کل مدینہ منورہ سے شمال مشرق میں چھ مراحل پر ایک شہر کا نام ہے وہاں کھجوریں کثرت سے پائی جاتی ہیں شروع اسلام میں یہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کا گھر (گڑھ) تھا غزوہ خیبر جمادی الاولیٰ ۷ ہجری کو پیش آیا[۱]

غلس :...... غین اور لام کے فتح کے ساتھ رات کے آخری حصے کی تاریکی کو کہتے ہیں۔

فرکب نبی اللہ ﷺ ای رکب مرکوبہ:......

ورکب ابو طلحۃ :...... ابوطلحہؓ کا نام زید بن سہل انصاریؓ ہے[۲] تمام جنگوں میں شریک رہے اور نقباء میں سے ایک ہیں آپؓ کی کل مرویات ۹۲ ہیں امام بخاریؒ نے ان کے حوالے سے صرف تین حدیثیں روایت کی ہیں۔

فی زقاق خیبر :...... زاء کے ضمے کے ساتھ ہے گلی کو کہتے ہیں مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کی جمع ازقۃ اور زقاق ہے۔

الخمیس :...... خمیس لشکر کو کہا جاتا ہے۔ اور لشکر کو خمیس اس لئے کہتے ہیں کہ لشکر کے پانچ حصے ہوتے ہیں اور یہ لفظ خمس (یعنی پانچ) پر دال ہے اور وہ پانچ حصے یہ ہیں۔

۱:...... مقدمہ جو سب سے آگے ہوتے ہے اور انتظام کرتا ہے۔

۲:...... ساقہ جو پیچھے سے لشکر کی حفاظت کرتا ہے۔

۳:...... میمنہ دائیں طرف والا لشکر۔

۴:...... میسرہ بائیں طرف والا لشکر۔

۵:...... قلب درمیان والا جہاں بادشاہ ہوتا ہے۔

فاصبناھا عنوۃ:...... پس ہم نے خیبر لڑ کر فتح کرلیا۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۸۴ ج ۴) [۲] (مشکوٰۃ ص ۶۰۱)

یانبی اللہ اعطنی جاریۃ من السبی:...... حضرت دحیہؓ آئے اور عرض کی یارسول اللہ قیدیوں میں سے کوئی باندی مجھے عنایت کیجئے۔

سوال:...... حضرت دحیہ کلبیؓ نے تقسیم سے پہلے لونڈی کا سوال کیسے کر دیا؟

جواب ۱:...... یہ سوال یا تو تنفیل کے طور پر ہے۔

جواب ۲:...... یارسول اللہ ﷺ کے خمس میں سے سوال کیا کہ آپؐ اپنے خمس میں سے کوئی لونڈی عطا کیجئے۔

جواب ۳:...... یا علی الحساب کہ لونڈی مانگی کہ ابھی عنایت فرما دیجئے حساب بعد میں ہو جائیگا۔

سوال:...... جب دحیہ کلبیؓ کو حضور ﷺ نے لونڈی لینے کی اجازت عنایت فرمادی تھی اور آپؐ اجازت سے مالک بن گئے تھے تو واپس کیوں کی؟ سببِ استرجاع کیا ہے؟

جواب:...... اس کا جواب سمجھنے سے پہلے ایک بات فائدے کے طور پر سمجھ لیں۔

فائدہ:...... سبب استرجاع جاننے سے پہلے ایک بات یقینی طور پر جان لی جائے کہ یہ استرجاع بدون الرضاء نہیں تھا چنانچہ مسلم شریف میں روایت ہے ان النبی ﷺ **اشتریٰ صفیۃ منہ بسبعۃ ارؤس**[۱] اس سے معلوم ہوا کہ سات باندیاں دے کر خریدی۔ نہیں بلکہ یوں کہیں کہ سات باندیاں بدلے میں دیں۔ دحیہؓ تو جان قربان کرنے کے لئے تیار ہیں تو کیا وہ لونڈی دینے کے لئے تیار نہیں ہوں گے یقیناً تیار ہونگے تو راوی کا اشتریٰ کہنا مجازاً ہے۔

اول سببِ استرجاع:...... حضرت دحیہ کلبیؓ کو لونڈی لینے کی اجازت تھی لیکن ان کا ماذون یہ نہیں تھا کہ جو سب سے افضل ہو وہ چن لیں تو گویا ان کو اس باندی کی اجازت ہی نہ تھی کیونکہ اجازت مرتبے کے مطابق ہوتی ہے عقدِ ہبہ ابھی تک تام نہیں ہوا تھا۔

ثانی سبب استرجاع:...... جب کسی آدمی نے آ کر کہا کہ سردار کی بیٹی دحیہ کلبیؓ کو دے دی وہ تو آپؐ کے لائق تھی تو آپ ﷺ نے اسے محسوس کیا کہ اگر اس کے پاس رہنے دی گئی تو آپس میں تحاسد قائم ہو جائیگا تو ایسے

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۸۶ ج۴)

وساوس سے بچانے کے لئے آپ ﷺ نے ایسا کیا۔

ثالث سبب استرجاع :...... آپ ﷺ اشراف کے ساتھ اچھا معاملہ فرماتے تھے تو اشراف کی بیٹیاں حسن معاملہ کی غرض سے اپنے عقد میں لیتے تھے۔اس لئے دحیہ کلبیؓ سے مذکورہ باندی کو حضرت ﷺ نے واپس لیا۔

رابع سبب استرجاع :...... ان کی قوم کو مانوس کرنے کے لئے اس سے نکاح کیا۔ نبی کریم ﷺ نے جتنے نکاح فرمائے ان میں دینی مصلحتیں تھیں وہ کسی شہوت اور تعیش کی بناء پر (العیاذ باللہ) نہیں تھے اس لئے کہ جب شباب کا زمانہ تھا تو ایک چالیس سالہ عورت سے نکاح کیا اور ترپین سال کی عمر تک دوسری شادی نہ کی گو حضرت عائشہؓ کی شادی قبل الہجرت ہوگئی تھی۔مگر زفاف بعد الہجرت ہوا[1]۔

خامس سبب استرجاع :...... سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ پاک جس کو چاہتے ہیں اس کو نبی بنا دیتے ہیں یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ نبیؐ کا نکاح اللہ تبارک وتعالیٰ کی اجازت سے ہوتا ہے تو اس باندی نے خواب دیکھا تھا کہ چاند آسمان سے ٹوٹا اور اس کی گود میں آپڑا خاوند جو بادشاہ تھا وہ تعبیر جانتا تھا اس نے تھپڑ مارا کہ تو بھی اس نبی علیہ السلام کی گود میں جانا چاہتی ہے تو یہ مختلف وجہیں بزرگوں نے بیان فرمائی ہیں کسی نے بھی یہ وجہ بیان نہیں کی کہ چونکہ صفیہ بنت حییؓ خوبصورت تھی اس لئے آپ ﷺ نے لے لی اگر کوئی ایسی وجہ بیان کرے تو سمجھ لیں کہ اس کے دل میں مرض ہے۔

سادس سبب استرجاع :...... آپ ﷺ مومنین کے والد ہیں اور والدین بچے سے ہبہ واپس لے سکتے ہیں۔

دحیة :...... دال کی فتح اور کسرہ دونوں سے ہے پورا نام اس طرح ہے دحیہ بن خلیفہ بن فروہ الکلبی وہ لوگوں میں بڑے حسین تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس ان ہی کی شکل میں تشریف لاتے تھے۔

صفیه بنت حیی :...... آپ ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور آپکی والدہ کا نام برّہ بنت سموٴل ہے حضرت علیؓ یا حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں ان کا انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں آنے سے پہلے کنانہ بن ابی الحقیق (بضم الحاء وفتح القاف الاول) کے عقد میں تھیں[2]۔

---

[1] (تقریر بخاری ص ۱۲۸ ج ۲) [2] (عمدۃ القاری ص ۱۱۶ ج ۴)

یاابا حمزہ: ...... یہ حضرت انسؓ کی کنیت ہے۔

أم سلیمؓ: ...... بضم السین المهملہ۔ حضرت انسؓ کی اماں ہیں۔

فاهدتها له من الليل: ...... پس نبی کریم ﷺ کے پاس رات کے وقت بھیجا۔

فحاسوا حيساً: ...... پھر لوگوں نے ان کا حلوہ بنالیا۔

نطعاً: ...... اس کو چار طرح پڑھا جاتا ہے۔ ۱۔ نطع بفتح النون وسکون الطاء ۲. نطع بفتحتین ۳. نطع بکسر النون وفتح الطاء ۴. نطع بکسر النون وسکون الطاء اور اس کی جمع انطاع اور نطوع آتی ہے اس کا معنی دسترخوان ہے[1]

سوال: ...... اس حدیث سے تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صفیہؓ کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا گیا! کیا آزادی مہر بن سکتی ہے؟ یا الگ مہر دینا پڑے گا؟

جواب: ...... امام احمد بن حنبلؒ اور حسنؒ اور ابن المسیبؒ قائل ہیں کہ آزادی مہر بن سکتی ہے جب کہ جمہورؒ میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے اور جمہور علماءؒ و آئمہؒ اس حدیث کو نبی علیہ الصلوۃ والتسلیم کی خصوصیت پر محمول کرتے ہیں۔

(۲۵۴)

﴿باب فی کم تصلی المرأة من الثياب﴾

عورت کو نماز پڑھنے کے لئے کتنے کپڑے ضروری ہیں

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ...... امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ عورت کے لئے کپڑوں میں کوئی عدد

[1] (عمدۃ القاری ص۸۶ ج۴)

شرط نہیں ہے بلکہ سارا جسم ڈھکا ہوا ہونا چاہیے اصل مقصود ستر ہے نہ کہ تعداد ثیاب اسی پر فرمایا **وقال عکرمة لو وارت جسدها فی ثوب جاز** .فقہاء نے لکھا ہے کہ چار کپڑے مستحب ہیں۔

۱:...... شلوار ۲:...... قمیص ۳:...... اوڑھنی ۴:...... چادر۔

اس سلسلے میں جمہور ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ جس قدر کپڑا اس کے ستر کے لئے کافی ہو اس کو استعمال کرے اور امام مالکؒ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کی رائے ہے کہ دو کپڑے لے یعنی (۱) **درع** (۲) **خمار**۔ اور حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ تین کپڑے (۱) **درع** (۲) **ازار** (۳) **خمار** لے اسی طرح ایک قول یہ بھی ہے کہ چار کپڑے لے (۱) **درع** (۲) **ازار** (۳) **خمار** (۴) **مُلحفة**۔ عورت کا تمام بدن ستر ہے **الا الوجهين والكفين و اختلف في القدمين.**

قدم المرأة کے عورت ہونے میں اختلاف :...... اس بارے میں مختلف مذاہب ہیں

۱:...... امام مالکؒ کے نزدیک عورت کے قدم عورت ہیں اگر عورت نے ننگے پاؤں نماز پڑھی تو امام مالکؒ کے نزدیک وقت کے اندر اندر اعادہ ضروری ہے اور یہی حکم ننگے بال نماز پڑھنے کا ہے۔

۲:...... امام شافعیؒ کے نزدیک ننگے پاؤں نماز پڑھنے کی صورت میں نماز کا اعادہ ضروری ہے وقت میں بھی اور وقت کے بعد بھی۔

۳:...... امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور حضرت سفیان ثوریؒ کے نزدیک عورت کے قدم عورت نہیں ہیں اگر اس نے ننگے پاؤں نماز پڑھی تو نماز ہو جائیگی۔

وقال عکرمةؒ لو وارت جسدها فی ثوب جاز
حضرت عکرمہؒ نے فرمایا کہ اگر عورت کا جسم ایک کپڑے سے چھپ جائے تو اسی سے نماز ہوجاتی ہے

وقال عکرمةؒ :...... حضرت عکرمہؒ سے مراد حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے غلام ہیں فقہاء مکہ میں سے ایک ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ کی اس تعلیق کو علامہ عبدالرزاقؒ نے اپنے مصنف میں وصل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور اس کے الفاظ یہ ہیں **لو اخذت المرأة ثوبا فتقنعت به حتى لا يرى من جسدها شئى اجزأعنها.**

وارت:...... باب مفاعلہ سے واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف کا صیغہ ہے بمعنی سترت وغطت.

(۳۶۳)حدثنا ابو الیمانؒ قال انا شعیبؒ عن الزهریؒ قال اخبرنی عروةؒ ان عائشةؓ قالت
ہم سے ابو یمانؒ نے بیان کیا مجھے شعیبؒ نے زہریؒ سے خبر پہنچائی کہا کہ مجھے خبر دی عروہؒ نے حضرت عائشہؓ نے فرمایا
لقد کا ن رسول الله ﷺ یصلي الفجر فشهد معه نسآء من المؤمنات
کہ نبی کریم ﷺ فجر کی نماز پڑھتے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں بہت سی مسلمان عورتیں اپنے اوپر
متلفعات في مروطهن ثم یرجعن الیٰ بیوتهن ما یعرفهن احد (انظر ۵۸۷، ۵۶۷، ۸۷۲)
چادر اوڑھے ہوئے شریک ہوتی تھیں اور اپنے گھروں کو واپس چلی جاتی تھیں اس وقت انہیں کوئی پہچان نہیں سکتا تھا

﴿تحقیق وتشریح﴾

وجه مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله متلفعات فی مروطهن.

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں راویہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں۔

مروط:...... یہ مِرط کی جمع ہے بمعنی بڑی چادر۔

مایعرفهن احد:...... انہیں کوئی پہچان نہیں پاتا تھا۔عدم معرفت سے معرفت اشخاص ہے۔بعض حضراتؒ نے کہا کہ معرفت اجناس مراد ہے اور بعض روایتوں میں من الغلس ہے اور یہاں اس حدیث میں نہیں ہے تو کیسے کہہ سکتے ہیں کہ عدم معرفت من الغلس مراد ہے۔

(۲۵۵)

﴿باب اذا صلیٰ فی ثوب له اعلام ونظر الیٰ علمها﴾

اگر کوئی شخص منقش کپڑا پہن کر نماز پڑھے اوراس کے نقش ونگار کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لے

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض:...... غرض باب میں دوتقریریں کی جاتی ہیں۔

تقریر اول:...... پھول دار اور سجاوٹ والے کپڑے میں نماز جائز ہے اگر پھول دار کپڑا نمازی کو اپنی طرف مشغول کرلے تو مکروہ ہے اس لئے صاف اور سادہ لباس میں نماز افضل ہے لیکن پھول دار کپڑا اور توجہ کی مشغولیت مفسد صلوٰۃ نہیں۔

دلیل:...... الحدیث المذکور یعنی حدیث عائشہؓ ہے کہ آپؐ نے خمیصہ (خاص قسم کی چادر) میں نماز پڑھی اور پھر لوٹائی نہیں لیکن خمیصہ ابوجہمؓ کو واپس کردی۔ تو معلوم ہوا کہ نقش ونگار والے کپڑے میں نماز مکروہ تو ہے فاسد نہیں۔

(۳٦۴)حدثنا احمدبن یونس قال انا ابراهیم بن سعد قال حدثنا ابن شهاب عن عروة عن
ہم سے احمد بن یونسؒ نے بیان کیا کہا ہمیں ابراہیم بن سعدؒ نے خبر پہنچائی کہا ہم سے ابن شہابؒ نے بیان کیا عروہؒ کے واسطہ سے وہ
عائشةؓ ان النبی ﷺ صلیٰ فی خمیصة لها اعلام فنظر الی اعلامها نظر ة
حضرت عائشہؓ سے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک چادر اوڑھ کر نماز پڑھی اس چادر میں نقش ونگار تھے آپ ﷺ نے انہیں ایک مرتبہ دیکھا پھر

فلما انصرف قال اذهبوا بخميصتي هذه الىٰ ابی جهم وأتونی بانبجانية ابی جهم
جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میری یہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور ان کی انبجانیہ چادر لیتے آؤ
فانها الهتنی انفا عن صلوٰتی وقال هشام بن عروة عن ابيه عن عائشةؓ
کیونکہ مجھے (ڈر ہے) کہ کہیں مجھے میری نماز سے یہ غافل نہ کردے اور ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی وہ حضرت عائشہؓ
قال النبی ﷺ كنت انظر الىٰ علمها وانا فی الصلوٰة فاخاف ان يفتننی (انظر ۷۵۲، ۵۸۱۷)
سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اس کے نقش ونگار کو دیکھ رہا تھا حالانکہ میں نماز پڑھ رہا تھا پس میں ڈرا کہ کہیں یہ مجھے غافل نہ کردے

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور تمام راویوں کا مختصر تعارف گزر چکا ہے امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب اللباس میں بھی لائے ہیں اور امام ابوداؤدؒ اور امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

خميصه:...... خاء کے فتح اور میم کے کسرہ کے ساتھ ہے اسکا معنی یہ ہے کساءٌ اسود مربع لہ علمان اور اعلام[1]

ابی جهم:...... ان کا نام نامی اسم گرامی عامر بن حذیفہ العدوی القرشی المدنی ہے۔ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت کے آخری زمانہ میں آپؓ کا انتقال ہوا[2]

بأنبجانية ابی جهم:...... اور میرے پاس ابوجہم کی انبجانیہ (گاڑھی موٹی) چادر لیتے آؤ۔ انبجانیہ کے ضبط اور معنی میں محققین نے اختلاف کیا ہے بعض حضراتؒ ہمزہ کا فتح اور نون کا سکون اور باء کا کسرہ اور جیم کی تخفیف اور نون کے بعد یائے نسبت پڑھتے ہیں اور اسکا معنی گاڑھی موٹی سادہ چادر ہے اور بعض حضراتؒ نے کہا ہے کہ یہ جگہ کی طرف منسوب ہے۔

سوال:...... ایک چادر واپس کرکے دوسری چادر کے لانے کا حکم آپ ﷺ نے کیوں فرمایا؟

---

[1] (عمدۃ القاری ص۹۳ ج۴) [2] (مشکوۃ ص۵۸۹)

جواب: ...... اس کا جواب تفصیلی روایت پر مبنی ہے کہ ابوجہمؓ نے ہدیہ کے طور پر چادر دی تھی تو آپ ﷺ نے سوچا کہ چونکہ واپسی سے ان کو گرانی ہوگی اس لئے فرمایا انبجانیہ چادر دیتے آؤ۔ تاکہ ان کی دل جوئی ہو اور ان کا دل خوش ہو اور کملی اس لئے واپس فرمادی کہ نماز میں اس کے پھول اور اسکی خوشنمائی کا خیال آ گیا تھا۔

فانها الهتني آنفا عن صلاتي: ...... اس پر دو سوال ہیں۔

سوال ۱: ...... آپ نماز میں مشغول ہوں اور پھول آپ ﷺ کو غافل کردیں۔ یہ بڑی مستبعد بات ہے؟

سوال ۲: ...... اس روایت کا ایک دوسری روایت (روایت ابوداؤدؒ) کے ساتھ تعارض ہے اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس چادر نے آپ ﷺ کو غافل کردیا تھا اور اس دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں **شغلني اعلام هذه** (**الحديث**)[1] ان دونوں سوالوں کے دو جواب ہیں۔

جواب اوّل: ...... کوئی تعارض نہیں ہے اس لئے الهتني سے پہلے کادت محذوف ہے **از قبیل مجاز بالمشارفه** یعنی عنقریب واقع ہونے والی چیز کو واقع چیز سے تعبیر کردیتے ہیں الهتني سے مراد یہ نہیں کہ الہاء واقع ہوگیا بلکہ قریب تھا کہ واقع ہوجائے[2]

جواب ثانی: ...... **الهاء** سے مراد الہاء خفیف ہے یعنی ادھر ادھر کا تھوڑا سا خیال آ جانا اور افتتان یہ ہے کہ ان خیالات اور تفکرات کی شدت ہوجائے۔ الہاء اور فتنہ میں سے الہاء خفیف درجہ ہے اور فتنہ اس سے بڑھ کر ہے فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ الہاء خیال کا ملتفت ہوجانا ہے اور فتنہ اس خیال میں منہمک رہنا اور جمعاً رہنا ہے کہ آپ ﷺ کو خیال تو آیا لیکن آپ ﷺ کی نماز بڑی عمدہ نماز تھی فتنے میں مبتلا نہیں ہوئے لیکن چونکہ آپ ﷺ شارع ہیں اس لئے آپ ﷺ نے خیالات لانے اور خیالات میں منہمک ہوجانے سے منع فرمادیا تاکہ دوسروں کو فتنے میں نہ ڈال دے۔

سوال: ...... نماز میں اگر اِدھر، اُدھر کا خیال آ جائے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: ...... فقہاء نے ایک مسئلہ بیان کیا ہے کہ اگر نماز میں اِدھر اُدھر کا خیال آ جائے تو نماز صحیح ہوجائے گی مگر یہ

---

[1] (عمدۃ القاری ص۹۴ ج۴) [2] (تقریر بخاری ص۱۳۰ ج۲)

خیالات بہتر نہیں ہیں اور دلیل میں اسی روایت کو پیش کرتے ہیں۔ لیکن خیالات وغیرہ لانا مکروہ ہوگا اور جس درجے کا الہاء ہوگا اسی درجے کی کراہت ہوگی۔[۱]

قولهابی جهم: ...... ابواب اللباس میں ابوجہم صحیح ہے اور ابواب التیمم میں اور ابواب السترہ میں ابوجہیم صحیح ہے اور یہاں ابوجہم ہے ابوجہیم نہیں۔

وقال هشام بن عروة: ...... علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ واؤ عاطفہ ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ تعلیقات بخاریؒ میں سے ہو۔

(۲۵۶)

﴿باب ان صلیٰ فی ثوب مصلب او تصاوير هل تفسد صلوٰته وما ينهیٰ عن ذلک﴾

ایسے کپڑے میں اگر کسی نے نماز پڑھی جس پر صلیب یا تصویر بنی ہوئی تھی کیا اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟ اور جو کچھ اس سے ممانعت کے سلسلے میں بیان ہوا ہے

(۳۶۵) حدثنا ابومعمر عبد الله بن عمرو قال ثنا عبد الوارث قال ثنا عبد العزيز بن صهيب
ہم سے ابومعمر عبداللہ بن عمروؒ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارثؒ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیبؒ نے بیان کیا

[۱] (تقریر بخاری ص۱۳۰ ج۲)

عن انسؓ قال کان قرام لعائشۃؓ سترت بہ جانب بیتھا
انسؓ کے واسطے سے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک باریک رنگین پردہ تھا جسے انہوں نے اپنے حجرہ کے ایک طرف پردہ کے طور پر لگا دیا تھا
فقال النبی ﷺ امیطی عنا قرامک ھذا فانہ لا تزال تصاویرہ تعرض فی صلوتی
اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آپ اپنے اس نقش ونگار والے پردے کو دور کردو کیونکہ اس کے نقش ونگار میری نماز میں خلل انداز ہوتے رہتے ہیں

انظر: ۵۹۵۹

﴿تحقیق وتشریح﴾

مصلب: ...... ایسا کپڑا جس پر صلیب کا نشان ہو۔ یہودیوں کا دعوی ہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام کو سولی پر لٹکا دیا ہے عیسائی لوگ اس کو اپنے لئے متبرک سمجھتے ہیں اور اپنے گلوں میں لٹکائے رکھتے ہیں اور کبھی لکڑی کی ایک صلیب ہاتھ میں بھی پکڑی ہوتی ہے آج کل ٹائی کا رواج ہے یہ ٹائی صلیب کا نشان نہیں تو اور کیا ہے؟ عزیزو! آپ کو زار و قطار رونا چاہیے ان مسلمانوں پر جن کے گلے میں کفار کے شعار لٹکے ہوئے ہیں اور جنہوں نے اپنے سینے پر کفار کی نشانیوں کو سجا رکھا ہے۔

وائے ناکامی متاع کاروان جاتا رہا ‏ ‏ کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے ‏ ‏ گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

لیکن آپ کو اپنی کوتاہی ماننی چاہیے پاک وہند سے انگریز کو نکالنے کے لئے اور انگریزی زبان سے دور رکھنے کے لئے پاکستان بننے سے پہلے جتنی کوشش ہوئی بننے کے بعد اتنی کوشش نہیں ہوئی۔ حضرت مدنیؒ جب کسی سے بیعت لیتے تو بکسوئے والا واسکٹ پہننے سے منع فرماتے تھے۔

او تصاویر: ...... یہ تصویر کی جمع ہے اب اگر کوئی شخص مصور کپڑا پہن کر نماز پڑھے تو مکروہ ہوگی کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک صلوٰۃ فی ثوبِ مصور مکروہ ہے جبکہ امام مالکؒ کے نزدیک ثوب مصور میں پڑھی گئی نماز کا وقت کے اندر اندر اعادہ کرلے اور اگر وقت میں اعادہ نہ کیا تو پھر اعادہ واجب نہ ہوگا اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مذکورہ کپڑے میں نماز فاسد ہے امام بخاریؒ یہ باب باندھ کر حنفیہؒ وشافعیہؒ کی تائید فرمارہے ہیں اور حنابلہؒ پر رد فرما رہے ہیں۔

ضمنی مسئلہ: ...... صلوٰۃ فی بیتِ مصور کا کیا حکم ہے؟ اگر تصویر سامنے ہو تو مکروہ تحریمی ہے جب کہ یہ تصویر جسم سے مجسم ہو یا چہرے کا حصہ ہو اگر دائیں بائیں یا پیچھے ہو تو کراہت سے کچھ کم ہے اور اگر بالکل چھوٹی ہو یا مہان ہو کہ پاؤں اس پر رکھے جاتے ہیں تو جائز ہے۔ اگر سجدے کی جگہ پر ہو تو پھر مکروہ تحریمی ہے۔

سوال: ...... ترجمۃ الباب میں تو دو جز ذکر فرمائے ہیں ایک تصویر کے متعلق اور دوسرا مصلب کپڑے کے متعلق ثوب مصور کے بارے میں تو دلیل بیان فرمائی ہے لیکن مصلب کپڑے کے بارے میں کوئی دلیل بیان نہیں فرمائی؟

جواب اول: ......مُصلب کو مُصور پر قیاس کر کے ثابت کر لیا۔[1]

جواب ثانی: ...... امام بخاریؒ کی عادت یہ ہے کہ روایاتِ مُفصلہ کا خیال رکھتے ہوئے ترجمۃ الباب قائم فرماتے ہیں یہاں تو نہیں مگر بعض تفصیلی روایتوں میں مُصلب کا بھی ذکر ہے بخاری جلد ثانی میں امام بخاریؒ نے ایک باب قائم فرمایا ہے باب نقض الصور اس میں ہے فی بیت فیہ تصاویر وتصالیب۔

صورۃ اور تمثال میں فرق: ...... بعض علماء نے صورۃ اور تمثال میں یہ فرق کیا ہے کہ صورۃ حیوان میں ہوتی ہے اور تمثال حیوان اور غیر حیوان دونوں میں ہوتا ہے۔

حدثنا ابو معمر: ...... وجه مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الستر الذى فيه التصاوير اذا نهى عنه الشارع ممنوع اللبس بالطريق الاولىٰ۔

حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ چوتھے راوی حضرت انسؓ ہیں۔ اس حدیث کی امام بخاریؒ نے کتاب اللباس میں بھی تخریج فرمائی ہے اور امام نسائیؒ نے بھی اس کی تخریج فرمائی ہے۔

قرام: ...... قاف کے کسرہ کے ساتھ ہے قرام باریک پردے کو کہتے ہیں **وهو ستر رقيق من صوف ذو الوان** اور اس کی جمع قرم آتی ہے اور قروم آتی ہے۔

امطى عنا قرامك هذا: ...... ہمارے سامنے سے اپنا یہ پردہ ہٹالو۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص۹۶ ج۴)

فانہ لا تزال تصاویرہ تعرض فی صلوتی: ...... کیونکہ اس کے نقش ونگار برابر میری نماز میں خلل انداز ہوتے رہتے ہیں جب حضور اکرم ﷺ کی نماز میں وہ تصاویر معارضہ کرسکتی ہیں اس پر بھی آپ ﷺ نے نماز پوری فرمائی اور اس کا اعادہ نہیں فرمایا تو معلوم ہوا کہ نماز ہوگئی تو چونکہ ہٹا دینے کا حکم فرمایا اس سے اسکی کراہت معلوم ہوگئی[۱]

(۲۵۷)

﴿باب من صلّٰی فی فُرُّوج حریر ثم نزعہ﴾

جس نے ریشم کی قبا میں نماز پڑھی پھر اسے اتار دیا

(۳۶۶)حدثنا عبداللہ بن یوسف قال نااللیث عن یزید عن ابی الخیر عن عقبۃ بن عامر قال
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے یزید کے واسطہ سے بیان کیا وہ ابوالخیر سے وہ عقبہ بن عامرؓ سے انھوں نے کہا
اُھدی الیٰ النبی ﷺ فروج حریر فلبسہ فَصلّٰی فیہ
کہ نبی کریم ﷺ کو ایک ریشم کی قبا ھدیہ میں دی گئی (ریشم کے مردوں کے لیے حرام ہونے سے پہلے) اسے آپ ﷺ نے پہنا اور نماز پڑھی
ثم انصرف فنزعہ نزعاً شدیدا کالکارہ لہ و قال لا ینبغی ھذا للمتقین (انظر:۵۸۰۱)
لیکن آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو بڑی تیزی کے ساتھ اسے اتار دیا۔ گویا آپ ﷺ اسے پہن کر ناگواری محسوس فرما رہے تھے پھر آپ ﷺ نے فرمایا متقیوں کے لیے اس کا پہننا مناسب نہیں

[۱] (تقریر بخاری ص۱۳۱ ج۲)

﴿تحقیق و تشریح﴾

حدثنا عبدالله بن یوسف: ...... مطابقة هذا الحديث للترجمة ظاهرة۔

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں عقبہ بن عامر جہنیؓ ہیں آپؓ کی کل ۵۵ مرویات ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت میں مصر کے گورنر رہے ۵۷ھ میں مصر کے اندر انتقال ہوا[۱] امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب اللباس میں بھی لائے امام مسلم نے قتیبہؒ سے اور ابو موسیٰؒ سے اور امام نسائیؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں قتیبہؒ اور عیسیٰ بن حمادؒ سے تخریج فرمایا ہے۔

فُروج: ...... معنی دبر چاک کوٹ

ترجمة الباب کی غرض: ...... اس باب سے مقصد تو یہ ہے کہ ریشمی کپڑا پہننا جائز نہیں یا ایسا کپڑا پہننا جائز نہیں جو علی هیأة الکفار سلا ہوا ہو بلکہ ہوسکتا ہے کہ دونوں ہی مقصد ہوں۔

سوال: ...... فروجِ حریر پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ...... جائز تو ہے لیکن مکروہ ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فروج حریر (ریشمی دبر چاک کوٹ) میں نماز پڑھی اور اعادہ نہیں فرمایا اور نماز کے بعد آپ ﷺ نے اسے نکال پھینکا اور مالکیہؒ کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی ایسے کوٹ میں نماز پڑھ لے تو وقت کے اندر اندر اعادہ کرلے[۲]

اُهدی: ...... واحد مذکر غائب بحث ماضی مجہول از باب افعال۔ ہدیہ دینے والا اکیدر بن مالکؓ ہے۔

فروج حریر: ...... فروج حریر میں اضافت ایسے ہے جیسے ثوب الخز اور خاتم فضہ میں ہے۔ ریشم کا وہ چوغہ مراد ہے جس میں چاک کھلے ہوئے ہوں جسے آج کل دبر چاک کہتے ہیں[۳]

لا ینبغی هٰذا للمتقین: ...... متقیوں کے لئے اس کا پہننا مناسب نہیں۔

سوال: ...... جب متقین کے لئے اس کا پہننا مناسب نہیں تو آپؐ نے اسے پہن کر نماز کیوں پڑھ لی؟

---

[۱] (مشکوٰۃ ص ۶۰۶) [۲] (تقریر بخاری ص ۱۳۱ ج ۲) [۳] (تقریر بخاری ص ۱۳۱ ج ۲)

جواب:...... پہلے اس کی ممانعت معلوم نہیں تھی اب وحی کے ذریعے معلوم ہوئی۔

نسائی شریف میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ **اخبرنی ابو الزبیر انه سمع جابراًیقول لبس النبیﷺ قباء من دیباج اُهدی له ثم اوشک ان نزعه فارسل به الی عمر فقیل له قداو شک مانزعته یا رسول الله قال نهانی عنه جبرئیل علیه السلام فجاء عمر یبکی الحدیث**[۱]

فائدہ:...... متقین کی باب کی دوغرضوں کے لحاظ سے دوتقریریں ہیں۔

۱:...... مسلمین ۲۔ متقین اگر ممانعت ریشمی ہونے کی بناء پر ہوتو تفسیر مسلمین سے کرینگے ورنہ دوسری صورت میں متقین سے کرینگے۔ ہندوستان میں بدعات ورسومات بزرگان دین نے مٹائیں چنانچہ مولانا گنگوہیؒ پیچھے بند والی صدری اور پھندنے والی ٹوپی اور دبر چاک کوٹ پہننے سے منع فرمایا کرتے تھے چنانچہ اپنے مریدوں سے نہ پہننے کا عہد لیتے تھے[۲]

(۲۵۸)

﴿باب فی الثوب الاحمر﴾

سرخ کپڑے میں نماز پڑھنے کے بیان میں

﴿تحقیق وتشریح﴾

زعفران اور زرد رنگ جائز نہیں اس لئے کہ احادیث مبارکہ میں صریح نہی موجود ہے حدیث پاک میں ہے **عبدالله بن عمرؓ واخبره انه راه رسول اللهﷺ وعلیه ثوبان معصفران فقال هذه ثیاب الکفار**

۱ (نسائی ص۲۹۶ ج۲) ۲ (بیاض صدیقی ص۵ ج۲)

فلا تلبسها[1] اور سرخ کپڑے کے بارے میں روایات مختلف ہیں بعض سے کراہت اور بعض سے حرمت اور بعض سے استحباب اور بعض سے جواز معلوم ہوتا ہے۔شراحؒ نے سات قول نقل کئے ہیں[2]

تفصیل:...... سب سے پہلے یہ سمجھیں کہ منشاء نہی کیا ہے؟ سرخی یا مشابہت؟ جتنی جتنی سرخی یا مشابہت کم ہوتی جائیگی تخفیف آتی جائیگی۔اگر سرخ ہونے کی وجہ سے ممانعت ہے تو احمر قانع (بالکل سرخ) مکروہ ہے۔اگر خالص سرخی نہ رہے کوئی رنگ ملا لیا جائے یا دھاری دار ہو تو اس کا استعمال جائز ہوگا۔

یاد رکھئے کہ یہ حکم کپڑے کا ہے چمڑے کا نہیں۔اور اگر تشبہ بالنساء کی وجہ سے ممانعت ہے تو اگر اوڑھنی سرخ لیں گے تو ناجائز ہے۔جتنی مشابہت بڑھتی جائیگی اتنی ناجائز ہوتی جائیگی۔لحاف اگر سرخ ہے تو اسکا اوڑھنا جائز ہے کیونکہ اس میں تشبہ نہیں۔مثلاً کوئی سرخ قمیص پہنے اس کے اندر کراہت ہے کیونکہ یہ تشبہ بالنساء ہے اور اگر یہ رنگ چادر کو دے کر پھر کوئی مرد اس کو پہنے تو اس صورت میں مزید بھی تشبہ بالنساء ہے لہٰذا پہننا مکروہ ہوگا مگر رضائی اور لحاف کا استر اگر سرخ رنگ کا ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور نہ ہی کوئی کراہت ہے اس لئے کہ یہ خاص نوع عورتوں کے ساتھ خاص نہیں لھذا تشبہ بھی نہ ہوگا ایسے ہی اگر سرخ دھاریاں ہوں تو اس میں بھی تشبہ بالنساء نہیں لھذا یہ بھی جائز ہے۔

(۳۶۷)حدثنا محمد بن عرعرة قال حدثنی عمر بن ابی زائدة عن عوف بن ابی جحیفة عن ابیه قال
ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا مجھ سے عمر بن ابی زائدہ نے بیان کیا عوف بن ابی جحیفہ سے وہ اپنے والد سے کہ میں نے
رأیت رسول الله ﷺ فی قبة حمرآء من ادم ورایت بلالا اخذ وضوء رسول الله ﷺ
رسول اللہ ﷺ کو ایک سرخ خیمہ میں دیکھا جو چمڑے کا تھا اور میں نے دیکھا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ کو وضو کرا رہے ہیں
ورأیت الناس یبتدرون ذلک الوضوء فمن اصاب منه شیئا تمسح به
ہر شخص وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا اگر کسی کو تھوڑا سا بھی پانی مل جاتا تو وہ اسے اپنے اوپر مل لیتا
ومن لم یصب منه شیئا اخذ من بَلَل یدصاحبه ثم رأیت بلالا اخذ هنزة له
اور اگر کوئی پانی نہ پاسکتا تو اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری حاصل کرنے کی کوشش کرتا پھر میں نے بلالؓ کو دیکھا کہ انھوں نے اپنا ایک نیزہ اٹھایا

[1] (نسائی ص ۲۹۷ ج ۲، مسلم شریف ص ۱۹۳ ج ۲) [2] (تقریر بخاری ج ۲ ص ۱۳۱)

فرکزها و خرج النبی ﷺ فی حُلةٍ حمرآء مُشَمّراً
جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا تھا اور اسے انھوں نے گاڑ دیا نبی کریم ﷺ ایک سرخ پوشاک (کپڑے میں صرف سرخ دھاریاں بنی ہوئی تھیں) پہنے ہوئے جو بہت چست تھی
صلی الی العنزة بالناس رکعتین ورأیت الناس والدوآب یمرون من بین یدی العنزة[1]
تشریف لائے اور نیزے کی طرف رخ کر کے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ میں نے دیکھا کہ آدمی اور جانور نیزے کے سامنے سے گذر رہے تھے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة اللحدیث للترجمة ظاهرة.

حدثنا محمد بن عرعرة:...... اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں اور چوتھے ابو جحیفہؓ ہیں۔

جحیفه:...... جیم کے ضمہ حاء کے فتح اور یاء کے سکون کے ساتھ ہے اور ان کا نام وہب بن عبداللہ السوائی ہے۔

تخریج:...... امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب اللباس میں اور سترة من خلفه میں بھی لائے ہیں امام مسلمؒ نے کتاب الصلوۃ میں محمد بن حاتمؒ سے اور محمد بن مثنیؒ اور محمد بن بشارؒ سے اور زہیرؒ بن حرب سے اور امام ابوداؤدؒ نے امام محمد بن سلیمانؒ سے اور امام ترمذیؒ نے محمود بن غیلانؒ سے امام نسائیؒ نے زینت کے باب میں عبدالرحمٰن بن محمد بن سلام سے اور ابن ماجہؒ نے کتاب الصلوۃ میں ایوب بن محمد ہاشمی سے تخریج کی ہے[2]

رأیت رسول الله ﷺ فی قبة حمرآء من اَدَمٍ:...... میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سرخ خیمہ میں دیکھا جو چمڑے کا تھا۔ قبہ کی جمع قبیب اور قباب آتی ہے اور قبہ سے مراد یہاں وہ خیمہ ہے جو چمڑے سے بنایا گیا ہو اور ادم ادیم کی جمع ہے اور حدیث پاک میں مذکورہ واقعہ ابطح مکہ کا ہے مسلم شریف میں اس کی صراحت ہے مسلم شریف میں ہے اتیت النبی ﷺ بمکة وهو بالابطح[3]

وَضوء رسول الله ﷺ:...... وضو واؤ کے فتح کے ساتھ ہے یعنی وہ پانی جس کے ساتھ وضو کیا جائے۔

یبتدرون:...... ای یتسارعون ویتسابقون الیه تبرکا بآثاره الشریفة[4]

---

[1] (انظر: ۱۸۷) [2] (عمدۃ القاری ص ۹۹ ج ۴) [3] (عمدۃ القاری ص ۱۰۰ ج ۴) [4] (عمدۃ القاری ص ۱۰۰ ج ۴)

عنزۃ:...... عین، نون اور زاء کے فتح کے ساتھ ہے یہ نیزے کے نصف کے مانند یا اس سے تھوڑا سا بڑا یا ایسا ڈنڈا جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوتا ہے۔

فی حلۃ حمرآء:...... حال ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہے حلۃ ازار اور ردآء کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ ایسے دو کپڑے جو ایک ہی جنس سے ہوں اور اس کی جمع حلل آتی ہے۔

مشمرا:...... دوسری میم کے کسرہ کے ساتھ ہے اور مشمر تشمیر سے ہے اس کا معنیٰ ہے سمیٹنا۔

صلی الی العنزۃ بالناس:...... مسلم شریف کی روایت کے مطابق اس سے مراد ظہر کی دو رکعتیں ہیں مسلم شریف میں ہے **فتقدم فصلی الظهر ركعتين ثم صلى العصر ركعتين ثم لم يزل يصلی رکعتین حتیٰ رَجع الی المدینۃ**[1] اس روایت سے سفر میں قصر صلوٰۃ بھی ثابت ہوا۔

ورأيت الناس والدواب يمرون من بين يدى العنزة:...... (ترجمہ) اور میں نے دیکھا کہ آدمی اور جانور نیزے کے سامنے سے گزر رہے تھے۔

مرور بین یدی المصلی جائز ہے یا نہیں اس کی تفصیل ابواب السترہ میں آئے گی ان شاء اللہ۔

(۲۵۹)

﴿باب الصلوٰۃ فی السطوح والمنبر والخُشُب﴾

گھر کی چھت، منبر اور لکڑی کے تخت پر نماز پڑھنے کا بیان

قال ابو عبدالله ولم یر الحسنؒ بأسا ان يصلی على الجمد والقناطير
امام بخاریؒ نے فرمایا کہ حسن بصریؒ نے برف اور پلوں پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں دیکھا

[1] (عمدۃ القاری ص۱۰۰ ج۴)

وان جریٰ تحتها بولٌ او فوقها او امامها اذاكان بينهما سترة

اگرچہ اس کے نیچے یااوپر یاسامنے پیشاب بہ رہا ہو جب کہ ان دونوں کے درمیان سترہ ہو

وصلی ابوهريرةؓ علی ظهر المسجد بصلوة الامام وصلی ابن عمرعلی الثلج[۱]

اورحضرت ابوہریرۃؓ نے مسجد کی چھت پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور ابن عمرؓ نے برف پر نماز پڑھی

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃالباب کی غرض :......امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ گھر کی چھت پر منبر اورتخت پرنماز پڑھنا جائز ہے۔امام بخاریؒ اس باب سے بعض تابعینؒ اور مالکیہؒ کےقول پرردفرمارہے ہیں[۲] جیسا کہ منقول ہے کہ وہ لوگ **صلوٰۃ علیٰ السطح** کی کراہت کے قائل ہیں حسنؒ اورابن سیرینؒ بھی **صلوٰۃ علیٰ الالواح والاخشاب** کی کراہت کے قائل ہیں۔حضرت اقدس شاہ ولی اللہؒ قدس سرہ کی رائے یہ ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے **جعلت لی الارض مسجداوطهورا** اس سے بظاہرایہام ہوتا ہے کہ زمین ہی پر نماز پڑھی جائے تو امام بخاریؒ اس وہم کودفع فرمارہے ہیں[۳]

منشاء باب :...... تین باتیں اس باب کوقائم کرنے کا سبب ہیں۔

(۱):......نصوص سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ چھت اور منبر اورتخت پرنماز جائز نہیں اس لئے کہ آپﷺ نے ارشادفرمایا **جعلت لی الارض مسجدا وطهورا**[۴] اس سے معلوم ہوا کہ نمازز مین پر جائز ہے نہ کہ غیرزمین پر۔

(۲):......سجدہ جونماز کا اہم رکن ہےاس کی تعریف ہی یہی ہے **وضع الجبهة علیٰ الارض** اس سے بھی معلوم ہوا کہ سجدہ زمین پرہی ہوگا۔

(۳):......ایک روایت میں آتا ہے آپﷺ نے حضرت معاذؓ سے فرمایا **عفرو جهک فی التراب**[۵] اپنے چہرے کوگردآلودکروتو تعریف سجدہ اورآپﷺ کے ان دوارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ مٹی کے ماسواپرنماز جائز

---

[۱] (بخاری ص۵۴ ج۱:فتح الباری ص۲۴۲ ج۲:عمدۃ القاری ص۱۰۱ ج۴:تقریر بخاری ص۱۳۲ ج۲:فیض الباری ص۱۶ ج۲) [۲] (عمدۃ القاری ص۱۰۱ ج۴:فتح الباری ص۲۴۲ ج۲:تقریر بخاری ص۱۳۲ ج۲) [۳] (تقریر بخاری ص۱۳۲ ج۲) [۴] (ابن ماجہ ص۴۲ باب ماجاء فی التیمم) [۵] (عمدۃ القاری ص۱۰۹ ج۴)

نہیں اس لئے امام بخاریؒ نے یہ باب استثنائی قائم کیا کہ سطح جب اس کا زمین کے ساتھ الصاق ہو اور اسی طرح منبر اور اسی طرح تخت اور چٹائی پر جبکہ الصاق بالارض ہو نماز جائز ہے یہ **وضع الجبھۃ علی الارض** کے منافی نہیں ہے کیونکہ ان پر ماتھا رکھنا زمین پر ہی ماتھا رکھنا ہے گو زیادہ پسندیدہ یہی ہے کہ مٹی پر سجدہ کرے۔

حضرت نانوتویؒ کا ارشاد ہے کہ مزہ ہی جب آتا ہے جب ماتھا مٹی میں لتھڑ جائے (۱) اسی بناء پر فقہاء نے کہا ہے کہ ایک تخت جو درختوں پر چار کونے باندھ کر لٹکایا جائے اس پر نماز نہیں ہوگی۔ اسی بناء پر جہاز کا مسئلہ ہے شروع شروع میں تو سب نے ناجائز کہا فقہاء کی جب یہ تحقیق بڑھتی گئی تو جنہوں نے بمنزل سطوح کے مانا انہوں نے ہوائی جہاز پر نماز کو جائز قرار دیا کہ ہوا پر دباؤ کی وجہ سے ہوا کثیف ہو جاتی ہے اس طرح الصاق بالارض محقق ہو جاتا ہے اور جنہوں نے الصاق نہیں مانا انہوں نے ناجائز قرار دیا اور جب ہوائی جہاز سمندر پر پہنچتا ہے تو کہا کہ جہاز ہوا پر اور ہوا پانی پر اور پانی مٹی پر لہٰذا نماز جائز ہوئی۔

قال ابو عبدالله :...... امام بخاریؒ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔

ولم یر الحسن بأسا ان یصلی علی الجمد والقناطیر الخ :...... حضرت حسن بصریؒ برف پر پلوں پر نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔

جمد :...... "برف" علامہ عینیؒ لکھتے ہیں **وھو الماء الجلید من شدۃ البرد.**

والقناطیر :...... یہ قنطرۃ کی جمع ہے بمعنیٰ پل۔ قنطرہ اور جسر میں معمولی سا فرق ہے قنطرہ اس پل کو کہتے ہیں جو پتھروں اور کنکریوں سے بنایا جائے اور جسر اس پل کا نام ہے جو لکڑی اور مٹی سے بنایا جائے۔[1]

صلی ابو ھریرۃ علی ظھر المسجد بصلوٰۃ الامام :...... یہ اثر ہے اس کی ترجمۃ الباب سے مناسبت ظاہر ہے ظہر المسجد اور سطح ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور ایک روایت میں ظہر المسجد کی جگہ سقف المسجد ہے۔

مسجد کی چھت پر نماز پڑھنے کا حکم :...... فقہاء نے لکھا ہے کہ مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے عمدۃ القاری ص۱۰۲ ج۴ پر ہے **یجوز ولکنه یکره**۔[2]

---

[1] (عمدۃ القاری ص۱۰۱ ج۴) [2] (عمدۃ القاری ص۱۰۲ ج۴)

تفصیل : ...... تفصیل اس میں یہ ہے کہ اگر مسجد کی چھت نماز کے لئے نہیں بنائی گئی اور نیچے کا حصہ جو نماز کے لئے بنایا گیا ہے اس جگہ کو چھوڑ کر چھت پر جا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر چھت نماز کے لئے بنائی گئی ہے تو وہ صرف چھت ہی نہیں بلکہ مسجد بھی ہے جیسے دو چار منزلہ مسجد تو اس صورت میں چھت پر نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔

صلوٰۃ علیٰ سطوح : ...... پہلی حدیث سے ثابت ہے اور علی المنبر دوسری حدیث سے۔ علی الخشب قیاس سے ثابت ہے۔ امام بخاریؒ یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ امام نیچے نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے اوپر چھت وغیرہ ہو تو کیا مقتدی چھت پر کھڑے ہو کر اقتدا کر سکتا ہے؟ مذکورہ بالا اثر سے یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے اسی صورت میں اقتدا کی تھی۔ حنفیہؒ کے ہاں اس صورت میں اقتدا صحیح ہے بشرطیکہ مقتدی اپنے امام کے رکوع اور سجدہ کو کسی ذریعہ سے جان سکے۔ اس کے لئے اس کی بھی ضرورت نہیں کہ چھت میں کوئی سوراخ ہو۔

صلی ابن عمرؓ علی الثلج : ...... یہ اثر ترجمۃ الباب کے مطابق تب ہو سکتا ہے جب ثلج کے ساتھ تلبد کی شرط لگائی جائے یعنی یہ کہا جائے کہ حضرت عمرؓ نے جس برف پر نماز پڑھی تھی وہ متلبد تھی اس وقت یہ خشب اور سطح کے مشابہ ہوگی[1]

(۳۶۸) حدثنا علی بن عبداللہ قال نا سفیان قال ابو حازم قال سألوا سہل بن سعدؓ من
ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا کہا کہ لوگوں نے سہل بن سعدؓ سے پوچھا
ای شئی المنبر فقال مابقی فی الناس اعلمہ بہ منی ہو من اثل الغابۃ
کہ منبر نبوی کس چیز کا تھا آپ نے فرمایا کہ اب اس کے متعلق مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی زندہ نہیں رہا منبر غابہ کے جھاؤ سے بنایا گیا تھا
عملہ فلان مولیٰ فلانۃ لرسول اللہ ﷺ وقام علیہ رسول اللہ ﷺ حین
فلاں عورت کے مولی فلاں نے اسے رسول اللہ ﷺ کے لئے بنایا تھا جب وہ تیار کر کے رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہوئے
عمل ووضع فاستقبل القبلۃ کبر وقام الناس خلفہ فقرأ ورکع
آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف اپنا چہرہ مبارک کیا اور تکبیر کہی۔ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن مجید کی آیتیں پڑھیں اور رکوع کیا

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۰۲ ج ۴)

ورکع الناس خلفه ثم رفع رأسه ثم رجع القهقریٰ فسجد علی الارض
آپ ﷺ کے پیچھے تمام لوگ رکوع میں چلے گئے پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا پھر اسی حالت میں پیچھے ہٹے اور زمین پر سجدہ کیا
ثم عاد علی المنبر ثم قرأ ثم رکع ثم رفع رأسه ثم رجع قهقریٰ حتی سجد بالارض
پھر منبر پر دوبارہ تشریف لائے اور قرأت کی اور رکوع کیا۔ پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قبلہ ہی کی طرف رخ کئے ہوئے پیچھے ہٹے اور زمین پر سجدہ کیا
فهذا شانه قال ابوعبدالله قال علی بن عبدالله سألنی احمد بن حنبل عن هذا الحدیث
یہ ہے اس کی روئیداد ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ علی بن عبداللہؒ نے بیان کیا کہ مجھ سے امام احمد بن حنبلؒ نے اس حدیث کے متعلق پوچھا
قال وانما اردت ان ا لنبی ﷺ کان اعلی من الناس فلا بأس ان یکون الامام اعلی
اور کہا کہ میرا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سب سے اونچی جگہ پر تھے اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے کہ امام
من ا لناس بهذاالحدیث قال فقلت فان سفیٰن بن عیینة کان یسأل عن هذا کثیرا فلم تسمعه منه قال لا [۲]
عام مقتدیوں سے اونچی جگہ پر کھڑا ہو۔ علی بن مدینیؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ سے کہا کہ سفیان بن عیینہؒ سے یہ حدیث اکثر پوچھی جاتی تھی کیا آپ نے بھی ان سے سنا ہے۔ توانھوں نے جواب دیا کہ نہیں

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقته للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ چوتھے سھل بن سعد الساعدی ہیں مدینہ منورہ میں وفات پانے والے صحابہ کرامؓ میں آخری صحابیؓ ہیں[۱]

امام بخاریؒ نے اس حدیث کو کتاب الصلوٰۃ میں قتیبہ سے بھی روایت کیا ہے اور امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ اور امام نسائیؒ نے قتیبہ سے تخریج کیا ہے اور امام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں ابی بکر بن ابی شیبہ اور زہیر بن حرب سے اور ابن ماجہؒ نے احمد بن ثابت سے تخریج کیا ہے۔

---

[۱] (انظر ۴۴۸، ۹۱۷، ۲۰۹۴، ۲۵۶۹) [۲] (عمدۃ القاری ص ۱۰۴ ج ۴)

من ای شئی المنبر: ...... منبر نبوی ﷺ کس چیز کا تھا؟

اثل الغابة: ...... منبر غابہ کے جھاؤ سے بنایا گیا تھا اور غابہ مدینہ منورہ سے نو میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں نبی کریم ﷺ کے اونٹ رہا اور چرا کرتے تھے۔ اور قصہ عرنیین بھی اسی مقام میں پیش آیا۔ اور اسکی جمع غابات اور غیاب آتی ہے اور غابہ کا ایک معنی گھنا جنگل بھی کیا جاتا ہے۔ اس طرح جگہ کی تخصیص نہیں ہوگی۔ اور اثل درخت کی ایک قسم ہے، اردو میں جھاؤ کہتے ہیں، اسکے جھاڑو بنتے ہیں۔

عمله فلان: ...... منبر بنانے والے نجار کے نام کے بارے میں اختلاف ہے بعض حضرات ؒ نے قبیصہ مخزومی کا نام لیا ہے اور بعض حضرات ؒ نے ابراہیم اور بعض حضرات ؒ نے میناء اور بعض نے باقوم نام بتایا ہے اور بعض حضرات ؒ نے میمون بتایا ہے۔ ابن الاثیرؒ کہتے ہیں کہ یہ سعید بن العاصؓ کا ایک رومی غلام تھا نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں انتقال کر گیا تھا۔ بعض حضرات ؒ نے اس کے علاوہ بھی نام لکھے ہیں۔ اور یہاں نام مذکور نہیں، ہوسکتا ہے کہ راوی کو بھول گیا ہو۔

مولیٰ فلانة: ...... علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ منبر تیار کروانے والی انصاریہؓ عورت کا نام معلوم نہیں ہوسکا **اسماء النساء من الصحابه** کتاب میں اس عورت کا نام علاثہؓ لکھا ہے[1] اور بعض حضرات نے اس کا نام عائشہ انصاریہؓ لکھا ہے۔ منبر بنائے جانے سے پہلے آپ ﷺ کھجور کے تنے کے ساتھ سہارا لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ منبر کی تین سیڑھیاں بنائی گئیں۔ منبر پانچ، چھ یا سات ہجری کو تیار ہوا۔

سوال: ...... بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے منبر بنانے کی خواہش ظاہر کی جیسا کہ عمدۃ القاری ص۱۰۳ ج۴ پر ہے **کان النبی ﷺ یخطب یوم الجمعة الی جذع فقال ان القیام یشق علی فقال تمیم الداری الا اعمل لک منبرا کما رایت بالشام** (الحدیث) اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت نے منبر بنوانے کی خود پیشکش کی تھی؟

جواب: ...... عورت کا غلام نجار (بڑھئی) تھا اولاً عورت نے خود پیشکش کی آپ ؐ نے قبول فرمالیا منبر کی تیاری میں جب تاخیر نظر آئی تو آپ ؐ نے پیغام بھیجا کہ منبر بنواؤ۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص۱۰۳ ج۴)

فائدہ اولیٰ:...... منبر کے بننے سے پہلے آپؐ اسطوانہ کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنالیا تو آپؐ نے کھجور کے تنے کا سہارا چھوڑ کر منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا تو وہ کھجور کا تنا رونے لگا آپؐ نے فرمایا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو جنت میں میرے ساتھ ہو؟ تو اسطوانہ ہی اچھا رہا کہ جنت کا وعدہ لے کر چھوڑا۔

فائدہ ثانیہ:...... حدیث ذوالیدین میں آتا ہے کہ آپؐ نے اسطوانہ کے ساتھ ٹیک لگائی تو معلوم ہوا کہ حدیث ذوالیدین منبر بننے سے پہلے کی ہے لہٰذا منسوخ ہے۔

رجع القهقری:...... ترجمہ، پھر اسی حالت میں پیچھے ہٹے۔

سجد علی الارض:...... زمین پر سجدہ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ منبر پر سجدہ نہیں ہوسکتا تھا۔

سوال:...... جب منبر پر سجدہ نہیں ہوسکتا تھا تو منبر پر نماز کیوں پڑھائی؟

جواب:...... تعلیم امت کے لئے۔ اس سے حنفیہؒ اور شافعیہؒ نے مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ اگر امام اونچا ہو اور مقتدی نیچے کھڑے ہوں تو نماز جائز ہے لیکن بغیر ضرورت کے مکروہ ہے۔ حضور ﷺ کے لئے مکروہ نہیں تھا۔

سوال:...... امام کتنا اونچا کھڑا ہو تو نماز جائز ہے؟

جواب:...... ایک ذراع اونچا ہو تو جائز ہے اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں، اصل اس کا مدار اس بات پر ہے کہ زیادہ اونچا ہو جانے سے علیحدہ شمار نہ ہو جیسے چھت پر اکیلا امام کھڑا ہو تو یہ علیحدہ شمار ہوگا۔

سوال:...... جب نیچے اترتے تو یہ عملِ کثیر ہے جو کہ مفسدِ صلوٰۃ ہے؟

جواب اول:...... استحکامِ احکام سے پہلے کی بات ہے۔

جواب ثانی:...... ایک دو قدم چلنا عمل کثیر نہیں ہے۔ دوسری سیڑھی پر کھڑے نماز پڑھا رہے تھے جبکہ کل تین سیڑھیاں تھیں۔

جواب ثالث:...... تعلیم امت کے لئے جائز ہے۔

قال ابو عبدالله قال علی بن عبدالله سألنی احمد بن حنبل الخ :...... یہ حدیث جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے لئے اونچا کھڑا ہونا جائز ہے اس کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ نے علی بن عبداللہؒ سے سوال کیا تو علی بن عبداللہؒ نے کہا میں یہی حدیث تو بیان کرنا چاہتا ہوں علی بن عبداللہؒ نے پھر کہا سفیٰن بن عیینہؒ سے آپ نے یہ حدیث نہیں سنی۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا نہیں سنی۔

سوال :...... یہ حدیث امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں سفیان بن عیینہؒ سے نقل کی ہے تو یہاں انکار کیسے کیا؟

جواب اول :...... اس مکالمے کے بعد سنی ہوگی۔

جواب ثانی :...... یا پہلے سنی ہوگی پھر شوق پیدا ہوا کہ ان سے پھر سن لوں۔

جواب ثالث :...... ہوسکتا ہے کہ تفصیل سے نہ سنی ہو۔

(۳۶۹)حدثنا محمد بن عبدالرحیم قال نا یزید بن هارون قال انا حمید الطویل
ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا۔ کہا ہمیں حمید طویل نے خبر پہنچائی
عن انس بن مالک ان رسول الله ﷺ سقط عن فرسه فَجُحِشَتْ ساقه او كتفه والى من نساءه
حضرت انس بن مالکؓ کے واسطے سے کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھوڑے سے گر گئے جس سے آپ ﷺ کی پنڈلی یا شانہ زخمی ہو گئے اور آپؐ نے ازواج مطہراتؓ سے ایک مہینہ کے لئے عارضی علیحدگی اختیار کی تھی
شهرا فجلس في مشربة له دَرَجَتُهَا من جذوع النخل
(ان دونوں مواقع میں) آپ ﷺ اپنے بالا خانہ پر تشریف رکھتے تھے جس کے زینے کھجور کے تنوں سے بنائے گئے تھے
فاتاه اصحابه يعودونه فصلى بهم جالسا وهم قيام فلما سلم
جب صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں بیٹھ کر نماز پڑھائی صحابہؓ نے کھڑے ہوکر اقتداء کی جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا

قال انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا واذا رکع فارکعوا

توفرمایا کہ امام اس لئے ہے تا کہ اس کی اقتداء کی جائے اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ

واذا سجد فاسجدوا وان صلی قائما فصلوا قیاما

اور جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور اگر کھڑے ہو کر تمہیں نماز پڑھائے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو

ونزل لتسع وعشرین فقالوا یارسول الله انک الیت شهرا فقال ان الشهر تسع وعشرون

اور آپ ﷺ انتیس تاریخ کو نیچے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ ﷺ نے تو ایک مہینہ کے لئے علیحدگی کا عہد کیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہینہ انتیس کا ہے (یہ ٹکڑا ایلاء سے متعلق ہے)

(انظر: ٦٨٩، ٧٣٢، ٧٣٣، ٨٠٥، ١١١٤، ١٩١١، ٢٤٦٩، ٥٢٠١، ٦٦٨٤)

﴿تحقیق وتشریح﴾

حدثنا محمد بن عبدالرحیم :...... مطابقة الحدیث للترجمة فی صلوته علیه الصلوٰة والسلام باصحابه علی الواح المشربة وخشبها والخشب مذکور فی الترجمة [1]

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں چوتھے حضرت انس بن مالکؓ ہیں۔

امام بخاریؒ متعدد بار اس حدیث کو بخاری شریف میں لائے ہیں امام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں محمد بن یحییٰؒ سے اور امام ابوداؤدؒ نے قعنبیؒ سے اور امام نسائیؒ نے قتیبہؒ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

سقط عن فرسه فجحشت ساقه او کتفه الخ :......(ترجمہ) اپنے گھوڑے سے گر گئے جس سے آپ ﷺ کی پنڈلی یا شانہ زخمی ہو گئے۔

سوال:......ایک جگہ ٹخنے کے زخمی ہو جانے کا بھی ذکر ہے (**عند احمد عن حمید عن انسؓ بسند صحیح انفکت قدمه**) [2] دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض ہے۔

جواب:......چوٹ کوئی پابند تو نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ تینوں جگہ لگی ہو۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۰۵ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۱۰۵ ج ۴)

وان صلیٰ قائما فصلوا قیاما :…… الآخر فا لآخر بخاری کی روایت میں **وان صلیٰ جالسا فصلوا جالسا** کے بھی الفاظ ہیں تو الآخر فالآخر کے قاعدہ سے اس روایت کو منسوخ کہا جائے گا کیونکہ آخر زمانہ آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی تھی اور صحابہ کرامؓ پیچھے کھڑے تھے[1]

انک الیت شھرا:……

سوال :…… چوٹ لگنے کے ساتھ ایلاء کا کیا جوڑ ہے؟ چوٹ لگنے (سقوط عن الفرس) کا واقعہ ۵ھ کا ہے[2] اور ایلاء کا واقعہ ۹ھ کا ہے۔

جواب :…… یہ ان احادیث میں سے ہے جن میں خلطِ راوی ہوا ہے چونکہ ٹخنے کی چوٹ کے زمانہ میں بھی مشربہ (بالا خانہ) میں قیام فرمایا تھا اور ایلاء کے زمانہ میں بھی مشربہ میں قیام فرمایا تھا تو مشربہ کا لفظ دونوں جگہ مذکور ہے اس لئے روایوں کو خلط ہوگیا، چوٹ لگنے کے زمانہ میں نماز مشربہ میں پڑھتے تھے اور ایلاء کے زمانہ میں نماز مسجد میں پڑھتے تھے۔

بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کی اقتداء :……

حنابلہؒ:…… کا مذہب یہ ہے کہ اگر امام راتب کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدیوں کو بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہئے۔

آئمہ ثلاثہؒ:…… کے یہاں مقتدیوں کو بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں امام بخاریؒ اس پر مستقل باب باندھ کر حنابلہؒ پر رد فرمائیں گے[3]

امام مالکؒ:…… فرماتے ہیں کہ قیام پر قادر شخص کی نماز بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے جائز ہی نہیں خواہ بیٹھ کر اقتداء کرے یا کھڑے ہو کر یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی بلکہ بیٹھنے والے امام کے پیچھے کھڑا رہے۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۰۶ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۱۰۶ ج ۴) [3] (تقریر بخاری ص ۱۳۴ ج ۲)

(۲۶۰)

﴿باب اذا اصاب ثوبُ المصلی امرأته اذا سجد﴾

جب سجدہ کرتے وقت نمازی کا کپڑا اپنی عورت کو لگ جائے

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :...... اس باب کی دوغرضیں ہیں۔

غرض اول :...... اگر کسی نمازی کے کپڑے کو رکوع یا سجدہ کرتے وقت نجاست لگ جائے تو نماز جائز ہے وہ حامل نجاست نہیں ہے۔

استدلال :...... حائضہ ناپاک ہوتی ہے اور حائضہ کو آپ ﷺ کا کپڑا لگ جاتا تھا تو اس سے چونکہ حمل نجاست کی صورت نہیں پائی گئی اس لئے نماز نہیں ٹوٹی۔

غرض ثانی :...... اس باب سے امام بخاریؒ احنافؒ پر رد کر رہے ہیں کہ دیکھو مشتہاۃ کی محاذات پائی جارہی ہے پھر بھی نماز نہیں ٹوٹ رہی۔

جواب :...... مذکورہ صورت میں ہمارے (احنافؒ کے) ہاں بھی نماز نہیں ٹوٹی کیونکہ حنفیہؒ کے نزدیک محاذات سے نماز ٹوٹنے کے لئے دس شرائط ہیں[1] اور وہ یہاں نہیں پائی جارہیں لہٰذا حدیث الباب احنافؒ کے بھی خلاف نہیں ہے۔

[1] (البنایہ ص۴۰۵ ج۲)

(۳۷۰)حدثنا مسددعن خالد قال نا سلیمان الشیبانی عن عبداللہ بن شدادعن میمونة
ہم سے مسدد نے بیان کیا خالد کے واسطہ سے کہا کہ ہم سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا عبداللہ بن شداد سے وہ حضرت میمونہؓ سے
قالت کان رسول اللہ ﷺ یصلی و انا حذاؤہ وانا حآئض وربما اصابنی ثوبه
آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور حائضہ ہونے کے باوجود میں آپ ﷺ کے سامنے ہوتی اکثر جب آپ ﷺ سجدہ
اذا سجد قالت وکان یصلی علی الخمرة (راجع ۳۳۳)
کرتے تو آپ ﷺ کا کپڑا مجھے چھوجاتا انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کھجور کی چٹائی پر نماز پڑھتے تھے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں راویہ میمونہ بنت حارثؓ ہیں اس حدیث کو امام بخاریؒ متعدد بارلائے ہیں امام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں یحیٰی بن یحییٰؒ سے اور ابی بکر بن ابی شیبہؒ سے اور امام ابوداؤدؒ نے عمرو بن عونؒ سے اور ابن ماجہؒ نے ابی بکر بن ابی شیبہؒ سے تخریج فرمائی ہے۔

یصلی وانا حذائه وانا حائض :...... نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے اور میں حائضہ ہونے کے باوجود آپ ﷺ کے محاذات میں ہوتی یہی وہ جملہ ہے جس کا سہارا لیکر امام بخاریؒ احنافؒ پر رد کرنا چاہتے ہیں اور اس کا جواب گذر چکا ہے کہ محاذات امرأۃ کے مُفسدِ صلوٰۃ ہونے کے لئے دس شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

الاول :...... ان یکون المحاذاة بین الرجل والمرأة .

الثانی:...... ان تکون المرأة المحاذیة مشتهاة .

الثالث:...... ان تکون المرأة عاقلة .

الرابع:...... ان لایکون بینهماحائل .

الخامس: …… ان تکون الصلوۃ ذات رکوع وسجود .

السادس: …… ان تکون المحاذاۃ فی رکن کامل .

السابع: …… ان یکون فیه نوی الامام امامتها .

الثامن : …… ان یکون الامام قد نوی امامتها وھی قد اقتدت فی اول صلوته .

التاسع: …… ان تکون الصلوۃ مشترکة یعنی تحریمةً واداءً بان یکونا وراء الامام حقیقة او تقدیراً .

العاشر: …… حد المحاذاۃ ان یکون عضو منها یحاذی عضوا من الرجل[۱] جو یہاں نہیں پائی جارہیں لہٰذا اس روایت کے ذریعے احناف ؒ پر رد صحیح نہیں۔

یصلی علی الخمرۃ : …… خمرہ خاء کے ضمہ اور میم کے سکون کے ساتھ ہے۔ جس کا معنیٰ ہے چھوٹا مصلیٰ کہ پاؤں اوپر رکھیں تو سجدہ زمین پر اور اگر سجدہ اوپر کریں تو پاؤں زمین پر۔

خمرہ اور حصیر میں فرق: …… حصیر اس چٹائی کو کہتے ہیں جس پر پاؤں بھی رکھے جاسکیں اور سجدہ بھی کیا جاسکے اور خمرہ حصیر سے کچھ چھوٹا ہوتا ہے یہ خمرہ اور حصیر کھجور کے پتوں سے بنائے جاتے تھے۔

فائدہ: …… امام بخاریؒ نہ تو مس مرأۃ سے وضو ٹوٹنے کے قائل ہیں اور نہ ہی مس ذکر سے اور نہ ہی قہقہہ سے اور وہ ان مسائل میں نہ احناف ؒ کے ساتھ ہیں اور نہ ہی شوافعؒ کے ساتھ[۲]

---

[۱] (البنایہ ص۴۰۵ تا ص۴۰۷ ج۲) [۲] (تقریر بخاری ص۱۳۵ ج۲)

(۲۶۱)

﴿باب الصلوٰۃ علی الحصیر﴾

چٹائی پرنماز پڑھنا

وصلیٰ جابر بن عبداللہؓ وابو سعیدؓ فی السفینۃ قائما وقال الحسنؒ
اور حضرت جابر بن عبداللہؓ اور حضرت ابوسعیدؓ نے کشتی میں کھڑے ہوکر نماز پڑھی اور حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا
تصلی قآئما مالم تَشُقَّ علیٰ اصحابک تدور معھا والا فقاعداً
کہ کشتی میں کھڑے ہوکر نماز پڑھو جب تک تمہارے ساتھیوں پر شاق وگراں نہ ہو کشتی کے ساتھ گھومتے جاؤ ورنہ بیٹھ کر نماز پڑھو

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃالباب کی غرض :...... یہ ہے کہ چٹائی پرنماز پڑھنا جائز ہے۔

وصلیٰ جابرؓ وابو سعیدؓ فی السفینۃ قائما :...... حضرت ابوسعیدؓ کا نام سعد بن مالک الخدری ہے۔

سفینہ :...... کشتی کو کہتے ہیں اور اس کی جمع سفائن، سفن اور سفین آتی ہے۔

یہ تعلیق ہے ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے سند صحیح کے ساتھ اسے موصولا بیان ہے[1]

سوال :...... حضرت جابرؓ کے اثر کا باب کے ساتھ کیا ربط ہے؟

---

[1] (عمدۃ القاری ص۱۰۹ ج۴)

جواب :...... باب کے ساتھ ربط اور مناسبت اس لحاظ سے ہے کہ سفینہ اور حصیر دونوں پر سجدہ کرنا غیر ارض پر سجدہ کرنا ہے[1]

کشتی اور بحری جہاز پر نماز پڑھنے کا حکم

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ :...... فرماتے ہیں کہ کشتی میں نماز پڑھنے کے لئے ابتداء ہی سے بیٹھ سکتا ہے کیونکہ کشتی میں مسافر مشقت میں ہوتا ہے چکر وغیرہ آتے ہیں[2] علامہ بدرالدین عینیؒ لکھتے ہیں کہ امام صاحبؒ کے نزدیک کشتی میں قائماً یا قاعداً عذر کے ساتھ اور بغیر عذر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔

امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ :...... فرماتے ہیں کہ بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں اس لئے کہ قیام رکن ہے اور رکن عذر کی وجہ سے چھوڑا جا سکتا ہے بغیر عذر کے نہیں یہ اختلاف سفینہ غیر مربوط کے بارے میں ہے اور اگر کشتی بندھی ہوئی ہو تو پھر بالاجماع بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں[3]

وقال الحسن تصلی قائما الخ :...... حسنؒ سے مراد حسن بصریؒ ہیں اس تعلیق کو ابن ابی شیبہؒ نے اسناد صحیح کے ساتھ موصولاً بیان فرمایا ہے[4]

تصلی :...... واحد مذکر حاضر فعل مضارع معروف کا صیغہ ہے یہ اس شخص کو خطاب ہے جس نے سوال کیا کہ آیا وہ کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے یا بیٹھ کر حضرت حسن بصریؒ نے جواب دیا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو جب تک تمھارے ساتھیوں پر شاق نہ گذرنے لگے اور کشتی کے رخ کے ساتھ مڑتے جاؤ اور، اگر ساتھیوں پر شاق گذرنے لگے تو بیٹھ کر نماز پڑھو علامہ قسطلانیؒ کی یہی رائے ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں کہ **تدور معھا** کا مطلب یہ ہے کہ کشتی اگر جانب قبلہ سے پھر جائے اور نمازی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہو تو نماز میں قبلہ کی طرف پھر جائے[5]

---

[1] عمدۃ القاری ص۱۰۹ ج۴ فتح الباری ص۲۳۲ ج۲ [2] (تقریر بخاری ص۱۳۶ ج۲) [3] عمدۃ القاری ص۱۰۹ ج۴) [4] عمدۃ القاری ص۱۰۹ ج۴) [5] تقریر بخاری ص۱۳۶ ج۲)

(۳۷۱) حدثنا عبداللہ بن یوسف قال انا مالک عن اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالکؓ

ہم سے عبداللہ بن یوسفؒ نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالکؒ نے خبر دی اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہؒ کے واسطہ سے وہ حضرت انس بن مالکؓ سے

ان جدته مُلَیکة دعت رسول الله ﷺ لطعام صَنَعَتْه له فاکل

کہ ان کی دادی ملیکہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جس کا اہتمام انہوں نے آپ ﷺ کے لئے کیا تھا آپ ﷺ نے کھانا کھانے

منه ثم قال قوموا فلاصلی لکم قال انسؓ فقمت الیٰ حصیر لنا قد اسود من طول مالبس

کے بعد فرمایا کہ آؤ تمہیں نماز پڑھا دوں حضرت انسؓ نے کہا کہ میں نے اپنے گھر کی چٹائی اٹھائی جو کثرت استعمال سے سیاہ ہو چکی تھی

فنضحته بمآء فقام رسول الله ﷺ وصففت والیتیم

میں نے اسے پانی سے دھویا پھر رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور میں اور یتیم

ورآءه والعجوز من ورآئنا فصلیٰ لنا رسول الله ﷺ رکعتین ثم انصرف (انظر: ۷۲۷، ۸۶۰، ۸۷۱، ۸۷۴، ۱۱۶۴)

آپ ﷺ کے پیچھے ایک صف میں کھڑے ہوئے اور بوڑھی عورت (حضرت انسؓ کی دادی ملیکہؓ) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں پھر نبی کریم ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اور واپس تشریف لے گئے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور پانچویں راویہ حضرت ملیکہؓ ہیں اور یہ حضرت انسؓ کی دادی ہیں۔

یہ حدیث امام بخاریؒ متعدد بار مختلف مقامات پر لائے ہیں امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ اور امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے[1]

جدته: ...... جدتہ کی، ہ، ضمیر میں اختلاف ہے کہ کس کی طرف راجع ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اسحٰقؒ کی طرف راجع ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت انسؓ کی طرف راجع ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی بھی یہی رائے ہے کہ ضمیر حضرت انسؓ کی طرف راجع ہے[2]

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۱۰ ج ۴) [2] (تقریر بخاری ص ۱۳۶ ج ۲، فتح الباری ص ۲۴۳ ج ۲)

دعت رسول اللہ ﷺ :......ملیکہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جس کا اہتمام انہوں نے آپ ﷺ کے لئے کیا تھا یہ دعوت دراصل نماز کے لئے تھی لیکن کھانا بھی تیار کیا جا چکا تھا۔علامہ عینیؒ فرماتے ہیں **والظاهر ان قصد مليكةؓ من دعوتها كان للصلوة**.اقصہ عتبان بن مالکؓ (جو آگے آ رہا ہے) اور قصہ ملیکہ میں کوئی تعارض نہیں طعام کے لئے بلایا ہو اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی ہو یا نماز کے لئے بلایا ہو اور کھانا کھلایا ہو دونوں کام ایک ہی بلاوے میں جمع ہو سکتے ہیں۔

.قوموا فلاصلی لکم :......یہ بطور **هل جزاء الاحسان الا الاحسان** کے قبیل سے ہے کہ تم نے ہمیں کھانا کھلایا آؤ ہم تمہیں نماز پڑھائیں۔

فنضحته بماءٍ:...... میں نے اسے پانی سے دھویا یہ **نضح بالماء** دو وجہ سے ہوسکتا ہے۔

۱:...... چٹائی ٹیڑھی ہو چکی تھی اسے نرم کرنے کے لئے پانی ڈالا پھر اس صورت میں نضح کے معنی چھینٹے دینے کے ہونگے۔

۲:...... چٹائی کی سیاہی کو زائل کرنے کے لئے نضح کیا تو پھر اس صورت میں نضح کے معنی دھونے کے ہونگے۔

و صَفَفتُ والیتیم وراء ہ :...... میں اور یتیم (رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ ابوضمیرہ کے صاحبزادے ضمیرہ) آپ ﷺ کے پیچھے ایک صف میں کھڑے ہوئے اور بوڑھی عورت (حضرت انسؓ کی دادی ملیکہؓ) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔یتیم کا نام ضمیرہ ہے۔

مسائل مستنبطہ:......

۱:...... اگر کوئی دعوت کرے تو اس کی دعوت قبول کر لینی چاہیے۔

۲:...... نفل نماز جماعت سے پڑھی جاسکتی ہے [۲]

۳:......نوافل گھر میں پڑھنے چاہئیں اس لئے کہ مساجد فرائض کی ادائیگی کے لئے بنائی جاتی ہیں۔

۴:......دن کے نوافل میں افضل یہ ہے کہ دو دو رکعتیں پڑھی جائیں [۳]

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۱۱۱ ج۴) [۲] (عمدۃ القاری ص۱۱۱ ج۴) [۳] (عمدۃ القاری ص۱۱۲ ج۴)

امام اعظم ابوحنیفہؒ:...... کے ہاں دن اور رات میں نوافل کی چار، چار رکعتیں پڑھنا افضل ہے۔

۵:...... چٹائی اور مصلیٰ صاف اور پاک ہونے چاہئیں۔

۶:...... مقتدی اگر دو ہوں تو امام کے پیچھے صف بنائیں۔ امام ان کے درمیان کھڑا نہ ہو۔ تمام علماءؒ کا مذہب یہی ہے۔ لیکن حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ امام کو دو کے درمیان کھڑا ہونا چاہیے [۱]

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض:...... چونکہ صلوٰۃ علی الخمرۃ کی کراہت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے منقول ہے اس لئے ان پر رد فرما رہے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ خمرہ اس چھوٹی سی چٹائی کو کہتے ہیں جو مصلی کے لئے پوری نہ ہو تو ایسی صورت میں بعض حصہ نماز تو ارض پر ہوگا اور بعض غیر ارض پر۔ امام بخاریؒ نے اس کے جواز پر متنبہ فرما دیا۔

سوال:...... صلوٰۃ علی الخمرۃ کو حدیث میمونہؓ میں باب الصلوٰۃ علی الحصیر میں بیان کر دیا تھا اس کو دوبارہ لانے کا کیا فائدہ ہے؟

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۱۱۲ ج۴)

جواب: ...... وہاں مسدد سے روایت کیا گیا اور یہاں ابی الولید سے مختصراً روایت کیا گیا ہے یعنی طویل بات کو اختصار سے پیش فرما رہے ہیں۔

(۳۷۲)حدثنا ابوالولید قال نا شعبة قال نا سلیمان الشیبانی
ہم سے ابوالولیدؒ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان شیبانیؒ نے بیان کیا
عن عبداللّٰہ بن شداد عن میمونةؓ قالت کان النبی ﷺ یصلی علی الخمرة(راجع ۳۳۳)
عبداللہ بن شدادؒ کے واسطہ سے وہ حضرت میمونہؓ سے انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کھجور کی چٹائی پر نماز پڑھتے تھے

حدثنا ابو الولید: ...... حدیث میمونہؓ کو دوسرے طریق سے امام بخاریؒ یہاں لائے ہیں اور طریق اوّل کو باب اذا اصاب ثوب المصلی امرأته اذا سجد میں ذکر فرمایا اس میں حدیث میمونہؓ ابوالولیدؒ سے مروی ہے اور وہاں مسدد سے مروی ہے۔

(۲۶۳)

﴿باب الصلوٰة علی الفراش﴾

بستر پر نماز پڑھنا

وصلی انس بن مالکؓ علی فراشه وقال انسؓ کنا نصلی مع النبی ﷺ
انس بن مالکؓ نے اپنے بستر پر نماز پڑھی اور آپؓ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے

فیسجد	احدنا	علٰی	ثوبہ
اور نمازیوں میں سے کوئی بھی اپنے کپڑوں پر سجدہ کرلیتا تھا			

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۷۳)حدثنا اسمٰعیل قال حدثنی مالک عن ابی النضر مولی عمر بن عبیداللہ عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمٰن

ہم سے اسمٰعیلؒ نے بیان کیا کہا مجھ سے مالک نے بیان کیا عمر بن عبیداللہؒ کے مولی ابوالنضر کے حوالہ سے وہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ سے

عن عائشۃؓ زوج النبی ﷺ انھا قالت کنت انام بین یدی رسول اللہ ﷺ

وہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا وعنھم سے آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے آگے سوتی تھی

ورجلای فی قبلتہ فاذا سجد غمزنی فقبضت رجلی

اور میرے پاؤں آپ ﷺ کے قبلہ کی طرف ہوتے تھے۔ جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو میرے پاؤں کو آہستہ سے دبا دیتے

واذا قام لبسطتھما قالت والبیوت یومئذ لیس فیھا مصابیح

میں اپنے پاؤں سکیڑ لیتی اور آپ ﷺ جب کھڑے ہوتے تو میں انھیں پھر پھیلا لیتی فرمایا اس وقت گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔

راجع:۳۸۳،۳۸۴،۵۰۸،۵۱۱،۵۱۲،۵۱۳،۵۱۴،۵۱۵،۵۱۹،۹۹۷،۱۲۰۹،۶۲۷۶

(۳۷۴)حدثنا یحییٰ بن بکیر قال نا اللیث عن عقیل عن ابن شھاب قال اخبرنی عروۃ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے عقیل کے واسطہ سے بیان کیا وہ ابن شہاب سے کہا مجھے عروہ نے خبر دی

ان عائشۃ اخبرتہ ان رسول اللہ ﷺ کان یصلی وھی بینہ وبین القبلۃ

حضرت عائشہؓ نے انھیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور وہ (حضرت عائشہؓ) آپ ﷺ کے اور قبلہ کے درمیان

علٰی فراش اھلہ اعتراض الجنازۃ (راجع ۳۸۲)

گھر کے بستر پر اس طرح لیٹی ہوتیں جیسے (نماز کے لئے) جنازہ رکھا جاتا ہے

☆☆☆☆☆☆

(۳۷۵)حدثنا عبداللہ بن یوسف قال نا اللیث عن یزید عن عِراک عن عروۃ ان النبی ﷺ
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے حدیث بیان کی یزید سے انہوں نے عراک سے وہ عروہ سے کہ نبی کریم ﷺ
کان یصلی وعائشۃؓ معترضۃٌ بینہ وبین القبلۃ علی الفراش الذی ینامان علیہ (راجع:۳۸۲)
نماز پڑھتے اور حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کے اور قبلہ کے درمیان اس بستر پر لیٹی رہتیں جس پر آپ دونوں سوتے تھے

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض: ...... یہ ہے کہ استعمال کے کپڑوں پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ جیسے بستر پر جائز ہے اور اگر استعمال کے کپڑے مُتَبَذِّل (میلے کچیلے) ہوں تو ان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

وصلی انسؓ علی فراشہ: ...... یہ تعلیق ہے۔ ابن ابی شیبہؒ نے اسے موصولاً بیان فرمایا ہے۔ اور وہ اس طرح ہے کہ **ابن ابی شیبہ وسعید بن منصور کلاھما عن ابن المبارک عن حمید قال کان انسؓ یصلی علی فراشہ.**

وقال انسؓ کنا نصلی مع النبی ﷺ: ...... یہ تعلیق ہے امام بخاریؒ نے اسے اگلے باب میں موصولاً بیان فرمایا ہے۔

فیسجد احدنا علیٰ ثوبہ: ...... اور ہم نمازیوں میں سے کوئی بھی اپنے کپڑوں پر سجدہ کر لیتا تھا۔ جب اپنے پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ جائز ہے تو جو پہنا ہوا نہیں ہے اس پر بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔

حدثنا اسمٰعیل: ...... **وجہ مطابقۃ ھذا الحدیث فی قولھا((کنت انام)) لان نومھا کان علی الفراش۔** حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے ایک دو مقام پر تخریج فرمایا ہے اور یہ حدیث امام مسلمؒ نے، امام ابوداؤدؒ نے اور امام نسائیؒ نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں تخریج فرمائی ہے۔

والبیوت یومئذ لیس فیھا مصابیح: ...... حضرت عائشہؓ دفع دخل مقدر فرما رہی ہیں کہ مجھ پر اعتراض

نہ کرنا کہ میں خود کیوں نہیں موڑ لیا کرتی تھی پاؤں سمیٹنے میں آپ ﷺ کے غمز (آہستہ دبانا) کا انتظار کیوں کرتی تھی تو جواب دیا کہ چراغ تو تھا ہی نہیں کہ کچھ نظر آ جاتا اور یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ آپ ﷺ کا قیام کتنا طویل ہوگا چار، چار اور پانچ، پانچ پارے آپ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ میں پاؤں پھیلائے رکھتی تھی آپ ﷺ جب سجدے میں جانے لگتے تو اطلاع دینے کے لئے ہاتھ لگا دیتے تھے اور میں پاؤں سمیٹ لیا کرتی تھی۔

مسائلِ مستنبطه:......

۱۔ عورت کے سامنے آنے سے مرد کی نماز باطل نہیں ہوتی۔

۲۔ عملِ قلیل نماز کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔

۳۔ سوئے ہوئے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے[۱]

۴۔ فراش پر نماز جائز ہے[۲] اور اسی کو ثابت کرنے کے لئے امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب قائم فرمایا۔

حدثنا یحییٰ بن بکیر:...... **مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة:** اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ امام بخاریؒ کے علاوہ امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

اعتراض الجنازة:...... میں بستر پر اس طرح لیٹی ہوتی جیسے نماز کے لئے جنازہ رکھا جاتا ہے۔

جنازہ، جیم کی فتح کے ساتھ ہے معنی ہے **المیت علی السریر** ۔جنازہ جیم کے کسرہ کے ساتھ معنی ہے **سریر المیت**

حدثنا عبدالله بن یوسفؒ:...... یہ حدیث مرسل ہے لیکن یہ اس بات پر محمول ہے کہ عروہؓ نے حضرت عائشہؓ سے سنا ہے اور امام بخاریؒ اس مرسل کو یہاں اس لئے لائے ہیں کہ اس میں فراش کی قید ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

[۱] (عمدۃ القاری ص۱۱۴ ج۴) [۲] (عمدۃ القاری ص۱۱۵ ج۴)

(۲۶۴)

﴿باب السجود علی الثوب فی شدة الحر﴾

گرمی کی شدت میں کپڑے پر سجدہ کرنا

وقال الحسن كان القوم يسجدون على العمامة والقلنسوة ويداه فى كمه
اور حسن نے فرمایا کہ لوگ عمامہ اور کنٹوپ پر سجدہ کرتے تھے۔ اور ان کے ہاتھ آستینوں میں ہوتے تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۷۶) حدثنا ابو الوليد هشام بن عبدالملك قال نا بشر بن المُفضل قال حدثنى غالب القطانُ عن
ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملکؒ نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضلؒ نے بیان کیا کہا مجھے غالب قطانؒ نے خبر پہنچائی
بكر بن عبدالله عن انس بن مالكؓ قال كنا نصلى مع النبىﷺ
بکر بن عبداللہ کے واسطہ سے انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے، کہا ہم نبی کریمﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے
فيضع احدنا طرف الثوب من شدة الحر فى مكان السجود (انظر ۵۴۲، ۱۲۰۸)
سجدہ کے وقت ہم میں سے کوئی بھی گرمی کی شدت کی وجہ سے کپڑے کا کنارہ سجدہ کرنے کی جگہ رکھ لیتا تھا

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض: ...... اس باب سے امام بخاریؒ شوافعؒ پر رد فرما رہے ہیں اس لئے کہ ان کے

نزدیک ثوبِ متصل پر سجدہ کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ منفصل ہونا چاہیے، اور جمہورؒ کے نزدیک یہ جائز ہے۔ امام بخاریؒ جمہورؒ کے ساتھ ہیں۔ اس باب کا مطلب یہ ہے کہ اگر گرمی کی زیادتی میں ملبوس کپڑے پر سجدہ کرسکتا ہے تو اسی طرح آستینوں اور پگڑی کے پیچ پر بھی سجدہ کرسکتا ہے۔ حالتِ ضرورت میں جائز ہے بغیر ضرورت کے مکروہ ہے۔

وقال الحسنؒ كان القوم يسجدون على العمامة: ...... **عمامة:** ...... پگڑی کو کہتے ہیں۔

قلنسوة: ...... کن ٹوپ یعنی ٹوپی اور اس کی جمع قلانس آتی ہے۔ **كمه:** ...... کُم بمعنی آستین

حدثنا ابو الوليد: ......مطابقته للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں امام بخاریؒ اس حدیث کو متعدد بار لائے ہیں اور امام مسلمؒ، امام ابوداوٗدؒ امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

(۲۶۵)

﴿باب الصلوٰة في النعال﴾

نعل پہن کر نماز پڑھنا

(۳۷۷)حدثنا ادم بن ابی ایاس قال نا شعبة قال انا ابومسلمة سعيد بن يزيد الازدی
ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابومسلمہ سعید بن یزید ازدی نے بیان کیا
قال سألت انس بن مالكؓ اكان النبیﷺ یصلی فی نعلیه قال نعم (انظر ۵۸۵۰)
کہا میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ کیا نبی کریمﷺ اپنے نعلین مبارک پہن کر نماز پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ ہاں

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض:...... ابواب الثیاب بیان ہورہے تھے اور نعال (جوتا) بھی چونکہ ثیاب میں داخل ہے اس لئے صلوٰۃ فی النعال کا بیان فرمادیا باب سابق میں تغطیۃ الوجہ بالثوب الذی یسجد علیہ کا بیان تھا اور اس باب میں تغطیۃ بعض القدمین کا بیان ہے[۱]

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ایک غرض یہ ہے کہ قرآن پاک میں فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡکَ[۲] آیا ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ صلوٰۃ فی النعل جائز نہ ہو کیونکہ جب مقام طویٰ میں جوتے اتارنے کا حکم ہے تو مسجد میں تو بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہونا چاہئے۔ اس وہم کو دفع کرنے کے لئے امام بخاریؒ نے اس کا جواز ثابت فرمایا[۳]

حاصل:...... جوتوں کے اندر نماز جائز ہے جب کہ وہ ناپاک نہ ہوں اور انگلیوں کے استقبال سے بھی مانع نہ ہوں اور عرف کے اندر معیوب بھی نہ ہو۔ آپ ﷺ کے زمانہ کے جوتے آج کل کی ہوائی چپلوں کی طرح کے تھے اگر ان پر گندگی لگ جاتی تو ریتلا علاقہ ہونے کی وجہ سے چلنے سے پاک ہوجاتے تھے۔ ہمارے جوتوں میں نماز مکروہ ہوگی کیونکہ تینوں شرطوں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور مفقود ہوگی۔ عرف بھی اب ایسا نہیں کیونکہ جوتے پہن کر نماز پڑھنے کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔ گلیوں اور سڑکوں پر گندگی کے ڈھیر پائے جاتے ہیں گندگی لگ جانے کی صورت میں پاک بھی نہیں ہوتے کیونکہ علاقہ ریتلا نہیں ہے اور سخت ہونے کی وجہ سے انگلیاں بھی مستقبل قبلہ نہیں ہوسکتیں۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے ان جوتوں میں نماز نہ ہوگی بلکہ عرب والے جوتوں میں نماز ہوجائے گی اور ہمارے عرف میں مسجد میں جوتے پہن کر نماز پڑھنے کو مسجد کی توہین سمجھا جاتا ہے اس لئے ان اشیاء سے جو کہ عرف میں اہانت کرنے والی ہوں مساجد کو بچانا چاہیے وعلیہ الفتوی[۴]

حدثنا آدم بن ابی ایاسؒ:...... مطابقۃ للحدیث للترجمۃ ظاھرۃ.

حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب اللباس میں بھی لائے ہیں۔ امام مسلمؒ

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۱۱۸ ج۴) [۲] (سورۃ طٰہٰ پارہ۱۶ آیت۱۲) [۳] (تقریر بخاری ص۱۳۷ ج۲) [۴] (بیاض صدیقی ص۶ ج۲)

نے، امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

جوتی کو نجاست سے پاک کرنے کا طریقہ: …… جوتی کو نجاست سے کیسے پاک کیا جائے؟ اس میں آئمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف ہے اس بارے میں چند مذاہب یہ ہیں۔

مذہب اول: …… امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جوتے پر اگر تر نجاست لگ جائے تو وہ پانی سے ہی پاک ہوگا اور اگر نجاست خشک ہو تو وہ زمین کی رگڑ سے بھی پاک ہو جائے گا۔

مذہب ثانی: …… اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ نجاست تر ہو یا خشک موزے پر ہو یا جوتے پر ہر حال میں پانی سے ہی نجاست زائل ہوگی[1]

(۲۶۶)

﴿باب الصلوٰۃ فی الخفاف﴾

خفین پہن کر نماز پڑھنا

خفاف: …… خف کی جمع ہے والمناسبة بين البابين ظاهرة.

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں کہ میری رائے یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہاں سے موزوں میں نماز پڑھنے کی اولویت بیان فرما رہے ہیں۔ اس لئے کہ ابوداؤد شریف میں ہے عن يعلى بن شداد بن اوس عن ابيه قال قال رسول اللهﷺ خالف اليهود فانهم لا يصلون فى نعالهم ولا خفافهم [2] تو اس باب سے امام بخاریؒ نے اس کی اولویت کی طرف اشارہ فرمادیا۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۱۹ ج ۴) [2] (ابوداؤد ص ۱۰۳ ج ۱)

(۳۷۸)حدثنا ادم قال نا شعبة عن الاعمش قال سمعت ابراهيم

ہم سے آدمؒ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہؒ نے اعمشؒ کے واسطہ سے بیان کیا کہا میں نے ابراھیمؒ سے سنا وہ

يحدث عن همام بن الحارث قال رأيت جرير بن عبد اللهؓ بال ثم توضا

ہمام بن حارثؒ کے واسطہ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جریر بن عبداللہؓ کو دیکھا کہ انہوں نے پیشاب کیا پھر وضو کیا

ومسح على خفيه ثم قام فصلى فَسُئِلَ فقال رأيت النبيﷺ صنع مثل هذا

اوراپنے خفین پر مسح کیا پھر کھڑے ہوئے نماز پڑھی آپؓ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نے نبی کریمﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے

قال ابراهيمؒ فكان يعجبهم لان جريراؓ كان من اٰخر من اسلم

ابراھیمؒ نے کہا کہ یہ حدیث محدثین کی نظر میں بہت پسندیدہ تھی کیونکہ حضرت جریرؓ آخر میں اسلام لانے والوں میں تھے

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقته للترجمة في قوله (ومسح على خفيه ثم قام فصلى).

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں جبکہ چھٹے حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ صحابی ہیں۔

اس حدیث کو امام مسلمؒ نے، امام ترمذیؒ نے، امام نسائیؒ نے اور امام ابن ماجہؒ نے کتاب الطہارۃ میں تخریج فرمائی ہے۔

فكان يعجبهم:...... ابراھیمؒ نے کہا کہ یہ حدیث محدثینؒ کی نظر میں بہت پسندیدہ تھی۔ وجہ اعجاب یہ تھی کہ اس کا احتمال تھا کہ مسح علی الخفین آیتِ وضو سے منسوخ ہوگیا ہو مگر جب حضرت جریرؓ نے مسح کیا اور یوں فرمایا کہ میں نے تو نبی کریمﷺ کو مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے حضرت جریرؓ اخیر زمانہ میں اسلام لائے اور انہوں نے نبی کریمﷺ کے مسح کا ذکر فرمایا تو معلوم ہوا کہ آیت وضو اس کے واسطے ناسخ نہیں ہے[1] **لان جريراؓ كان من آخر من اسلم** کیونکہ حضرت جریرؓ آخر میں اسلام لانے والوں میں تھے آپﷺ کے وصال کے قریب یعنی اسی سال اسلام لائے جس سال آپﷺ کا وصال ہوا[2] یہ حدیث ان حضراتؒ کو اس لئے پسند تھی کہ جو مسح علی الخفین کا انکار کرتے تھے ان کے خلاف حجت تھی کیونکہ وہ لوگ یہ کہہ دیتے کہ یہ آیت وضوء سے پہلے کی بات ہے اس کا اس حدیث سے پتہ

[1] (تقریر بخاری ص۱۳۸ ج۲) [2] (عمدۃ القاری ص۱۲۰ ج۴)

چل گیا کہ یہ آیت وضوء کے بعد کا واقعہ ہے۔ ابوداؤد اور ترمذی کی روایات میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ جب حضرت جریر بن عبداللہؓ سے پوچھا گیا کہ آپؓ اسلام میں پہلے داخل ہوئے یا سورۃ مائدۃ پہلے اتری تو انہوں نے جواب دیا **مااسلمت الا بعد نزول المائدۃ**[1]

(۳۷۹)حدثنا اسحٰق بن نصر قال نا ابو اسامة عن الاعمش عن مسلم عن مسروق عن المغيرة بن
ہم سے اسحٰق بن نصرؒ نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہؒ نے بیان کیا اعمشؒ کے واسطہ سے وہ مسلمؒ سے وہ مسروقؒ سے وہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے
شعبةؓ قال وضّأت النبیﷺ فمسح علیٰ خفيه وصلی (راجع ۱۸۲)
آپؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریمﷺ کو وضو کرایا آپﷺ نے اپنے خفین پر مسح کیا اور نماز پڑھی

مطابقة للترجمة ظاهرة :...... اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

امام بخاریؒ نے یہاں مختصراً ذکر فرمایا ہے کتاب الجهاد، اللباس اور کتاب الصلوٰۃ میں لائے ہیں، امام مسلمؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے اس کی وضاحت کتاب الوضوٴ میں گزر چکی ہے الخیر الساری ص...... ج ۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲٦۷)

﴿باب اذالم یتم السجود﴾

جب سجدہ پوری طرح نہ کرے

(۳۸۰)حدثنا الصلت بن محمد قال نا مهدی عن واصل عن ابی وائل عن حذيفةؓ
ہم سے صلت بن محمدؒ نے بیان کیا کہا ہم سے مہدیؒ نے بیان کیا واصلؒ کے واسطہ سے وہ ابووائلؒ سے وہ حضرت حذیفہؓ سے کہ

[1] (عمدۃ القاری ص۱۳۰ ج۴)

انه رأى رجلا لايتم ركوعه ولاسجوده فلما قضى صلوته قال له حذيفةؓ
انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع اور سجدہ پوری طرح ادا نہیں کرتا تھا جب اس نے اپنی نماز پوری کر لی تو حضرت حذیفہؓ نے فرمایا
ما صليت قال واحسبه قال لومُتَّ متَّ على غير سنة محمدﷺ (انظر ۷۹۱،۸۰۸)
کہ تم نے نماز نہیں پڑھی راوی نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم مر جاؤ تو تمہاری موت محمدﷺ کی سنت سے انحراف کی حالت میں ہوگی

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس ترجمۃ الباب پر دو سوال ہیں۔

سوال (۱): ...... سترِ عورت کے مسائل کا بیان جاری تھا اور اب اس باب کو لائے ہیں تو یہ باب بے ربط ہے۔

سوال (۲): ...... بخاری ص ۱۱۲ پر یہ باب دوبارہ آ رہا ہے اور اصل بحث تو وہاں ہے لہٰذا تکرار ہوا۔ تو دونوں سوالوں کے شراحؒ نے متعدد جواب دیے ہیں۔

جواب اول: ...... ناسخین کی غلطی ہے، یعنی کسی کاتب کا تصرف ہے۔

جواب ثانی: ...... بخاری شریف کے نسخہ اصیلی میں یہ باب دونوں جگہ مذکور ہیں اور بخاری شریف کے نسخہ مستملی میں دونوں جگہ اصیلی مذکور نہیں[۱] تو تکرار نہ ہوگا اور یہ نسخہ (نسخہ مستملی) راجح ہے تو اس بنا پر دونوں اشکال مرتفع ہو گئے۔

نسخہ اصیلی: ...... کے تکرار کی توجیہ یہ ہے کہ یہ تکرار صوری ہے حقیقی نہیں کیونکہ دونوں کی اغراض مختلف ہیں۔

غیر موقع ہونے کا جواب یہ ہے کہ اس کو شرائطِ صلوٰۃ سے مناسبت ہے۔ **لم يتم السجود** کی مناسبت یوں ہے کہ جب یہ مقام شرائطِ صلوٰۃ کا ہے اور (سجدہ) شرائطِ صلوٰۃ کا عدم نماز کو صحیح نہیں ہونے دیتا تو ایسے ہی رکن (سجدہ) کا عدم صحت صلوٰۃ سے مانع ہے اور ان کا نقصان نماز کے نقصان کو لازم ہے[۲]

جواب ثالث: ...... اس سے مقصود ستر کا ہی بیان ہے وہ اس طرح کہ فرما رہے ہیں کہ سجدہ کے وقت بھی پردہ ضروری ہے۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۱۲۱ ج ۴) [۲] (بیاض صدیقی ص ۷ ج ۲)

جواب رابع : ...... چوتھا جواب اگلے باب، باب یبدی ضبعیه الخ کو ساتھ ملا کر ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتلا رہے ہیں کہ سجدہ میں اخفاء نہ کرے بلکہ ابداء کرے۔ ابداء سنت ہے اگر چہ کپڑا چھوٹا ہو، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے کپڑے چھوٹے ہونے کے باوجود ابداء کیا اگر کپڑا چھوٹا نہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے بغل مبارک کی سفیدی کیسے نظر آتی اور اس کے اثبات کے واسطے باب اذالم یتم السجود منعقد فرمایا اگر سجدہ کرتے وقت تجافی نہیں کرے گا تو اتمام سجود نہ ہوگا۔[1] یہاں بیان کیفیت سجدہ نہیں بلکہ بیانِ تکمیلِ شرائطِ صلوٰۃ ہے۔ جبکہ بخاری شریف ص۱۱۲ ج۱ سطر نمبر ۸ پر بیانِ کیفیتِ سجدہ ہے لہٰذا تکرار بھی نہ ہوا۔

سوال : ...... اگر اتمامِ سجدہ اور ستر میں تعارض ہو جائے تو ترجیح کس کو دینی چاہئے۔

جواب : ...... ابداء ضبعین (بغلوں کو کھلا رکھنا) اور مجافاتِ جنبین (پہلوؤں کو جدا رکھنا) اس وقت ضروری ہے جب کپڑا وسیع ہو اور اگر کپڑا چھوٹا ہو تو پھر سجدہ سکڑ کر (اکٹھا ہو کر) کرنا چاہئے تا کہ ننگا ہونے سے محفوظ رہ سکے اصل مقصود اس باب سے یہ ہے کہ تعدیلِ ارکان ہونا چاہئے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک تعدیل ارکان واجب ہے[2] رکوع اور سجدہ میں طمانیت امام صاحبؒ کے نزدیک سنت ہے اور جمہور آئمہؒ کے نزدیک فرض ہے۔

اخبرنا الصلت : ...... مطابقته للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ فلما قضیٰ صلوته یہاں قضا بمعنی اداء ہے[3]

[1] (تقریر بخاری ص۱۳۸ ج۲) [2] (عمدۃ القاری ص۱۲۲ ج۴) [3] (عمدۃ القاری ص۱۱۲ ج۴)

(۲۶۸)

﴿باب یبدی ضبعیه ویجافی جنبیه فی السجود﴾

سجدہ میں اپنی بغلوں کو کھلی رکھے اور اپنے پہلوؤں سے جدا رکھے

(۳۸۱)حدثنا یحییٰ بن بکیر قال حدثنی بکر بن مضر عن جعفر عن ابن هرمز عن
ہم سے یحییٰ بن بکیرؒ نے بیان کیا کہا مجھ سے حدیث بیان کی بکر بن مضرؒ نے جعفرؒ کے واسطہ سے وہ ابن ہرمزؒ سے
عبد الله بن مالک ابن بُحینةؓ ان النبی ﷺ کانَ اذا صلیٰ فرّج بین یدیه
وہ عبداللہ بن مالک بن بحینہ سے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تھے تو اپنے بازوؤں کے درمیان اتنی کشادگی کردیتے تھے
حتی یبدو بیاض ابطیه وقال اللیثؒ حدثنی جعفر بن ربیعةؒ نحوه (انظر۳۵۶۴،۸۰۷)
کہ دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی تھی اور لیث بن سعد نے کہا کہ مجھے جعفر بن ربیعہ نے اسی طرح بیان کیا

﴿تحقیق وتشریح﴾

سوال :...... ستر عورت کے متعلق ابواب کا بیان چل رہا ہے اس باب کو سترِ عورت سے کیا مناسبت ہے؟

جواب:...... اس کو سترِ عورت سے مناسبت یہ ہے کہ کہیں سجدہ کرنا کشف عورت کا باعث نہ ہو لہٰذا کھل کر سجدہ کرنا چاہئے یا نہیں کرنا چاہیے تو امام بخاریؒ نے یہ باب باندھ کر فیصلہ دیا کہ اگر کشف عورت کا خطرہ نہ ہو تو کھل کر سجدہ کرنا افضل ہے[۱]

---

[۱] (بیاض صدیقی ص ۷ ج ۲)

حدثنا یحییٰ بن بکیر الخ :……مطابقة هذا الحدیث للترجمة فی قوله ((کان اذا صلی)) لان المراد من قوله صلی سجد من قبیل اطلاق الکل وارادة الجزء[1]

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں حضرت عبداللہ بن مالک بن **بحینۃ** ہیں۔**بحینۃ** ان کی والدہ کا نام ہے ہمیشہ روزے رکھا کرتے تھے حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں ان کا انتقال ہوا[2]

وقال اللیث حدثنی جعفر بن ربیعه نحوه :…… یہ تعلیق ہے امام مسلمؒ نے اپنی صحیح مسلم میں اس کی تخریج فرمائی ہے اور وہ اس طرح ہے حدثنا عمرو بن سواد عن ابن وهب عن عمرو بن الحارث واللیث بن سعد کلاهما عن جعفر بن ربیعة به وفی روایة عمرو بن الحارث ((اذا سجد یجنح فی سجوده حتی یریٰ وضح ابطیه))وفی روایة اللیث ((کان اذا سجد فرج یدیه عن ابطیه حتی انی لاریٰ بیاض ابطیه))[3]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۲۶۹)

﴿باب فضل استقبال القبلة﴾

قبلہ کے استقبال کی فضیلت

یہاں سے کتاب القبلہ شروع ہورہی ہے اور امام بخاریؒ کو جب لکھنے میں فترۃ واقع ہوجاتی تھی تو وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ابتدا فرماتے تھے۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص۱۲۲ ج۴) [2] (عمدۃ القاری ص۱۲۲ ج۴) [3] (عمدۃ القاری ص۱۲۲ ج۴)

ماقبل سے ربط :…… یہ ہے کہ چونکہ شرائطِ صلوٰۃ کا بیان ہورہا تھا اولاً وضوء کا ذکر فرمایا جو سب سے اہم ہے اور پھر لباس کا اور اب استقبال قبلہ کو ذکر فرمارہے ہیں[1]

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ جب سترعورت کے احکام کے بیان سے فارغ ہوئے تو اب استقبال قبلہ کو بیان فرمارہے ہیں اس لئے کہ جب آدمی نماز شروع کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو سب سے پہلے سترعورت کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر استقبال قبلہ[2]

بیاض صدیقی ص ۸ ج ۲ میں ہے کہ اس جگہ سے امام بخاریؒ نماز کی دوسری شرط کو ذکر فرمارہے ہیں کہ یہ ضروریات میں سے ہے حتیٰ کہ بعض حضراتؒ نے انگشتانِ پاء کو بھی قبلہ کی طرف متوجہ کرنے کا کہا ہے۔

یستقبل باطراف رجلیه القبلة قاله ابو حمید عن النبی ﷺ :…… یہ تعلیق اس حدیث کا ایک حصہ ہے جسے امام بخاریؒ صفة الصلوٰة میں لائے ہیں[3]

ابوحمید :……ان کا نام عبد الرحمن بن سعدؓ الساعدی الانصاری المدنی ہے بعض حضراتؒ نے ان کا نام منذر بھی بتایا ہے حضرت امیر معاویہؓ کے آخری زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔

سوال :…… اس تعلیق سے کیا مقصود ہے؟ امام بخاریؒ اس کو کس لئے لائے ہیں۔

جواب :…… اس سے ترجمۃ الباب کی تاکید مقصود ہے کہ استقبال قبلہ اتنا ضروری ہے کہ اسے سجدے میں بھی ترک نہیں کیا جائے گا جہاں تک ممکن ہو تمام اعضاء کو مستقبل قبلہ کرے[4]

ترجمة الباب کے عنوان پر تین اشکالات

اشکال (۱) :…… ابھی تو استقبال قبلہ کی فضیلت شروع فرمائی اور کہاں استقبالِ اطراف رجلین الی القبلہ کے اندر پہنچ گئے؟ حالانکہ اطراف رجلین کا استقبال سجدہ میں ہوتا ہے تو چاہیے یہ تھا کہ اولاً استقبال قیام وغیرہ کا ذکر فرماتے پھر بتدریج استقبالِ اطرافِ رجلین کا ذکر فرماتے۔

اشکال (۲) :…… بخاری ص ۱۱۲ سطر نمبر ۷ پر باب یستقبل القبلة با طراف رجلیه آرہا ہے لہٰذا یہ باب

---

[1] (تقریر بخاری ص ۱۳۹ ج ۲) [2] (عمدۃ القاری ص ۱۲۴ ج ۴) [3] (عمدۃ القاری ص ۱۲۴ ج ۴) [4] (عمدۃ القاری ص ۱۲۴ ج ۴)

تو مکرر ہوگیا؟

اشکال (۳):...... ترجمۃ الباب میں اطراف رجلین کا اگر ذکر فرمایا ہے تو اس کی روایت ذکر نہیں فرمائی اور جس روایت کا حصہ تعلیقاً ذکر فرمایا ہے وہ روایت صفت الصلوٰۃ میں آئے گی[۱]

جواب:...... امام بخاریؒ نے یستقبل باطراف رجلیہ کو ترجمہ کا جزء نہیں بنایا بلکہ غرض اس سے ترجمہ کی تاکید ہے کہ استقبال اس درجہ مؤکد ہے کہ بحالت سجدہ بھی نہیں چھوڑا جا سکتا، اور یہ ترجمہ مکرر بھی نہیں اس لئے حضراتؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ باب یہاں بالتبع ہے اور ص۱۱۲ پر بالقصد آرہا ہے[۲]

(۳۸۲)حدثنا عمرو بن عباس قال انا ابن مهدی قال ثنا منصور بن سعد عن میمون بن سیاه
ہم سے عمرو بن عباسؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن مہدیؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور بن سعدؒ نے بیان کیا میمون بن سیاہؒ کے واسطے
عن انس بن مالکؓ قال قال رسول الله ﷺ من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا
سے وہ حضرت انس بن مالکؓ سے، کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہماری طرح نماز پڑھی ہمارے قبلہ کا رخ کیا
واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسول الله فلا تُخفِرُوا الله فی ذمته[۳]
اور ہمارے ذبیحہ کو کھایا تو وہ مسلمان ہے جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی امان ہے پس تم اللہ کے ساتھ اس کی دی ہوئی امان میں بے وفائی نہ کرو

مطابقة هذا الحدیث للترجمة فی قوله ((واستقبل قبلتنا))

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام نسائیؒ نے ایمان میں حفص بن عمر سے اس کی تخریج فرمائی ہے۔

من صلی صلوتنا:......ای صلی کما نصلی صلاتنا. منصوب بنزع الخافض ای من صلی صلوة کصلاتنا.

واکل ذبیحتنا:...... (ترجمہ) اور ہمارے ذبیحہ کو کھایا یعنی ہمارے مذبوح کے طریقہ پر ذبح کر کے کھایا۔

قادیانیوں کا اشکال:...... قادیانی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب ہم تمہارا ذبیحہ کھاتے ہیں اور تمہارے قبلہ کا استقبال کرتے ہیں یعنی صلی صلاتنا (الحدیث) پر عمل کرتے ہیں تو پھر تم ہمیں کافر کیوں کہتے ہو؟[۴]

---

[۱] (تقریر بخاری ص۱۳۹ ج۲) [۲] (تقریر بخاری ص۱۳۹ ج۲) [۳] (انظر ۳۹۲، ۳۹۳) [۴] فیض الباری ص۲۹ ج۲)

اس اعتراض کے متعدد جوابات دیئے جاتے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

جواب اول :...... سب سے پہلے اس حدیث کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔شرح اس حدیث کی یہ ہے کہ حدیث مبارکہ میں بیان کئے گئے تین امور حضور ﷺ کے دین کے خواص میں سے ہیں جو یہود و نصاریٰ کے ادیان میں نہیں ہیں ان کے مسلمان ہونے کا اظہار ان تینوں سے ہوتا ہے نصرانیوں کی نماز میں رکوع نہیں ہے جب کہ صلوتنا کا مطلب رکوع والی نماز ہے۔اور یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ ہماری طرح نہیں تھا تو مطلب یہ ہوا کہ جب تک یہود و نصاریٰ ان تین امور کو نہیں کریں گے ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ تینوں امور امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیت ہیں اس لئے ان کو یہود و نصاریٰ کے دخولِ اسلام کے سلسلہ میں علامت اسلام قرار دیا گیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان تین امور میں ہی اسلام منحصر ہے۔

جواب ثانی :...... اس حدیث پاک سے تو کلمہ پڑھنا بھی ثابت نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ تمام ضروریات دین کا بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ ان تین امور کو علامت قرار دیا۔شاید اسی لئے قرینہ کے طور پر امام بخاریؒ دوسری حدیث لائے۔

جواب ثالث:...... بسا اوقات الفاظ علامت کے طور پر ہوتے ہیں اور مقصود ان سے ضروریات دین ہوتی ہیں ایسے ہی یہ تین امور تمثیلاً ذکر فرمائے نہ کہ ان میں حصر ہے کہ چاہے اور ضروریات دین کا منکر ہو اور ان کو تسلیم کرلے تو وہ مسلمان ہے۔(میں آپ کو دلدل سے نکال رہا ہوں)

جواب رابع:...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ شعائر اسلام ہیں ایمان لانے کے بعد جب تک شعائر اسلام کو تسلیم نہیں کریں گے تو ایمان معتبر نہیں ہوگا جب وہ اپنے شعائر کو چھوڑیں گے اور شعائر اسلام کو قبول کرلیں گے تو ان کو مسلمان قرار دیا جائے گا۔اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شعائر اسلام اختیار کئے ہوئے بھی وہ ضروریات دین کا انکار کردیں تو کافر نہیں ہونگے یہ حدیث کافر کو اسلام تسلیم کروانے کے لئے ہے نہ یہ کہ جو مسلمان کہلاتا ہے اور ضروریات دین کا انکار کرتا ہے اس کو مسلمان برقرار رکھنے کے لئے۔

له ذمة الله :...... ذمہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں آجانا ہے اصطلاحی ذمہ مراد نہیں ہے[1]

[1] (تقریر بخاری ص۱۳۹ ج۲)

فلا تخفروا الله في ذمته : ...... یہ عبارت قلب پرمحمول ہے ای **لاتخفروا ذمة الله** ۔علامہ خطابیؒ اس کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں **ولا تخونوا الله في تضييع حق من هذا سبيله**[1]

فائدہ : ...... استقبال قبلہ نماز کی شرائط میں سے ہے اور نماز دین واسلام کے ارکان میں سے ایک بڑا رکن ہے جس نے جان بوجھ کہ استقبال قبلہ کو ترک کیا اس کی نماز نہیں ہوگی اور جس کی نماز نہ ہو اس کا دین نہیں ہوگا استقبال قبلہ نماز کے لئے مطلقاً شرط ہے مگر حالت خوف میں نہیں اور جو شخص مکہ مکرمہ میں رہتا ہو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ عین کعبہ کی طرف نماز پڑھتے وقت متوجہ ہو۔ مکہ سے باہر رہنے والوں کے لئے جہت کعبہ کافی ہے[2]

(۳۸۳) حدثنا نعيم قال نا ابن المبارك عن حُميد الطويل عن انس بن مالكؓ قال قال رسول الله ﷺ
ہم سے نعیمؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن مبارکؒ نے بیان کیا حمید طویلؒ کے واسطہ سے وہ حضرت انس بن مالکؓ سے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ
امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الاالله فاذا قالواها
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ جنگ کروں تا آنکہ لوگ خدا کی وحدانیت کا اقرار کرلیں پس جب وہ اس کا اقرار کرلیں
وصلوا صلوٰتنا واستقبلوا قبلتنا واكلوا ذبيحتنا فقد حرمت علينا دمائهم واموالهم
اور ہماری طرح نماز پڑھیں اور ہمارے قبلہ کا استقبال کریں اور ہمارے ذبیحہ کو کھانے لگیں تو ان کا خون اور ان کے اموال ہم پر حرام ہیں
الا بحقها و حسابهم على الله
سوا اسلام کے حق کے (جو مسلمانوں کی جان ومال سے متعلق اسلام میں ہیں) اور (ان کے دل کے معاملہ میں) ان کا حساب اللہ پر ہے
وقال علي بن عبدالله حدثنا خالد بن الحارث قال ناحميد قال سأل ميمون بن سياه
اور علی بن عبداللہ نے فرمایا کہ ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حمید نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میمون بن سیاہ نے
عن انس بن مالكؓ فقال ابا حمزة وما يحرم دم العبد وماله فقال من شهد
حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ اے ابوحمزہ بندے کی جان اور مال کو کیا چیزیں حرام کرتی ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ جس نے شہادت دی

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۲۵ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۱۲۶ ج ۴)

ان لا اله الا الله واستقبل قبلتنا وصلی صلاتنا واکل ذبیحتنا فهو المسلم
کہ خدا(وحدہ لاشریک لہ) کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہمارے قبلہ کا استقبال کیا ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارے ذبیحہ کو کھایا تو وہ مسلمان ہے
له ماللمسلم وعليه ماعلى المسلم
اس کے وہی حقوق ہیں جو عام مسلمانوں کے ہیں اور اس کی وہی ذمہ داریاں ہیں جو عام مسلمانوں پر (اسلام کی طرف سے عائد کی گئی) ہیں
وقال ابن ابی مریم انایحیی بن ایوب قال نا حمید قال نا انس عن النبی ﷺ (راجع ۳۹۱)
اور ابن ابی مریم نے کہا ہمیں یحییٰ بن ایوب نے خبر دی کہا ہم سے حمید نے حدیث بیان کی کہا ہم سے انسؓ نے حدیث بیان کی حضرت نبی کریم ﷺ سے نقل کر کے

﴿تحقیق و تشریح﴾

امام بخاریؒ نے اس روایت کو ذکر فرما کر اشارہ فرمادیا کہ روایت سابقہ میں مسلم ہونے کا جو حکم لگایا گیا ہے اور اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ ثابت ہے یہ اس کے لئے ہے جو لا اله الا الله کا قائل ہو اور اگر اس کا قائل نہ ہو تو چاہے ہزار نمازیں پڑھ لے کوئی فائدہ نہیں[1]

الا بحقها ای بحق الدمآء والاموال :...... تقریر بخاری ص ۳۹ ج ۱ پر ہے ای بحق الکلمة والاسلام اور حق اسلام کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا کام کرے جس پر اسلام میں حفظ دم نہیں ہے تو پھر حفظ دم وغیرہ نہ ہوگا مثلاً کوئی کسی کو قتل کردے یا مُحصن زنا کرلے تو پہلا قصاص میں قتل ہوگا اور دوسرا رجم کردیا جائے گا[2]

وقال علی بن عبدالله :...... یہ مُعلَّق اور موقوف ہے تعلیق تو اس لئے ہے کہ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ یہ بات علی بن عبداللہ مدینیؒ نے فرمائی ہے اور موقوف اس لئے ہے کہ حضرت انسؓ نے اس کو مرفوع بیان نہیں فرمایا[3]

یااباحمزة :...... یہ حضرت انسؓ کی کنیت ہے۔

وما یحرّم :...... میں واؤ عاطفہ ہے اور اس کا عطف شئی محذوف پر ہے گویا اس سے پہلے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا اور پھر ومایحرّم کہا اصیلی کی روایت میں واؤ نہیں ہے اور بعض حضراتؒ نے کہا ہے کہ یہ واؤ استئنافیہ ہے اور واؤ کے بعد کلمہ "ما" استفہامیہ ہے اور یحرّم، راء کی تشدید کے ساتھ تحریم سے مشتق ہے[4]

---

[1] (تقریر بخاری ص ۱۳۹ ج ۲) [2] (تقریر بخاری ص ۱۳۹ ج ۲) [3] (عمدۃ القاری ص ۱۲۷ ج ۴) [4] (عمدۃ القاری ص ۱۲۷ ج ۴)

قال ابن ابی مریم : ...... یہ بھی تعلیق ہے[1]

سوال : ...... امام بخاریؒ نے اس تعلیق کو کیوں بیان فرمایا؟

جواب : ...... اس تعلیق کو امام بخاریؒ نے اس لئے ذکر فرمادیا کہ حمید طویل کے متعلق تدلیس کا قول نقل کیا گیا ہے اورانہوں نے حضرت انسؓ سے ((عن)) کے ساتھ روایت نقل کی ہے **معنعنہ مدلس** میں انقطاع کا احتمال ہے تحدیث ثابت کرنے کے لئے حدثنا انسؓ ذکر فرمادیا[2]

(۲۷۰)

﴿باب قبلة اهل المدينة واهل الشام والمشرق﴾

مدینہ، شام اور مشرق میں رہنے والوں کا قبلہ

ليس في المشرق ولافي المغرب قبلة لقول النبيﷺ
(مدینہ اور شام والوں کا) قبلہ مشرق ومغرب کی طرف نہیں ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا
لا تستقبلوا القبلة بغائط او بول ولكن شرقوا او غربوا
کہ پاخانہ اور پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف رُخ نہ کرو البتہ مشرق کی طرف اپنا رُخ کرلو یا مغرب کی طرف

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۲۷ ج ۲) [2] (تقریر بخاری ص ۱۴۰ ج ۲) (عمدۃ القاری ص ۱۲۷ ج ۲)

﴿تحقیق وتشریح﴾

علامہ عینیؒ اس پر لکھتے ہیں هذا الموضع یحتاج الی تحریر قوی فان اکثر من تصدی لشرحه لم یغن شیئا بل بعضهم رکب البعاد وخرط القتاد[1]

ترجمة الباب کی غرض (۱) :...... امام بخاریؒ کا اس جگہ سے مقصود یا تو صرف اہل مدینہ اور اہل شام کا قبلہ بیان فرمانا ہے۔

ترجمة الباب کی غرض (۲) :...... تمام روئے زمین پر رہنے والوں کا قبلہ بیان فرمانا ہے۔۔

تو ترجمۃ الباب کی دو غرضیں ہوئیں اسی وجہ سے ترجمۃ الباب کو بھی دو طرح سے پڑھا گیا ہے۔

(۱):...... باب (تنوین کے ساتھ) قبلۃ اہل المدینۃ (مرفوع)۔

(۲):...... اضافت کے ساتھ باب قبلة اهل المدینة. آگے پھر و المشرق کو بھی دو طرح سے پڑھا گیا ہے مرفوع بھی اور مجرور بھی۔ اگر مرفوع ہو تو حذف مضاف ہوگا یعنی قبلة اهل المشرق اور خبر بھی محذوف ہوگی ای خلافهما اس صورت میں یہ جملہ مستانفہ ہوگا اور جب مجرور پڑھیں گے تو اس کا عطف اهل المدینة واهل الشام پر ہوگا۔

لیس فی المشرق ولا فی المغرب قبلة:...... یہ بیانِ حکم ہے امام بخاریؒ نے صرف اہل مدینہ اور اہل شام کے قبلے کو بیان فرمایا ہے اور جو ان کی سمت میں واقع ہیں کہ ان کے لئے شمال اور جنوب میں قبلہ ہے مشرق اور مغرب میں نہیں اسی کے ساتھ ان لوگوں کے قول پر بھی رد فرما دیا جو یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں ولکن شرقوا او غربوا کا خطاب عام ہے اہل مدینہ اور ان کے غیر سب مشرق و مغرب کی طرف بحالت استنجاء استقبال کر سکتے ہیں خواہ قبلہ سامنے ہو یا پیچھے ہی کیوں نہ ہو[2] اب ترجمۃ الباب کی جو دو غرضیں بیان ہوئیں دونوں کے لحاظ سے اشکالات ہیں۔

اشکال علی تقدیر غرض اوّل :...... یہ ہے کہ جب مقصود بالبیان اہل مدینہ اور اہل شام کے قبلہ کا ہے تو پھر مشرق کو درمیان میں ذکر کیوں فرمایا؟

---

[1] (عمدۃ القاری ص۱۲۸ ج۴) [2] (تقریر بخاری ص۱۴۱ ج۲)

جواب:...... یہ ناسخین کی تصحیف ہے یعنی کاتب کی غلطی ہے۔

اشکال علی تقدیر غرض ثانی:...... اس اشکال کا سمجھنا ایک فائدے پر موقوف ہے اور وہ فائدہ یہ ہے۔

فائدہ:...... غرض اول کی تقدیر پر (**والمشرق**) کو مرفوع پڑھیں یا مجرور تو ایک ہی اشکال ہوتا تھا جس کا جواب ہو چکا ہے لیکن غرضِ ثانی کی تقدیر پر (**والمشرق**) کی دونوں صورتوں کے لحاظ سے ہر صورت پر علیحدہ اشکال ہے اب ان کو بیان کیا جاتا ہے۔

اشکال علی الصورۃ الاولی:...... ای صورۃ رفع المشرق. اشکال یہ ہے کہ جب مقصود تمام روئے زمین والوں کے قبلے کو بیان کرنا ہے تو پھر ترجمہ کے اندر اہل مدینہ واہل الشام ومشرق کا ذکر کر کے مغرب کو کیوں چھوڑ دیا؟

جواب:...... چونکہ روایت سے اہل مدینہ اور اہل شام کا قبلہ صراحتًا ثابت ہے اس لئے ترجمۃ الباب میں ان کو صراحتًا ذکر کر کے ثابت کر دیا اور (**والمشرق**) کا ذکر اشارۃً فرمادیا کہ اہل مشرق کا قبلہ اہل مدینہ اور اہل شام کے خلاف ہے اور مشرق کے تابع مغرب کا ذکر بھی سمجھا جائے گا۔

اشکال علی الصورۃ الثانیۃ:...... ای بجرِّ المشرق. اس صورت پر یہ اشکال ہوگا کہ اہل مدینہ اور اہل شام کے لئے تو صحیح ہے کہ ان کے لئے مغرب میں قبلہ نہیں لیکن (**والمشرق**) کے لحاظ سے یہ درست نہیں کیونکہ اہل مشرق کے لئے تو مغرب میں قبلہ ہے۔

جواب:...... اس کا یہ ہے کہ مشرق سے مراد مشرق خاص ہے اور خاص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے خاص خطے کے لوگ مراد ہیں جو بخارا اور مَرو وغیرہ کے ہیں یہ علاقے اس زمانے میں مشرق کہلاتے تھے۔ اور شام چونکہ اس سے مغرب میں واقع ہے اس لئے وہ مغرب کہلاتا تھا تو یہاں پر مشرق سے مراد خاص بخارا اور مرو ہیں جو شام کے مقابل ہیں وہ مراد ہیں اور اہل شام اُن کے مقابل مغرب میں ہیں اور بخارا، مرو وغیرہ سے قبلہ جنوب کی جانب میں ہے لہٰذا جو اہل مدینہ اور شام کا قبلہ ہے وہی اہل مشرقِ خاص یعنی اہل بخارا اور مرو وغیرہ کا قبلہ ہوا مگر چونکہ مرو وغیرہ مشرق میں واقع ہے اس لئے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے امام ترمذیؒ نے ترمذی شریف میں **واختار ابن المبارک لاھل**

المرو التیاسر نقل کیا ہے کہ ذرا سا بائیں طرف کو مائل ہو کر نماز پڑھیں۔ اب اشکال نہیں رہا [۱] مدینہ کا مشرق یا شام کا مشرق۔ تو ان کے لئے مشرق و مغرب میں قبلہ نہیں ہے۔

اشکال ثانی :...... مشرق کا ذکر فرمایا مغرب کا ذکر کیوں نہیں فرمایا؟

جواب اوّل :...... اسلام چونکہ مشرقی جانب میں پھیلا ہوا تھا مغرب کی جانب میں ابھی تک نہیں پھیلا تھا اس لئے صرف مشرق کا ذکر فرمایا عمدۃ القاری ص ۱۲۸ ج ۴ پر ہے **واما تخصیص المشرق فلان اکثر بلاد الاسلام فی جهة المشرق**۔

جواب ثانی :...... علامہ عینیؒ اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں **والمغرب** محذوف ہے احد المتقابلین کے ذکر پر اکتفا کر لیا جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت پاک میں (**سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ**) ای **والبرد** [۲] جیسے اس آیت پاک میں بَرد خود بخود سمجھ آ رہا ہے اسی طرح مغرب خود سمجھ میں آ جائے گا۔

لقول النبی ﷺ لا تستقبلوا القبلة بغائط الخ :...... یہ تعلیق ہے امام نسائیؒ نے اس کو موصولاً بیان فرمایا ہے اور وہ اس طرح ہے **قال اخبرنا محمد بن منصور قال حدثنا سفیان عن الزهری عن عطاء بن یزید عن ابی ایوبؓ ان النبی ﷺ قال لا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها بغائط او بول ولکن شرقوا او غربوا** [۳] اور امام بخاریؒ نے اس حدیث کے عموم سے استدلال کیا ہے۔

(۳۸۴) حدثنا علی بن عبدالله قال نا سفین قال نا الزهری عن عطآء بن یزید اللیثی
ہم سے علی بن عبداللہؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیانؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے زہریؒ نے عطاء بن یزید لیثیؒ کے واسطہ سے بیان کیا
عن ابی ایوب الانصاریؓ ان النبی ﷺ قال اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة
انہوں نے حضرت ابوایوب انصاریؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم قضائے حاجت کرو تو اس وقت نہ قبلہ کی طرف رُخ کرو
ولا تستدبروها ولکن شرقوا او غربوا قال ابوایوبؓ فقدمنا الشام
اور نہ پشت۔ مشرق یا مغرب کی طرف اس وقت اپنا رخ کر لیا کرو حضرت ابوایوب انصاریؓ نے فرمایا کہ ہم جب شام آئے

[۱] (تقریر بخاری ص ۱۴۱ ج ۲) [۲] (عمدۃ القاری ص ۱۲۸ ج ۴) [۳] (نسائی ص ۱۰ ج ۱) (عمدۃ القاری ص ۱۲۸ ج ۴)

فوجدنا مَرَاحِيْضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقبلة فننحرف ونستغفر الله عزوجل
تو یہاں کے بیت الخلا قبلہ رُخ بنے ہوئے تھے (جب ہم قضائے حاجت کے لئے جاتے) تو ہم پھر کر بیٹھ جاتے تھے اور اللہ عزوجل سے استغفار کرتے تھے
وعن الزهری عن عطآءؒ قال سمعت ابا ایوبؓ عن النبی ﷺ مثله (راجع ۱۴۴)
اور ابن شہابؒ زہری سے مروی ہے اور وہ عطاءؒ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ میں نے ابوایوب انصاریؓ سے سنا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کرتے تھے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة هذاالحديث للترجمة في قوله شرقوا اوغربوا۔

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں راوی حضرت ابوایوب انصاریؓ ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی خالد بن زیدؓ ہے یہ تمام لڑائیوں میں حضرت علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ رہے قسطنطنیہ میں ۵۱ ھ میں ان کا انتقال ہوا انہوں نے مرض الوفات میں اپنے مجاہد ساتھیوں سے کہا تھا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے اپنے ساتھ اٹھائے چلنا جب تم دشمن کے مقابلے میں صف بندی کرو تو تم مجھے اپنے قدموں میں دفن کر دینا چنانچہ آپؓ کے ساتھیوں نے ایسے ہی کیا[1]

اس حدیث کو امام بخاریؒ کتاب الطهارة میں بھی لائے ہیں، امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس کی تخریج فرمائی ہے۔

الغائط:...... قضائے حاجت کے لئے نشیبی جگہ کو کہا جاتا ہے۔

فقد منا الشام الخ:...... شام ایک خوبصورت ملک ہے مذکر مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اور یہ حضرت نوح علی نبینا وعلیہ السلام کے بیٹے سام بن نوح علی نبینا وعلیہ السلام کے نام سے موسوم ہے اس لئے کہ سب سے پہلے وہی اس جگہ تشریف لائے سام کی سین کو شین سے بدلا تو شام کہلانے لگا[2]

مراحیض:......میم کی فتحہ کے ساتھ ہے اور یہ مرحاض کی جمع ہے، بیت الخلاء اور لیٹرین کو کہتے ہیں۔

ونستغفر الله تعالیٰ:......

سوال:...... بعدالانحراف یعنی جب قبلہ کی جانب بیٹھے ہی نہیں تو وجہ استغفار کیا ہے؟

---

[1] (مشکوٰۃ ص ۵۹۰) [2] (عمدۃ القاری ص ۱۲۹ ج ۴)

جواب اول :...... جنہوں نے بنایا تھا ان کے لئے استغفار کرتے تھے۔

سوال :...... اہل شام تو کافر تھے ان کے لئے استغفار کا کیا فائدہ؟

جواب اول :...... ان کے بنانے والے اہل کتاب تھے ان کے لئے استغفار کرتے تھے۔

جواب ثانی :...... انحراف کا مطلب یہ ہے کہ ہم رُخ موڑ کر بیٹھتے لیکن چونکہ پوری طرح رُخ نہیں مڑتا تھا اس لئے استغفار فرماتے تھے بہر حال یہ حضرات اپنے فعل پر استغفار فرماتے تھے[1]

سوال :...... کسی غلط کام کو بھول کر کر لینے سے انسان گنہگار نہیں ہوتا اور اُن کا یہ عمل سہواً تھا جس کے لئے استغفار کی ضرورت ہی نہیں تھی تو پھر استغفار کیوں فرماتے؟

جواب :...... صحابہ کرامؓ اہل ورع تھے اور تقوی کے اعلی مراتب پر فائز تھے اور اعلی مراتب پر فائز حضراتؓ اس کو اپنے حق میں تقصیر سمجھتے ہوئے تحفظ کے طور پر استغفار فرما لیا کرتے ہیں اس لئے حضرت ابوایوب انصاریؓ نے استغفار فرمایا[2]

وعن الزهریؒ وعن عطاءؒ :...... میں واؤ عاطفہ ہے اور اس کا عطف حدثنا سفیان عن الزہری پر ہے اس کو مکرر لانے کا فائدہ یہ ہے کہ طریق اول میں عن الزہری عن عطاء عن ابی ایوبؓ ہے اس طریق میں عطاء کے حضرت ابوایوب انصاریؓ سے سماع کی صراحت ہے اور آپ جانتے ہیں کہ سماع عنعنہ سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔

مسئلہ استقبال و استدبار :...... یہ اختلافی مسئلہ تفصیل سے الخیر الساری فی تشریحات البخاری ص ۸۰، ۸۱ ج ۲ میں گزر چکا ہے اور اجمال اس کا یہ ہے استقبال واستدبار میں تین مذہب مشہور ہیں۔

۱:...... **لا تستقبلوا** کی نہی ظاہریہ کے نزدیک منسوخ ہے استقبال واستدبار مطلقاً جائز ہے۔

۲:...... احناف کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے۔

۳:...... آئمہ ثلاثؒ کے نزدیک بنیان (آبادی) میں تو جائز ہے اور صحرا (جنگل) میں ناجائز ہے[3]

فائدہ:...... امام بخاریؒ نے اس حدیث کو مسئلہ استقبال واستدبار میں ذکر نہیں فرمایا بخاری ص ۲۶ ج ۱ سطر نمبر ۱۵ پر آپ دیکھ سکتے ہیں اور ذکر نہ فرمانے کی بظاہر وجہ یہ ہے کہ یہ احنافؒ کے مذہب کی قوی دلیل بنتی تھی۔

---

[1] (تقریر بخاری ص ۱۴۲ ج ۲) (عمدۃ القاری ص ۱۲۹ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۱۲۹ ج ۴) [3] (تقریر بخاری ص ۱۴۱ ج ۲)

(۲۷۱)

﴿باب قول الله تعالی عزوجل وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾

اللہ عزوجل کا قول ہے کہ مقام ابراھیم علیہ السلام کو مصلی بناؤ

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض :...... غرض الباب میں تین تقریریں ہیں۔

۱:...... بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اتخذوا امر کا صیغہ ہے اس سے بظاہر وجوب سمجھ میں آتا ہے تو حضرت امام بخاریؒ نے یہ باب منعقد فرما کر بتلا دیا کہ امر ایجابی نہیں ہے بلکہ استحباب کے لئے ہے۔[۱]

۲:...... یہ مصلّٰی رکعتی الطواف کے لئے خاص ہے یعنی جو طواف سے فارغ ہو وہ یہاں آکر دو رکعتیں پڑھے۔

۳:...... اس سے خاص مقام ابراھیم علی نبینا وعلیہ السلام مراد نہیں بلکہ مقام ابراھیم علی نبینا وعلیہ السلام والی مسجد مراد ہے کہ اگر حرم میں کہیں بھی نماز پڑھ لے تو مقام ابراھیم علی نبینا وعلیہ السلام میں نماز پڑھنے کا حکم پورا ہو گیا اگرچہ نص کا تقاضا یہ ہے کہ مقام ابراھیم علی نبینا وعلیہ السلام کے قریب پڑھی جائے مگر مجاز کا تقاضا یہ ہے کہ کہیں بھی پڑھ لے تو یہ حکم پورا ہو جائے گا۔

آیت کا شان نزول :...... علامہ عینیؒ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے جب بیت اللہ کا طواف فرمایا تو آپ ﷺ سے حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یہ ہمارے اب ابراھیمؑ کا مقام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تو حضرت عمرؓ کہنے لگے کہ افلا نتخذ مقام ابراھیم مصلّٰی کیا ہم اس جگہ کو نماز کے لئے مخصوص نہ کرلیں؟ اس

---

[۱] (تقریر بخاری ص۱۳۲ ج۲)

پر اللہ عزوجل نے یہ آیت مقدسہ نازل فرمائی۔ حضرت عمرؓ کی رائے اور خواہش کے مطابق متعدد آیات نازل ہوئیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

(۳۸۵)حدثنا الحُمیدی قال نا سفیٰن قال نا عمرو بن دینار قال سألنا ابن عمرؓ عن رجل
ہم سے حمیدیؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیانؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینارؒ نے بیان کیا، کہا ہم نے ابن عمرؓ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا
طاف بالبیت للعمرة و لم یطف بین الصفا و المروة
جو بیت اللہ کا طواف عمرہ کے لئے کرتا ہے لیکن صفا اور مروہ کی سعی نہیں کرتا کہ کیا ایسا شخص (بیت اللہ کے طواف کے بعد)
ایأتی امرأته فقال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فطاف بالبیت سبعاً
اپنی بیوی سے ہمبستر ہو سکتا ہے آپ نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا
وصلی خلف المقام رکعتین وطاف بین الصفا والمروة وقد کان لکم فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوة حسنة
اور مقام ابراہیم علی نبینا علیہ السلام کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر صفا اور مروہ کی سعی کی اور تمہارے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے
وسألنا جابر بن عبداللہؓ فقال لایقربنها حتی یطوف بین الصفا والمروة (انظر ۱۶۲۳،۱۶۴۶،۱۶۴۵،۱۶۴۷،۱۷۹۴)
ہم نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے بھی اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ بیوی کے قریب بھی اس وقت تک نہ جائے جب تک صفا اور مروہ کی سعی نہ کرے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقته للترجمة فی قوله وصلّی خلف المقام ۔اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور پانچویں راوی حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ ہیں۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ متعدد مقامات پر لائے ہیں امام مسلمؒ نے ،امام نسائیؒ نے اور امام ابن ماجہؒ نے کتاب الحج میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

ایأتی امرأته :...... (ترجمہ) کیا ایسا شخص (بیت اللہ کے طواف کے بعد) اپنی بیوی سے ہم بستر ہو سکتا ہے۔اس

میں **همزہ استفهام علی سبیل الاستفسار** ہے **ای ایجوز الجماع** ۔اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ عمرہ میں سعی واجب ہے اور تمام علماء کا یہی مذہب ہے۔اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ طواف بیت اللہ ضروری ہے اور مقام ابراھیم علی نبینا و علیہ السلام کے پاس دو رکعت پڑھے۔بعض حضرات ؒ نے ان دو رکعتوں کو سنت اور بعض حضرات نے ان دو رکعتوں کو واجب کہا ہے[1]

(۳۸۶)حدثنا مسدد قال نا یحییٰ عن سیف یعنی ابن ابی سلیمان قال سمعت مجاهدا
ہم سے مسددؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییؒ نے بیان کیا سیف یعنی ابن ابی سلیمانؒ سے انہوں نے کہا کہ میں نے مجاہدؒ سے سنا
قال أتی ابنُ عمرؓ فقیل له هٰذا رسول الله ﷺ دخل الکعبة
انہوں نے بتایا کہ حضرت ابن عمرؓ کی خدمت میں کوئی شخص آیا اس نے آپ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر داخل ہوئے تھے
فقال ابن عمرؓ فاقبلتُ والنبی ﷺ قد خرج وَاَجِد بلالاً قائمابین البابین
ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں جب آیا تو نبی کریم ﷺ کعبہ سے تشریف لے گئے تھے میں نے دیکھا کہ حضرت بلالؓ دونوں دروازوں کے سامنے کھڑے ہیں
فسألت بلالاً فقلت اصلی النبی ﷺ فی الکعبة قال نعم رکعتین بین الساریتین
تو میں نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی تھی انہوں نے کہا کہ ہاں دو رکعت،ان دو ستونوں کے
اللتین علٰی یساره اذا دخلت ثم خرج فصلی فی وجه الکعبة رکعتین[2]
درمیان کھڑے ہو کر پڑھی تھیں جو کعبہ میں داخل ہوتے وقت بائیں طرف پڑتے ہیں پھر جب باہر تشریف لائے تو کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز ادا فرمائی

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقته للترجمة فی قوله ((فصلی فی وجه الکعبة))ای مواجه باب الکعبة وهو مقام ابراهیمؑ .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ، بخاری شریف میں مختلف مقامات پر متعدد بار لائے ہیں۔امام مسلمؒ نے،امام ابوداؤدؒ نے،امام نسائیؒ نے اور امام ابن ماجہؒ نے کتاب الحج میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۳۱ ج ۴) [2] (انظر ۴۶۸، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۱۱۶۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۲۹۸۸، ۴۲۸۹، ۴۴۰۰)

دخل الکعبۃ :...... وھذا فی فتح مکۃ ولم یعتمر النبی ﷺ فی ھذہ المرۃ ودخلھا بدون احرام[۱]

فقال ابن عمرؓ فاقبلت والنبی ﷺ قد خرج:...... حضرت ابن عمرؓ چونکہ سخت متبع سنت تھے اس لئے جب ان کو یہ خبر ملی کہ حضور ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے تو وہ بھی آپ ﷺ کے پیچھے چلے تا کہ یہ دیکھ سکیں کہ آپ ﷺ نے وہاں جا کر کیا کیا اور جو کچھ آپ ﷺ نے کیا وہی میں کروں گا مگر ان کے پہنچنے سے پہلے آپ ﷺ باہر تشریف لا چکے تھے[۲]

الساریتین :...... ساریۃ کا تثنیہ ہے اس کا معنی ہے اسطوانہ یعنی ستون۔ اس حدیث سے بیت اللہ میں داخلے کا جواز ثابت ہوا اور "مُغنی" (کتاب کا نام ہے) میں ہے کہ حاجی کے لئے مستحب ہے کہ بیت اللہ میں داخل ہو اور اس میں دو رکعتیں پڑھے جیسے نبی کریم ﷺ نے پڑھیں[۳]

سوال :...... بعض روایات میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے کعبہ میں داخل ہو کر دعا مانگی ہے جیسا کہ حضرت اُسامہؓ نے حضور ﷺ کے بارے میں کہا کہ حضور ﷺ ایک کونے میں دعا مانگ رہے تھے اور میں دوسرے کونے میں دعا میں مشغول ہو گیا اور حضرت بلالؓ نبی پاک ﷺ کے قریب تھے تو اس سے بظاہر دُعا ثابت ہوتی ہے صلوٰۃ نہیں؟ اس سے اگلی روایت میں **لم یصل** صراحت کے ساتھ موجود ہے جس سے نماز کی نفی ثابت ہو رہی ہے۔

جواب اول :...... بعض علماءؒ نے کہا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ دو مرتبہ بیت اللہ میں داخل ہوئے ہوں ایک دفعہ دعا مانگی ہو اور دوسری دفعہ نماز پڑھی ہو لہٰذا اخبار میں تضاد نہ رہا[۴]

جواب ثانی :...... بعض علماءؒ (امام نوویؒ) کا کہنا ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ جب نفی اور اثبات میں تعارض ہو جائے تو اثبات کو ترجیح ہوا کرتی ہے تو حضرت ابن عمرؓ اور حضرت بلالؓ کی روایت مثبت ہے لہٰذا یہ راجح ہے

جواب ثالث :...... بعض علماءؒ نے ان دونوں حدیثوں کو جمع کیا ہے اور ان دونوں میں تطبیق دی ہے اور فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کا کعبہ میں دخول دو مرتبہ ہوا ہے ایک مرتبہ فتح مکہ کے موقع پر اور دوسرا حجۃ الوداع میں۔ تو نماز پڑھنا محمول ہے ایک مرتبہ کے دخول پر اور نہ پڑھنا محمول ہے دوسری مرتبہ کے دخول پر[۵]

---

[۱] (فیض الباری ص ۱۳۱ ج ۲) [۲] (تقریر بخاری ص ۱۴۳ ج ۲) [۳] (عمدۃ القاری ص ۱۳۲ ج ۴) [۴] (عمدۃ القاری ص ۱۳۲ ج ۴) [۵] (تقریر بخاری ص ۱۴۳ ج ۲)

فصلی فی وجه الکعبة : ...... اس وقت مقام ابراهیم علی نبینا وعلیہ السلام دروازے کے قریب تھا اس طرح یہ روایت ترجمۃ الباب کے مطابق ہوجائے گی اور اب مقام ابراهیم علی نبینا وعلیہ السلام دروازے سے پانچ چھ صفوں کے فاصلے پر ہے۔

(۳۸۷)حدثنا اسحٰق بن نصر قال نا عبد الرزاق قال انا ابن جریج عن عطآء قال
ہم سے اسحٰق بن نصرؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاقؒ نے بیان کیا کہا ہمیں ابن جریجؒ نے خبر پہنچائی عطاءؒ کے واسطہ سے کہا
سمعتُ ابن عباسؓ قال لمادخل النبی ﷺ البیت دعا فی نواحیه کلها ولم یصل
میں نے ابن عباسؓ سے سنا کہ جب نبی کریم ﷺ بیت اللہ کے اندر تشریف لے گئے تو اس کے تمام گوشوں میں آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور نماز نہیں پڑھی
حتی خرج منه فلما خرج رکع رکعتین فی قُبُل الکعبة وقال هٰذه القبلة[۳]
پھر جب اس سے باہر تشریف لائے تو دو رکعت نماز کعبہ کے سامنے پڑھی اور فرمایا کہ یہی (بیت اللہ) قبلہ ہے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقته للترجمة فی قوله قُبُل الکعبة والمراد مقابل الکعبة وهو مقام ابراهیمؑ.

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں راوی حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں۔ اس حدیث کو امام مسلمؒ نے مناسک میں اور امام نسائیؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

لم یصل : ...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں صلّٰی اور حضرت بلالؓ کی روایت میں بھی صلّٰی ہے، اور جگہ بھی متعین کی گئی ہے اور اس روایت میں لم یصل ہے تو بظاہر تعارض ہوا؟ تطبیق پہلے بیان ہوچکی ہے۔

وقال هٰذه القبلة : ...... اس کے تین مطلب بیان کئے جاتے ہیں۔

۱: ...... کہ اب یہ ہمیشہ کے لئے قبلہ بنادیا گیا اس میں نسخ نہیں ہوگا[۱]

۲: ...... جو کعبہ کے سامنے اور اس کا مشاہدہ کررہا ہے اس کے لئے عین قبلہ شرط ہے بخلاف غائب کے[۲]

---

[۱](فتح الباری ص۳۴۹ ج۲) (تقریر بخاری ص۱۴۳ ج۲) [۲](فتح الباری ص۳۴۹ ج۲) [۳] (انظر ۱۶۰۱، ۳۳۵۱، ۳۳۵۲، ۴۲۸۸)

۳:......وَاتَّخِذُوْامِنْ مَقَامِ اِبْرَاھِیمَ مُصَلّٰی میں جوامر ہے اس سے مقام ابراھیم علی نبینا وعلیہ السلام کا قبلہ ہونا معلوم نہیں ہوتا، بلکہ قبلہ تو یہ ہے۔

(۲۷۲)

﴿باب التوجه نحو القبلة حيث كان﴾

(نماز) میں قبلہ کی طرف رُخ کرنا۔خواہ کہیں بھی ہو

وقال	ابوهريرةؓ	قال	النبيﷺ	استقبل	القبلة	وكَبِّرْ
اورابوہریرہؓ نے کہا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قبلہ کی طرف رُخ کرو اور تکبیر کہو						

ترجمۃ الباب کی غرض :......امام بخاریؒ یہاں سے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ انسان جہاں کہیں بھی ہو توجہ الی القبلہ ضروری ہے۔ استقبالِ قبلہ شرط ہے تعمیمِ مکان بھی ہے اور تعمیمِ زمان بھی یعنی استقبال قبلہ نماز کے لئے ہر جگہ اور ہر وقت ضروری ہے اگر جہت قبلہ مشتبہ ہوجائے تو تحرّی کا حکم ہے تو پھر جہت تحرّی ہی جہت قبلہ ہوجائے گی لیکن غلطی کی صورت میں اگر نماز کے اندر پتہ چلا تو فوراً پھر جائے لیکن اگر نماز سے فارغ ہو چکا ہے پھر پتہ چلا کہ کعبہ کی مخالف جہت کی طرف نماز پڑھی ہے تو اب اس صورت میں آئمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف ہے۔

امام شافعیؒ :......فرماتے ہیں کہ نماز لوٹائے۔

امام مالکؒ :......فرماتے ہیں کہ اگر وقت کے اندر اطلاع ہوگئی ہے تو نماز لوٹائے ورنہ نہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ :......فرماتے ہیں کہ نماز ہوگئی لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

وقال ابوھریرۃؓ الخ:...... یہ تعلیق ہے قصہ مُسیئ صلوٰۃ والی حدیث ابو ہریرہؓ کا ایک حصہ ہے جسے امام بخاری کتاب الاستیذان میں لائے ہیں۔[1]

(۳۸۸)حدثنا عبداللہ بن رجآء قال نا اسرائیل عن ابی اسحٰق عن البرآء قال
ہم سے عبداللہ بن رجاءؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیلؒ نے ابو اسحٰقؒ کے واسطہ سے بیان کیا وہ حضرت براءؓ سے کہ
کان رسول اللہ ﷺ صلّٰی نحو بیت المقدس ستة عشر شھرا او سبعة عشرشھرا وکان رسول اللہ ﷺ یحب
نبی کریم ﷺ نے سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں اور رسول اللہ ﷺ پسند فرماتے تھے
ان یوجّہ الی الکعبة فانزل اللہ عزوجل قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَاءِ
کہ کعبہ کی طرف رُخ کر کے نمازیں پڑھیں پس خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "ہم آپ ﷺ کا آسمان کی طرف بار بار چہرہ اٹھانا دیکھتے ہیں"
فتوجه نحوا لقبلة وقال السفھآء من الناس وھم الیھود مَاوَلّٰھُمْ عَنْ قِبْلَتِھِمُ الَّتِیْ کَانُوْاعَلَیْھَا
پھر آپ ﷺ موجودہ قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے لگے احمقوں نے اور وہ یہودی تھے کہنا شروع کر دیا کہ انہیں سابقہ قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا
قُل لِّلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اللہ ہی کی ملکیت ہے مشرق بھی مغرب بھی اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے
فصلّٰی مع النبی ﷺ رجل ثم خرج بعد ما صلی فمرعلٰی قوم من الانصار
ایک شخصؓ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر نماز کے بعد وہ چلے اور انصارؓ کی ایک جماعت سے ان کا گزر ہوا
فی صلوٰة العصر یصلون نحو بیت المقدس فقال ھویشھد انه صلی مع رسول اللہ ﷺ
جو عصر کی نماز پڑھ رہی تھی بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے انہوں نے کہا کہ وہ گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ وہ نماز پڑھی ہے
وانه توجه نحو الکعبة فتحرف القوم حتی توجھوا نحو الکعبة (راجع ۴۰)
جس میں آپ ﷺ نے موجودہ قبلہ (کعبہ) کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی تھی پھر وہ جماعت پھر گئی اور کعبہ کی طرف اپنا چہرہ کرلیا

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۳۴ ج ۴)

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقته للترجمة فی قوله ((فتوجه نحوا لقبلة))

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں، چوتھے حضرت براء بن عازب الانصاریؓ ہیں۔امام بخاریؒ اس حدیث کومتعدد بار مختلف مقامات پرلائے ہیں مثلاً کتاب الصلوٰۃ اور کتاب التفسیر میں اورامام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اورامام ترمذیؒ، امام نسائیؒ اورامام ابن ماجہؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

صلی نحوبیت المقدس ستة عشرشهراً او سبعة عشرشهرا :...... (ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے سولہ ماہ یاسترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں آنحضرت ﷺ ربیع الاول میں ہجرت فرما کرمدینہ منورہ تشریف لائے رجب کے آخر میں تحویل قبلہ کا حکم آیا تو جس نے ان دونوں مہینوں کومستقل شمار کرلیا اس نے سبعۃ عشر کہہ دیا اور جس نے دونوں کوایک شمار کرلیا تواس نے ستة عشر کہہ دیا، کیونکہ کچھ دن ربیع الاول کے تھے اور کچھ دن رجب کے۔

سوال :...... تحویلِ قبلہ کب، کہاں اورکون سی نماز میں واقع ہوئی؟

جواب :...... تحویل قبلہ ماہ رجب میں واقع ہوئی نماز اورمحلِ وقوع کے بارے میں اختلاف ہے بعض حضراتؒ کی رائے یہ ہے کہ ظہر کی نماز میں ہوئی اوربعض حضراتؒ کی رائے ہے کہ عصر کی نماز میں تحویل قبلہ واقع ہوئی تحویل قبلہ کی اطلاع دینے والے شخص نے فجر یاعصر کی نماز میں اطلاع دی عصر کاواقعہ محلّہ بنوسالم مدینہ منورہ کا ہے اور فجر کاواقعہ قُبا کا ہے[1]

هو يشهد:......باب من الایمان من الصلوٰۃ میں یشهد کی بجائے اشهد ہےجس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یشهد سے وہ اپنی ذات مراد لے رہا ہےلیکن اسے علی سبیل التدریج یا علی طریقۃ التفات غائب کے لفظ سے تعبیر کررہا ہے۔

سوال :......اس روایت میں صلوٰۃ العصر کاذکر ہے جب کہ بخاری، مسلم اورنسائی میں حضرت ابن عمرؓ سے جوروایت مذکو ہےاس میں فجر کی نماز کاذکر ہےتوبظاہران دونوں میں تعارض ہےتوان کے درمیان توفیق اورتطبیق کی کیاصورت ہے؟

---

[1] (تقریر بخاری ص ۱۴۴ ج ۲)

جواب :...... تطبیق اس طرح ہوسکتی ہے کہ تحویل قبلہ کی خبر مدینہ میں رہنے والوں کو اس وقت پہنچی جب کہ وہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے اور اگلے دن اہل قُبا کے پاس یہ خبر فجر کی نماز میں پہنچی اس لئے کہ وہ مدینہ سے باہر رہتے تھے[1]

(۳۸۹)حدثنا مسلم بن ابراھیم قال نا ھشام بن عبداللہ قال نا یحییٰ بن ابی کثیر عن محمد بن
ہم سے مسلم بن ابراھیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہشام بن عبداللہؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیرؒ نے بیان کیا محمد بن
عبدالرحمن عن جابر بن عبداللہؓ قال کان النبی ﷺ یصلی علٰی راحلتہ حیث توجھت بہ
عبدالرحمنؒ کے واسطہ سے وہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر خواہ اس کا رُخ کسی طرف ہو (نفل) نماز پڑھتے تھے
فاذا اراد الفریضۃ نزل فاستقبل القبلۃ (انظر ۱۰۹۴، ۱۰۹۹، ۴۱۴۰)
لیکن جب فرض نماز پڑھنا چاہتے تو سواری سے اتر جاتے اور قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقۃ ھذاالحدیث للترجمۃ فی قولہ ((فاستقبل القبلۃ))

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو متعدد بار بخاری شریف میں لائے ہیں۔

امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

حیث تَوَجَّھَتْ :...... نفلوں میں تو اس کی گنجائش ہے اور یہ استثنائی صورت ہے۔

سواری پر نفل نماز پڑھنے کا حکم :......

امام اعظمؒ اور امام محمدؒ :...... کے نزدیک حضر میں سواری پر نفل نماز پڑھنا جائز نہیں، اور سفر میں جائز ہے۔

امام ابویوسفؒ :...... کے نزدیک حضر میں بھی جائز ہے لیکن مکروہ ہے[2]

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۳۵، ۱۴۷ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۱۳۷ ج ۴)

(۳۹۰)حدثنا عثمان قال نا جریرعن منصور عن ابراھیم عن علقمة عن عبداللہؓ

ہم سے عثمانؒ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریرؒ نے منصورؒ کے واسطے سے بیان کیا وہ ابراھیمؒ سے وہ علقمہؒ سے کہ عبداللہؓ نے فرمایا کہ

صلی النبی ﷺ قال ابراھیم لا ادری زاد اونقص فلماسلّم قیل له

نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی ابراھیم نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ نماز میں زیادتی ہوئی یا کمی پھر جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ سے کہا گیا

یا رسول اللہ ﷺ اَحَدَثَ فی الصلوٰۃ شیئی قال وماذاکَ قالوا صلیت کذاوکذا

کہ یارسول اللہ کیا نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے آپ ﷺ نے فرمایا آخربات کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے اس طرح نماز پڑھی ہے

فَثَنٰی رجلیه واستقبل القبلة وسجد سجدتین ثم سلّم

پس آپ ﷺ نے اپنے دونوں پاؤں سمیٹ لئے اور رُخ انور قبلہ کی طرف کرلیا اس کے بعد دوسجدے کئے اور سلام پھیرا

فلما اقبل علینا بوجهه قال انه لوحدث فی الصلوٰۃ شئی لَنَبَّأْ تُکم به

جب (نماز سے فارغ ہوکر) ہماری طرف متوجہ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہوتا تو میں آپ کو پہلے ہی بتاچکا ہوتا

ولکن انما انا بشر مثلکم انسیٰ کما تنسون فاذا نسیت فذَکِّرُونِی

لیکن میں تو تمہارے ہی جیسا انسان ہوں جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں اس لئے جب میں بھول جایا کروں تو تم مجھے یاددلادیا کرو

واذا شک احدکم فی صلوته فلیتحرّ الصواب فلْیُتِمَّ علیه ثم لِیُسَلِّمْ ثم یسجد سجدتین[۲]

اوراگر کسی کو نماز میں شک ہوجائے تو اس وقت کسی یقینی صورت تک پہنچنے کی کوشش کرے اوراسی کے مطابق نماز پوری کرے پھر سلام پھیر کر دوسجدے کرے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة هذاالحدیث للترجمة فی قوله ((فثنی رجلیه واستقبل القبلة))

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں، چھٹے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ بھی نے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے[۱]

انما انا بشر مثلکم :...... اس موقع پر آپ ﷺ نے اپنے بشر ہونے کا اعلان فرمایا اور قرآن مجید میں بھی

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۱۳۷ ج ۴) [۲] (انظر ۴۰۴، ۱۲۲۶، ۶۶۷۱، ۷۲۴۹)

قل انماانا بشر مثلکم ہےلے

اعلانِ بشریت :...... اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے اپنے بشر ہونے کا اعلان فرمایااور رب ذوالجلال نے قرآن مجید میں قل انماانابشر مثلکم فرمایاہے تو آپ ﷺ کی بشریت دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ کی کچھ شانیں ذاتی ہیں اور کچھ صفاتی۔ بشر ہونا شان ذاتی ہے اور نبی ہونا شان صفاتی ہے۔ جس طرح آپ ﷺ کی شان صفاتی کا منکر کافر ہے اسی طرح آپ ﷺ کی شانِ ذاتی کا منکر بھی کافر ہے یہ ایسے ہی جیسے رسالت اور ختم نبوت کا منکر کافر ہے مشرکینِ مکہ آنحضرت ﷺ کی شان ذاتی کو تو مانتے تھے اور شانِ صفاتی کا انکار کرتے تھے کیونکہ شان ذاتی (بشریت) یہ تو حسی اور ظاہر تھی اس کو تو انہوں نے مان لیا شان صفاتی معنوی اور باطنی چیز ہے اس کا انہوں نے انکار کر دیا۔ اس کا انکار قابل تعجب نہیں ہے لیکن تعجب خیز بات یہ ہے کہ بعض لوگ شان صفاتی کو تو مانتے ہیں مگر شان ذاتی (بشریت) کا انکار کرتے ہیں آپ ﷺ پر ایمان لانے کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ حضور ﷺ کو بشر مانا جائے اگر کوئی شخص نبی ﷺ کو نبی تو تسلیم کرتا ہے مگر بشر ماننے کے لئے تیار نہیں تو وہ درحقیقت نبی کو نبی ہی تسلیم نہیں کرتا مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں محمد ﷺ کو نبی تو مانتا ہوں مگر وہ جو محمد ﷺ بن عبداللہ ہاشمی ہے ان کو نہیں مانتا۔ ایک شخص کہتا ہے کہ میں محمد ﷺ کو نبی مانتا ہوں مگر وہ جو مکہ میں پیدا ہوئے اور جنہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی ان کو نہیں مانتا اگر کوئی شخص ان سب باتوں کو مانتا ہے مگر بشریت کا انکار کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔

نور و بشر :...... بشر اور نور کا جھگڑا درحقیقت رسالت کا انکار کرنے کے لئے گھڑا ہوا ہے اگر کوئی شخص کہے کہ میں نبی ﷺ کو بشر نہیں مانتا تو وہ حقیقت میں آپ ﷺ کے رسول ہونے کا منکر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول ﷺ بنایا اور تم نور کو رسول ﷺ مانتے ہو تو رسول ﷺ کو رسول نہ مانا۔ اہل باطل کا طریقہ یہ ہے کہ جس چیز کو ختم کرنا چاہتے ہیں اس کا خوب پرچار کرتے ہیں اہل بدعت جو درحقیقت سنت سے ہٹے ہوئے ہیں ان کو اہل سنت کہلوایا حتّٰی کہ جو حقیقی اہل سنت ہیں انہوں نے بھی دیکھا دیکھی ان کو اہل سنت کہنا شروع کر دیا پھر حاضر و ناظر کا مسئلہ چھیڑ کر معجزات کا انکار کروایا اس لئے کہ جو حاضر و ناظر ہو اس کے لئے سواری کی کیا ضرورت ہے؟ تو بُراق اور معراج کا انکار کرایا مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ بشر رسول نہیں ہوسکتا ابعث الله بشرا رسولاً۔ بشریت تو حسی تھی اس کا تو وہ انکار نہیں کرسکتے

لے (پارہ۱۶ سورۃ کہف آیت۱۱۰)

تھے لہٰذا انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ رسول بشر نہیں ہو سکتا اس کا انہوں نے خوب پرچار کیا۔ مبنیٰ دونوں (**مشرکینِ مکہ وبدعتیوں**) کا ایک ہے کہ بشریت اور رسالت دونوں جمع نہیں ہو سکتے نبی علیہ السلام کو مختار کل کہہ کر شفاعت کا انکار کروادیا اور مشہور کر دیا کہ دیو بندی شفاعت کے منکر ہیں وحی کا انکار کروانے کے لئے عالم الغیب ہونے کا مسئلہ چھیڑ دیا یہ لوگ شیعوں کے ساتھ تو اکھٹے ہو جائیں گے اہل حدیثوں کے ساتھ اتحاد کر لیں گے مگر دیو بندیوں کے ساتھ اکٹھے نہیں ہو سکتے اور آپ جانتے ہیں کہ حق اور باطل اکٹھے نہیں ہو سکتے یہ لوگ ہمیشہ عبارات پر جھگڑا کرتے ہیں مسائل پر نہیں کیونکہ مسائل میں یہ ہار چکے ہیں اور عبارات کو ہر آدمی سمجھ نہیں سکتا بڑے بڑے ادیب بھی نہیں سمجھتے۔ امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ جب درس نظامی سے فارغ ہو کر اپنے علاقے میں پہنچے تو بریلویوں کے ساتھ مناظرہ رکھ لیا اور موضوع یہ متعین ہوا کہ اس بات کا تعین کرنا ہے کہ بریلویوں اور دیو بندیوں میں سے توہین رسالت کون کرتا ہے؟ بریلویوں نے کہا کہ دلائل کی صحت اور عدم صحت کا فیصلہ کون کرے گا؟ تو مولانا نے فرمایا کہ جس کو چاہو مقرر کر لو، انہوں نے شیعہ کو فیصل مقرر کر لیا، جگہ اور وقت کا تعین ہوا مناظرین حاضر ہوئے جانبین نے دلائل دیئے دونوں طرف کے دلائل سننے کے بعد شیعہ فیصل نے فیصلہ دیا کہ دونوں توہین رسالت کرتے ہیں مگر دیو بندیوں کے خلاف دلائل راجح معلوم ہوتے ہیں چونکہ یہ سارا مناظرہ اکابرین کی عبارات پر تھا اور اُن (اکابرینؒ) کی عبارات کو بڑے سے بڑا ادیب بھی نہیں سمجھ سکتا بریلوی اور شیعہ کیا سمجھیں گے۔

مثلکم :...... یہ شان ذاتی کے اعتبار سے ہے اور شان صفاتی کے اعتبار سے ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے فرمایا **ایکم مثلی انا ابیت یطعمنی ربی ویسقینی**[۱] نبی پاک علیہ السلام کی آنکھ اور امتی کی آنکھ کی بناوٹ ایک ہوگی لیکن تمہاری آنکھ صرف آگے دیکھتی ہے نبی پاک علیہ السلام کی آنکھ پیچھے بھی دیکھتی ہے ہمارا پسینہ شفاء نہیں ہے بلکہ بدبودار ہے آپ علیہ السلام کا پسینہ شفاء اور خوشبودار ہے ہمارے لعاب اور آپ علیہ السلام کے لعاب میں فرق ہے آپ علیہ السلام کا لعاب شفاء ہے آپ علیہ السلام کے ہاتھ اور ہمارے ہاتھ میں فرق ہے ہمارا ہاتھ کسی کو لگے تو درد محسوس کرے اور نبی پاک علیہ السلام کا ہاتھ لگ جائے تو درد دور ہو جائے۔

انسی کماتنسون :...... میں بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو، یہ تشبیہ نفسِ نسیان میں ہے لیکن ہمارے اور

---

[۱] (بخاری ص ۲۶۳ ج ۱) (مسلم شریف ص ۳۵۱ ج ۱) (ترمذی ص ۱۶۳ ج ۱)

آپ ﷺ کے سببِ نسیان میں فرق ہے اور وہ تین طرح سے ہے۔

۱:...... ہمارا بھولنا وساوسِ شیطان کی وجہ سے ہے اور آپ ﷺ کا بھولنا اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں استغراق کی وجہ سے ہے۔

۲:...... ہمارا بھولنا تنقیصِ صلوٰۃ ہے اور آپ ﷺ کا بھولنا تعلیم تکمیلِ صلوٰۃ ہے۔

۳:...... ہمارا بھولنا خلافِ تشریع ہے اور آپ ﷺ کا بھولنا تشریع ہے۔

واقعہ :...... شاہ عبدالحق ردولویؒ ایک بزرگ گزرے ہیں، فرماتے ہیں کہ چودہ سال تک ایک مسجد میں نماز پڑھی مسجد کا راستہ معلوم نہیں تھا تو مسجد میں کیسے جاتے؟ فرمایا کہ ایک آدمی حق حق کہتا مسجد کو چلتا جاتا اور میں اس کے پیچھے پیچھے چلا جاتا اسی طرح مجذوب مجنون ہو جاتا ہے تو وہ تو معذور ہو جاتا ہے اور تم صحیح سلامت ہوتے ہوئے چھوڑتے ہو۔

عدد سہوِ صلوات :...... آپ ﷺ کا پانچ مرتبہ نماز میں بھولنا ثابت ہے۔

۱:...... ایک دفعہ ظہر یا عصر میں چار رکعت پڑھنے کی بجائے دو پر سلام پھیر دیا[۱]

۲:...... ایک دفعہ ظہر یا عصر میں چار کی بجائے پانچ پڑھ لیں[۲]

۳:...... ایک دفعہ قعدۂ اولیٰ چھوڑ دیا۔

۴:...... ایک دفعہ قراءۃ بھول گئے اور نماز ختم فرمائی اور حضرت ابن مسعودؓ کو فرمایا **ھلا ذکرتنی**، اس سے لقمہ دینا ثابت ہو گیا۔

۵:...... ایک دفعہ مغرب کی نماز میں تیسری رکعت چھوڑ دی۔

تنبیہ:...... آنحضرت ﷺ کے بھولنے کی غرض تشریع ہے کہ تم اگر ایسے بھول جاؤ تو کیا کرو گے۔

﴿مسئلۂ تحرّی﴾

سوال :...... اگر کوئی نمازی بھول جائے مثلاً تین پڑھیں یا چار، قراءۃ کی یا نہیں وغیرہ تو وہ کیا کرے؟

جواب:...... ایسے شخص کے لئے تحری کا حکم ہے۔

احنافؒ کے نزدیک شاک (شک میں پڑنے والا) کے لئے حکم یہ ہے کہ اسے شک اگر نماز میں پہلی دفعہ

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۱۴۳ ج ۴) (بخاری ص ۸۸ ج ۱) [۲] (عمدۃ القاری ص ۱۳۸ ج ۴) (بخاری ص ۸۸ ج ۴)

پڑا ہے تو استیناف کرے اگر اکثر بھول لگ جاتی ہے تو تحری کرے سوچ و بچار سے جو جانب راجح ہو جائے تو اس کے مطابق عمل کرے ورنہ اقل (دو اور تین میں سے دو) پر عمل کرے اور اس کے ساتھ سجدہ سہو بھی کرے۔

تنسون: ...... یہ نسیان سے مشتق ہے معنیٰ بھولنا اور اصطلاحی معنیٰ النسیان غفلة القلب عن الشیٔ.

شک کا لغوی معنیٰ: ...... خلاف الیقین اور اصطلاح میں شک کہتے ہیں کہ جس کے علم اور جہل کی دونوں طرفیں برابر ہوں اگر ان میں سے ایک جانب راجح ہو اور دوسری کو بھی نہ چھوڑا گیا ہو تو وہ ظن ہے[۱]

(۲۷۳)

﴿باب ماجاء فی القبلة ومن لم یر الاعادة علیٰ من سهیٰ فصلیٰ الیٰ غیر القبلة وقد سلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی رکعتی الظهر واقبل علی الناس بوجهه ثم اتم مابقی﴾

قبلہ سے متعلق جو احادیث مروی ہیں اور ان لوگوں کا بیان جو بھول کر قبلہ کے علاوہ کسی دوسری طرف رخ کر کے نماز پڑھنے والے کی نماز کا اعادہ ضروری نہیں سمجھتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا تھا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اس کے بعد باقی رکعتیں پوری کیں

ترجمة الباب کی غرض: ...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے بھول کر قبلہ

[۱] (عمدۃ القاری ص ۱۳۸ ج ۴)

کے علاوہ کسی اور طرف منہ کر کے نماز پڑھ لی تو اس کا کیا حکم ہے؟ امام بخاریؒ نے یہاں مختلف مسائل بیان فرمائے ہیں ان مسائل میں سے اہم مسئلہ سہو ہے چونکہ یہ اہم اور اختلافی تھا اس لئے خاص طور پر اس کو ذکر فرمایا یہ ترجمے کا دوسرا جزء ہے اور پہلا جزء استقبال قبلہ کے بارے میں ہے۔

سوال:...... اگر کوئی شخص تحری کے بعد بھول کر غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:...... ائمہ کرامؒ کا اس میں اختلاف ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مذہب شوافعؒ:...... امام شافعیؒ کے نزدیک اعادہ واجب ہے۔

مذہب مالکیہؒ:...... امام مالکؒ کے نزدیک وقت کے اندر اندر نماز کا اعادہ کرلے۔

مذہب احنافؒ و حنابلہؒ و امام بخاریؒ:...... ان حضراتؒ کے نزدیک نماز کا اعادہ نہیں امام بخاریؒ اس باب سے حنفیہؒ اور حنابلہؒ اور جمہورؒ کی تائید فرمارہے ہیں![1]

وقد سلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی رکعتی الظھر:...... یہ تعلیق ''حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کا حصہ ہے جو ذوالیدین کے قصہ کے بارے میں ہے اس سے ترجمۃ الباب کے دوسرے جزء پر استدلال فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص بھول کر غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے تو اس پر اعادہ نہیں ہے اسی طرح جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھا کر رخ انور لوگوں کی طرف کیا تو ایسا بھول کر کیا اور درمیان والی حالت صلوٰۃ کی ہے چونکہ ابھی ظہر کی دو رکعتیں باقی تھیں تو نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر قبلہ کی طرف رُخ فرمایا تو صلیٰ الی غیر القبلہ ہوگیا۔

(۳۹۱) حدثنا عمرو بن عون قال ناھُشیم عن حُمیدعن انس بن مالکؓ قال قال عمر رضی اللہ عنہ
ہم سے عمرو بن عونؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہشیمؒ نے حمیدؒ کے واسطہ سے بیان کیا انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
وافقتُ ربی فی ثلٰث قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ میری رائے تین باتوں کے متعلق اللہ رب العزت کی وحی کے مطابق رہی ہے میں نے کہا تھا کہ یارسول اللہ

[1] (عمدۃ القاری ص۱۴۳ ج۴، تقریر بخاری ص۱۴۵ ج۲)

لواتخذنا من مقام ابراھیم مصلیً فنزلت وَاتَّخِذُوْمِنْ مَقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلّٰی

اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیتے تو بڑا اچھا ہوتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”اور تم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ“

وآیة الحجاب قلتُ یارسول الله لوامرتَ نسآءک ان یحتجبن فانه یکلمھن البر

دوسری آیت حجاب ہے میں نے کہا کہ یارسول اللہ اگر آپ ﷺ اپنی ازواج مطہراتؓ کو پردہ کا حکم دیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ ان سے اچھے

والفاجر فنزلت اٰیة الحجاب

اور برے ہر طرح کے لوگ گفتگو کرتے ہیں اس پر آیت حجاب نازل ہوئی

واجتمع نسآء النبی ﷺ فی الغیرة علیه

اور ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہراتؓ جوش وخروش کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں اکٹھی حاضر ہوئیں ہم رائے ہو کر

(اپنے چند مطالبات کے لئے)

فقلت لھن عَسیٰ رَبه اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُبْدِلَه اَزْوَاجاً خَیْرَامِنْکُنَّ مُسْلِمَاتٍ فنزلت ھٰذه الاٰیة

میں نے ان سے کہا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ رب العزت تمہیں طلاق دے دیں اور تمہارے بدلے تم سے بہتر مسلمہ بیبیاں عنایت فرمادیں تو یہ آیت نازل ہوئی

وقال ابن ابی مریم انا یحییٰ بن ایوب قال حدثنی حُمید قال سمعت انسا بھٰذا

اور ابن ابی مریمؒ نے کہا کہ مجھے یحییٰ بن ایوبؒ نے خبر پہنچائی کہا کہ مجھ سے حمیدؒ نے بیان کیا کہا کہ میں نے حضرت انسؓ سے یہ حدیث سنی تھی

(جس میں اسی طرح کے الفاظ سے امہات المؤمنین کو خطاب کیا گیا تھا) (انظر ۴۴۸۳، ۴۷۹۰، ۴۹۱۶)

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرةفی الجزء الاول لواتخذنا من مقام ابراھیم مصلیٰ والمراد من مقام ابراھیم الکعبة علیٰ قول وھی قبلة .

اس حدیث سے ترجمۃ الباب کا پہلا جزء ثابت ہو رہا ہے۔

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت عمر بن خطابؓ ہیں۔

امام بخاریؒ اس حدیث کو مختلف مقامات پر متعدد بار لائے ہیں امام نسائیؒ امام ترمذیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

قال عمر وافقت ربی فی ثلٰث: ...... حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری رائے تین باتوں کے متعلق اللہ رب العزت کی وحی کے مطابق رہی اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ ان امور کو چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی منشاء کے مطابق حکم نازل فرمایا [1]

سوال: ...... مُوافقاتِ عمرؓ تو اس کے علاوہ بھی ہیں۔ تقریباً پندرہ تک شمار کی گئی ہیں اور حضرت عمرؓ تین امور کے بارے میں فرمارہے ہیں؟

جواب: ...... اس روایت میں ثلاث (یعنی تین کا عدد) پندرہ کے مخالف نہیں ہے کیونکہ مفہوم عدد معتبر نہیں ہوتا تو ثلاث کے سے زائد کی نفی بھی نہیں ہورہی کیونکہ یہ عدد تین سے زائد کی نفی پر دلالت نہیں کرتا جن تین مُوافقاتِ عمرؓ کا ذکر اس حدیث پاک میں ہے وہ یہ ہیں۔

(۱): ...... حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا سکتے تو اچھا ہوتا اس پر وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ اِبرَاھِیمَ مُصَلّٰی [4] نازل ہوئی۔

(۲): ...... حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اپنی ازواج مطہراتؓ کو پردہ کا حکم دیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ ان سے اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ گفتگو کرتے ہیں اس پر آیت حجاب نازل ہوئی اور وہ آیت حجاب یہ ہے یَاأَیُّھَا النَّبِیُّ قُل لِّأَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤمِنِینَ یُدنِینَ عَلَیھِنَّ مِن جَلَابِیبِھِنَّ [2]

(۳) ...... ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہراتؓ جوش وخروش میں آپؐ کی خدمت میں ہم رائے ہو کر اکٹھی آئیں میں نے ان سے کہا تھا ہوسکتا ہے کہ اللہ رب العزت تمہیں طلاق دے دیں اور تمہارے بدلے تم سے بہتر مسلمہ بیبیاں عنایت فرمادیں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُبْدِلَہٗ اَزْوَاجاً خَیرًا مِنکُنَّ مُسلِمَاتٍ. [3]

فائدہ: ...... بدر کے قیدیوں، منافقین کی نماز جنازہ اور تحریم خمر وغیرہ کے متعلق آپؓ کی رائے کے مطابق اللہ کی طرف سے احکامات آئے۔

---

[1] (تقریر بخاری ص۱۳۶ ج۲) [2] (پارہ۲۲ سورہ احزاب آیت ۵۹) [3] (پارہ ۲۸ آیت ۵) [4] (پارہ ا سورۃ بقرہ آیت ۱۲۵)

فی الغیرۃ علیہ: ...... غیرت یا تو اس بات میں تھی کہ حضرت ماریہؓ سے جماع فرمایا یا اس واسطے کہ حضرت ام سلمہؓ کے ہاں عسل (شھد) پیا۔ اس واقعہ کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔ ان شاء اللہ

قال ابوعبداللہ الخ: ...... یہ امام بخاریؒ کی کنیت ہے۔

ابن ابی مریم: ...... سے مراد سعید بن محمد بن الحکم ہیں جو ابن ابی مریم کی کنیت سے مشہور ہیں۔ امام بخاریؒ نے اس کو یہاں اور کتاب التفسیر میں تعلیقاً ذکر فرمایا ہے۔

سوال: ...... اس تعلیق کو امام بخاریؒ نے یہاں کیوں ذکر فرمایا؟

جواب: ...... یہ بتلانے کے لئے کہ حمید نے اس کو حضرت انسؓ سے سنا ہے تا کہ وضاحت وصراحت ہو جائے۔

بھذا: ...... ای بالحدیث المذکور سنداً ومتناً فھو من روایت انسؓ عن عمرؓ لا من روایۃ انسؓ عن النبی ﷺ

(۳۹۲) حدثنا عبداللہ بن یوسف قال انا مالک عن عبداللہ بن دینار عن عبداللہ بن عمر
ہم سے عبداللہ بن یوسفؒ نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالکؒ نے عبداللہ بن دینارؒ کے واسطہ سے یہ خبر پہنچائی وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے آپؓ
قال بین الناس بقبآء فی صلوۃ الصبح اذ جاء ھم اٰتٍ فقال ان رسول اللہ ﷺ قد انزل علیہ اللیلۃ قرآن
نے فرمایا کہ لوگ قُبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ پر رات وحی نازل ہوئی ہے
وقد اُمر ان یستقبل الکعبۃ فاستقبلوھا وکانت وجوھھم الی الشام فاستداروا الی الکعبۃ[۲]
اور انہیں کعبہ کی جانب اپنے رخ کر لینے کا حکم دیا گیا ہے تو تم بھی اسی طرف رخ کر لو۔ اس وقت وہ شام کی جانب رخ کئے ہوئے تھے تو وہ کعبہ کی جانب پھر گئے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقتہ للترجمۃ ظاھرۃ من حیث ا لدلالۃ علیھا من الجزء الاول وھو قولہ وقد امر ان یستقبل الکعبۃ

اس حدیث کو امام بخاریؒ کتاب التفسیر میں بھی لائے ہیں۔ امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ نے کتاب الصلوٰۃ اور

[۱] (تقریر بخاری ج۲ ص۱۳۶) [۲] (انظر ۴۴۸۸، ۴۴۹۰، ۴۴۹۱، ۴۴۹۳، ۴۴۹۴، ۷۲۵۱)

کتاب التفسیر میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔

قال بین الناس بقباء : ...... یہ بات پہلے بتائی جا چکی ہے کہ قباء کے اندر صبح کی نماز میں تحویل قبلہ کا اعلان ہوا اور بنو سلمہ میں عصر کی نماز میں۔

آتٍ : ...... اسم فاعل کا صیغہ ہے الاتیان مصدر سے ۔معنی آنے والا۔

سوال : ...... یہ آنے والا کون تھا؟ **جواب :** ...... یہ آنے والا عبادؓ بن بشر تھا۔

قد انزل علیه اللیلة قرآن : ...... رات کا اطلاق گزشتہ دن کے بعض حصہ پر کیا گیا ہے اور قرآن سے مراد یہ آیت ہے **قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِي السَّمَآءِ** (الایة)[1]

(۳۹۳)حدثنا مسدد قال نا یحیی عن شعبة عن الحَکَمِ عن ابراهیم عن علقمة عن عبداللّٰهؓ
ہم سے مسددؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا شعبہؒ کے واسطہ سے وہ حکم سے وہ ابراہیمؒ سے وہ علقمہؒ سے وہ عبداللہؓ
قال صلی النبی ﷺ الظهر خمسا فقالوا ازید فی الصلوٰة
سے انھوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز (ایک مرتبہ) پانچ رکعت پڑھائی اس پر لوگوں نے پوچھا کہ کیا نماز میں زیادتی ہوگئی ہے
قال ما ذاک قالوا صلیت خمسا قال فثنی رجله وسجد سجدتین (راجع ۴۰۱)
آپ ﷺ نے فرمایا بات کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی کہ آپ ﷺ نے پانچ رکعت نماز پڑھائی ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ پھر آپ ﷺ نے اپنے پاؤں موڑ لیے اور دو سجدے کیے

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقته للترجمة ظاهرة لان سها فصلی ولم یعد تلک الصلوٰة (اور یہ حدیث گذشتہ باب میں گزر چکی ہے)

الظهر خمسا : ...... ہمارے نزدیک چار پر بیٹھنا لازم ہے اگر چار پر بیٹھے بغیر پانچویں رکعت ملالی تو فرض نفل ہو جائیں گے۔

---

[1] (سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۴ پارہ ۲)

(۲۷۴)

﴿باب حکّ البزاق بالید من المسجد﴾

مسجد میں تھوک کو اپنے ہاتھ سے صاف کرنا

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجَمة الباب کی غرض اور ربط :......

سوال :...... قبلہ کی بات چلتے چلتے مسجد کی بات چل پڑی تو دونوں میں کیا ربط ہے؟

جواب:...... اصل استقبال قبلہ کے بعد احترامِ قبلہ کے باب کا بیان ہے لیکن چونکہ روایت کے اندر حَکّ بزاق (تھوک صاف کرنے) کا ذکر تھا اس لئے اس کو ترجمہ کے اندر ذکر فرمادیا۔ یا اس طرح کہہ لیں کہ چونکہ قبلہ کا ذکر ہو رہا تھا امام بخاریؒ نے اس کے ذیل میں مساجد کے احکام بھی ذکر فرمادیئے اس لئے کہ مساجد کے اندر قبلہ کا خاص لحاظ ہوتا ہے قبلے کے رخ پر مساجد بنائی جاتی ہیں[1]

حکم البزاق ودفع تعارض فی الروایات :...... نمازی اگر اکیلا ہو اور نماز کے اندر تھوک غلبہ کرے اور مسجد بھی کچی ہو تو بائیں جانب تھوک دے، دائیں طرف اور سامنے تھوکنا جائز نہیں، بائیں طرف بھی تب جائز ہے جب اکیلا ہو اور مسجد بھی کچی ہو یا جنگل میں ہو اس بارے میں تین قسم کی روایات آئی ہیں۔

(۱) بائیں طرف (۲) کپڑے میں تھوک کرمل دے (۳) قدموں کے نیچے تھوک دے۔

---

[1] (تقریر بخاری ص ۱۴۷ ج ۲)

تینوں قسموں کی روایات میں تطبیق:...... اس طرح ہے کہ کچی مسجد میں جب اکیلا نماز پڑھ رہا ہو اور آس پاس نمازی نہ ہوں تو بائیں طرف تھوکے، اور اگر مسجد کچی ہو بائیں طرف نمازی ہوں تو قدموں کے نیچے تھوکے، اور اگر مسجد پکی ہو تو اس وقت کپڑے میں مل لے، بائیں طرف مت تھوکے اور نہ ہی بائیں پاؤں کے نیچے[۱]

سوال:...... دائیں طرف اور سامنے تھوکنے میں کیا حرج ہے؟

جواب:...... سامنے نہ تھوکنے کی ایک وجہ تو احترام قبلہ ہے اور دوسری وجہ مناجات ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے **فانہ یناجی ربہ**[۲] یہ باب مفاعلہ سے ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس لفظ کا استعمال مجازاً ہے یا تشبیھاً اور دائیں طرف تھوکنے سے علتِ نہی **تاذیٔ مصلی** (نمازی) ہے یا **تاذیٔ مَلَک** (فرشتہ)۔ جب نماز میں دائیں طرف تھوکنے سے روک دیا گیا تو غیرِ نماز میں احترامِ قبلہ کا لحاظ رکھتے ہوئے قبلہ کی طرف نہیں تھوکنا چاہئے[۳]

سوال:...... علتِ نہی فرشتے کی رعایت ہے یا دائیں طرف کی شرافت۔ دوسری صورت میں تو بات آسان ہے اور اگر پہلی وجہ ہے تو جیسے فرشتہ دائیں جانب ہے ویسے بائیں جانب بھی ہے بائیں جانب والے فرشتے کی رعایت بھی تو ضروری ہے۔

جواب (۱):...... بوقتِ نیکی بائیں جانب کا فرشتہ ہٹ کر بیٹھ جاتا ہے احترام قبلہ بھی تو ایک نیکی ہے لہٰذا بائیں طرف تھوکنے سے فرشتے کی رعایت میں فرق نہیں پڑے گا[۴]

جواب (۲):...... نماز میں فرشتہ صرف دائیں طرف ہوتا ہے جو نمازی کی معاونت کرتا ہے بائیں طرف تو نماز میں شیطان ہوتا ہے جو سونڈ کو دل کی طرف بڑھا کر کہتا ہے **اذکر کذا اذکر کذا**. یہ تھوک **رغماً للشیطٰن** ہوگا۔

اختلاف فی حکم البزاق فی المسجد:...... مسجد میں بزاق (تھوکنے) سے نہی کی علت ایک تو **ایذاء مصلی** ہے کہ پاس والے نمازی کو تکلیف ہوگی اور دوسرا احترامِ فرشتہ وغیرہ۔ علامہ نوویؒ اور قاضی عیاضؒ نے اس بارے میں بحث کی ہے کہ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اگر مسجد کچی ہو تو تھوکنا جائز ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی مسجد میں تھوک دے تو اس کا کفارہ اس (تھوک) کو دفن کر دینا ہے[۵] لیکن علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ

---

[۱] (بیاض صدیقی ص ۹ ج ۲) [۲] (عمدۃ القاری ص ۱۴۹، ۱۵۳ ج ۴) (بخاری ص ...... ج ۱) [۳] (عمدۃ القاری ص ۱۵۲ ج ۴) [۴] (بیاض صدیقی ص ۹ ج ۲) [۵] (عمدۃ القاری ص ۱۵۰ ج ۴)

اگر علتِ ایذاء مُصلّی کو دیکھا جائے تو مسجد میں تھوکنا جائز نہیں ہونا چاہئے اور اگر علتِ احترام کو لیا جائے تو بھی مسجد میں بھی ناجائز ہونا چاہئے امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ مسجد میں نہ تھوکے بلکہ کپڑے میں مل لے[۱]

الحاصل: ...... کل علت نہی پانچ چیزیں ہیں۔

(۱) احترام قبلہ (۲) احترامِ مسجد (۳) احترامِ کاتبِ حسنات (نیکیاں لکھنے والا فرشتہ) (۴) احترام معاون صلوٰۃ (فرشتہ) (۵) علتِ ایذاءِ مُصلّی۔ ان میں سے جو علت بھی پائی جائے گی اس جگہ اس علت نہی کی قوت کے بقدر ممانعت ہوگی۔

بِالیَد: ...... امام بخاریؒ نے بالیَد کی قید لگائی ہے اور ((ید)) کا لفظ پہلی روایت میں ہے دوسری میں نہیں تو کیا یہ قید احترازی ہے؟ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری ص۲۵۳ ج ۲ م انصاری دہلی، میں فرماتے ہیں کہ ترجمہ کے اندر تعمیم ہے بالید ہو یا بغیر الید۔ یہ قید احترازی نہیں ہے یہی بات علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری ص ۱۳۸ ج ۴ میں بھی بیان فرمائی ہے[۲]

فائدہ: ...... امام بخاریؒ نے **باب حک البزاق الخ** سے لے کر **ابواب السترۃ** تک ۵۵ ابواب مساجد کے متعلق منعقد فرمائے ہیں سب کا خلاصہ یہ ہے کہ مساجد کا احترام کیا جائے مساجد کے مناسب عمل مساجد میں کئے جائیں[۳]

(۳۹۴) حدثنا قتیبة قال نا اسمعیل بن جعفر عن حُمید عن انس بن مالکؓ ان النبی ﷺ
ہم سے قتیبہؒ نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفرؒ نے بیان کیا حمیدؒ کے واسطہ سے وہ انس بن مالکؓ سے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے
رأیٰ نخامة فی القبلة فشق ذلک علیه حتی رُءِ یَ فی وجهه
قبلہ کی طرف (دیوار پر) بلغم دیکھا یہ چیز آپ ﷺ کو ناگوار گزری اور ناگواری آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے بھی محسوس کی گئی
فقام فحکه بیده فقال ان احدکم اذا قام فی صلاته فانه یناجی ربه
پھر آپ ﷺ اٹھے اور خود اپنے دستِ مبارک سے اسے صاف فرمایا اور فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے

[۱] (عمدۃ القاری ص۱۵۲ ج۴) [۲] (تقریر بخاری ص۱۴۷ ج۲) [۳] (تقریر بخاری ص۱۴۷ ج۲) (عمدۃ القاری ص۱۶۲ ج۴)

اوانَّ ربه بينه وبين القبلة فلا يَبزُقَنَّ احدكم قبل قبلته ولٰكن عن يساره او تحت قدمه
اوراس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے اس لیے کوئی شخص قبلہ کی طرف نہ تھوکے البتہ بائیں جانب یا اپنے قدموں کے نیچے تھوک سکتا ہے
ثم اخذ طرف ردآئه فبصق فيه ثم رد بعضه علٰى بعض فقال او يفعل هٰكذا (راجع ۲۴۱)
پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا وراس پر تھوکا اور تہ اس پر ڈال کر اسے مل دیا اور فرمایا یا اس طرح کرلیا کرو

﴿تحقیق و تشریح﴾

مطابقته للترجمة ظاهرة .

امام بخاریؒ اس حدیث کو مختلف ابواب میں متعدد بار لائے ہیں امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام ابوداوٗدؒ اور امام نسائیؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

نخامة :...... اس کا معنی ہے بلغم۔ نہایہ میں ہے کہ نخامہ اس تھوک کو کہتے ہیں جو سر سے اترے اور منہ میں آجائے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نخامہ سینے سے نکلنے والے بلغم کو کہتے ہیں، اور بصاق جو منہ سے نکلے اور مخاط جو ناک سے بہے[1]

فانه يناجي ربه اوان ربه بينه وبين القبله :...... وہ اپنے رب سے سرگوشی کررہا ہے مجازاً ہے یا اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے یہ کلام علیٰ سبیل التشبیہ ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے لئے مکانیت ثابت نہیں ہوتی لہٰذا یہ اشکال نہیں ہو سکے گا کہ اللہ تعالیٰ تو مکانیت سے منزہ ہیں اور اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کے لئے مکانیت ثابت ہورہی ہے تشبیہ کا مطلب یہ ہے کہ نمازی جب اللہ تعالیٰ سے مناجات کررہا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کی طرف اپنی عنایات کے ساتھ متوجہ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رضا متوجہ ہوتی ہے بعض محدثینؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے یعنی خدا کی عظمت اور خدا کا ثواب قبلہ اور اس کے درمیان ہے علامہ ابن عبدالبرؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں قبلہ کی تعظیم و تکریم کے لئے یہ اندازِ خطاب اختیار فرمایا ہے[2]

---

[1] (عمدۃ القاری ص۱۴۹ ج۴) [2] (تقریر بخاری ص۱۴۷ ج۲) (تفہیم البخاری ص۲۳۱ ج۱)

(۳۹۵)حدثنا عبداللہ بن یوسف قال انا مالک عن نافع عن عبداللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہمیں مالک نے نافع کے واسطہ سے خبر دی وہ عبداللہ بن عمرؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے

رأی بُصاقاً فی جدار القبلة فحکه ثم اقبل علی الناس فقال اذا کان احدکم یصلی

تھوک دیکھا قبلہ کی طرف دیوار پر۔ آپؐ نے اسے صاف فرمادیا اور لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز میں ہو تو

فلا یَبْصُقْ قِبَلَ وجهه فان الله سبحانه قِبَلَ وجهه اذا صلی (انظر ۷۵۳،۱۲۱۳،۶۱۱۱)

سامنے نہ تھوکے کیونکہ نماز کے وقت خداوند تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳۹۶)حدثنا عبداللہ بن یوسف قال انا مالک عن هشام بن عروةؓ عن ابیه عن عائشةؓ ام المومنین

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالک نے ہشام بن عروہؓ کے واسطے سے خبر پہنچائی وہ اپنے والد سے وہ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان رسول الله ﷺ رأی فی جدار القبلة مُخاطا او بُصاقاً او نُخامة فحکه

سے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی دیوار پر رینٹ تھوک یا بلغم دیکھا تو اسے صاف فرمادیا

﴿تحقیق وتشریح﴾

سوال :...... اس حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت نہیں ہے کیونکہ اس میں ہاتھ سے تھوک صاف کرنے کا ذکر ہی نہیں اور نہ ہی مسجد کا ذکر ہے جب کہ ترجمۃ الباب میں ہاتھ اور مسجد دونوں کا ذکر ہے۔

جواب اول:...... حدیث پاک میں ہے کہ آپ ﷺ نے قبلہ کی دیوار پر تھوک دیکھا اور آپ ﷺ نے اسے صاف فرمادیا تو ذہن فوراً اس بات کی طرف جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے اسے ہاتھ سے صاف فرمایا ہوگا اور قبلہ کی دیوار سے مراد آنحضرت ﷺ کی مسجد کی وہ دیوار ہے جو قبلہ کی جانب ہے لہٰذا ہاتھ اور مسجد دونوں پائے گئے مطابقت ہوگئی![1]

---

[1] (عمدۃ القاری ص۱۵۰ ج۴)

جواب ثانی :...... اس حدیث کی مطابقت ترجمۃ الباب کے ساتھ تفصیلی روایات کی بناء پر ہے۔

مطابقته للترجمة ظاهرة .

امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الصلوٰۃ میں دوبارہ بھی لائے ہیں، اور امام مسلمؒ نے بھی اس کی تخریج فرمائی ہے۔

مخاطاً :...... مخاط، بصاق اور نخامہ کے اندر تھوڑا سا فرق ہے جس کو میں حدیث تنبیہ کی تحقیق وتشریح میں بیان کر چکا ہوں اور اس سے پہلے بھی ان تینوں کا فرق بیان کیا جا چکا ہے۔

(۲۷۵)

﴿باب حک المخاط بالحصی من المسجد﴾

مسجد سے کنکری کے ذریعہ بلغم صاف کرنا

وقال ابن عباسؓ ان وطئت علی قذر رطب فاغسله وان کان یابسا فلا
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ گیلی نجاست پر تمہارے پاؤں پڑے ہیں تو انہیں دھونا چاہئے اور اگر خشک ہو تو دھونے کی ضرورت نہیں

سوال :...... حضرت ابن عباسؓ کے اثر کو ترجمۃ الباب سے کیا ربط ہے؟ اس میں ہے کہ گیلی نجاست پر تمہارے پاؤں پڑے ہیں تو انہیں دھونا چاہئے اور اگر پاؤں خشک نجاست پر پڑے ہوں ہو تو دھونے کی ضرورت نہیں؟ جب کہ ترجمۃ الباب میں ہے کہ مسجد سے کنکری کے ذریعے بلغم صاف کرنا۔

جواب :...... منشأ نہی اگر ایذاء ہو تو پھر یہی تفصیل ہے جو حضرت ابن عباسؓ نے بیان فرمائی ہے اور اگر بات احترام کی لی جائے تو دونوں برابر ہیں تو حضرت ابن عباسؓ جو تفصیل بیان فرما رہے ہیں وہ ایذاء کے لحاظ سے ہے اور

احترام کے لحاظ سے آگے روایت آئے گی کیونکہ کنکری لے کر جو آپ ﷺ صاف فرما رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ خشک ہی ہوگی علامہ عینیؒ عمدۃ القاری ص ۱۵۱ ج ۴ پر لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اثر ابن عباسؓ کو ذکر فرما کر اشارہ فرمادیا کہ حک یابس کے اندر ہے اور اگر بصاق وغیرہ رطب ہو تو پھر دھونا ضروری ہوگا۔

(۳۹۷)حدثنا موسی بن اسمٰعیل قال نا ابراهیم ابن سعد قال انا ابن شهاب
ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابراھیم بن سعد نے بیان کیا کہا کہ ہمیں ابن شہاب نے یہ خبر پہنچائی
عن حمید بن عبدالرحمٰن ان ابا هریرةؓ واباسعیدؓ حدثاه
حمید بن عبدالرحمٰن کے واسطہ سے کہ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعیدؓ نے انہیں خبر پہنچائی
ان رسول الله ﷺ رأی نخامة فی جدار المسجد فتناول حَصَاةً فحتها
کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھا پھر حضرت رسول اللہ ﷺ نے ایک کنکری لی اور اسے صاف فرمادیا
فقال اذا تنخم احدکم فلا یتنخمن قبل وجهه ولا عن یمینه ولیبصُق عن یساره او تحت قدمه الیسریٰ [۲]
پھر فرمایا کہ جب کوئی شخص تھوکے تو اسے سامنے یا داہنی طرف نہ تھوکنا چاہئے البتہ بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے

مطابقته للترجمة فی قوله "فتناول حصاة فحکها، فحتها"

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں چھٹے حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں جن کا نام سعد بن مالکؓ ہے اس حدیث کو امام بخاریؒ **کتاب الصلوٰۃ** میں علی بن عبداللہؒ سے لائے ہیں اور امام مسلمؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی **کتاب الصلوٰۃ** میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔

فحکها :...... ای حک نخامة. اورروایتِ کشمیهنی میں فحکها کی جگہ فحتها ہے معنی دونوں کا ایک ہے [۱]

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۱۵۲ ج ۴) [۲] (انظر ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۴، ۴۱۶)

ترجمة الباب کی غرض :...... اس باب کی غرض یہ ہے کہ اس بات میں اختلاف ہورہا ہے کہ بصاق عن الیمین کی نہی صلوۃ کے ساتھ خاص ہے یا عام، صلوٰۃ غیر صلوٰۃ سب کو شامل ہے کیونکہ روایت دونوں طرح کی ہیں اس لئے امام مالکؒ سے تخصیص بالصلوٰۃ منقول ہے اور امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ عام ہے[1] نماز میں داہنی طرف تھوکنے سے روکا جارہا ہے اب یہ روکنا شرافت یمین کی وجہ سے ہے یا ملک معاونِ صلوٰۃ کی ایذاء کی وجہ سے لیکن یہاں معاونِ صلوٰۃ فرشتے کی ایذاء کی وجہ سے نہیں ہوگی۔ ترجمۃ الباب میں فی الصلوٰۃ کا اضافہ امام مالکؒ کی تائید کے لئے ہے[2]

(۳۹۸)حدثنا یحییٰ بن بکیر قال نا اللیث عن عُقیل عن ابن شهاب عن حُمید بن عبدالرحمٰن

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے لیث نے بیان کیا عُقیل کے واسطہ سے وہ ابن شہاب سے وہ حمید بن عبدالرحمٰن سے

ان اباهریرةؓ واباسعیدؓ اخبراه ان رسول الله ﷺ رأی نُخامة فی حآئط المسجد

کہ حضرت ابوہریرۃؓ اور حضرت ابوسعیدؓ نے انہیں خبر پہنچائی کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھا

فتناول رسول الله ﷺ حصاة فحتها

پھر آپ ﷺ نے ایک کنکری لی اور اسے صاف فرمادیا

[1](تقریر بخاری ص ۱۴۸ ج ۲) [2](تقریر بخاری ص ۱۴۸ ج ۲)

ثم قال اذا تنخم احدکم فلایتنخم قِبَلَ وجهه ولا عن یمینه ولیبصُق عن یساره اوتحت قدمه الیسریٰ
اور فرمایا کہ اگر تمہیں تھوکنا ہو تو سامنے یا داہنی طرف نہ تھوکا کرو البتہ بائیں طرف یا بائیں قدم کے نیچے تھوک سکتے ہو

(راجع ۴۰۸،۴۰۹)

مطابقته للترجمة فی قوله فلا یتنخم قبل وجهه ((ولاعن یمینه)) ای ولایتنخم عن یمینه .

سوال : ...... ترجمۃ الباب میں **لایبصق عن یمینه** ہے اور حدیث الباب میں **لایتنخم** ہے بصاق اور بلغم یہ تو الگ الگ چیزیں ہیں لہٰذا حدیث الباب کی ترجمۃ الباب سے مطابقت نہ ہوئی ؟

جواب : ...... یہ ہے کہ دونوں کا حکم ایک ہے نبی کریم ﷺ نے نخامہ اور بصاق کا حکم ایک بتایا ہے جیسا کہ آگے آنے والی حضرت انسؓ کی حدیث سے ظاہر ہے لہٰذا حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت ہو گی[1]

(۳۹۹)حدثنا حفص بن عمرؓ قال نا شعبة قال اخبرنی قتادة قال سمعت انساً قال
ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا مجھے قتادہ نے خبر دی کہا میں نے حضرت انسؓ سے سُنا
قال النبی ﷺ لایتفلن احدُکم بین یدیه ولاعن یمینه ولکن عن یساره اوتحت رِجله الیسری
کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم سامنے یا دائیں طرف نہ تھوکا کرو بائیں طرف یا بائیں قدم کے نیچے تھوک سکتے ہو

(راجع ۲۴۱)

مطابقته للترجمة ظاهرة لا ن معنیٰ لایتفلن لایبزقن.

اور یہ تفل بزاق کے مشابہ ہے اور وہ اس سے کم ہے سب سے پہلے بزاق ہے پھر تفل پھر نفث اور پھر نفخ ہے[2]

۞۞۞۞۞۞۞

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۵۲ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۱۵۳ ج ۴)

(۲۷۷)

﴿باب لیبصُق عن یساره او تحت قدمه الیسریٰ﴾

بائیں طرف یا بائیں قدم کے نیچے تھوکنا چاہئے

بعض نسخوں میں لیبصق کی بجائے لیبزق ہے معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔اس باب کے تحت امام بخاریؒ دوحدیثوں کو لائے ہیں پہلی حدیث حضرت انسؓ سے ہے جو پہلے بھی گزر چکی ہے اور اس میں صلوٰۃ کی قید ہے اور دوسری حضرت ابوسعید خدریؓ سے ہے اس میں صلوٰۃ کا لفظ نہیں ہے۔

امام بخاریؒ نے اس باب سے ایک اختلاف کی طرف اشارہ فرمادیا ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض حضرات کے نزدیک بصاق فی المسجد جائز ہے اور بعض حضراتؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے تو امام بخاریؒ جواز کے قائل ہیں تو جو حضرات عام جواز کے قائل ہیں ان کا کہنا ہے کہ بصاق فی المسجد گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کر دینا ہے[۱]

(۴۰۰)حدثنا ادم قال ناشعبةقال ناقتادة قال سمعت انس بن مالکؓ قال
ہم سے آدمؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے قتادہؒ نے بیان کیا کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان المؤمن اذاکان فی الصلوٰة فانما یناجی ربه
کہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے
فلا یبزقن بین یدیه ولاعن یمینه ولٰکن عن یساره او تحت قدمه (راجع ۲۴۱)
اس لئے سامنے یا دائیں طرف نہ تھوکنا چاہئے البتہ بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے

[۱] (تقریر بخاری ص۱۴۹ ج۲)

مطابقته للترجمة فی قوله ولکن عن یساره ظاهرة.

❀❀❀❀❀❀❀

(۴۰۱)حدثنا علی قال نا سفیٰن قال نا الزهری عن حُمید بن عبدالرحمٰن
ہم سے علیؒ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیانؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے زہریؒ نے بیان کیا حمید بن عبدالرحمٰنؒ سے
عن ابی سعیدؓ ان النبی ﷺ ابصر نخامة فی قبلة المسجد فحکها بحصاة
وہ حضرت ابوسعیدؓ سے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے مسجد کے قبلہ کی دیوار پر بلغم دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے کنکری سے صاف فرمادیا
ثم نهی ان یبزق الرجل بین یدیه اوعن یمینه
پھر اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص سامنے یا دائیں طرف تھوکے
ولکن عن یساره اوتحت قدمه الیسری وعن الزهری سمع حمیدا عن ابی سعید ن الخدری نحوه
البتہ بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لینا چاہئے اور زہریؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حمیدؒ سے بواسطہ ابوسعید خدریؓ اسی طرح حدیث سنی

(راجع ۴۰۹)

اوتحت قدمه الیسری :...... یا بائیں قدم کے نیچے تھوک سکتے ہو۔ یسریٰ کی قید اس لئے ذکر کی کہ دائیں قدم کے نیچے نہ تھوکا جائے گویا کہ یسریٰ کی قید احترازی ہے۔

وعن الزهری سمع حمیداعن ابی سعیدؓ نحوه :...... اس سے امام بخاریؒ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ محمد بن مسلم الزہریؒ نے بتایا کہ سفیان بن عیینہؒ نے اس حدیث کو دو طریق سے نقل فرمایا ہے۔

(۱):......عنعنہ کے ساتھ۔ (۲):...... حمید سے سماعت کی تصریح کے ساتھ۔

علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تعلیق ہے حضرات شراحؒ نے کرمانیؒ کی اس بات سے اتفاق نہیں کیا بلکہ کہا یہ معلق نہیں موصول ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

ترجمة الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ اس باب میں مسجد میں تھوکنے کا کفارہ بیان فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص مسجد میں تھوک دے تو اس کا کفارہ اُس تھوک کو دفن کر دینا ہے امام نوویؒ کی رائے بھی یہی ہے۔[1]

کفارۃ:...... بروزن فعالة ہے قتالة اور ضرابة کی طرح یہ اسم مبالغہ ہے۔

(۴۰۲) حدثنا آدم قال نا شعبة قال نا قتادة قال سمعت انس بن مالكؓ
ہم سے آدمؒ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے قتادہؒ نے بیان کیا
قال قال النبی ﷺ البزاق فی المسجد خطیئة وكفارتها دفنها
کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کا کفارہ اسے چھپا دینا ہے

مطابقته للترجمة ظاهرة.

البزاق فی المسجد :...... مسلم شریف کی روایت میں التفل فی المسجد ہے مطلب دونوں کا ایک ہے۔

---

[1] (تقریر بخاری ص۱۴۹ ج۲)

ترجمۃ الباب کی غرض اول : ...... یہاں سے امام بخاری بلغم کو مسجد کے اندر دفن کا جواز ثابت فرما رہے ہیں۔

دوسری غرض : ...... دوسری غرض یہ ہے کہ دفن مسجد کے ساتھ خاص ہے مسجد کے باہر ضروری نہیں۔[۱]

(۴۰۳)حدثنا اسحٰق بن نصر قال انا عبدالرزاق عن معمر عن همام سمع اباهريرةؓ
ہم سے اسحٰق بن نصرؒ نے بیان کیا کہا کہ ہمیں عبدالرزاقؒ نے خبر دی معمرؒ کے واسطہ سے وہ ہمامؒ سے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا
عن النبی ﷺ قال اذا قام احدکم الی الصلوٰة فلایبصُق امَامَه
وہ حضرت نبی کریم ﷺ سے نقل فرماتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہو تو سامنے نہ تھوکے
فانما یناجی الله مادام فی مصلاه
کیونکہ وہ جب تک نماز کی حالت میں ہوتا ہے خداتعالیٰ سے سرگوشی کرتا رہتا ہے
ولا عن یمینه فان عن یمینه مَلَکاً ولیبصق عن یساره اوتحت قدمه فیدفنها (راجع ۴۰۸)
اور داہنی طرف بھی نہ تھوکے کیونکہ اس طرف فرشتہ ہے البتہ بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک لے اور اسے مٹی میں چھپادے

[۱] (تقریر بخاری ص ۱۴۹ ج ۲)

مطابقته للترجمة فی قوله فیدفنها .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت ابو ہریرۃؓ ہیں جن کا نام عبدالرحمٰن بن صخر ہے۔

اس حدیث کی تفصیل وتشریح گزر چکی ہے۔جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرتﷺ نے نماز میں نخامہ کوسامنے اوردائیں طرف ڈالنے سے منع فرمایا ہے بائیں طرف قدم کے نیچے دفن کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

سوال :...... ترجمۃ الباب میں نخامہ کا لفظ ہے جب کہ حدیث میں فلا یبصق ہے لہٰذا حدیث الباب اور ترجمۃ الباب میں مطابقت نہیں؟

جواب :...... اس کا جواب باب لا یبصق عن یمینه فی الصلوٰۃ میں گزر چکا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریمﷺ نے نخامه اور بصاق دونوں کا ایک ہی حکم فرمایا ہے۔

(۲۸۰)

﴿باب اذا بدره البزاق فلیأ خذ بطرف ثوبه﴾

جب تھوکنے پر مجبور ہو جائے تو کپڑے کے کنارے سے کام لینا چاہئے

ترجمة الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ تنبیہ فرمارہے ہیں کہ روایت الباب میں بُصاق فی الیسار اورتحت القدم اورفی الثوب کے اندرتسویہ فرمایا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ثوب کے اندر مَل لے بلکہ یہ اس وقت ہے کہ جب بصاق اس پر غالب آجائے اور کوئی چارہ کار نہ ہو تو ایسا کرے (کپڑے پر تھوک کر مَل لے) گویا کہ یہ

ترجمہ شارحہ ہے۔ ترجمہ شارحہ وہ ہوتا ہے کہ جس میں ابہام کی توضیح اور خاص کی تعمیم اور عام کی تخصیص ہوتی ہے[1]

(۴۰۴)حدثنا مالک بن اسمٰعیل قال نا زُهیر قال ناحمید عن انس بن مالکؓ
ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا کہ ہم سے زہیر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حمید نے حضرت انس بن مالکؓ کے واسطہ سے بیان کیا
ان النبی ﷺ رأی نخامة فی القبلة فحکها بیده ورء ی منه کراهیة
کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے قبلہ کی طرف بلغم دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے اپنے دست مبارک سے صاف فرمایا آپ ﷺ کی ناگواری کو محسوس کیا گیا
او رء ی کراهیته لذلک وشدته علیه وقال ان احدکم اذاقام فی صلوٰته فانما یناجی ربه
یا اس کی وجہ سے آپ ﷺ کی شدید ناگواری کو محسوس کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے
اوربُه بینه وبین قبلته فلا یبزُقَنَّ فی قبلته ولٰکن عن یساره او تحت قدمه
اور یہ کہ اس کا رب اس مصلی اور قبلہ کے درمیان ہے اس لئے قبلہ کی طرف نہ تھوکا کرو البتہ بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک لیا کرو
ثم اخذ طَرَف ردآئه فبزق فیه و رد بعضه علی بعض قال او یفعل هٰکذا (راجع ۲۴۱)
پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا اور اس میں تھوکا اور چادر کی ایک تہ کو دوسری تہ پر پھیر دیا اور فرمایا یا اس طرح کر لیا کرو

الترجمة مشتملة علی شیئین اولهما مبادرة البزاق والاخر هواخذ المصلی بزاقه بطرف ثوبه وفی الحدیث مایطابق الثانی وهو قوله " ثم اخذ طرف ردائه فبزق فیه "

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ چوتھے راوی حضرت انس بن مالکؓ ہیں۔

نخامه:...... بمعنی بلغم

فحکهابیده :...... آپ ﷺ نے اسے اپنے دست مبارک سے صاف فرمایا۔

---

[1] (تقریر بخاری ص ۱۵۰ ج ۲)

(۲۸۱)

﴿باب عِظَةِ الامام الناسَ فی اتمام الصلوٰۃ و ذکر القبلة﴾

امام کا لوگوں کو نصیحت کرنا کہ نماز پوری طرح پڑھیں اور قبلہ کا ذکر

ای هذا باب فی بیان وعظ الامام الناس بان یتموا صلاتهم ولایترکوا منها شیئا[۱]

ترجمة الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ مصالح مسجد کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ امام کو چاہئے کہ مقتدیوں کے احوال کا تفحص (نگرانی) کرے اور اگر وہ نماز وغیرہ صحیح نہ پڑھتے ہوں تو ان کو بتلا دے اور تنبیہ بھی کرے[۲]

ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں۔

۱:...... عظة الامام الناس فی اتمام الصلوٰۃ. ۲:...... ذکر القبلة.

حدیث الباب سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے چونکہ یہ بات صحابہ کرامؓ کو نماز کے بعد ارشاد فرمائی اس لئے امام بخاریؒ نے فی اتمام الصلوٰۃ کا عنوان قائم کر دیا اور دوسرا جزء تبعاً ذکر فرمایا۔ مقصود بالذات تو عظۃ الامام (امام کا نصیحت کرنا) تھا مگر چونکہ حدیث شریف میں هل ترون قبلتی ههنا آیا تھا اس لئے لفظ حدیث کی رعایت میں وذکر القبلة کا ذکر بھی ترجمۃ الباب میں فرما دیا۔

(۴۰۵) حدثنا عبدالله بن یوسف قال انا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هریرةؓ
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالک نے ابوالزناد کے واسطہ سے خبر پہنچائی وہ اعرج سے وہ حضرت ابوہریرہؓ سے

[۱] (عمدۃ القاری ص۱۵۶ ج۴) [۲] (تقریر بخاری ص۱۵۰ ج۲)

ان رسول اللہ ﷺ قال هل ترون قِبلَتِی هٰهنا
کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میرا رخ قبلہ کی طرف ہے؟
فوالله مایخفی علی خشوعُکم ولا رکوعُکم انی لاراکم من ورآء ظهری (انظر ۷۴۱)
خدا کی قسم مجھ سے نہ تمہارا خشوع چھپتا ہے نہ رکوع میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے دیکھتا رہتا ہوں

مطابقته للترجمة من حیث ان فی هذا الحدیث وعظالهم وتذکیرا وتنبیها بانه لایخفی علیه رکوعُهم وسجودهم یظنون انه لایریٰ هم مستدبرا لهم ولیس الامر کذلک لانه یری من خلفه مثل مایریٰ من بین یدیه .

اس حدیث کی امام مسلمؒ نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں قتیبہؒ عن مالک تخریج فرمائی ہے۔

سوال: ...... آنحضرت ﷺ کے اس سوال کا منشأ کیا ہے؟

جواب: ...... آپ ﷺ کے توجہ الی القبلہ سے زعم پیدا ہوتا تھا کہ آپ ﷺ پیچھے نہیں دیکھتے تو یہ جملہ آئندہ بات کی تمہید کے طور پر ہے کہ تمہارا یہ خیال ہے کہ میں صرف قبلے کی طرف دیکھتا ہوں پیچھے نہیں دیکھتا اس وہم کو دفع کرتے ہوئے فرمایا خدا کی قسم مجھ سے نہ تمہارا خشوع چھپتا ہے نہ رکوع۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں۔ اگلی حدیث میں ہے کہ جیسے اب دیکھ رہا ہوں۔

انی لأراکم من ورآئ ظهری :...... رؤیت ورآء الظهر :......

اشکال : ...... رؤیت خلف یعنی ورائی الظہر کے بارے میں اشکال ہے کہ آپ ﷺ کو آگے دیکھتے ہوئے پیچھے رؤیت کس طرح حاصل ہوتی تھی؟

جواب : ...... اس بارے میں حضرات شراحؒ نے چھ قول لکھے ہیں۔

قولِ اول : ...... بعض حضراتؒ نے کہا وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو پتہ چل جاتا تھا یعنی رؤیت علمی مراد ہے[1]

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۵۷ ج ۴) (فتح الباری ص ۲۵۶ ج ۲)

قولِ ثانی :...... رؤیتِ بصری مراد ہے کہ آپ ﷺ جیسے آنکھوں سے آگے دیکھتے تھے پیچھے بھی دیکھتے تھے اور یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔[1]

قولِ ثالث :...... بعض حضرات نے کہا ہے کہ قبلے کی دیوار شیشے کی طرح کردی جاتی تھی جس سے آپ ﷺ پیچھے بھی دیکھ لیتے تھے۔[2]

قولِ رابع :...... خاتم نبوت میں دو باریک سوراخ تھے آنحضرت ﷺ ان سے دیکھتے تھے۔[3]

قولِ خامس :...... آپ ﷺ نے دعا مانگی تھی **اللهم اجعل نورا من بين يدی ونورا من خلفی ونورا عن يمينی ونورا عن شمالی ونورا من فوقی ونورا من تحتی .(الحزب الاعظم)**

چاروں طرف نور ہو تو جدھر دیکھیں نظر آتا ہے مثلاً آپ نے اپنی گدی دیکھنی ہو تو ایک شیشہ آگے رکھیں اور ایک پیچھے تو آپ اپنی گدی دیکھ سکیں گے۔

قولِ سادس :...... علامہ عینیؒ لکھتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک آنحضرت ﷺ کو رؤیت کے لئے عقلاً آلہ مخصوص (آنکھ) اور مقابلہ (سامنے ہونا) اور قرب شرط نہیں۔[4] جیسے آخرت میں سارے آدمی اللہ تعالیٰ کو بلا جہت دیکھیں گے اسی طرح کیا عجب ہے کہ دنیا میں حضور اکرم ﷺ کے واسطے نماز میں یہ خصوصیت ہو کہ آپ ﷺ مقتدیوں کو بلا جہت دیکھتے ہوں۔[5] متعدد قرآنی آیات اور احادیث کثیرہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ عالم الغیب فقط اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے۔ اس لئے اس سے آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے پر استدلال صحیح نہیں۔

(۴۰۶) حدثنا يحيیٰ بن صالح قال نا فليح بن سليمان عن هلال بن علی عن انس بن مالكؓ
ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا کہا کہ ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا ہلال بن علی کے واسطہ سے وہ حضرت انس بن مالکؓ سے
قال صلی لنا النبی ﷺ صلوٰة ثم رَقِیَ المنبر فقال
آپ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ہمیں ایک مرتبہ نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لائے پھر فرمایا

۱(فتح الباری ص۲۵۶ ج۲) ۲(عمدۃ القاری ص۱۵۷ ج۴) ۳(فتح الباری ص۲۵۶ ج۲) ۴(عمدۃ القاری ص۱۵۷ ج۴) ۵(تقریر بخاری ص۱۵۱ ج۲)

فی الصلوٰۃ وفی الرکوع انی لَاَ رَاکُمْ من ورآء کما ارآکم (انظر ۷۴۲، ۶۶۴۴)
کہ نماز میں اوررکوع میں ،میں تمہیں اسی طرح دیکھتاہوں جیسے اب تمہیں دیکھ رہاہوں

وفی الرکوع :......

سوال :...... نماز کے ارکان میں سے رکوع کو کیوں ذکر فرمایا یہ تو لفظ صلوٰۃ میں بھی داخل تھا اس کو الگ ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب :...... اہتمامِ شان کے لئے اسے الگ ذکر فرمایا کیونکہ نماز کے ارکان میں سے یہ اعظم رکن ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص رکوع پالے تو اسے رکعت پانے والا سمجھا جاتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ میں سے بعض نے رکوع کی حالت میں تقصیر کی ہو تو آپ ﷺ نے تنبیہاً رکوع کا ذکر فرمایا ہو[1]

(۲۸۲)

﴿باب هل يقال مسجد بنى فلان﴾

کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسجد بنی فلان کی ہے؟

ترجمۃ الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ جمہور کی تائید میں یہ باب لائے ہیں اور حجاج بن یوسفؒ اور ابراھیم نخعیؒ پر رد فرما رہے ہیں۔

سوال :...... ترجمۃ الباب تو صراحتاً ثابت ہے تو پھر ھل کا لفظ کیوں بڑھایا؟

جوابِ اول :...... استدلال میں خفا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ راوی جو یہ بتلا رہا ہے کہ یہ مسجد بنی زُریق ہے ہوسکتا ہے

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۵۸ ج ۴)

کہ یہ بتلانے کے وقت ہو اور جب گھڑ سواری ہوئی اس وقت نہ ہو تو استدلال نہیں ہوسکتا تھا۔

جوابِ ثانی:...... تعارضِ دلائل کی طرف اشارہ فرمانے کے لئے ھل کا اضافہ فرمایا۔

جوابِ ثالث:...... یہ تعارضِ مذاہب کی وجہ سے ہے، اختلاف مذاہب کی طرف اشارہ فرمانے کے لئے ھل کا اضافہ فرمایا۔

سوال :...... مسجد کی اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت (اضافت) جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً مسجد بنوزُریق، مسجد نبوی ﷺ، مسجد خیر المدارس وغیرہ۔

جواب :...... مسجد کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنے میں اختلاف ہے۔

مذہبِ آئمہ جمہورؒ :...... جمہور آئمہؒ کے نزدیک جائز ہے۔

مذہب حجاج بن یوسفؒ اور ابراھیم نخعیؒ:...... یہ ہے کہ مسجد بنی فلاں کہنا جائز نہیں، یعنی غیر اللہ کی طرف اضافت (نسبت) جائز نہیں۔

دلیل ابراھیم نخعیؒ:...... قرآن پاک میں ہے ان المساجد للہ (الایة). ابراھیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ اضافت (نسبت) مفیدِ ملک ہوتی ہے اور مسجدیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کسی کی مِلک نہیں۔

جواب دلیلِ ابراھیم نخعیؒ :...... اضافت (نسبت) دو قسم پر ہے ۔(۱) مِلک کے لحاظ سے (۲) تعریف وتعارف کے لحاظ سے ۔ دوسری قسم جائز ہے اور یہ نسبتیں تعارف وغیرہ کے لئے ہوتی ہیں ملکیت کے لئے نہیں اور آپ ﷺ کے زمانہ سے لے کر آج تک مسجدوں کو لوگوں کے ناموں کے ساتھ منسوب کرنا ثابت ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی یہ تعریف تقلید کے لئے ہے کہ فلاں شخص حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کا اور فلاں شخص حضرت امام مالکؒ کا اور فلاں شخص حضرت امام شافعیؒ کا اور فلاں شخص حضرت امام احمدؒ کا مقلد ہے نہ کہ تشریع کے لئے، یعنی ہم امام اعظم ابو حنیفہؒ کی کوئی علیحدہ شریعت تو نہیں مانتے لہٰذا حنفی ہونا محمدی ہونے کے خلاف نہیں ہے جیسے ملتانی ہونا پاکستانی ہونے کے خلاف نہیں ہے ورنہ تو غیر مقلدوں کا سلفی اور محمدی (محمد جونا گڑھی) ہونا

بھی شرک ہوگا۔

دلیل آئمہ جمہورؒ : ...... حدیث الباب ہے کہ اس میں مسجد کی نسبت بنی زُریق کی طرف کی گئی ہے جو کہ غیر اللہ ہیں۔

(۴۰۷)حدثنا عبدالله بن یوسف قال انامالک عن نافع عن عبدالله بن عمرؓ
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالک نے نافع کے واسطہ سے خبر پہنچائی وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے
ان رسول اللهﷺ سابق بین الخیل التی اُضمرت من الحَفیآء واَمَدُ هَاثَنَیَّةُ الوداع
کہ حضرت رسول اللہﷺ نے ان گھوڑوں کی جن کی تضمیر کی گئی تھی مقام حفیاء سے دوڑ کرائی اس دوڑ کی حد ثنیۃ الوداع تھی
وسابق بین الخیل التی لم تُضَمَّرمن الثنیة الی مسجد بنی زُرَیق وان عبدالله بن عمرؓ کان فیمن سابق بها
اور وہ گھوڑے جن کی تضمیر نہیں کی گئی تھی ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنوزُریق تک کرائی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی اس گھوڑ دوڑ میں شرکت فرمائی

(انظر ۲۸۶۸، ۲۸۶۹، ۲۸۷۰، ۷۳۳۶)

ان رسول الله ﷺ سابق بین الخیل التی اضمرت من الحفیاء:......

رسول اللہﷺ نے ان گھوڑوں میں مسابقت کروائی جو تضمیر کئے گئے تھے۔

سابق:...... مسابقت سے ہے ایسی دوڑ کہ جس میں دو شریک ہوں۔

اضمرت:...... واحد مؤنث فعل ماضی مجہول ہے اور یہ اضمار سے مشتق ہے اضمار اور تضمیر کہتے ہیں گھوڑوں کو چند ایام کے لئے سواری وغیرہ سے بالکل معطل رکھنا۔

تضمیر کا طریقه :...... یہ ہے کہ گھوڑے کو ایک جگہ رکھ کر خوب عمدہ اشیاء کھلاتے ہیں جس سے وہ طاقتور ہو جاتا ہے پھر ان کی گھوڑ دوڑ ان گھوڑوں کے ساتھ کراتے ہیں جن کی تضمیر نہ کی گئی ہو[۱] اور نہایہ میں ہے کہ تضمیر کہتے ہیں کہ گھوڑے کو خوب کھلایا جائے پھر اسے چند دنوں کے لئے بھوکا رکھا جائے تاکہ وہ ہلکا پھلکا ہو جائے[۲] پھر تضمیر شدہ گھوڑوں کا غیر تضمیر شدہ گھوڑوں سے مقابلہ کرایا جاتا ہے۔

---

[۱] (تقریر بخاری ص۱۵۲ ج۲ حاشیہ۱) (عمدۃ القاری ص۱۵۹ ج۴) [۲] (عمدۃ القاری ص۱۵۹ ج۴)

من الحفیاء : ...... حاء کے فتح اور فاء کے سکون کے ساتھ۔ یہ ایک جگہ کا نام ہے اس کے اور ثنیۃ الوداع کے درمیان میں تقریباً پانچ میل کا فاصلہ ہے۔

بنی زُریق : ...... بنوزُریق ابن عامر حارثہ کا قبیلہ مراد ہے۔

بھا : ...... اس ضمیر کے مرجع کے متعلق دو اقوال ہیں۔(۱) خیل (۲) **بھذہ المسابقۃ.**

فائدہ: ...... مسجد کو بانی کی طرف منسوب کرنا جائز ہے جیسے اس کی تفصیلی بحث تحریر کی جا چکی ہے[1]

(۲۸۳)

﴿باب القسمۃ و تعلیق القِنو فی المسجد﴾

مسجد میں تقسیم اور خوشے کا لٹکانا

قال ابوعبدالله القنو العذق والاثنان قنوان والجماعة ایضا قنوان مثل صنو وصنوان
امام بخاریؒ نے کہا کہ قنو کھجور کے خوشہ کو کہتے ہیں اور اس کا تثنیہ قنوان اور جمع قنوان بھی آتی ہے جیسے صنو کا تثنیہ اور جمع صنوان آتا ہے
وقال ابراهیم یعنی ابن طهمان عن عبدالعزیز بن صهیب عن انسؓ قال
اور ابراہیم یعنی ابن طہمان نے کہا کہ وہ عبدالعزیز بن صہیب سے اور وہ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہا
اتی النبی ﷺ بمال من البحرین فقال انثروه فی المسجد وکان اکثر مال اتی به رسول الله ﷺ
کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بحرین سے مال (غنیمت) لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا اس کو مسجد میں بکھیر دو یہ جانے والے مالوں میں اکثر مال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تھا

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۵۹ ج ۴)

فخرج رسول اللہ ﷺ الی الصلوٰۃ ولم یلتفت الیہ فلما قضی الصلوٰۃ جاء فجلس الیہ

رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے نکلے اور اس مال کی طرف توجہ نہیں فرمائی پس جب نماز پڑھ چکے اور آپ ﷺ آئے اور مال کے پاس بیٹھ گئے

فماکان یریٰ احداً الا اعطاہ اذ جائہ العباسؓ فقال

نہیں دیکھتے تھے جس کو مگر اس کو دیتے رہے اتنے میں آپ ﷺ کے پاس حضرت عباسؓ تشریف لائے پس انہوں نے کہا

یارسول اللہ ﷺ اعطنی فانی فادیت نفسی وفادیت عقیلاً فقال لہ رسول اللہ ﷺ

کہ اے اللہ کے رسول مجھے (بھی) دیجئے بے شک میں نے اپنا فدیہ دیا تھا اور عقیل کا بھی پس اس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

خذ فحثافی ثوبہ ثم ذھب یقلہ فلم یستطع فقال یا رسول اللہ ﷺ

لے لے پس بھر لیا عباسؓ نے اپنے کپڑے میں پھر عباسؓ اس کو اٹھانے لگے تو اٹھا نہ سکے پھر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ

اُؤْ مُرْبَعْضَھُمْ یرفعہ الی قال لا قال فارفعہ انت علی قال لا فنثر منہ ثم ذھب یقلہ

کسی کو کہیں کہ مجھے یہ اٹھوائے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، کہا تم خود اس کو اٹھواؤ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں پھر اس سے کچھ نکالا

فقال یارسول اللہ ﷺ مربعضھم یرفعہ الی قال لا قال فارفعہ انت علی قال لا فنثر منہ

پس کہا اے اللہ کے رسول کسی کو حکم فرمائیں کہ مجھے یہ اٹھوائے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں کہا آپ خود اٹھوائیں آپ ﷺ نے فرمایا نہیں پھر اُس سے کچھ نکالا

ثم احتملہ فالقاہ علی کاھلہ ثم انطلق فمازال رسول اللہ ﷺ یتبعہ بصرہ

پھر اس کو اٹھایا اپنے کندھے پر ڈالا پھر چل پڑے آپ ﷺ مسلسل اس کو دیکھتے رہے

حتی خفی علینا عجباً من حرصہ فماقام رسول اللہ ﷺ وَثَمَّہٗ منھا درھم

یہاں تک کہ وہ ہم سے چھپ گئے اس کے حرص پر تعجب کرتے ہوئے نہیں کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ (جب تک کہ) وہاں ایک درھم رہا

ترجمۃ الباب کی غرض:...... اس سے مقصود یہ ہے کہ مساجد میں ایسے کام کرنا جو من وجہ دنیاوی نہ ہوں ان کا جواز ثابت کرنا ہے کہ شانِ طاعت کو غلبہ دیا جائے کہ یہ طاعت ہے لہٰذا مسجد میں جائز ہے[۱]

تعلیق القنو:...... اس کا معنی ہے خوشے لٹکانا۔

سوال:...... ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہوا کیونکہ روایت الباب میں قنو کا ذکر ہی نہیں؟

جوابِ اول:...... کبھی ترجمۃ الباب میں امام بخاریؒ ایسا لفظ لے آتے ہیں جو دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے لیکن وہ حدیث امام بخاریؒ کی شرطوں کے مطابق نہیں ہوتی اس لئے اسے ذکر نہیں فرمایا۔ علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ آپ ﷺ نے کھجوروں کے باغ والوں کو حکم فرمایا تھا کہ خوشے مسجد میں لٹکا دیا کریں تاکہ جن کے پاس کوئی چیز نہ ہو وہ اُسے کھالیا کریں۔

جوابِ ثانی:...... قیاساً ثابت کیا کہ بحرین سے آنے والے مال کے بارے میں آنحضرت نے فرمایا کہ اسے مسجد میں تقسیم کے لئے بکھیر دو۔ حدیث سے مال کو تقسیم کے لئے مسجد میں بکھیرنا ثابت ہوگیا اور جب مسجد میں مال بکھیرا جاسکتا ہے تو خوشے بھی لٹکائے جاسکتے ہیں تو خوشوں کو بھی لٹکانا ثابت ہوگیا کیونکہ وہ بھی تقسیم کے لئے یہیں لٹکائے جاتے ہیں۔

جوابِ ثالث:...... بعض حضراتؒ نے امام بخاریؒ کی طرف سے اس سوال کا جواب یہ دیا کہ ان کا ارادہ لکھنے کا تھا مگر لکھ نہ سکے بیاض چھوڑ دی جسے کاتبوں نے ملا ڈالا[۲]

سوال:...... مال مسجد میں کیوں رکھا اپنے گھر یا کسی صحابی کے گھر کیوں نہیں رکھوادیا؟

جواب:...... اس وقت تک بیت المال بنا نہیں تھا اور گھر اس لئے نہیں رکھا کہ کسی کو سوءِ ظن نہ ہوجائے۔

سوال:...... صحیح بخاری شریف میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ **فلم یقدم مال البحرین حتی مات النبی** ﷺ یعنی مال بحرین کے آنے سے پہلے آپ ﷺ کا وصال ہوگیا تھا[۳] اور اس روایتِ انسؓ سے معلوم

---

[۱] (بیاض صدیقی ص۱۰ ج۲) [۲] (تقریر بخاری ص۱۵۲ ج۲) (عمدۃ القاری ص۱۶۰ ج۴) [۳] (عمدۃ القاری ص۱۶۱ ج۴)

ہوتا ہے کہ حیات طیبہ میں بحرین سے مال آ گیا تھا، تو آنحضرت ﷺ کی احادیث میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے؟

جواب :...... بحرین سے جو مال خراج اور جزیہ آیا کرتا تھا وہ سال کے سال آتا تھا تو ایک سال آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں آیا ہوگا اور ایک سال آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں نہیں آیا ہوگا لیکن آنے کا وقت ہو گیا ہوگا ابھی تک پہنچا نہیں ہوگا۔ تو تعارض نہ رہا۔

قال ابو عبدالله القنو العذق :...... امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ کہ قنو کے معنی کھجور کے خوشہ کے ہیں اور اس کا تثنیہ قنوان اور اس کی جمع کے لئے بھی قنوان کا لفظ آتا ہے جیسے صنو کا تثنیہ اور جمع صنوان آتا ہے ابوعبداللہ سے مراد خود حضرت امام بخاریؒ ہیں اور اس عبارت میں قنو کا معنی اور اس کا تثنیہ وجمع بیان فرمایا ہے۔

وقال ابراهيم :...... یہ تعلیقِ بخاری ہے امام بخاریؒ اس کو کتاب الجہاد میں اور کتاب الجزیہ میں بھی لائے ہیں [1] علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس تعلیق کو ابونُعیم نے اپنی مُستخرج میں اور حاکم نے اپنی مُستدرک میں موصولاً بیان فرمایا ہے [2]

اُتی به رسول الله ﷺ :...... جواب تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تھا۔ اُتی مصدر الاتیان سے صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول ہے۔

بمال من البحرين :...... ابن ابی شیبہ میں مال کی مقدار ایک لاکھ بتائی گئی ہے اور یہ مال بحرین کے لوگوں سے بطور خراج وصول کر کے حضرت علاءؓ بن الحضرمی نے بھیجا اور یہ سب سے پہلا خراج ہے جو دربار رسالت ﷺ میں پیش کیا گیا [3]

فانی فاديت نفسی وفاديت عقيلا :...... بے شک میں نے اپنا فدیہ دیا تھا اور عقیل کا بھی، یہ دونوں حضرات غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے قیدی ہو گئے تھے فدیہ کی ادائیگی پر ان دونوں کو چھوڑا گیا تھا۔

بعض حضراتؒ نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ میں غریب ہو گیا ہوں مگر یہ صحیح نہیں بلکہ صحیح مطلب یہ ہے کہ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ میرے اخراجات زیادہ ہو گئے تھے [4]

---

[1] (عمدۃ القاری ص۱۶۰ ج۴) [2] (فتح الباری ص۲۵۶ ج۲) [3] (عمدۃ القاری ص۱۶۰ ج۴) [4] (تقریر بخاری ص۱۵۳ ج۲)

اشکال :...... حضرت عباسؓ نے زیادہ کیوں مانگا اور عذر یہ بیان کیا کہ میں نے اپنا فدیہ بھی دیا اور عقیل کا بھی۔ فدیہ تو ۲ھ میں دیا تھا جب کہ وہ جنگِ بدر میں قید ہو گئے تھے اور مال ۹ھ میں مانگ رہے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ زکوٰۃ کے عامل کو بھیجا تو اس نے آ کر کہا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عباسؓ نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خالد بن ولیدؓ سے کیا مانگتے ہو وہ تو سارا مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتا رہتا ہے اور حضرت عباسؓ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے تو پیشگی زکوٰۃ دی ہوئی ہے تو جو پیشگی زکوٰۃ ادا کر چکا ہو اس کے پاس مال کیوں نہیں ہوگا ایسا شخص تو مال دار ہوتا ہے اور یہاں اور مانگ رہے ہیں، تو بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے۔

جواب :...... حضرت عباسؓ پر دو کنبوں کا بوجھ تھا اس لئے انہوں نے مانگا اور آپ ﷺ نے فرمایا تو انہوں نے اپنے کپڑے میں لے لیا پھر اُسے اٹھانے کی کوشش کی مگر اٹھا نہ سکے اس سے معلوم ہوا کہ قاسم (تقسیم کرنے والا) ضرورۃ و مصلحت کے لحاظ سے تقسیم میں کمی بیشی کر سکتا ہے اور وہ اس میں مجتہد ہوتا ہے۔

فماقام رسول الله وثمه منهادرهم :...... رسول اللہ ﷺ وہاں سے اس وقت تک نہ اُٹھے جب تک ایک درھم بھی باقی رہا۔

وثمه:...... ثاء کے فتح کے ساتھ ہے معنی ہے ''وہاں''

(۲۸۴)

﴿باب من دعی لطعام فی المسجد ومن اجاب منه﴾

جسے مسجد میں کھانے کے لئے کہا جائے اور وہ اسے قبول کرلے

ترجمة الباب کی غرض:...... امام بخاریؒ مسجد میں دعوت کا جواز بیان فرمارہے ہیں چونکہ دعوت وغیرہ کرنا امور دنیویہ میں سے ہے۔[1]

سوال:...... دعا کا صلہ تو الیٰ اور باء آیا کرتا ہے جیسے قرآن پاک میں ہے وَاللّٰہُ یَدْعُوْ اِلٰی دَارِ السَّلَامِ [2] اور باء کی مثال حدیث پاک میں ہے دعا هرقل بکتاب رسول الله ﷺ[3] اور یہاں دُعا کا صلہ لام ہے اور لام اختصاص کے لئے آتا ہے اس کو لانے میں کیا حکمت ہے؟

جواب:...... معانی کے اختلاف کے مطابق فعل کے صلے بھی مختلف لائے جاتے ہیں جب انتہا کو بیان کرنا مقصود ہو تو صلہ الیٰ ہوگا۔ اور جب طلب کا معنی حاصل کرنا مقصود ہو تو صلہ کے طور پر باء لایا جاتا ہے اور اگر اختصاص کا معنی مقصود ہو تو لام کو بطور صلہ لایا جاتا ہے اور یہاں معنی اختصاص مقصود ہے۔[4]

(۴۰۸) حدثنا عبدالله بن یوسف انا مالک عن اسحٰق بن عبدالله انه سمع انساؓ
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہم سے مالک نے اسحاق بن عبداللہ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت انسؓ سے سنا
قال وجدت النبی ﷺ فی المسجد ومعه ناس فقمت فقال لی
کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چند اصحاب کے ساتھ پایا تو میں کھڑا ہو گیا تو آنحضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا

[1] (تقریر بخاری ص۱۵۳ ج۲) (عمدۃ القاری ص۱۶۲ ج۴) [2] (پارہ ۱۱ رکوع ۸ آیت ۲۵) [3] (بخاری شریف ص۴ ج۱) [4] (عمدۃ القاری ص۱۶۲ ج۴)

ارسلک	ابوطلحة	فقلت	نعم	قال	لطعام	قلت	نعم	فقال	لمن	حوله	
کہ کیا تمہیں ابوطلحہؓ نے بھیجا ہے میں نے عرض کیا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کھانے کے لئے میں نے عرض کیا جی ہاں اپنے قریب موجودلوگوں سے فرمایا											
قوموا	فانطلق	وانطلقت	بين	ايديهم	(انظر ۳۵۸۷،۵۳۸۱،۵۴۵۰،۶۶۸۸)						
کہ چلو تو سب حضرات آنے لگے اور میں ان کے آگے آگے چل رہا تھا											

مطابقة هذا الحديث للترجمة كلها ظاهرة .

امام بخاریؒ اس حدیث کو متعدد بار مختلف مقامات پر لائے ہیں امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام ترمذیؒ نے بھی کتاب الصلوٰۃ اور کتاب المناقب اور امام نسائیؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں امام ابن ماجہؒ نے کتاب الولیمہ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے[1]

وجدت النبی ﷺ فی المسجد :...... میں نے حضرت نبی پاک ﷺ کو مسجد میں تشریف فرما پایا۔

سوال :...... وجدت تو افعال قلوب میں سے ہے جو دو مفعولوں کا تقاضا کرتے ہیں اور یہاں ایک مفعول مذکور ہے۔

جواب :...... یہاں وجدت ،اصبت کے معنی میں ہے اس لئے ایک مفعول پر اکتفا کیا گیا ہے[2]

ارسلک:...... اس سے پہلے ھمزہ استفہام محذوف ہے تقدیری عبارت أأرسلک ہے معنی یہ ہے کیا تجھے بھیجا ہے۔

(۲۸۵)

﴿باب القضآء واللعان فی المسجد بین الرجال والنسآء﴾

مسجد میں مقدمات کے فیصلے کرنا اور مردوں اور عورتوں میں لعان کرانا

غرض بخاری:...... یہاں سے امام بخاریؒ یہ بتارہے ہیں کہ مرد اور عورت کے درمیان مسجد میں بیٹھ کر لعان

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۶۲ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۱۶۲ ج ۴)

اور اس کا فیصلہ سنانا جائز ہے اس میں معمولی سا اختلاف ہے۔

ائمہ جمہورؒ :…… جمہورؒ اس کو جائز کہتے ہیں۔

امام شافعیؒ :…… اس کو مکروہ کہتے ہیں۔ اور

امام بخاریؒ :…… نے ائمہ جمہورؒ کی تائید فرمائی ہے[1]

سوال :…… لعان تو رجال او رنساء ہی کے درمیان ہوتا ہے تو لعان فی المسجد کے بعد **بین الرجال والنساء** کہنا بظاہر لغو معلوم ہوتا ہے[2] اور یہ صرف روایت مستملی میں پایا جاتا ہے کسی اور روایت میں رجال اور نساء کے الفاظ نہیں؟

جوابِ اول :…… علامہ عینیؒ اور قسطلانیؒ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ یہ لغو ہے۔

جوابِ ثانی :…… شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ فرماتے ہیں کہ میری رائے یہ ہے کہ **بین الرجال والنساء** یہ لعان کے متعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق قضا سے ہے لہٰذا اشکال نہیں رہا اور لعان کا لفظ تو روایت الباب کی وجہ سے بڑھایا گیا ہے کیونکہ اس میں لعان کا ذکر موجود ہے ورنہ اصل مسئلہ تو قضا کا بیان کیا جا رہا ہے[3]

طریقہ لعان :…… پارہ ۱۸ سورۃ نور کے پہلے رکوع میں ہے اور حکمِ لعان عمدۃ القاری ص ۱۶۳ ج ۴ پر ہے اور فقہ کی تمام بڑی کتب میں موجود ہے جب کہ الخیر الساری فی تشریحات بخاری میں اس کو اپنے مقام میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

(۴۰۹) حدثنا یحیٰی نا عبدالرزاق انا ابن جریج
ہم سے یحیٰیؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبدالرزاقؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابن جُریجؒ نے حدیث بیان کی
انا ابن شهاب عن سهل بن سعدؓ ان رجلا قال یا رسول الله ﷺ ارأیت رجلا
کہ ہمیں ابن شہابؒ نے خبر دی سہل بن سعدؓ کے واسطہ سے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس شخص کو آپ ﷺ کیا حکم دیں گے

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۶۴ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۱۶۳ ج ۴) (تقریر بخاری ص ۱۵۳ ج ۲) [3] (تقریر بخاری ص ۱۵۳ ج ۲)

وجد مع امرأته رجلاایقتله فتلاعنا فی المسجد وانا شاهد
جواپنی بیوی کے ساتھ کسی غیرکو دیکھتا ہے کیا اسے قتل کر دینا چاہئے؟ پھراس مرد نے اپنی بیوی کے ساتھ مسجد میں لعان کیااوراس وقت میں موجودتھا

(انظر ۴۷۴۵، ۴۷۴۶، ۵۲۵۹، ۵۳۰۸، ۵۳۰۹، ۶۸۵۴، ۷۱۶۵، ۷۱۶۶، ۷۳۰۴)

مطابقته للترجمة من قوله ایقتله فتلا عنا فی المسجد .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں جب کہ پانچویں حضرت سھل بن سعد بن مالک بن خالد الخزرجی الساعدیؓ ہیں آپؓ کی کنیت ابوالعباسؓ ہے ان کے والدین نے ان کا نام حَزن رکھا تھا تو آنحضرت ﷺ نے نام نامناسب ہونے کی بنا پر تبدیل فرمایا اور آپ ﷺ نے ان کا نام سھل رکھا حضور اکرم ﷺ کے وصال کے وقت یہ پندرہ سال کے تھے ۹۱ ھجری میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا[1]

اس حدیث کو امام بخاریؒ کتاب الطلاق، کتاب التفسیر وغیرہما میں لائے ہیں جب کہ امام مسلمؒ نے کتاب اللعان میں، امام ابوداؤدؒ نے کتاب الطلاق میں، امام نسائی اور امام ابن ماجہؒ نے بھی کتاب الطلاق میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

ان رجلا:......

سوال :...... یہ رجل کون تھے؟

جواب :...... اس کے بارے میں اختلاف ہے بعض حضراتؒ نے ھلال بن امیہؓ بتایا ہے اور بعض حضراتؒ نے عاصم بن عدیؓ اور بعض حضراتؒ نے عویمر عجلانیؓ بتایا ہے[2]

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

---

[1] (مشکوۃ ص۶۰۰) [2] (عمدۃ القاری ص۲۶۴ ج۴)

(۲۸۶)

﴿باب اذا دخل بیتا یصلی حیث شآء او حیث اُمر ولا یتجسس﴾

جب کسی کے گھر جائے کیا جس جگہ اس کا جی چاہے وہاں نماز پڑھے یا جہاں اسے نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے وہاں پڑھے اور تجسس نہ کرنا چاہیئے

ترجمة الباب کی غرض:......

ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں:......

جزء اول :...... **یصلی حیث شاء .**

جزء ثانی :...... حیث امر ہے۔ تو لا یتجسس کس کے متعلق ہے جزء اول کے یا جزء ثانی کے۔ شراح حضراتؒ کی رائے یہ ہے کہ یہ جزء ثانی کے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ جہاں حکم دیا جائے وہیں نماز پڑھے تجسس نہ کرے اور اِدھر اُدھر نہ دیکھے اور حضرت شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدہ کی رائے یہ ہے کہ یہ دونوں کے متعلق ہے۔

لا یتجسس :...... یہ جزء روایت الباب سے اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے از خود تجسس نہیں فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے والا نماز پڑھنے کے لئے از خود تجسس نہیں کرے گا بلکہ اسلام کی تعلیم اور مسلمان کی شان یہ ہے کہ کسی کے گھر میں جانے کے بعد تجسس نہ کرے۔

(۴۱۰)حدثنا عبداللہ بن مسلمۃ نا ابراھیم بن سعد عن ابن شھاب عن محمود بن الربیع

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابراھیم بن سعد بن مالک نے بیان کیا کہ ابن شھاب کے واسطہ سے وہ محمود بن ربیع سے

عن عتبان بن مالکؓ ان النبی ﷺ اتاہ فی منزلہ

وہ حضرت عتبان بن مالکؓ سے کہ حضرت نبی کریم ﷺ ان کے گھر تشریف لائے

فقال این تحب ان اصلی لک من بیتک قال فاشرت لہ الی مکان

آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم اپنے گھر میں کہاں پسند کرتے ہو کہ میں تمہارے لئے نماز ادا کروں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا

فکبر النبی ﷺ وصفّفنا خلفہ فصلی رکعتین (انظر ۴۲۵، ۶۶۷، ۸۳۸، ۸۴۰، ۱۱۸۶، ۴۰۰۹، ۴۰۱۰، ۵۴۰۱، ۶۴۲۳، ۶۹۳۸)

پھر حضرت نبی کریم ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم آپ ﷺ کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہوگئے آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور پانچویں عتبان (بکسر العین) بن مالک انصاری السالمی المدنی الاعمیؓ ہیں حضرت نبی پاک ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں یہ اپنی قوم کے امام تھے حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اوران کی کل مرویات دس ہیں ان میں سے صرف ایک کو امام بخاریؒ بخاری شریف میں لائے ہیں اس حدیث کو امام بخاریؒ نے مطولاً اور مختصراً دس سے زائد مقامات پر بیان فرمایا ہے اور امام مسلمؒ نے بھی چند مقامات پر اس کی تخریج فرمائی ہے اور امام نسائیؒ، اور امام ابن ماجہؒ بھی اسے کتاب الصلوٰۃ میں لائے ہیں[۱]

اشکال :...... روایت الباب سے حیث اُمر ثابت ہے اس لئے کہ حضور ﷺ نے پوچھا تھا کہ کہاں پڑھوں تو حضرت عتبانؓ (بکسر العین وبضم) نے عرض کیا کہ فلاں جگہ۔ اس لئے حیث اُمر تو ہوگیا اور حیث شاء کا تو روایت الباب میں کوئی ذکر ہی نہیں تو بظاہر معلوم ہوا کہ حیث شاء کی نفی ہے کہ حیث شاء نماز نہیں پڑھ سکتے لیکن بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حیث شاء نماز پڑھ سکتے ہیں چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایک گھر میں تشریف لے گئے اور پوچھے بغیر نماز پڑھی تو دونوں روایات میں بظاہر تعارض ہے۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۲۶۵ ج۴)

جواب :...... علماء کرامؒ نے اس کی تفصیل اس طرح فرمائی ہے کہ اگر نماز کے لئے افتتاح کی غرض سے گیا ہو تو حیث اُمر ہے اور اگر کھانے کے لئے گیا اور خیال آیا کہ تبرکاً نماز پڑھ لے تو حیث شاء ہے۔

(۲۸۷)

﴿باب المساجد فی البیوت﴾

گھروں میں مسجدیں بنانا

ترجمة الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ گھر میں مسجد بنانے کا جواز بیان فرما رہے ہیں مسجدِ بیت مستحب ہے آج کل لاکھوں، کروڑں روپیہ لگا کر کوٹھیاں بنتی ہیں اس میں ہر کام اور ہر ضرورت اور گھر کے ہر فرد کے لئے الگ الگ کمرہ تعمیر کیا جاتا ہے اگر نہیں ہوتا تو عبادت کے لئے کمرہ نہیں ہوتا۔

مسجدِ دار اور مسجدِ محله میں فرق :......

(۱):...... یہ ہے کہ مسجدِ دار میں اذنِ عام نہیں ہوتا۔

(۲):......مسجدِ دار میں اذان نہیں ہے۔

(۳):......مسجدِ دار میں مسجدِ محلّہ جتنا ثواب بھی نہیں ہے۔

(۴):......مسجدِ دار میں وراثت جاری ہوگی۔ جس نے مسجدِ دار میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی اس نے جماعت کا ثواب تو پالیا لیکن مسجدِ محلّہ کے ثواب سے محروم ہوگیا تو آپ بتایئے کہ کون سا ثواب حاصل کرنا چاہتے ہو؟

وصلی البراء بن عازب فی مسجد فی داره جماعة
اور براء بن عازب ؓ نے اپنے گھر کی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی

هذا تعلیق روی معناه ابن ابی شیبة فی قصة قوله" فی جماعة"[1]

(۴۱۱)حدثنا سعید بن عُفَیر قال نااللیث قال حدثنی عُقیل عن ابن شهاب
ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے لیث نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے عُقیل نے ابن شہاب کے واسطہ سے بیان کیا
قال اخبرنی محمود بن الربیع الانصاری ان عِتبان بن مالکؓ
کہا کہ مجھے محمود بن ربیع انصاری نے خبردی کہ عتبان بن مالک انصاریؓ
وهو من اصحاب رسول الله ﷺ ممن شهد بدرا من الانصار انه اتی رسول الله ﷺ
رسول اللہ ﷺ کے صحابی اورغزوہ بدر کے شرکاء میں سے تھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے
فقال یارسول الله ﷺ قد انکرتُ بصری وانا اصلی لقومی فاذا کانت الامطار
اور کہا یارسول اللہ ﷺ میری بینائی میں کچھ فرق آ گیا ہے اور میں اپنی قوم کے لوگوں کونماز پڑھاتا ہوں لیکن جب موسم برسات آتا ہے
سال الوادیُ الذی بینی وبینهم لم استطع اَن اٰتِیَ مسجد هم فَاُصَلِّیَ بهم
تو میرے اور میری قوم کے درمیان جو نشیبی علاقہ ہے وہ بھر جاتا ہے اور میں انہیں نماز پڑھانے کے لئے مسجد تک آنے سے معذور ہو جاتا ہوں
وودِدت یا رسو ل الله ﷺ انک تاتینی فتصلی فی بیتی فاَتخذ ہ مصلیً
اور یارسول اللہ ﷺ میری خواہش ہے کہ آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں اور نماز ادا فرمائیں تا کہ میں اسے نماز پڑھنے کی جگہ بنالوں
قال فقال له رسول الله ﷺ سافعل ان شآء الله تعالی قال عِتبان
انہوں نے بیان کیا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انشاءاللہ میں تمہاری اس خواہش کو پورا کروں گا عتبان بن مالکؓ نے کہا
فغدا علیَّ رسول الله ﷺ وابوبکر حین ارتفع النهار فاستاذن رسول الله ﷺ
کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ دوسرے دن جب دن چڑھا تو تشریف لائے رسول اللہ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت چاہی
فاذنت له فلم یجلِس حین دخل البیت ثم قال این تحب ان اصلی من بیتک
اور میں نے اجازت دے دی جب آپ گھر میں تشریف لائے تو بیٹھے نہیں بلکہ پوچھا کہ تم اپنے گھر کے کس حصہ میں نماز پڑھنے کی خواہش رکھتے ہو

[1] (عمدۃ القاری ص۱۶۶ ج۴) (فتح الباری ص۲۵۸ ج۲)

قال فاشرتُ له الی ناحیة من البیت فقام رسو ل الله ﷺ فکبر فقمنا

انہوں نے کہا کہ میں نے گھر میں ایک طرف اشارہ کیا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوگئے

فصَفَفنا فصلی رکعتین ثم سلم قال وحَبَسناه علی خزیرة

اور صف بستہ ہوگئے آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی پھر سلام پھیرا کہا کہ ہم نے آپ ﷺ کو تھوڑی دیر کے لئے روکا اور آپ کی خدمت میں خزیرہ پیش کیا

صنعناهاله قال فثاب فی البیت رجال من اهل الدار ذَوُو عَدَد فاجتمعوا فقال قائل منهم

جو آپ ﷺ ہی کے لئے تیار کیا گیا تھا عتبان نے کہا کہ محلّہ والوں کا ایک مجمع گھر میں لگ گیا مجمع میں سے ایک شخص بولا

این مالک بن الدُخیشن او ابنُ الدُخشُن فقال بعضهم ذلک منافق لایحب الله ورسوله

کہ مالک بن دخیشن یا کہا ابن دخشن دکھائی نہیں دیتا اس پر دوسرے نے لقمہ دیا کہ وہ تو منافق ہے جسے خدا اور رسول سے کوئی تعلق نہیں

فقال رسوْل الله ﷺ لا تقل ذاک الا تراه قد قال لا اله الا الله یرید بذلک وجه الله

لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ نہ کہو کیا تم دیکھتے نہیں کہ اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے اس سے اس کا مقصود خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ہے

قال الله ورسوله اعلم قال فانانری وجهه ونصیحته الی المنافقین

منافقت کا الزام لگانے والے نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے ہم تو اس کا تعلق اور ہمدردیاں منافقوں کے ساتھ دیکھتے ہیں

قال رسول الله ﷺ فان الله عزوجل قد حرم علی النار من قال لااله الاالله یبتغی بذلک وجه الله

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے لا الٰہ الا اللہ کہنے والے پر اگر اس کا مقصد خدا کی خوشنودی ہو دوزخ کی آگ حرام کردی ہے

قال ابن شهاب ثم سألت الحُصین ابن محمد الانصاری

ابن شہابؒ نے بیان کیا کہ پھر میں نے حصین بن محمد انصاریؒ سے

وهو احد بنی سالم وهو من سراتهم عن حدیث محمود بن الربیع فصدّقه بذلک (راجع ۴۲۴)

جو بنو سالم کے ایک فرد ہیں اور ان کے سرداروں میں سے ہیں محمود بن ربیع کی اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقته للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ چھٹے راوی حضرت عتبان بن مالک انصاریؓ ہیں۔

قد انکرت بصری :...... میری بینائی میں کچھ فرق آ گیا ہے یہ جملہ دو معانی کا احتمال رکھتا ہے۔

(۱):......میں نابینا ہو گیا ہوں۔ (۲):......میری بینائی کمزور ہو گئی ہے[1]

سوال :...... بخاری شریف **باب الرخصة فی المطر** میں ہے **ان عتبان کان یؤم قومه وهو اعمٰی.** اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے۔**لما ساء بصری** اور دوسری روایت ہے **اصابنی فی بصری بعض الشئی** اور یہاں **قدانکرت بصری** ہے روایات میں بظاہر تعارض ہے ایک روایت سے نابینا ہونا معلوم ہوتا ہے جب کہ باقی روایات سے ضعف بصر معلوم ہوتا ہے۔

جواب :......اعمٰی اس لئے کہا کہ وہ نابینا تو نہیں ہوئے تھے بلکہ ضعف بصر کی وجہ سے نابینا ہونے کے قریب ہو گئے تھے۔ **والشئی اذا قرب من الشئی یاخذ حکمه** [2] اور شئی جب کسی چیز کے قریب ہو جائے تو اُس کا حکم لے لیتی ہے۔

فقام رسول الله ﷺ فکبر فقمنا فصففنا فصلی رکعتین ثم سلم :......

مسئلة صلوٰة النفل بالجماعة

آنحضرت ﷺ نے انہیں دو رکعت نماز پڑھائی اور یہ نفل نماز تھی تو اس سے نفلوں کی جماعت ثابت ہو گئی نفلوں کی جماعت کا حکم یہ ہے کہ یہ جائز ہے بشرطیکہ تداعی نہ ہو کیونکہ تداعی (لوگوں کا بلانا) فرضوں کی جماعت کے لئے ہوتا ہے بغیر تداعی کے نوافل کی جماعت جائز ہے ایک شخص نفل نماز پڑھ رہا ہے اور کسی نے آ کر اس کی اقتداء کر لی اس کو محسوس ہوا تو اس نے اللہ اکبر زور سے کہنا شروع کر دیا تو نفلوں کی جماعت کی یہ صورت صحیح ہے اور روایت الباب سے بھی یہی صورت ثابت ہو رہی ہے۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص۱۶۷ ج۴) [2] (عمدۃ القاری ص۱۶۷ ج۴)

تداعی کی تعریف :...... یہ ہے کہ اگر لوگوں کو نوافل کی جماعت کی دعوت دی جاتی ہے تو تداعی ہے وگرنہ نہیں اگر چہ بعض حضراتؒ نے کہا ہے کہ نفلوں کی جماعت میں شریک تین سے زیادہ افراد نہ ہوں تو نفلوں کی جماعت عبادت ہے اور روایت الباب سے اس کا واضح ثبوت ہے اس لئے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن اذان چونکہ فرض نمازوں کی جماعت کے لئے مشروع ہے اس لئے نوافل کے لئے تداعی درست نہیں کیونکہ اس میں شہرت وریا کاری کا شبہ ہے۔

سوال :...... باب الصلوٰۃ علی الحصیر میں حدیث ملیکہ میں ہے بدأ الأکل ثم صلی (پہلے کھانا تناول فرمایا پھر نماز پڑھائی) اور اس روایت الباب میں صلیٰ ثم اکل (پہلے نماز پڑھائی پھر کھانا تناول فرمایا) تو ان دونوں میں وجہ فرق کیا ہے؟

جواب :...... حضرت عتبانؓ نے آنحضرت ﷺ کو نماز کے لئے بلایا تھا اس لئے پہلے نماز پڑھائی پھر کھانا کھایا اور حضرت ملیکہؓ نے آنحضرت ﷺ کو بلایا ہی کھانے کے لئے تھا تو جس نے جس مقصد کے لئے بلایا تو آپ ﷺ نے پہلے اسی کا اہتمام فرمایا[1]

علی خَزِیْرَۃٍ:...... (بفتح الخاء وکسر الزاء وسکون الیاء) خزیرہ عرب کا ایک کھانا ہے گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لئے جاتے ہیں پھر پانی ڈال کر انہیں پکایا جاتا تھا جب خوب پک جاتا تھا تو اوپر سے آٹا چھنک (چھڑک) دیتے تھے اسے عرب والے خزیرہ کہتے تھے اور بعض حضراتؒ نے کہا ہے کہ گوشت کو رات بھر کچا چھوڑ دیتے تھے پھر صبح کو مذکورہ صورت سے پکاتے تھے[2]

این مالک بن الدخیشنؓ او ابن الدخشنؓ :...... کسی راوی کو شبہ ہو گیا یہ کہ مصغر ہے مکبر۔ لیکن یہ دونوں غلط ہیں صحیح مالک بن الدخشم (بالمیم) ہے[3]

- **قال ابن شہاب ثم سألت** :...... سوال کی وجہ یہ ہے کہ روایت سے بظاہر اہمال عمل (عمل کا مہمل ہونا) سمجھ میں آتا ہے اور دوسری روایات عمل چاہتی ہیں تو انہوں نے سوال کیا کہ آیا صحیح محفوظ ہے یا نسیان کا طریان ہو گیا ہے[4]

---

[1] (عمدۃ القاری ص۱۶۸ ج۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۱۶۸ ج۴) [3] (تقریر بخاری ص۱۵۶ ج۲) (عمدۃ القاری ص۱۶۹ ج۴) [4] (تقریر بخاری ص۱۵۶ ج۲)

(۲۸۸)

﴿با ب التیمن فی دخول المسجد وغیرہ﴾

مسجد میں داخل ہونے اور دوسرے کاموں میں داہنی طرف سے ابتداء کرنا

امام بخاریؒ نے مساجد کے متعلق ۵۵ (پچپن) ابواب قائم فرمائے ہیں اُن بابوں میں تین چیزوں کا ذکر اہمیت سے فرمار ہے ہیں۔(۱) ایسے افعال جو مسجد میں جائز ہیں (۲) مسجد کے آداب پر روشنی ڈالیں گے (۳) مسجد کے احترام کے منافی امور زیر بحث لائیں گے۔اور اس باب میں امام بخاریؒ مسجد کے ایک ادب کو بیان فرمار ہے ہیں اور وہ ادب یہ ہے کہ مسجد میں داخلے کے وقت دایاں پاؤں پہلے داخل کرے اور اس کی وجہ واضح ہے کہ مسجد متبرک مقام ہے اور دایاں پاؤں مکرّم ہے لہٰذا متبرک مقام کے لئے مکرّم کو پہلے استعمال کرے اور مسجد سے نکالنا اس کے خلاف ہے لہٰذا بایاں پاؤں پہلے نکالے اگر مسجد کے علاوہ کوئی ایسی متبرک جگہ جیسے مدرسہ، درسگاہ وغیرہ ہو تو وہاں بھی یہی ادب ہے اور اگر کوئی موضع نجاست ہے تو وہاں اس کے برعکس ہے کہ پہلے بایاں پاؤں داخل کرلے۔

وکان ابن عمر یبدأ برجله الیمنی فاذا خرج بدأ برجله الیسری
حضرت ابن عمرؓ مسجد میں داخل ہونے کے لیے داہنے پاؤں سے ابتداء فرماتے تھے اور نکلنے کے لئے بائیں پاؤں سے

﴿تحقیق وتشریح﴾

مطابقة هذا الاثر للترجمة ظاهرة .

حضرت ابن عمرؓ کے فعل وعمل کی تائید اُس روایت سے ہوتی ہے جسے حاکم نے اپنی مُستدرک میں نقل کیا ہے

اور وہ روایت یہ ہے عن انسؓ انه کان یقول من السنة اذا دخلت المسجد ان تبدأبرجلک الیمنی واذا خرجت ان تبدأ برجلک الیسری[۱] [۱](عمدۃ القاری ص۱۷۱ج۴)[۲](عمدۃ القاری ص۱۷۱ج۴)

(۴۱۲)حدثنا سلیمان بن حرب قال نا شعبة عن الاشعث بن سُلیم عن ابیه
ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا اشعث بن سُلیم کے واسطہ سے وہ اپنے والد سے
عن مسروق عن عائشةؓ قالت کان النبی ﷺ
وہ مسروق سے وہ حضرت عائشہؓ سے آپؓ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ
یحب التیمن ماستطاع فی شأنه کله فی طهوره وترجله وتنعله (راجع ۱۶۸)
اپنے تمام کاموں میں جہاں تک ممکن ہوتا دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے طہارت کے وقت بھی کنگھا کرتے اور جوتا پہنتے وقت بھی

مطابقته للترجمة من حیث عمومه لان عمومه یدل علی البداء ة بالیمین فی دخول المسجد[۲]

﴿تحقیق وتشریح﴾

ماستطاع:......کلمہ ''ما'' کے متعلق تین احتمال ہیں۔

(۱):......ماموصولہ ہو (۲):......ماتیمن سے بدل ہو (۳):......مابمعنی مادام ہو۔

وترجله وتنعله :...... ترجل اور تنعل یہ دونوں باب تفعل کے مصدر ہیں۔

۞۞۞۞۞۞

(۲۸۹)

﴿باب هل ینبش قُبور مشرکی الجاهلیة وَیُتخذ مکانها مساجدُ﴾

کیادورِ جاہلیت میں مرے ہوئے مشرکوں کی قبروں کو کھود کران پر مساجد تعمیر کی جاسکتی ہیں؟

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کے تین جزء ہیں۔

جزء اول :...... مشرکوں کی قبر کو اکھیڑنے کا جواز۔

جزء ثانی :...... پھراس جگہ مسجد بنانے کا جواز۔

جزء ثالث:...... اورآگے آرہاہے **ومایکره من الصلوٰة فی القبور** ۔یہ بھی ترجمۃ الباب کا جزء ہے[۱]

پہلے ترجمہ کا حکم یہ ہے کہ قبریں اکھاڑی جائیں گی اوراور دوسرے ترجمے کا حکم یہ ہے کہ مسجد بنائی جائے گی کیونکہ آپ ﷺ نے قبورِ مشرکین کو اکھاڑا اور مسجد بنائی۔ اور تیسرے ترجمے کا حکم یہ ہے کہ قبور میں نماز نہ پڑھی جائے وہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے حدیث پاک میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا **لاتجلسو ا علی القبور ولا تصلوا الیها** (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابوداؤد)[۲] البتہ اگر ایسی مسجد ہو جس میں قبریں ہوں اور قبلہ رخ پر یعنی قبلہ کی طرف بھی نہ ہوں تو ایسی مسجد میں نماز جائز ہے اور اگر مسجد میں قبریں قبلہ کی جانب ہوں تو ایسی مسجد میں نماز جائز نہیں ہوگی۔

هل :...... یہ قد کے معنی میں ہے استفہام تقریری کے لئے ہے استفہام حقیقی کے لئے نہیں[۳] اس میں تصریح ہے کہ

---

[۱] تقریر بخاری ص ۱۵۶ ج ۲) [۲] (عمدۃ القاری ص ۱۷۲ ج ۴) [۳] (عمدۃ القاری ص ۱۷۱ ج ۴)

قبور مشرکین کو نبش (اکھیڑا) کیا گیا تھا۔ مفسرین حضرات کی ایک جماعت نے هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ[1] میں هل کو استفہام تقریری کے لئے مانا ہے علامہ عینیؒ عمدۃ القاری ص ۱۷۱ ج ۴ پر لکھتے ہیں ویاتی هل ایضا بمعنی قد اور بعض حضرات نے هل کو استفہام حقیقی کے معنی میں بتایا ہے۔

لقول النبی ﷺ لعن الیهود اتخذوا قبور انبیاء هم مساجد.

ومایکره من الصلوة فی القبور ورأی عمر الخطابؓ انس بن مالکؓ
اورقبرستان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا
یصلی عند قبر فقال القبر القبرولم یأمره بالاعادة
کہ قبر کے پاس نماز پڑھ رہے تھے تو آپؓ نے فرمایا قبر قبر (قبر کے پاس مت نماز پڑھو) اور نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا

سوال :...... اس عبارت کا ترجمۃ الباب سے کیا ربط ہے؟

جواب :...... پہلے حدیث کا مطلب سمجھئے۔ مطلب سمجھنے سے ربط بھی سمجھ میں آجائے گا اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان یہودیوں پر لعنت فرمائی جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا قبور صالحین یعنی بزرگوں کی قبروں کا بھی یہی حکم ہے جو ان کو سجدہ گاہ بنائے گا ان پر اللہ کی لعنت ہوگی اس حدیث پاک کے دو معنی ہیں۔

معنی اول:...... ایک معنی اور مطلب یہ ہے کہ یہودیوں نے تعظیماً انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کی قبروں کو سجدہ کرنا شروع کر دیا تھا ان پر اللہ تعالی نے لعنت فرمائی ہے۔

معنی ثانی:...... یہ ہے کہ جنہوں نے انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کی قبروں کو اکھیڑ کر مساجد بنالیا ان پر اللہ کی لعنت ہے تو لعنت کی دو وجہیں اور سبب ہوئے پہلی صورت میں تعظیم ہے اس کا باب کے ساتھ کوئی ربط نہیں اور دوسری صورت میں توہین ہے اور توہین جائز نہیں اس لئے لعنت فرمائی کہ اس کے مقابلے میں جو کافر اور مشرک ہیں ان کی قبروں کو اکھیڑ کر مساجد بنانا جائز ہے تو یہ استدلال بالمقابل یعنی بالضد ہے حدیث کا ظاہری معنی پہلا ہی ہے۔

---

[1] (پارہ ۲۹ سورۃ الدھر)

سوال : ...... مشرکین کی قبروں کو اکھیڑ کر ان کی جگہ مساجد بنانا تو ان کی تعظیم ہے مشرکین کی توہین تو نہ ہوئی ؟

جواب : ...... اس سے تعظیم لازم نہیں آتی جب ان کی قبروں کو اکھیڑا جائیگا اور ان کی ہڈیوں کو پھینکا جائے گا تو ان کی توہین ہوگی اور زمین پاک ہو جائے گی اور تمام زمین مسجد ہے کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا **جعلت لی الارض مسجدا وطھورا** [۱]

سوال : ...... مشرکین کو قبروں سے نکالنا کیسے جائز ہے جہاں کسی کو دفن کر دیا جائے وہ جگہ اسی کے لئے مختص ہو جایا کرتی ہے اور اسے قبر کا نام دیتے ہیں تو پھر مشرکین کو وہاں سے کس لئے نکالا گیا ؟

جواب : ...... وہ جگہ مشرکین کی ملکیت ہی نہیں تھی بلکہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے غصب کی ہو اور پھر اس جگہ پر قبریں بنالی گئی ہوں اور فقہاءؒ نے لکھا ہے کہ اگر کسی مسلمان کو مغصوبہ زمین میں دفن کر دیا جائے تو اس کو نکالنا جائز ہے اور مشرک کو تو بدرجہ اولیٰ نکالنا جائز ہوگا [۲]

اور اس حدیث پاک کو امام بخاریؒ کتاب الجنائز کے آخر میں **کتاب ماجاء فی قبر النبی ﷺ** میں بھی لائے ہیں اور اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں **عن عائشةؓ قالت قال رسول الله ﷺ فی مرضه الذی لم یقم منه لعن الله الیهود والنصٰری اتخذوا قبور انبیاء هم مساجد** [۳]

ومایکره من الصلوٰة فی القبور : ...... اس کا عطف **هل تنبش** پر ہے اور یہ ترجمۃ الباب کا حصہ ہے۔

ورأی عمرؓ انس بن مالکؓ : ...... یہ تعلیق ہے وکیع بن جراح نے اپنی تصنیف میں اس کو روایت کیا ہے۔

فقال القبر القبر : ...... تحذیر کی بناء پر منصوب ہے اس کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے اور وہ اتق یا اجتنب ہے اور بعض روایتوں میں ہمزہ استفہام کے ساتھ ہے ای **ا تصلی عند القبر** [۴]

ولم یأمر بالاعادة : ...... حضرت عمرؓ نے حضرت انس بن مالکؓ کو قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو منع فرمایا اور روکا لیکن جو نماز پڑھ چکے تھے اس کے علاوہ اعادہ کے لئے نہیں فرمایا تو معلوم ہوا کہ قبور کے پاس پڑھی جانے والی نماز ہو تو ہو جائے گی لیکن مکروہ ہے۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۱۷۲ ج ۴) [۲] (عمدۃ القاری ص ۱۷۹ ج ۴) [۳] (عمدۃ القاری ص ۱۷۲ ج ۴) [۴] (عمدۃ القاری ص ۱۷۲ ج ۴)

قبر ستان میں نماز پڑھنے کا حکم:...... ائمہ علماء کرامؒ نے قبرستان میں نماز کے جواز پر اختلاف فرمایا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ:...... قبرستان میں نماز کی تحریم کے قائل ہیں۔

ابو ثورؒ:...... فرماتے ہیں کہ مقبرہ میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے اور سفیان ثوریؒ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ کراہت کے قائل ہیں۔

امام شافعیؒ:...... فرماتے ہیں کہ اگر مقبرہ اکھیڑا گیا ہو تو ایسی جگہ پر نماز جائز نہیں اور اگر نہ اکھیڑا گیا ہو تو جائز ہے۔(**اذاکانت مختلطة التراب بلحوم الموتیٰ وصدیدهم ومایخرج منهم لم تجز الصلوٰة فیها للنجاسة**)

امام مالکؒ:...... بھی مقبرہ میں نماز کی کراہت کے قائل ہیں۔

اصحاب ظواہر:...... مقبرہ میں نماز کی تحریم کے قائل ہیں خواہ وہ مسلمانوں کا قبرستان ہو یا کافروں کا[1]

(۴۱۳)حدثنا محمد بن المثنیٰ قال نا یحییٰ عن هشام قال اخبر نی ابی عن عائشةؓ
ہم سے محمد بن مثنی نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یحییٰ نے ہشام کے واسطے سے بیان کیا کہا کہ مجھے میرے والد نے عائشہؓ کے واسطے سے یہ خبر پہنچائی
ان ام حبیبة وام سلمة ذکرتا کنیسة راینها بالحبشه فیها تصاویر فذکرتا ذٰلک للنبی ﷺ
کہ ام حبیبہؓ اور ام سلمہؓ نے ایک کلیسا کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا اس میں تصاویر تھیں انہوں نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے بھی کیا
فقال ان اولٰئک اذا کان فیهم الرجل الصالح فمات بنوا علی قبره مسجدا
آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کا یہ حال تھا کہ جب ان کا کوئی نیکوکار (صالح) شخص فوت ہوجاتا تو وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بناتے
وصوروا فیه تیک الصور واولٰئک شرار الخلق عندالله یوم القیمة (انظر ۴۴۴، ۱۳۴۱)
اور اس میں یہی تصویریں بنادیتے یہ لوگ خدا کی بارگاہ میں قیامت کے دن بدترین مخلوق ہوں گے

وجه مطابقة هذاالحدیث للترجمة فی قوله لعن الله الیهود من حیث انه یوافقه وذلک

---

[1] (عمدۃ القاری ص۴۳۷ ج۴)

انه ﷺ لعن الیهود لکونهم اتخذوا قبور انبیاء هم مساجداً[1]

اس حدیث پاک میں نصاریٰ کی مذمت بیان فرمائی گئی ہے ایسی چیز کے ساتھ جو لعنت سے بھی بڑھ کر ہے یعنی اولٰئک شرار الخلق الخ کیونکہ جب عیسائیوں کا کوئی نیک آدمی مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے اور مسجد میں تصویریں رکھا کرتے تھے۔

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور اس حدیث کو امام بخاریؒ نے باب ہجرت الحبشہ میں بھی بیان فرمایا ہے۔اور امام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام نسائیؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

ام حبیبہؓ :...... ان کا نام مبارک رَملہ ہے حضرت ابوسفیانؓ کی بیٹی ہیں عبداللہ بن جحشؓ کے حبشہ میں انتقال کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا یعنی ان کا دوسرا نکاح آپ ﷺ سے ہوا اور نجاشی نے حضور ﷺ کی طرف سے اپنے پاس سے ان کا مہر دیا۔ چوالیس (۴۴) ہجری میں مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا[2]

ام سلمہؓ :...... ان کا نام صحیح قول کے مطابق ہند بنت **ابی امیہ مخرومیہؓ** ہے انہوں نے اپنے خاوند حضرت ابوسلمہؓ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی جب یہ میاں بیوی وہاں سے مدینہ منورہ لوٹے تو حضرت ابوسلمہؓ کا انتقال ہوگیا ان کے انتقال کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ سے عقد نکاح فرمایا۔

کنیسه :...... عیسائیوں کی عبادت گاہ یعنی گرجا گھر کو کہتے ہیں۔

وصوروا فیه تلک الصور :...... علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی تصویریں بنائیں تاکہ ان سے دل بہلائیں اور ان کے اعمالِ صالحہ سے نصیحت حاصل کریں وہ بزرگوں کی طرح خوب محنت کرتے رہے ان کی قبروں کے پاس اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے ان کے فوت ہوجانے کے بعد جاہل اولاد نے ان کی جگہ لے لی شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسے ڈالے کہ تمہارے بڑے تو ان صورتوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور ان کی تعظیم کرتے تھے تو یہ نالائق اولاد شیطان کے وسوسوں میں آکر ان صورتوں کی عبادت کرنے لگیں پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قیامت کے دن بدترین مخلوق ہوں گے[3]

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۷۳ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۱۷۳ ج ۴) [3] (عمدۃ القاری ص ۱۷۴ ج ۴)

(۴۱۴)حدثنامسددقال ثنا عبدالوارث عن ابی التیاح عن انس بن مالکؓ قال

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا ابوالتیاح کے واسطہ سے وہ انس بن مالکؓ سے انہوں نے بیان کیا

قدم النبی ﷺ المدینة فنزل اعلی المدینة فی حی یقال لهم بنو عمرو بن عوف

کہ جب حضرت نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہاں کے بالائی علاقہ میں بنو عمرو بن عوف کے یہاں ٹھہرے

فاقام النبی ﷺ فیهم اربعا وعشرین لیلة ثم ارسل الیٰ بنی النجار

حضرت نبی کریم ﷺ نے یہاں چوبیس دن قیام فرمایا پھر آپ ﷺ نے بنو نجار کو بلا بھیجا

فجآ وا متقلدین السیوف فکانی انظر الیٰ النبی ﷺ علی راحلته

تو وہ لوگ تلواریں لٹکائے ہوئے آئے گویا میری نظروں کے سامنے یہ منظر ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما ہیں

و ابوبکرؓ ردفه وملأ بنی النجار حوله

حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں اور بنو نجار کی جماعت آپ ﷺ کے چاروں طرف ہے

حتی القی بفنآء ابی ایوبؓ وکان یحب ان یصلی حیث ادرکته الصلوٰة

اسی حال میں ابو ایوبؓ کے گھر کے سامنے آپ ﷺ نے اپنا سامان اتارا اور نبی کریم ﷺ یہ پسند کرتے تھے کہ جہاں بھی نماز کا وقت آجائے فوراً نماز ادا کرلیں

ویصلی فی مرابض الغنم وانه امر ببنآء المسجد فارسل الی ملأ بنی النجار فقال یابنی النجار

آپ ﷺ بکریوں کے باڑوں میں بھی نماز ادا فرمایا کرتے تھے اور آپ نے یہاں مسجد بنانے کے لئے فرمایا چنانچہ بنو نجار کے لوگوں کو آپ ﷺ نے بلوا کر فرمایا

ثامنونی بحآئطکم هذا قالوا لا والله لانطلب ثمنه

کہ اے بنو نجار کے لوگو! تم اپنے اس احاطہ کی قیمت لے لو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں یارسول اللہ ﷺ ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے

الاالی الله عز وجل قال انسؓ فکان فیه مااقول لکم قبور المشرکین

ہم تو صرف خداوند تعالیٰ سے اس کا اجر مانگتے ہیں حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ جیسا کہ میں تمہیں بتا رہا تھا یہاں مشرکین کی قبریں تھیں

وفیه خرب وفیه نخل فامر النبی ﷺ بقبور المشرکین فنبشت
اس احاطہ میں ایک ویران جگہ تھی اور کچھ کھجور کے درخت تھے حضرت نبی کریم ﷺ نے مشرکین کی قبروں کو حکم دے کر اکھڑوایا
ثم بالخرب فسویت وبالنخل فقطع فصفوا النخل قبلة المسجد وجعلوا عضادتیه الحجارة
ویرانہ کو صاف اور برابر کرایا اور درختوں کو کٹوادیا لوگوں نے ان درختوں کو مسجد کے قبلہ کی جانب بچھادیا اور پتھروں کے ذریعہ انہیں مضبوط بنادیا
وجعلوا ینقلون الصخر وهم یرتجزون والنبی ﷺ معهم وهو یقول
حضرات صحابہؓ پتھر اٹھاتے ہوئے رجز پڑھتے تھے اور حضرت نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ تھے اور یہ فرمار ہے تھے
اللهم لاخیر الاخیر الاخرة فاغفر الانصار والمهاجرة (راجع ۲۳۴)
کہ اے اللہ! آخرت کی بھلائی کے علاوہ اور کوئی بھلائی نہیں پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرمادیجئے

مطابقتة الحدیث للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔امام بخاریؒ اس حدیث کو متعدد بار مختلف مقامات پر لائے ہیں مثلاً کتاب الصلوٰۃ اور هجرت النبی ﷺ میں امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ اور امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

قدم النبی ﷺ المدینة:...... آپ ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری ۸ ربیع الاول بروز سوموار قُباء میں ہوئی جہاں بنوعمرو بن عوف آباد تھے۔

اربع عشرة لیلة :...... آپ ﷺ نے قبا میں کتنے دن قیام فرمایا روایت الباب سے چودہ دن کا قیام ثابت ہورہا ہے اور بعض روایات میں چوبیس دن کے قیام کا ذکر ہے اور عویمرؓ بن ساعدہ کی روایت میں اٹھارہ دن کے قیام کا ذکر ہے ہجرت کا واقعہ ایک ہے قُباء میں قیام کے بارے میں روایات مختلف ہیں تو بظاہر ان میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔

تطبیق:...... تطبیق سے پہلے ایک ذرا اہم باتیں سمجھ لیں اور وہ یہ ہیں کہ سارے متقدمینؒ اور متاخرینؒ اس بات پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ پیر کے دن قُباء تشریف لائے اور پیر ہی کے دن مکہ مکرمہ سے روانگی فرمائی تھی تو پیر کو چلے اور پیر کو ہی قُباء تشریف لائے اور مدینہ منورہ میں جمعہ کو تشریف لے گئے تو ان دونوں دنوں (پیر اور جمعہ) پر اتفاق ہے کہ پیر

کوقباء تشریف لائے اور جمعہ کوقباء سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اب روایات دوطرح کی ہیں ایک چوبیس دن کی اور دوسری چودہ دن کی اور دونوں میں سے کوئی روایت بھی ان مذکورہ متفقہ اقوال کے پیش نظر صحیح نہیں، اس لئے کہ اگر چودہ کولیا جائے تو پیر کو آپ ﷺ قبا تشریف لائے اور پیر سے پیر تک آٹھ دن اور تیسرے پیر تک پندرہ دن ہوتے ہیں لہٰذا چودھواں دن یک شنبہ کو پڑتا ہے حالانکہ اس بات پر تو اتفاق ہے کہ جمعہ کو مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور چوبیس والی روایت بھی نہیں بنتی اس لئے کہ پیر سے پیر تک آٹھ اور تیسرے پیر تک پندرہ اور چوتھے پیر تک بائیس دن ہوتے ہیں منگل کو تیئس اور بدھ کو جاکر چوبیس دن ہوتے ہیں تو پھر بھی جمعہ کو چوبیس دن نہیں ہوتے اب یہ دونوں روایات بظاہر صحیح نہیں اس لئے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ تقریر بخاری میں فرماتے ہیں کہ میری رائے یہ ہے کہ چوبیس دن والی روایت صحیح ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ راوی نے یوم الدخول اور یوم الخروج کو شمار نہیں فرمایا پیر کا دن یوم الدخول فی قباء تھا اور جمعہ کا دن یوم الخروج منہ تھا پیر اور جمعہ کو نکال کر چوبیس دن والی روایت صحیح ہوجاتی ہے۔ اور قول متفق علیہ سے تعارض بھی نہیں ہوتا اس لئے کہ اب شمار منگل سے ہوگا کیونکہ پیر تو نکل گیا، تو منگل سے منگل تک آٹھ اور تیسرے منگل تک پندرہ اور چوتھے منگل کو بائیس اور بدھ تیئس اور جمعرات چوبیس ہوجاتے ہیں اور جمعہ جو یوم الخروج ہے وہ بھی خارج ہے لہٰذا اب بالکل درست ہوگیا کہ حضور ﷺ نے قبا میں تین جمعوں تک قیام فرمایا۔ تقریر بخاری ص ۱۵۸ ج ۲ اور بیاض صدیقی ص ۱۰ ج ۲ پر ہے **قولہ اربع وعشرین** ایک نسخہ اربع عشرۃ ہے اور صحیح بھی **اربع عشر** والا نسخہ ہے تو متن میں اس کو لانا چاہئے تھا جب کہ اس کی تائید دوسری روایت بھی کرتی ہے جس میں **بضعۃ عشر** مذکور ہے۔

سوال :...... آنحضرت ﷺ چوبیس یا چودہ دن قبیلہ بنو عمرو بن عوف (قباء) میں مقیم رہے جمعہ پڑھنا ثابت نہیں حالانکہ جمعہ کی فرضیت مکہ میں نازل ہوچکی تھی ابوداؤد میں ہے کہ حضرت کعب بن مالکؓ جب جمعہ کی اذان سنتے تھے تو اسعد بن زرارہؓ کے لئے رحمت کی دعا فرماتے تھے صاحبزادے نے عرض کیا کہ یہ اسعد بن زرارہؓ کون بزرگ ہیں جن کے لئے آپ ہر جمعہ کو دعا فرماتے ہیں تو فرمایا کہ انہوں نے سب سے پہلے ہمیں جمعہ کی نماز حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل پڑھائی تھی صاحبزادے نے کہا کہ آپ لوگ اس وقت کتنے آدمی تھے تو فرمایا کہ چالیس آدمی تھے[1]

جواب :...... شافعیہؒ اور حنابلہؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت تک جمعہ فرض نہیں ہوا تھا اس لئے کہ آپ ﷺ نے اس

[1] (تقریر بخاری ص ۱۵۸ ج ۲)

وقت قباء میں جمعہ ادا نہیں فرمایا اور حنفیہؒ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ پر جمعہ کی فرضیت مکہ میں ہوچکی تھی مگر مکۃ المکرّمہ کے دارالحرب ہونے کی وجہ جمعہ ادا نہیں فرمایا اور قباء میں گاؤں ہونے کی وجہ سے[1] یہ روایت الباب جمعہ فی القریٰ کے مسئلہ میں احنافؒ کی دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قبا میں جمعہ فی القریٰ ہونے کی وجہ سے ادا نہیں فرمایا۔

جمعة فی القریٰ : ...... احناف کے نزدیک جائز نہیں۔

دلیلِ احنافؒ : ...... آپ نے قباء میں جمعہ اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ گاؤں تھا۔

شوافعؒ، حنابلہؒ اور غیر مقلدوں کے نزدیک جمعہ فی القری جائز ہے۔

دلیلِ شوافعؒ، حنابلہؒ اور غیر مقلدین : ...... روایت ابوداؤد ہے جس میں چالیس آدمیوں کے جمعہ میں موجود ہونے کا ذکر ہے۔

شوافعؒ، حنابلہؒ اور غیر مقلدین کی دلیل کا جواب : ...... احنافؒ کہتے ہیں کہ آپ حضرات نے جس حدیث کا سہارا لے کر جمعہ فی القریٰ کے جواز کو ثابت فرمایا ہے اسی حدیث کے پہلے حصے کو کیوں نظر انداز کیا آپ نے مدار عدد کو بنایا ہے محل کو نہیں اور احنافؒ کے نزدیک مدار محل ہے اگر محل جمعہ ہو تو اقل عدد بھی کافی ہے اور وہ حدیث اس طرح ہے **حدثنا قتیبۃبن سعید نا ابن ادریس عن محمد بن اسحٰق عن محمد بن ابی امامة بن سھل عن ابیه عن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک و کان قائدابیه بعد ما ذھب بصرہ عن ابیه کعب ابن مالکؓ انه کان اذاسمع النداء یوم الجمعة ترحم لاسعد بن زرارۃؓ فقلت له اذ سمعت النداء ترحمت لاسعد بن زُرارۃؓ قال لانه اول من جمع بنا فی ھزم البیت من حرۃ بنی بیاضة فی نقیع یقال له نقیع الخضمات قلت کم انتم یومئذ قال اربعون**[2]

یصلی فی مرابض الغنم : ...... آپ ﷺ بکریوں کے باڑوں میں بھی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ مرابض یہ مربض کی جمع ہے معنی ہے ماوی الغنم (بکریوں کا باڑا)

ثامنونی بحائطکم : ...... اس کا معنی ہے کہ تم اپنے اس احاطہ کی قیمت لے لو۔ یہ دو یتیموں کی زمین تھی

[1] (تقریر بخاری ص ۱۵۸ ج ۲) [2] (بخاری ص ۱۶۰ ج ۱)

حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم اس زمین کی قیمت بتاؤ انہوں نے کہا کہ ہم تو یہ زمین بلا قیمت دیں گے مگر آپ ﷺ نے اسے منظور نہیں فرمایا اور قیمت دے کر زمین لی کیونکہ وہ رقبہ یتیموں کی ملک تھا[1]

وجعلوا عضادتیه الحجارة:...... اور لوگوں نے ان درختوں کو مسجد کے قبلے کی جانب بچھادیا۔ علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری ص ۱۷۸ ج ۴ میں لکھا ہے کہ کھجور کے ان درختوں سے قبلہ کی دیوار بنائی گئی تھی اور انہیں کھڑا کر کے اینٹ اور گارے سے انہیں استوار کر دیا گیا تھا اور یہ بھی بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ چھت کا وہ حصہ جو قبلہ کی طرف تھا اس میں ان درختوں کو استعمال کیا گیا تھا۔

یرتجزون:...... صحابہ کرامؓ پتھر اٹھاتے ہوئے رجز پڑھ رہے تھے۔ عروضیوں اور اہل ادب کا اس بات میں اختلاف ہے کہ رجز شعر ہے یا نہیں ان میں سے اکثر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رجز شعر نہیں اور آنحضرت ﷺ سے جو اشعار منقول ہیں وہ بھی درحقیقت رجز ہیں کیونکہ نص قرآن **وما علمناه الشعر وما ینبغی له** کی رو سے آپ ﷺ کے لئے اشعار کہنا حرام تھا[2] رجز شعر سے مختلف چیز ہے یہ نام عرب جاہلیت کے دور کا رکھا ہوا ہے اس کی صورت فقرہ بندی یا تک بندی کی سی ہوتی ہے۔

روایت الباب کو ترجمة الباب سے مناسبت:...... پہلی روایت کو ترجمۃ الباب کے دوسرے جزء سے مناسبت ہے اور دوسری روایت کو ترجمۃ الباب کے پہلے جزء سے مناسبت ہے تو مجموعہ روایات سے مجموعہ ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

کافر کو مسلمانوں کے قبر ستان میں دفن کا حکم:...... اگر کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے تو اسے اکھاڑ (نکال) دیا جائے گا اسی لئے مجلس تحفظ ختم نبوت والے حضرات مسلمانوں کے قبرستان سے کفار (قادیانیوں وغیرہ) کو نکالنے کے لئے کوشش فرماتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر مزید ہمت استقامت اور اخلاص کامل نصیب فرماویں۔ (آمین)

قادیانی مردہ نکالنے کا واقعہ:...... قیصرانی قبیلہ کے قادیانی سردار امیر محمد خان آف شیر گڑھ تحصیل

---

[1] (تقریر بخاری ص ۱۵۸ ج ۲) [2] (عمدۃ القاری ص ۱۷۸ ج ۴)

تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخان کا جب انتقال ہوا تو اس کی قادیانی اولاد نے اسے گھر کے قریب مسجد میں یا مسجد کے سایہ میں دفن کر دیا علاقائی رواج کے مطابق تیجہ کیا گیا اور سردار کے بیٹے کے سر پر سرداری کی پگ (پگڑی) رکھ دی گئی ختم نبوت والے حضرات کو پتہ چلا کہ قادیانی سردار مسجد میں یا اس کے قریب دفن کیا گیا ہے تو انہوں نے تحریک چلائی اور ضیاء الحق (مرحوم) دور میں افسرانِ بالا کو خطرات سے آگاہ کیا مگر انہوں نے روایتی سستی کا مظاہرہ کیا اور مطالبہ کو دبانے کی کوشش کی۔ حکومتی اہل کاروں کی چشم پوشی اور مرزائیوں کی سرتوڑ کوششوں کی وجہ سے معاملہ کو دبانے اور سردخانے میں ڈالا جانے لگا تو مجلس تحفظ ختم نبوت والے حضرات نے ہر مکتب فکر کے لوگوں کا اجلاس بلوایا اور انہیں تحریک میں شدت پیدا کرنے پر آمادہ کرلیا تو ان حضرات نے قادیانی مردہ کو نکالنے کے لئے چوک ہاشم تونسہ شریف میں ایک بہت بڑا جلسہ منعقد کیا اس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے جانبازوں کے علاوہ ہر مکتب فکر کے علماء حضرات تشریف لائے عوام کے ٹھاٹھیں مارتے مجمع میں ولولہ انگیز تقاریر فرمائیں، مجمع کو گرمایا گیا تو تحریک میں شدت آگئی پھر ڈیرہ غازیخان شہر میں بھی ایک زبردست جلسہ کا انعقاد کیا گیا حکومت نے مرزائیوں کے ایماء پر معاملہ کو دبانے کے لئے دل کھول کر بے تحاشہ لاٹھی چارج کیا حتی کہ مولانا عبدالستار تونسوی دامت برکاتھم جیسے حضرات بھی اس کی زد میں آئے مگر تحریک کو جتنا دبانے کی کوشش کی گئی اتنی ہی ابھرتی چلی گئی بالآخر اس تحریک کی بازگشت اسلام آباد کے ایوانوں میں گونجنے لگی حکومتِ وقت نے بگڑتے ہوئے حالات کو معمول پر لانے کے لئے فوج اور پولیس کو حرکت دی فوج اور پولیس کی نگرانی میں قادیانی سردار امیر محمد جان کی لاش کو مسجد سے نکال کر ان کے محل کے ایک کمرے میں دفن کر دیا گیا، اور یہ ایک حقیقت ہے اگر مجلس تحفظ ختم نبوت والے حضرات ذرا سی سستی برتتے تو یہ قادیانی مسجد کے سایہ میں پڑا رہتا۔

۞۞۞۞۞۞۞۞

(۲۹۰)

﴿باب الصلوٰۃ فی مرابض الغنم﴾

بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنا

ترجمۃ الباب کی غرض:...... امام بخاریؒ بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کے جواز کو بیان فرمارہے ہیں عرب بکریاں اوراونٹ پالتے تھے یہی ان کی معیشت تھی جہاں رات کے وقت لاکرانہیں باندھتے اس کو مرابض الغنم اورمواضع الابل کہا جاتا ہے توان (مرابض الغنم) میں ایک طرف اپنے بیٹھنے اٹھنے کی بھی جگہ بنالیتے تھے جس کی صفائی ستھرائی کا بھی التزام رکھتے تھے چونکہ مساجد ابھی تک تعمیر نہیں ہوئی تھیں اورنماز پڑھنے کے لئے اسلام میں کسی خاص جگہ کی قید بھی نہیں تھی اس لئے آنحضرتﷺ نے بھی اورآپﷺ کے صحابہ کرامؓ نے بھی بکریوں کے ان باڑوں میں نماز ادافرمائی جیسا کہ حدیث الباب سے ظاہر ہے اوراس وقت کسی جگہ کی کوئی تخصیص نہیں تھی جہاں نماز کا وقت ہوجاتا تو آپﷺ فوراادافرمالیتے اور جب مسجد کی تعمیر ہوگئی تو عام حالات میں نماز مسجد ہی میں اداکرنا ضروری قرار پایا۔

(۴۱۵) حدثنا سلیمان بن حرب قال حدثنا شعبة عن ابی التیاح عن انس بن مالکؓ
ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے ابوالتیاح کے واسطہ سے بیان کیا وہ حضرت انس بن مالکؓ سے
قال کان النبی ﷺ یصلی فی مرابض الغنم ثم سمعته بعد یقول
انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریمﷺ بکریوں کے باڑوں میں نماز ادافرماتے تھے پھر میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا

كان يصلى فى مرابض الغنم قبل ان يبنى المسجد (راجع۲۳۴)
کہ نبی کریم ﷺ بکریوں کے باڑے میں نماز مسجد کی تعمیر سے پہلے ادا فرمایا کرتے تھے

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

يصلى فى مرابض الغنم :......مرابض غنم میں نماز ادا فرمانے کا مطلب یہ نہیں کہ جہاں بکریوں کی مینگنیاں وغیرہ پڑی ہوں وہاں پر نماز ادا فرماتے تھے بلکہ بکریوں کے باڑے میں اپنے بیٹھنے اٹھنے کے لئے جو صاف ستھری جگہ بنائی جاتی تھی اس میں نماز ادا فرماتے تھے جہاں مینگنیوں کا نشان تک بھی نہ ملتا تھا۔

(۲۹۱)

﴿باب الصلوٰة فى مواضع الابل﴾

اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز پڑھنا

ترجمة الباب كى غرض :...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ نماز ادا کرنے کے جواز کو بیان فرما رہے ہیں۔

اختلاف :......**مذهب آئمه ثلاثهؒ**:...... آئمہ ثلاثہؒ کے نزدیک بکریوں کے باڑے اور اونٹ کے ٹھہرانے کی جگہ میں کوئی فرق نہیں دونوں جگہ نماز ادا کرنا جائز ہے۔

مذهبِ حنابلهؒ :......امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک **معاطن الابل** کے اندر ادا کی گئی نماز فاسد ہے[1]

[1] (تقریر بخاری ص۱۵۹ ج۲)

مذہب امام بخاریؒ :...... بعض حضراتؒ نے فرمایا ہے کہ امام بخاریؒ آئمہ ثلاثہؒ یعنی جمہورؒ کی تائید فرمارہے ہیں کہ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک صلوٰۃ فی المرابض وفی المعاطن میں کوئی فرق نہیں دونوں جگہ نماز جائز ہے۔ اور بعض حضراتؒ نے یہ فرمایا ہے کہ امام بخاریؒ، امام احمد بن حنبلؒ کی تائید فرمارہے ہیں اس طرح کہ مرابضِ غنم اور معاطنِ ابل میں فرق بیان فرمارہے ہیں اور دونوں کے بارے میں باب بھی جدا جدا قائم فرمائے ہیں اور روایت بھی علیحدہ لائے ہیں باب کا جدا قائم فرمانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ معاطن ابل میں نماز ادا کرنا فاسد ہے۔ اور مرابض غنم میں مکروہ نہیں اور یہی امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب ہے اور الگ الگ باب قائم فرما کر اس طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ روایات میں اس سے نہی آئی ہے اور وہ نہی تنزیہی ہے یا علتِ تشویش پر محمول ہے کیونکہ اونٹ میں شرارت زیادہ ہوتی ہے یا وہ اونٹ مراد ہیں جو نفّار (بہت زیادہ نفرت کرنے والے، مستی میں آنے والے) ہوں۔

باب الصلوٰۃ فی مواضع الابل کا ترجمہ قائم فرما کر نہی والی روایات نہیں لائے کیونکہ شرائط کے موافق نہیں تھیں اور جو روایت ذکر فرمائی وہ جواز کی ذکر فرمائی، علامہ سندھیؒ کا قول یہی ہے کہ امام بخاریؒ مرابض الغنم اور معاطن الابل میں فرق بیان فرمارہے ہیں کہ معاطن اور شئی ہے مرابض اور شئی ہے۔ یاد رکھیں کہ جمہورؒ کے نزدیک نماز جائز ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ مرابض اور مبارک میں بلا حائل ازبال یا ابوال پر نماز پڑھنا جائز ہے بلکہ بالحائل پڑھی جائے گی یا کنارے میں کسی پاک جگہ پڑھی جائے گی۔[1]

دلیل امام احمد بن حنبلؒ :...... ابوداؤد شریف میں ہے سئل عن الصلوٰۃ فی مبارک الابل فقال لاتصلوافی مبارک الابل فانها من الشیاطین ؟

امام احمد بن حنبلؒ کی دلیل کاجواب (۱) :...... جمہورؒ فرماتے ہیں کہ معاطن ابل میں نماز پڑھنے کی ممانعت ان کے نفار ہونے کی وجہ سے فرمائی گئی ہے۔[2]

سوال :...... مرابد البقر میں نماز ادا کرنا کیسا ہے اس کا حکم مرابض الغنم والا ہے یا معاطن الابل والا ہے؟

جواب :...... ابوبکر بن منذرؒ نے اس کو مرابض الغنم کے ساتھ ملحق کیا ہے لہٰذا ان میں نماز ادا کرنا مکروہ نہیں۔

---

[1] (تقریر بخاری ص ۱۵۹ ج ۲) [2] (تقریر بخاری ص ۱۵۹ ج ۲)

(۴۱۶)حدثنا صَدَقَة بنُ الفضل قال حدثنا سليمان بن حيَّان قال
ہم سے صدقہ بن فضلؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے سلیمان بن حیانؒ نے بیان کیا کہا
حدثنا عبيدالله عن نافع قال رأيت ابن عمرؓ يصلي الي بعيره
کہ ہم سے عبید اللہؒ نے نافعؒ کے واسطے سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابن عمرؓ کو اپنے اونٹ کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرماتے دیکھا
وقال رأيت النبي ﷺ يفعله (انظر ۵۰۷)
اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی طرح ادا فرماتے دیکھا تھا

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں حضرت ابن عمر بن خطابؓ ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ عنقریب **باب الصلوٰۃ الی الراحلة والبعير والشجر والرحل** میں بھی لائیں گے، اور امام مسلمؒ نے اسے منقطع تخریج فرمایا ہے اور امام ابوداؤدؒ اور امام ترمذیؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

رأيت النبي ﷺ :...... علامہ سندھیؒ کے قول کے مطابق امام بخاریؒ نے **صلوٰۃ فی معاطن الابل** اور **صلوٰۃ الی الابل** میں فرق فرمایا ہے کہ **صلوٰۃ الی الابل صلوٰۃ فی معاطن الابل** نہیں ہے[1]

سوال :...... حدیث الباب ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں اس لئے کہ ترجمۃ الباب میں **مواضع الابل** ہے جب کہ حدیث الباب میں **صلوٰۃ الی بعیرہ** ہے لہٰذا ان دونوں میں مطابقت نہ پائی گئی۔

جواب :...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ کے توسعات میں سے ہے کہ **صلوٰۃ الی بعیرہ** کو **صلوٰۃ فی معاطن الابل** قرار دے دیا۔

مسائل مستنبطه :......

۱:...... حیوان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے جب کہ وہ حیوان قبلہ رخ پر ہو۔

۲:...... اونٹ اگر قریب بیٹھا ہو تو تب بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔

۳:...... نماز پڑھتے وقت راحلہ اور بعیر کو سترہ بنایا جاسکتا ہے[2]

---

[1] (تقریر بخاری ص۱۵۹ ج۲) [2] (عمدۃ القاری ص۱۸۳ ج۴)

(۲۹۲)

﴿باب من صلی وقُدامه تَنُّور او نار اوشئی مما یُعبد فاراد به وجهَ الله عز وجل﴾

جس نے نماز پڑھی اور اس کے سامنے تنور، آگ یا
کوئی ایسی چیز ہو جس کی عبادت کی جاتی ہو

ترجمۃالباب کی غرض: ...... ترجمۃ الباب کی غرض یہ ہے کہ تنور یا نار اور معبودان باطلہ سامنے ہوں تو نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ محمد بن سیرینؒ اور بہت سے تابعینؒ اور حنفیہؒ اور حنابلہؒ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام بخاریؒ قائلین کراہت پر رد فرما رہے ہیں کہ نماز ادا کرنے والا تو اللہ کے لئے ادا کر رہا ہے اور مقصود نماز سے اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جب کوئی اللہ کے واسطے ادا کرے تو آگ وغیرہ (نماز) کے اندر کوئی ضرر نہیں پیدا کر سکتیں اور احناف کے نزدیک ان کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے سے وہ نماز تو ہو جائے گی لیکن تشبہ بالمشرکین کی وجہ سے مکروہ ہوگی۔

دلیلِ امام بخاریؒ: ...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے دوزخ کی آگ لائی گئی اور میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔

امام بخاریؒ کی دلیل کا جواب: ...... اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاریؒ کا استدلال چند وجوہ سے تام نہیں ہے اور وہ وجوہ یہ ہیں۔

(۱): ...... آپ ﷺ نے آگ کی طرف منہ کر کے اختیاراً نماز نہیں ادا فرمائی بلکہ نماز میں آپ ﷺ کو آگ دکھائی گئی۔

(۲):……حنفیہ جس آگ کی طرف منہ کرکے تشبہ بالمشرکین کی بناء پر نماز کی کراہت کا حکم لگاتے ہیں اس نار (آگ) سے مراد نارِ (آگ) دنیا ہے اور آپ ﷺ کے سامنے جو نار (آگ) پیش کی گئی وہ نارِ جہنم تھی اور آخرت کی نار کا یہ حکم نہیں۔[۱]

(۳):……یہ ضروری نہیں کہ جو آگ آپ ﷺ پر پیش کی گئی وہ آگ سامنے ہی ہو آپ حضرات نے بخاری شریف میں پڑھا ہے کہ آنحضرت ﷺ جیسے آگے دیکھتے تھے ایسے ہی پیچھے بھی دیکھتے تھے تو حنفیہؒ کا یہ جزئیہ کہ آگ وغیرہ سامنے ہو تو تشبہ بالمشرکین کی وجہ سے نماز مکروہ ہے تو کراہت اپنی جگہ برقرار رہی۔

وقال الزهری اخبرنی انس بن مالکؓ قال قال النبی ﷺ عُرِضَت علیَّ النار وانا اصلی
امام زہریؒ نے کہا کہ مجھے حضرت انس بن مالکؓ نے خبر پہنچائی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے سامنے آگ لائی گئی اور اس وقت میں نماز ادا کر رہا تھا

وجه مطابقة هذا الحديث معلق للترجمة من حيث انه صلی ﷺ شاهد النار وهو فی الصلوٰة .

اس سے امام بخاریؒ نے آگ کی طرف منہ کرکے نماز ادا کرنے کے جواز کو ثابت فرمایا ہے لیکن یہ استدلال تام نہیں اسی لئے علامہ بدرالدین عینیؒ عمدۃ القاری ص ۱۸۵ ج ۴ میں اس روایت کو لانے کے بعد لکھتے ہیں **ولكن فيه مافيه** . اور اس حدیث کی تخریج امام مسلمؒ نے فضائل النبی ﷺ میں فرمائی ہے۔[۲]

(۴۱۷) حدثنا عبدالله بن مسلمة عن مالک عن زید بن اسلم عن عطآء بن یسار عن عبدالله بن عباسؓ قال
ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا مالک کے واسطہ سے وہ زید بن اسلم سے وہ عطاء بن یسار سے وہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے فرمایا
انخسفت الشمس فصلی رسول الله ﷺ ثم قال
کہ سورج گرہن ہوا تو حضرت نبی کریم ﷺ نے نماز ادا فرمائی اور فرمایا
اُرِیْتُ النارَ فلم ار منظرا کالیوم قط افظع (راجع ۲۹)
کہ میں نے دوزخ کو دیکھا اس سے زیادہ بھیانک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا

امام بخاریؒ اس حدیث کو صلوٰۃ الخسوف، کتاب الایمان اور کتاب النکاح میں بھی لائے ہیں جب کہ امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، اور امام نسائیؒ نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

---

[۱] (بیاض صدیقی ص ۱۱ ج ۲) [۲] (عمدۃ القاری ص ۱۸۵ ج ۴)

مسائل مستنبطه :......

۱:......صلوٰۃ الکسوف مستحب ہے۔

۲:......جنت ودوزخ معرض وجود میں آ چکی ہیں۔

۳:......آنحضرت ﷺ کے نماز ادا فرماتے ہوئے پردے ہٹا کر اللہ تبارک وتعالیٰ کا دوزخ دکھادینا یہ حضرت نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہے۔

(۲۹۳)

﴿باب کراهیة الصلوٰة فی المقابر﴾

مقبروں میں نماز پڑھنے کی کراہیت

ترجمة الباب کی غرض :...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتا رہے ہیں کہ قبرستان میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے حنابلہؒ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے اور غیر حنابلہؒ یعنی جمہورؒ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔قبرستان میں نماز ادکرنا اس لئے مکروہ ہے کیونکہ وہ محل عبادت نہیں ابوداؤد اور ترمذی شریف میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مرفوعاً منقول ہے **الارض کلها مسجد الا المقبر ہ والحمام**[۱] ترمذی اور بن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک حدیث مروی ہے جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے سات مقامات پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں **ان رسول الله ﷺ نهی ان یصلی فی سبعة مواطن فی المزبلة والمجزرة والمقبرة وقارعةالطریق وفی الحمام وفی معاطن لابل وفوق ظهر بیت الله**[۲] **جعلت لی الارض مسجدا و طهورا** کی رو سے اگرچہ ساری زمین کو مسجد بنایا گیا ہے لیکن کسی عارض کی وجہ سے عدم جواز بھی آ جاتا ہے جیسے مجزرہ اور مذبحہ وغیرہ۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۱۸۶ ج۴) [۲] (عمدۃ القاری ص۱۹۰ ج۴)

مسئله: ...... قبریں سامنے ہوں اور نظر نہ آتی ہوں تو نماز بلا کراہت جائز ہے۔

(۴۱۸)حدثنا مسدد قال حدثنا یحییٰ عن عبیدالله بن عمر قال اخبرنی نافع
ہم سے مسددؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یحییٰؒ نے عبیداللہ بن عمرؓ کے واسطہ سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھے نافعؒ نے
عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال اجعلوا فی بیوتکم من صلوٰتکم ولا تتخذوها قبورا (انظر۱۱۸۷)
حضرت ابن عمرؓ کے واسطہ سے بیان کیا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے گھروں میں بھی نماز ادا کیا کرو اور انہیں مقبرہ (قبرستان) نہ بناؤ

سوال: ...... حدیث الباب ترجمة الباب کے مطابق نہیں اس لئے کہ ترجمة الباب میں **کراھیت صلوٰة فی المقابر** کا بیان ہے اور حدیث پاک میں یہ ہے کہ اپنے گھروں میں نماز ادا کیا کرو اور ان کو قبریں نہ بناؤ تو ان میں مطابقت نہ ہوئی؟

جواب: ...... **لاتتخذوها قبورا** کے معنی میں مختلف اقوال ہیں۔

قولِ اول: ...... ایسے معنی کرنے چاہئیں جو دونوں جملوں میں ربط پیدا کردیں اور وہ معنی یہ ہیں کہ گھروں کو بغیر نماز کے نہ رکھو یعنی **صلوٰة فی البیوت** کی ترغیب ہے[۱] کہ ان (گھروں) کو قبروں کی طرح نہ بناؤ کہ جیسے ان (قبروں) میں کراہت کی وجہ سے نماز نہیں ادا کی جاتی ان (گھروں) میں بھی نہ ادا کرو لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ یہ حکم نفلوں کے بارے میں ہے فرضوں کو گھروں میں اس وقت پڑھنے کی اجازت ہے جب کوئی عذر ہو یا مسجد پر آئمہ جور (ظالم) کا قبضہ ہو جو تاخیر سے نماز پڑھتے پڑھاتے ہوں۔

قولِ الثانی: ...... معنی یہ ہے کہ گھروں میں قبریں نہ بناؤ یعنی اگر گھر کا کوئی فرد مر جائے تو اسے گھر میں دفن نہ کرو۔ پہلا معنی کا مفہوم یہ تھا کہ گھروں کو قبریں نہ بنائیں یعنی ان کو قبروں کی طرح نہ بناؤ وہ معنی تشبیہ پر محمول تھا اور اس دوسرے معنی کے لحاظ سے گھروں میں قبریں بنانے سے روکا جا رہا ہے کیونکہ اگر گھروں میں قبریں بناؤ گے تو جیسے قبرستان میں نماز نہیں ادا کی جاتی ان میں بھی نماز نہیں ادا کی جائے گی۔

قولِ الثالث: ...... قبروں میں گھر نہ بناؤ کیونکہ قبروں کا مقصد تذکیر آخرت ہے قبروں میں گھر بنانے کی صورت

[۱] (عمدة القاری ص۱۸۷ ج۴)

میں تذکیرِ آخرت نہیں رہے گی۔

قول الرابع:...... اس کا مطلب لطیفہ کے طور پر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی تمہارے گھر آئے تو اس کی کچھ خدمت اور خاطر تواضع کر دیا کرو ایسے نہ ہو جیسے کوئی قبرستان چلا جائے وہاں کوئی پان کھلانے والا بھی نہ ہو ہر طرف خاموشی ہی خاموشی ہو[1]

قول ثانی پر اشکال:...... آپ ﷺ نے (حدیث الباب کے ایک مفہوم کی بناء پر قول ثانی کے پیشِ نظر) گھر میں قبر بنانے سے منع فرمایا اور حضرت نبی پاک ﷺ کو تو اسی گھر میں دفن کیا گیا جس گھر میں آپ ﷺ وصال سے پہلے قیام پزیر تھے؟

جواب:...... ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہو جیسا کہ ایک روایت میں یہ آتا ہے الانبیآء یدفنون حیث یموتون[2]

(۲۹۴)

﴿باب الصلوٰۃ فی مواضع الخسف و العذاب﴾

دھنسی ہوئی جگہوں اور عذاب کے مقامات میں نماز پڑھنا

ترجمۃالباب کی غرض:...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ معذّب جگہ پر نماز نہیں پڑھی جانی چاہئے

ویذکر	ان	علیاً	کرہ	الصلوٰۃ	بخسف	بابل
حضرت علیؓ	سے منقول	ہے کہ	آپؓ نے	بابل کی	دھنسی ہوئی جگہ میں	نماز کو ناپسند فرمایا تھا

[1] (تقریر بخاری ص۱۶۰ ج۲ حاشیہ۲) [2] (عمدۃ القاری ص۱۸۷ ج۴)

مطابقة هذا الاثر للترجمة ظاهرة .

حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ آپؓ نے بابل کی دھنسی ہوئی جھگوں میں عذاب کی وجہ سے نماز ادا کرنے کو ناپسند فرمایا تھا۔

اور یہ تعلیق ہے جسے ابن ابی شیبہؒ نے اس طرح روایت فرمایا ہے ابن ابی شیبة عن وکیع حدثنا سفیان حدثناعبدالله بن شریک عن عبدالله بن ابی المُحِلّ العامری قال کنا مع علیؓ فمر رنا علی الخسف الذی ببابل فلم یصل حتی اجازه ای تعداه[۱]

بخسف بابل :......اس سے کیا مراد ہے؟ عراق کے اندر ایک جگہ ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید کے پہلے پارے کے تیسرے پاؤ میں ہے (ببابل ھاروت وماروت) اللہ کو جھانکنے کے لئے نمرود نے وہاں ایک محل بنایا تھا جو پانچ ہزار ذراع اونچا تھا اس محل کا تذکرہ قرآن میں بھی ہے فاتی الله بنیانهم من القواعد (الایة)[۲] ساڑھے سات فٹ اور پونے چار ہزار گز ہوا اور سترہ سو اسی گز کا ایک میل ہوتا ہے تو یوں سمجھئے کہ ڈھائی میل اونچا محل تعمیر کروایا ہوا (آندھی) آئی دھکا دے کر گرا دیا۔ سب مر مرا گئے نیچے آ کر دب گئے۔

(۴۱۹) حدثنا اسمٰعیل بن عبدالله قال حدثنی مالک عن عبدالله بن دینار عن عبدالله بن عمرؓ
ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے مالک نے عبداللہ بن دینار کے واسطہ سے بیان کیا وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے
ان رسول الله ﷺ قال لاتدخلوا علیٰ هؤلآء المُعذَّبِین الاان تکونوا باکین
کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان معذب قوموں کے آثار سے اگر تمہارا گزر ہو تو روتے ہوئے گزرو
فان لم تکونوا باکین فلا تدخلوا علیهم لا یصیبکم ما اصابهم (انظر ۴۲۸،۳۳۸۱،۴۴۱۹،۴۴۲۰،۴۷۰۲)
اگر تم اس موقع پر رونہ سکو تو ان سے گزر وہی نہ ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہ عذاب آ جائے جس نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا تھا

سوال :...... حدیث الباب سے ترجمۃ الباب کیسے ثابت ہوا؟ حدیث میں نماز سے متعلق کوئی تصریح موجود نہیں ہے حدیث میں تو صرف اتنا ہے کہ وہاں سے روتے ہوئے گزرو بلکہ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز پڑھنی چاہئے کیونکہ نماز میں بھی تو تضرع ہوتا ہے تو گویا وہاں کھڑے ہو کر رو رو کے نماز پڑھنی چاہئے۔

[۱] (عمدۃ القاری ص۱۸۹ ج۴) (فتح الباری ص۲۶۳ ج۲) [۲] (سورۃ النمل آیت ۲۵ پارہ ۱۴)

جوابِ اول :...... امام بخاریؒ کی نظر عمیق ہے فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جب فرمایا کہ نہ گزرو مگر روتے ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ دائما رونا ہے اور دائما رونا نماز کے منافی ہے۔

جوابِ ثانی :...... یاوجہِ استدلال اس طرح ہوسکتی ہے کہ تفصیلی روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب ان مقامات سے گزرنے لگے تو آپ ﷺ نے اپنا سر نیچے فرمالیا اور تیزی سے گزر گئے وہاں نماز نہیں پڑھی بلکہ روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ آٹا گوندھنے کے لئے وہاں کے پانی لینے سے منع فرمادیا **ان النبی ﷺ لما مر بدیار ھود وصالح علیھما السلام نھی اصحابه ان یعجنوا ببئر صالح** ۱؎ تو اس سے معلوم ہوا کہ وہاں نماز بھی درست نہیں کیونکہ نماز کے لئے تو ٹھہرنا لازم ہے جب کہ آپ ﷺ کے عمل سے نہ ٹھہرنا ثابت ہو رہا ہے۔

لاتدخلوا :...... آپ ﷺ تھوک جاتے ہوئے جب دیارِ ثمود سے گزرنے لگے تو فرمایا **لاتدخلوا علی ھٰؤلآء المعذبین الخ** ۲؎

(۲۹۵)

﴿باب الصلوٰۃ فی البیعة﴾

کلیسا میں نماز

بیعه :...... عیسائیوں کے عبادت خانے کو کہتے ہیں جسے آج کل گرجا گھر کہتے ہیں۔

کنیسه :...... یہودیوں کی عبادت گاہ کا نام ہے۔

۱؎ (فیض الباری ص۴۷ ج۲) ۲؎ (فیض الباری ص۴۸ ج۲)

ترجمۃ الباب کی غرض: ...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں نماز پڑھنے کا حکم بیان فرمارہے ہیں گرجا گھر میں نماز پڑھنے کے بارے میں حضرات آئمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف ہے۔

حنفیہؒ اور شافعیہؒ کا مذہب: ...... احنافؒ اور شوافعؒ کے نزدیک معبد نصاریٰ میں مطلقاً نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

مذہب حنابلہؒ: ...... حنابلہؒ کے نزدیک مطلقاً نماز ادا کرنا مباح ہے۔

مذہب مالکیہؒ: ...... امام مالکؒ کے ہاں تفصیل وتفریق ہے اگر بت اور تصاویر رکھی ہوئی ہوں تو نماز ادا کرنا ناجائز ہے امام بخاریؒ، امام مالکؒ کے مسلک کو ترجیح فرمارہے ہیں اور اس پر آثار نقل فرمائے ہیں اور ایک حدیث بھی بیان فرمائی ہے۔

وقال عمرؓ انا لا ندخل كنائسكم من اجل التماثيل التي فيها الصُوَرُ
عمرؓ نے فرمایا کہ ہم تمہارے کلیساؤں میں اس لئے نہیں جاتے کہ ان میں مجسمے ہوتے ہیں

مطابقة هذا الاثر للترجمة من حيث ان عدم دخوله في كنائسهم لاجل الصور التي فيها[1]

اور اثر ابن عمرؓ کو عبدالرزاقؒ نے موصولاً بیان فرمایا ہے اور وہ اس طرح ہے کہ **لماقدم عمر الشام صنع له رجل من النصارى طعاما وكان من عظمائهم وقال ان احب ان تجيبني وتكرمني فقال له عمرؓ انا لاندخل كنائسكم من اجل الصور التي فيها**[2]

وكان ابن عباس يصلي في البيعه اِلّا بيعة فيها تماثيل
ابن عباسؓ کلیسا میں نماز ادا فرماتے تھے لیکن جن میں مجسمے رکھے ہوتے تھے ان میں نماز نہیں ادا فرماتے تھے

یہ بھی تعلیق ہے جسے علامہ بغوی نے جعدیات میں موصولاً بیان فرمایا ہے[3] اس اثر کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کنیسہ یعنی گرجا گھر میں نماز ادا فرماتے تھے لیکن جن میں مجسمے رکھے ہوتے ان میں نماز ادا نہیں فرماتے تھے۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص۱۹۲ ج۴) [2] (عمدۃ القاری ص۱۹۲ ج۴) (فیض الباری ص۴۸ ج۲) [3] (عمدۃ القاری ص۱۹۲ ج۴)

(۴۲۰)حدثنا محمد بن سلام قال اخبرنا عبدةُ عن ھشام بن عروة عن ابیه عن عائشةؓ
ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا کہ ہمیں عبدہ نے ہشام بن عروہ کے واسطہ سے خبر دی وہ اپنے والد گرامی قدر سے وہ حضرت عائشہؓ سے
ان ام سلمةؓ ذکرت لرسول الله ﷺ کنیسةً رأتها بارض الحَبَشَة یقال لهامَارِیَةُ
کہ حضرت ام سلمہؓ نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے ایک کلیسا کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا اسے ماریہ کہتے تھے
فذکرت له مارأت فیها من الصُوَر فقال رسول الله ﷺ اولٓئک قوم
انہوں نے ان مجسموں کا بھی ذکر کیا جنہیں اس میں دیکھا تھا اس پر حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایسے لوگ تھے
اذا مات فیهم العبد الصالح او الرجل الصالح بنوا علی قبره مسجدا
کہ اگر ان میں سے کوئی نیک بندہ یا فرمایا نیک شخص مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے تھے
وصوروا فیه تلک الصور اولٓئک شرارالخق عندالله (راجع ۴۲۷)
اور اس میں اسی طرح کے مجسمے رکھتے یہ لوگ خدا کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں

مطابقته للترجمة توخذ من قوله بنو اعلی قبره مسجدا وصوروا فیه تلک الصور.

اور یہ حدیث امام بخاریؒ **باب ھل ینبش قبور مشرکی الجاھلیة** میں بھی لائے ہیں جو اس باب سے پانچ باب پہلے ہے اور اس حدیث کی مزید تفصیل وہاں گزر چکی ہے۔

یہ باب بلا ترجمہ ہے اور پہلے باب کا تتمہ ہے۔

باب کی غرض :...... یہ ہے کہ اس باب سے امام بخاریؒ نے ان لوگوں کی طرف اشارہ فرمادیا جو گرجا گھر میں مطلقاً کراہت کے قائل ہیں۔

اور دوسری غرض یہ ہے کہ پہلے باب سے صلوٰۃ فی معبد النصارٰی ثابت فرمایا تھا اور اس سے صلوٰۃ فی معبد الیہود ثابت فرماتے ہیں[۱]

(۴۲۱)حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری قال اخبرنی عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبۃ ان
ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا کہ ہمیں شعیب نے خبر پہنچائی زہری کے واسطے سے کہا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر پہنچائی
عائشۃ وعبدَاللہ بن عباس قالا لمانُزِل برسول اللہ ﷺ طَفِقَ یَطرَحُ خمیصۃ لہ علیٰ وجھہ
کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ مرض الوفات میں اپنی چادر کو بار بار چہرے پر ڈال لیتے تھے
فاذااغتم بھا کشفھا عن وجھہ فقال وھو کذالک لعنۃ اللہ علی الیھود والنصارٰی
جب کچھ افاقہ ہوتا تو چادر ہٹادیتے آپ ﷺ نے اسی اضطراب وپریشانی کی حالت میں فرمایا خدا کی لعنت ہو یہود ونصارٰی پر
اتخذوا قبور انبیآئھم مساجد یُحذَرُ ما صنعوا (انظر ۱۳۳۰، ۱۳۹۰، ۳۴۵۳، ۴۴۴۱، ۴۴۴۳، ۴۴۴۴، ۵۸۱۵، ۵۸۱٦)
کہ انہوں نے اپنے انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کی قبروں پر مسجدیں بنائیں گویا کہ یہود ونصارٰی کی بدعات سے آپ ﷺ لوگوں کو ڈرا رہے تھے

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

اور اس حدیث کو امام بخاریؒ کتاب اللباس میں اور کتاب المغازی میں بھی لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے اور امام نسائی نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں تخریج فرمائی ہے۔

طفق :...... یہ افعال مقاربہ میں سے ہے۔

خمیصۃ :...... بمعنی چادر۔

اس حدیث مبارکہ کا اور مابعد والی حدیث مبارکہ کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی مرض الوفات میں خاص طور پر یہود ونصارٰی کی اس بدعت کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ اپنے نبیوں کی قبروں پر مساجد بناتے رہے اور ان کو

۱؎ (تقریر بخاری ص۱٦۱ ج۲)

سجدہ گاہ بنائے رکھا اور آپ ﷺ نے ان پر لعنت بھیجی کیونکہ آپ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے نبی علی نبینا علیہ السلام تھے اور پہلے انبیاء علی نبینا علیہ السلام اور صالحین کے ساتھ ایک معاملہ پیش آچکا تھا اس لئے آپ ﷺ چاہتے تھے کہ اپنی امت کو اس بات پر خاص طور پر متنبہ فرمادیں کہ تم یہود و نصاریٰ کی طرح اپنے نبی ﷺ کی قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا قبروں کی طرف سجدہ کرنا تماثیل (صُورتیں) کی طرف سجدہ کرنے کی مانند ہے اس لئے یہ پہلے باب کا تتمہ ہوا۔

(۴۲۲)حدثنا عبداللہ بن مسلمۃ عن مالک عن ابن شھاب عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃؓ
ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا مالک کے واسطہ سے وہ ابن شہاب سے وہ حضرت سعید بن مسیب سے وہ حضرت ابوہریرہؓ سے
ان رسول اللہ ﷺ قال قاتل اللہ الیھود اتخذوا قبور انبیآئھم مساجد
کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہودیوں پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاءؑ کی قبروں پر مسجدیں بنالی ہیں

امام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام ابوداؤدؒ نے کتاب الجنائز میں اور امام نسائیؒ نے کتاب الوفات میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

فائدہ:...... حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی پاک ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے قبر پر بیٹھنے سے اور چونہ کے ذریعے پختہ بنانے سے اور عمارت کھڑی کرنے سے منع فرمایا حدیث کے الفاظ یہ ہیں **سمعت رسول اللہ ﷺ نھی ان یقعد علی القبر وان یقصص** (ھو بناء ھا بالقصۃ وھو الجص) **وان یُبنی علیہ**[1]

[1] (عمدۃ القاری ص۱۹۴ ج۴) (نسائی شریف ص۲۸۵ ج۱)

(۲۹۷)

﴿باب قول النبی ﷺ جُعلت لی الارضُ مسجدا وطهوراً﴾

حضرت نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ مجھے روئے زمین کے ہر حصہ پر نماز پڑھنے اور پاکی حاصل کرنے کی اجازت ہے

ترجمۃ الباب کی غرض : ....یہ ہے کہ پہلے ابواب بیعہ اور کنیسہ وغیرہ میں نماز ادا کرنے کی جو کراہیت ذکر ہوئی ہے وہ کراہیت تحریمی نہیں بلکہ خلافِ اولیٰ پر محمول ہے دوسری یہ بات معلوم ہوئی کہ صلوٰۃ علی الارض میں اباحت ہے بیعہ اور کنیسہ اور حمام وغیرہ میں ممانعت عوارض کی وجہ سے ہے اور پھر عوارضات میں بھی فرق ہے بعض عوارض کی وجہ سے نماز ہوتی ہی نہیں مثلاً مزبلہ (یعنی ایسی زمین جس پر پاخانہ پڑا ہو) میں۔

(۴۲۳)حدثنا محمد بن سنان قال حدثنا هشیم قال حدثنا سیار هوابو الحکم
ہم سے مسدد بن سنان نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابوالحکم سیار نے بیان کیا
قال حدثنا یزید الفقیر قال حدثنا جابر بن عبداللّٰہؓ قال قال رسول الله ﷺ
کہا کہ ہم سے یزید فقیر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
اعطیت خمسا لم یعطهن احد من الانبیاء قبلی نصرت بالرعب مسیرةَ شهرٍ
مجھے پانچ ایسی چیزیں عطاء فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاءؑ کو عطا نہیں فرمائی گئی تھیں۔(۱) میرا رعب ایک مہینہ کی مسافت سے دشمنوں پر پڑتا ہے

وجعلت لی الارض مسجداوطہورا و ایّما رجل من امتی ادرکته الصلوٰۃ
(۲)اور میرے لئے تمام زمین میں نماز ادا کرنے اور پاکی حاصل کرنے کی اجازت ہےاس لئے میری امت کے جس فرد کو جہاں نماز کا وقت آجائے
فیلصل و أحلت لی الغنآئم
اسے وہیں نماز ادا کر لینی چاہئے(۳) اورمیرے لئے غنیمت حلال فرمائی گئی ہے
وکان النبی علیه السلام یبعث الی قومه خاصة وبعثت الی الناس کآفّة
(۴) پہلے انبیاءؑ اپنی خاص قوموں کی ہدایت کے لئے بھیجے جاتے تھے لیکن مجھے دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے
واعطیتُ الشفاعةَ (راجع ۳۳۵)
(۵) مجھے شفاعت عطاء فرمائی گئی ہے

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

امام بخاریؒ اس حدیث کو مختلف مقامات پر متعدد بار لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام نسائیؒ نے کتاب الطہارۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء کو عطا نہیں کی گئی تھیں۔

(۱):......میرا رعب ایک مہینہ کی مسافت سے دشمنوں پر پڑتا ہے۔

(۲):......اور میرے لئے تمام زمین میں نماز ادا کرنے اور پاکی حاصل کرنے کی اجازت ہے اس لئے میری امت کے جس فرد کو جہاں نماز کا وقت آجائے اسے وہیں نماز ادا کر لینی چاہئے۔

(۳):......اور میرے لئے غنیمت حلال فرمائی گئی ہے۔

(۴):...... پہلے انبیاءؑ اپنی خاص قوموں کی ہدایت کے لئے بھیجے جاتے تھے لیکن مجھے دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے۔

(۵):......مجھے شفاعت عطاء فرمائی گئی ہے۔

(۲۹۸)

﴿باب نوم المرأۃ فی المسجد﴾

عورت کا مسجد میں سونا

ترجمۃ الباب کی غرض:...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ عورت کے مسجد میں سونے کے جواز کو بیان فرما رہے ہیں یعنی انکے نزدیک عورت کا مسجد میں سونا جائز ہے۔

عورت کے مسجد میں سونے کا حکم:...... اس بارے میں اختلاف ہے کہ عورت مسجد میں سو سکتی ہے یا نہیں اس بارے میں چند مذاہب ہیں۔

مذہب مالکیہؒ:...... امام مالکؒ کے نزدیک مطلقاً عورت کو مسجد میں سونا جائز نہیں اگرچہ بوڑھی ہی کیوں نہ ہو۔

مذہب جمہورؒ:...... آئمہ جمہورؒ کے نزدیک خوف فتنہ کے وقت مکروہ ہے یعنی عورت جوان ہو تو فتنے کا خطرہ ہے لہٰذا اس کا مسجد میں سونا مکروہ ہوگا جب کہ حائضہ عورت اور نفاس والی عورت کے لئے بھی مسجد میں سونا مکروہ ہے ہاں اگر طاہرہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے۔

نوم الرجال کا باب آگے قائم فرما رہے ہیں نوم الرجال فی المسجد کی تفصیل وہیں آئے گی۔

سوال:...... دونوں کا باب الگ قائم کیوں فرمایا؟

جواب:...... عورت میں چونکہ فتنے کا احتمال زیادہ ہے اس لئے اسے اہتمام کی بناء پر مقدم فرمایا اور اس کا الگ باب قائم فرمایا۔

(۴۲۴)حدثنا عبیدبن اسمٰعیل قال حدثناابواسامة عن هشام عن ابیه عن عائشة رضی الله عنها

ہم سے عبیداللہ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابواسامہ نے ہشام کے واسطے سے بیان کیا وہ اپنے والد سے وہ حضرت عائشہؓ سے

ان ولیدة کانت سودآء لحی من العرب فاعتقوها فکانت معهم

کہ عرب کے کسی قبیلہ کی ایک باندی تھی انہوں نے اسے آزاد کردیا تھا اور وہ انہیں کے ساتھ رہتی تھی اس نے بیان کیا

قالت فخرجت صبیة لهم علیها وشاح احمر من سیور

کہ ان (قبیلہ والوں) کی ایک لڑکی باہر گئی وہ تسمے کا سرخ ہار پہنے ہوئے تھی

قالت فوضعته اووقع منهافمر ت به حدیاة وهو ملقی فحسبته لحما

اس باندی نے بتایا کہ یا تو لڑکی نے اسے خود کہیں چھوڑ دیا تھا یا اس سے گر گیا تھا پھر اس طرف سے ایک چیل گزری وہ سرخ ہار پڑا ہوا تھا

فخطفته قالت فالتمسوه فلم یجد وه قالت فاتهمونی به قالت فطفقوایفتشونی

چیل اسے گوشت سمجھ کر جھپٹ کر لے گئی بعد میں قبیلہ والوں نے اسے بہت تلاش کیا لیکن انہوں نے اُسے نہیں پایا پس ان لوگوں نے اس کی تہمت مجھ پر لگا دی اور میری تلاشی لینی شروع کردی

حتی فتشو قبلها قالت والله انی لقائمة معهم اذ مرت الحدیاة

حتی کہ انہوں نے اس کی شرمگاہ تک کی تلاشی لی اس نے بیان کیا واللہ میں ان کے ساتھ اسی حالت میں کھڑی تھی کہ وہی چیل آئی

فالقته قالت فوقع بینهم قالت فقلت هذا الذی اتهمتمونی به زعمتم

اور اس نے ان کا زیور گرادیا وہ ان کے سامنے ہی گرا میں نے کہا کہ یہی تو تھا جس کی تم مجھ پر تہمت لگاتے تھے تم لوگوں نے مجھ پر الزام لگایا تھا

وانا منه بریئة وهو ذا هو قالت فجآء ت الی رسول الله ﷺ فاسلمت

حالانکہ میں اس سے بری تھی یہی تو ہے وہ زیور اس نے کہا کہ اس کے بعد وہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسلام قبول کیا

قالت عآئشة فکانت لها خبآء فی المسجد او حِفش قالت

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ اس کے لئے مسجد نبوی ﷺ میں ایک خیمہ لگادیا گیا تھا یا کہا کہ کوٹھڑی حضرت عائشہؓ نے بیان کیا

فکانت تأتینی فتحدث عندی قالت فلا تجلس عندی مجلسا الا قالت
کہ وہ باندی میرے پاس آتی تھی اور مجھ سے باتیں کرتی تھی جب بھی وہ میرے پاس آتی تو یہ ضرور کہتی
☆ ویوم الوشاح من تعاجیب ربنا ☆☆ الا انه من بلدة الکفر انجانی ☆
کہ ہار کا دن ہمارے رب کی عجیب نشانیوں سے ایک نشانی ہے آگاہ ہو جاؤ کہ اس نے مجھے کفر کے گھر سے نجات دی
قالت عآئشة ؓ فقلت لها ماشانک لاتقعُدین معی مَقعَداً الا قلت هذا
حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ آخر بات کیا ہے؟ جب بھی تم میرے پاس بیٹھتی ہو تو یہ بات ضرور کہتی ہو
قالت فحدثتنی بهٰذا الحدیث (انظر ۳۸۳۵)
آپ نے بیان کیا کہ پھر اس نے مجھے یہ واقعہ (تفصیلاً) سنایا

مطابقته للترجمة فی قوله ((وکان لها خبآء فی المسجد)) لانها لم تنصب خبأ فيه الا لبیوته والنوم فیها

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

ولیدة: ...... کے دو معنی آتے ہیں۔(۱) طفلة (۲) لونڈی۔ اگرچہ بڑی عمر کی کیوں نہ ہو اور یہاں پر دوسرا معنی مراد ہے۔

وشاح احمر من سیور : ...... وشاح (واؤ کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ) اس کا معنی ہے ہار۔ اور اس کی جمع اوشحۃ، وشح اور وشاح آتی ہے سیور سیر کی جمع ہے معنی ہے تسمہ۔

وهو ذاهو : ...... اس جملے کی متعدد ترکیبیں کی گئی ہیں۔

(۱):...... یہ دو جملے ہیں دوسرے مبتدا یعنی ثانی ھو کی خبر محذوف ہے۔

(۲):...... ھو ضمیر شان ہے ذا مبتدا ہے اور دوسرا ھو خبر ہے۔

(۳):...... ھو مبتدا اول ہے ذا مبتدا ثانی ہے اور دوسرا ھو مبتدا ثانی کی خبر ہے مبتدا ثانی اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پہلے ھو مبتدا کی خبر ہوئی مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴):......ھو مؤکد ذا تاکید مؤکد اپنی تاکید سے مل کر مبتدا دوسرا ھو اس کی خبر۔

(۵):......ھو مبتدا ذا خبر اول دوسرا ھو خبر ثانی مبتدا اپنی دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۶):......ھو مؤکد اپنی تاکید سے مل کر مبتدا، ذا خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۷):......ھو ثانی ذا کی تاکید ہے۔

(۸):......ھو ثانی ذا کا بیان ہے[۱]

کان لها خِباء فی المسجد او حِفش:......اس کے لئے مسجد نبوی ﷺ میں ایک خیمہ لگا دیا گیا یا یہ کہا کہ کوٹھڑی بنا دی گئی یہ محلِ ترجمہ ہے اور مقصود بالذات ہے کہ وہ عورت مسجد کے اندر خیمہ ڈال کر رہا کرتی تھی۔

او :...... یہ شک راوی ہے۔

حفش :...... چھوٹی کوٹھڑی کو کہتے ہیں۔

اس حدیث میں ایک خاص واقعہ کا بیان ہے جس سے ایک عورت کا مسجد نبوی ﷺ میں رہنا ثابت ہو رہا ہے اس واقعہ سے زیادہ سے زیادہ رخصت کے طور پر کوئی مسئلہ اخذ کیا جا سکتا ہے کیونکہ سوتے وقت مسجد کا جو واقعی احترام ہے وہ قائم نہیں رکھا جا سکتا۔

مسائل مستنبطه :......

(۱):......ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے پاس گھر اور رات گزارنے کے لئے جگہ نہ ہو اس کے لئے مسجد میں رات گزارنا مباح ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ شرط یہ ہے کہ فتنے کا خطرہ نہ ہو۔

(۲):......آزمائش میں مبتلا انسان ایک شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر میں جا سکتا ہے جیسے حدیث میں عورت کے قصے سے معلوم ہوا۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

[۱] (عمدۃ القاری ص۱۹۶ ج ۴) (فتح الباری ص۲۶۶ ج ۲)

(۲۹۹)

﴿باب نوم الرجال فی المسجد﴾

مسجد میں مردوں کا سونا

ترجمۃالباب کی غرض :...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ مسجد میں نوم الرجال کے جواز کو بیان فرما رہے ہیں اس بارے میں بھی آئمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا مرد کے لئے مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں؟

مذہبِ مالکیہؒ وحنابلہؒ :...... ان کے نزدیک تفصیل ہے فرماتے ہیں کہ مرد کے لئے اگر کوئی سونے کی جگہ نہ ہو تو مسجد کے اندر سو سکتا ہے اور اگر جگہ ہو تو پھر مسجد میں سونے کو پسند نہیں کرتے[1]

مذہب ابن عمرؓ ،احنافؒ وسعید بن مسیبؒ وغیر ھم :......ان بزرگوں کے نزدیک مسجد میں سونا جائز ہے[2]

مذہب ابن مسعودؓ ،مجاھدؒ وغیرھما :...... ان کے نزدیک مسجد میں سونا مکروہ ہے۔

سوال :...... باب نوم الرجل کیوں نہیں فرمایا جب کہ باب سابق نوم المرأۃ ہے نوم النساء نہیں؟ تو جس طرح وہاں مرأۃ کو مفرد لائے یہاں بھی رجل لانا چاہئے تھا رجال کیوں فرمایا؟

جواب :...... باب سابق کی حدیث الباب میں ایک عورت کا واقعہ اور قصہ تھا ایک عورت کے قصے کی مناسبت

---

[1] (عمدۃ القاری ص۱۹۸ ج۴) [2] (تقریر بخاری ص۱۶۱ ج۲)

سے نوم المرأۃ کہا اور یہاں جمع اس لئے لائے کہ اس باب کے شروع میں جو اثر بیان کیا گیا ہے اس میں جمعیت مراد ہے اس لئے وہاں مفرد اور یہاں جمع کا لفظ لائے۔[1]

اھم فائدہ: …… چند باتیں اور اصول بطور تمہید سمجھ لیں انشاء اللہ تعالیٰ مسجد کے متعلق آنے والے تمام ابواب حل ہوجائیں گے۔ اور سمجھ بھی آجائیں گے

اصولِ اول: …… امام بخاریؒ کے نزدیک مسجد کے احکام میں توسُّع ہے اور اسی طرح مسجد کے اطلاق میں بھی توسُّع ہے احکام میں توسُّع اس طرح ہے کہ سونا، کھانا، ریح خارج کرنا سب کو جائز کہتے ہیں۔

مسجد کے اطلاق میں توسع اس طرح ہے کہ احاطۂ مسجد کو مسجد سے تعبیر بھی کردیتے ہیں۔

اور جمہورؒ کہتے ہیں کہ بہت سارے احکام جو احاطۂ مسجد میں ہوسکتے ہیں ضروری نہیں کہ وہ مسجد میں بھی جائز ہوں۔

اصول ثانی: …… کوئی چیز حدیث سے ثابت ہوجائے تو امام بخاریؒ اس پر جواز کا باب قائم کردیتے ہیں اور جمہورؒ اس چیز کو کسی خاص علت کے پائے جانے کی بناء پر مکروہ کہتے ہیں۔ ایک ہے ثبوت اور عروض، اور ایک ہے اس کی عادت، تو چونکہ مساجد ایسے کاموں کے لئے نہیں بنائی گئیں اسی لئے، کھانے، سونے اور ریح خارج کرنے کی عادت بنانا جائز نہیں۔

وقال ابو قلابہ عن انس بن مالکؓ قدم رھط من عکل علی النبی ﷺ وکانوا فی الصفۃ
اور ابوقلابہؒ نے حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا ہے کہ عکل کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صفہ میں قیام پزیر ہوئے
وقال عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کان اصحاب الصفۃ الفقرآء
عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ صفہ میں قیام پذیر صحابہ کرامؓ فقراء تھے

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۹۷ ج ۴)

﴿تحقیق وتشریح﴾

یہ تعلیق ہے قصہ عرنیین کا ایک حصہ ہے، اور امام بخاریؒ اس کو محاربین میں موصولاً لائے ہیں۔

ابو قلابہؓ: ...... کا نام عبداللہ بن زیدؒ ہے۔

رھط من عکل : ......رھط کا اطلاق دس سے کم افراد پر ہوتا ہے اور ان میں کوئی عورت بھی نہیں ہوتی[1] رھطِ عکل یہ وہی لوگ ہیں جو دربار رسالتؐ میں حاضر ہوئے۔ اسلام ظاہر کیا اور پھر کہا کہ ہمیں مدینہ کی آب وہوا مناسب نہیں۔ آپؐ نے انہیں صدقات کے اونٹوں میں چلے جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ وہاں جا کر انہوں نے غداری کی۔ اونٹوں کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ لے کر بھاگ گئے۔

فکانوا فی الصفة : ...... صفہ مسجد کا حصہ تھا اس کے اندر ان لوگوں نے قیام کیا۔ تو قیام فی المسجد ثابت ہوگیا۔ کیونکہ حضرت نبی پاک ﷺ کے ہاں مہمانوں کے لئے کوئی مستقل ڈیرہ اور بیٹھک نہیں تھی کوئی وفد وغیرہ آتا تو آپ ﷺ انہیں صفہ میں ٹھہراتے تھے۔

وقال عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ: ...... یہ تعلیق ہے، اور اُس طویل حدیث کا ابتدائی حصہ ہے جو باب **السمر مع الاھل والضیف** میں آئے گی۔

اصحاب الصفه : ...... صفہ میں قیام پذیر صحابہ کرامؓ فقراء تھے ان کے پاس کچھ ہوتا ہی نہیں تھا آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرا بھی ساتھ لے جائے۔ اشارہ انہیں اصحاب صفہؓ کی طرف تھا یہ آپ ﷺ کے مدرسہ کے طالب علم تھے دین سیکھنے کے لئے حاضر ہوتے تو یہ حضراتؓ مسجد میں ہی رہتے تھے۔ انہی آثار کی بنا پر امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس کے لئے گھر (رات گزارنے) کا انتظام نہ ہو تو وہ مسجد میں سو سکتا ہے۔

(۴۲۵) حدثنا مسدد قال حدثنا یحییٰ عن عبیداللہ قال حدثنی نافع قال اخبرنی عبداللہ بن عمرؓ
ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یحییٰ نے عبیداللہ کے واسطہ سے بیان کیا کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا کہا کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے خبر پہنچائی

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۹۷ ج ۴)

انه کان ینام وھوشاب اعزب لااھل له فی مسجد النبی ﷺ (انظر ۱۱۲،۱۱۵۶،۳۲۸،۳۲۹،۳۷۰۱،۳۷۰۲،۶۰۱۸،۶۰۳۹)
کہ وہ اپنی نوجوانی کے زمانہ میں جب کہ ان کے بیوی بچے نہیں تھے تو نبی کریم ﷺ کی مسجد میں سوتے تھے

مطابقة الحدیث للترجمة ظاھرة.

امام نسائیؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام مسلمؒ نے اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے[1]

وھو شاب اعزب لااھل له :...... وہ اپنی جوانی کے زمانہ میں جب کہ ان کے بیوی بچے نہیں تھے تو حضرت نبی کریم ﷺ کی مسجد میں سوتے تھے۔اعزب یہ شاب کی صفت ہے۔

(۴۲۶)حدثنا قتیبة بن سعید قال حدثنا عبدالعزیز بن ابی حازم عن ابی حازم
ہمیں قتیبہ بن سعیدؒ نے بیان کیا کہا کہ ہمیں عبدالعزیز بن ابی حازمؒ نے بیان کیا وہ ابی حازمؒ سے روایت کرتے ہیں
عن سھل بن سعدؓ قال جاء رسول الله ﷺ بیت فاطمةؓ فلم یجد علیاؓ فی البیت
اور وہ سھل بن سعدؓ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فاطمہؓ کے گھر آئے حضرت علیؓ کو گھر نہیں پایا
فقال این ابن عمک قالت کان بینی وبینه شئی
حضرت فاطمہؓ سے پوچھا تیرے چچا کا بیٹا (تیرا شوہر) کہاں ہے فاطمہؓ نے کہا کہ میرے درمیان اور اُن کے درمیان کچھ ہے
فغاضبنی فخرج فلم یقل عندی فقال رسول الله ﷺ لانسان اُنظر این ھو
پس اس نے مجھے ناراض کیا ہے پس وہ نکلے میرے پاس قیلولہ نہیں کیا رسول اللہ ﷺ نے ایک انسان کو کہا اُسے دیکھو کہاں ہے
فجاء فقال یا رسول الله ﷺ ھو فی المسجد راقد فجاء رسول الله ﷺ
وہ دیکھنے والا آیا کہا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ تو مسجد میں سو رہے ہیں پس رسول اللہ ﷺ آئے
وھو فی مضطجع قد سقط ردائه عن شقه واصابه تراب
اس حال میں وہ پہلو کے بل لیٹے ہوئے تھے ان کی چادر ان کی ایک جانب سے ہٹی (الگ) ہوئی تھی اور ان کو مٹی لگی ہوئی تھی

[1] (عمدۃ القاری ص۱۹۸ ج۴)

فجعل رسول اللہ ﷺ یمسحه عنه ویقول قم اباتراب قم ابا تراب (انظر ۳۷۰۳،۶۲۰۴،۶۲۸۰)

رسول ﷺ حضرت علیؓ کے جسم سے مٹی کو صاف کرنے لگے اور آپ ﷺ کہنے لگے اے مٹی والے کھڑا ہوا ے مٹی والے کھڑا ہو

مطابقة هذا الحديث للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں ۔ چوتھے حضرت سعدؓ ہیں ۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو مختلف مقامات پر متعدد بار لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے کتاب الفضائل میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے ۔

این ابن عمک :...... تمہارے چچا کے لڑکے کہاں ہیں ؟ آپ ﷺ نے یہ مجازاً فرمایا کیونکہ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے چچا کے بیٹے نہیں تھے بلکہ وہ تو رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے ۔

سوال :...... آپ نے این زوجک یا این علی کیوں نہیں فرمایا ؟ پوچھنے کا یہ انداز کیوں اپنایا ؟

جواب :...... جیسے میاں بیوی کے درمیان بعض اوقات کوئی ایسی ویسی بات ہو جاتی ہے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان کسی بات پر عارضی اختلاف ہو گیا تھا تو حضرت فاطمہؓ کو نرم کرنے کی غرض سے قریبی رشتہ یاد دلانے کے لئے **این ابن عمک** فرمایا[1]

مسائل مستنبطه :......

(۱):...... والد اپنی بیٹی کے گھر اس کے زوج کی اجازت کے بغیر داخل ہو سکتا ہے ۔

(۲):...... کسی کے غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے رشتہ داری یاد دلائی جا سکتی ہے ۔

(۳):...... امراء اور مقامی حضرات مسجد میں سو سکتے ہیں ۔

(۴):...... غیر ولد کی طرف نسبت کرتے ہوئے کنیت رکھنا جائز ہے ۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص۱۹۹ ج ۴)

(۴۲۷)حدثنا یوسف بن عیسیٰ قال حدثنا ابن فضیل عن ابیه عن ابی حازم عن ابی هریرةؓ
بیان کیا ہمیں یوسف بن عیسیٰؒ نے کہ کہا بیان کیا ہمیں ابن فضیلؒ نے وہ اپنے باپ سے اور وہ ابی حازمؒ سے وہ ابی ہریرہؓ سے
قال لقد رأیت سبعین من اصحاب الصفة مامنهم رجل علیه ردآء اما ازار واما کسآء
کہا کہ میں نے ستر اصحابِ صفہ کو دیکھا ان میں سے کوئی نہیں تھا کہ جس پر چادر ہو یا ازار اور یا کساء
قد ربطوا فی اعناقهم فمنها مایبلغ نصف الساقین
انہوں نے اس کو اپنی گردنوں میں باندھ رکھا تھا ان میں سے بعض کے نصف پنڈلی تک پہنچتی تھی
ومنها مایبلغ الکعبین فیجمعه بیده کراهیة ان تریٰ عورته
اور ان میں سے بعض کو ٹخنوں تک پس وہ اُس کو جمع کر لیتے تھے اپنے ہاتھ سے اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ کوئی ان کی شرمگاہ نہ دیکھ لے

حدثنا یوسف بن عیسیٰؒ :...... یوسف بن عیسیٰؒ سے مراد مروزیؒ ہیں۔

رأیت سبعین من اصحاب الصفة :...... یہ ستر صحابہ کرامؓ جن کو حضرت ابو ہریرہؓ نے دیکھا تھا یہ ان ستر صحابہ کرامؓ کے علاوہ ہیں جن کو حضرت نبی کریم ﷺ نے غزوہ بیر معونہ میں بھیجا تھا وہ بھی اصحابِ صفہؓ تھے لیکن حضرت ابو ہریرہؓ کے اسلام لانے سے پہلے شہید ہو گئے تھے[1] اصحاب صفہؓ کی تعداد ستر سے زائد دو سو تک پہنچتی ہے۔ ان کی تعداد میں اختلاف ہے اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ علم سیکھنے کے لئے آتے اور صفہ میں قیام فرماتے اس لئے کبھی زیادہ ہو جاتے اور کبھی کم ہو جاتے جیسے مدارس کے طلباء کبھی بڑھ جاتے ہیں اور کبھی کم ہو جاتے ہیں۔

❁❁❁❁❁❁

[1] (عمدۃ القاری ص۲۰۰ ج۴)

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتا رہے ہیں کہ جب کوئی آدمی سفر سے واپس آئے تو **تحیة المسجد** پڑھے اور اس کا نام **صلوٰۃ تحیة القدوم من السفر** ہے۔

آئمہ کرامؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص سفر سے واپس آئے تو سب سے پہلے مسجد میں جائے اور دو رکعت نماز **تحیة السفر** پڑھے تا کہ ابتداءً اچھے مقام سے تلبس ہو۔

قال کعب بن مالکؓ کان النبی ﷺ اذاقدم من سفر بدأ بالمسجد فصلّٰی فیه
کعب بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور نماز ادا فرماتے

یہ تعلیق ہے جسے امام بخاریؒ نے غزوہ تبوک کے بیان میں منداً بیان فرمایا ہے۔ اس تعلیق کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مسجد میں تشریف لے جا کر دوگانہ ادا فرماتے۔ اس تعلیق کی ترجمة الباب سے مطابقت ظاہر ہے۔

(۴۲۸)حدثنا خَلّادبن یحییٰ قال حدثنا مِسْعَرٌ قال حدثنا محارب بن دثار عن جابر بن عبد اللهؓ
ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے مسعرؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے محارب بن دثارؒ نے بیان کیا جابر بن عبد اللہؓ کے واسطہ سے

قال اتیت النبی ﷺ وھو فی المسجد قال مسعر أُراہ
آپ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے مسعر نے کہا میرا خیال ہے کہ
قال ضحیً فقال صل رکعتین وکان لی علیه دین فقضانی وزادنی
محارب نے چاشت کا وقت بتایا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ (پہلے) دو رکعت نماز پڑھ لو۔ میرا آنحضرت ﷺ پر کچھ قرض تھا جسے آپ ﷺ نے ادا کیا اور مزید بخشش کی

(انظر ۱۸۰۱، ۲۰۹۷، ۲۳۰۹، ۲۳۸۵، ۲۳۹۴، ۲۴۰۶، ۲۴۷۰، ۲۶۰۳، ۲۶۰۴، ۲۷۱۸، ۲۸۶۱، ۲۹۶۸، ۳۰۸۷، ۳۰۸۹، ۳۰۹۰، ۴۰۵۲، ۵۰۷۹، ۵۰۸۰، ۵۲۴۳، ۵۲۴۴، ۵۲۴۵، ۵۲۴۶، ۵۲۴۷، ۵۳۶۷، ۶۳۸۷)

فقال صَلِّ رکعتین :...... اس جملہ سے استدلال تفصیلی روایات کے لحاظ سے ہے کیونکہ اس میں تو قدوم من سفر کا ذکر نہیں ہے اور تفصیلی روایتوں میں یہ الفاظ ہیں **الاٰن قدمت قلت نعم**[1] حضرت جابر بن عبداللہؓ یہ بھی سفر سے اس وقت لوٹے تھے اور آپ ﷺ بھی۔

امام بخاریؒ اس حدیث کو سترہ مقامات پر لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ اور کتاب البیوع میں اور امام ابوداؤدؒ اور امام نسائیؒ نے بھی کتاب البیوع میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

وکان لی علیه دین فقضا نی وزادنی :...... اور میرا آپ ﷺ پر کچھ قرض تھا جسے آپ ﷺ نے ادا کیا اور مزید بخشش کی، یہ وہی اونٹ والا واقعہ ہے کہ حضرت جابرؓ نے آپ ﷺ کو اپنا اونٹ فروخت کیا تھا جب مدینہ آئے تو آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے حضرت جابرؓ اپنا قرض لینے آئے تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ پہلے تحیۃ السفر پڑھیں اور پھر آپ ﷺ نے اُن کا قرض ادا فرمایا اور خوب ادا فرمایا[2]

۞۞۞۞۞۞

[1] (عمدۃ القاری ص۲۰۱ ج۴) [2] (تقریر بخاری ص۱۶۳ ج۲)

(۳۰۱)

﴿باب اذادخل احدکم المسجدفلیرکع رکعتین قبل ان یجلس﴾

جب کوئی مسجد میں داخل ہوتو بیٹھنے سے پہلے دورکعت نماز پڑھنی چاہئے

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہاں سے تحیة المسجد کا بیان فرمارہے ہیں اور حدیث کے الفاظ کو ہی ترجمۃ الباب بنایا ہے یعنی ترجمہ اور متنِ حدیث برابر ہیں۔

دخول فی المسجد کی اقسام :...... دخول فی المسجد تین قسم پر ہے۔

(۱)للمرور (۲)للجلوس (۳)للعبادت

اختلاف اول :......

جمہور آئمہؒ :...... فرماتے ہیں کہ کسی قسم کا بھی دخول ہوتو رکعتین پڑھے۔

امام مالکؒ:...... فرماتے ہیں کہ اگر دخول للمرور ہے تو اس پر رکعتین نہیں ہیں باقی دو میں رکعتین پڑھے[1]

اختلاف ثانی:......

اذادخل اپنے عموم کی وجہ سے شافعیہؒ کے نزدیک اوقات مکروہہ کو بھی شامل ہے جو وقت بھی ہو اس کی طرف تحیة المسجد کا حکم متوجہ ہوگا اگر چہ وقت مکروہ ہو۔

---

[1] (تقریری بخاری ص۱۶۴ ج۲)

آئمہ جمہورؒ :...... کے نزدیک تخصیص ہے اوقات مکروہہ میں رکعتین ادا نہیں کی جائیں گی۔

امام احمد بن حنبلؒ :...... جمہورؒ کے ساتھ ہیں لیکن خطبے میں وہ بھی امام شافعیؒ کے ساتھ ہو گئے ہیں یعنی دورانِ خطبہ جمعہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو ان کے نزدیک تحیۃ المسجد کا حکم متوجہ ہوگا جمہور آئمہؒ کے نزدیک نہیں[۱]

ان دونوں اختلافوں کا تعلق اذا دخل کے ساتھ ہے۔

فلیرکع رکعتین :...... دو رکعتیں واجب ہیں یا مستحب۔ اس میں اختلاف ہے۔

مذهب ظاهريه :...... ظاہریہ کے نزدیک دو رکعتیں واجب ہیں۔

مذهب جمهورؒ :...... جمہور حضراتؒ کے نزدیک دو رکعتیں مستحب ہیں۔

رکعتین:...... دو رکعتیں ضروری ہیں یا تحیۃ المسجد میں ایک رکعت پر اکتفا کیا جا سکتا ہے اس میں بھی اختلاف ہے۔

مذهب احنافؒ ومالکیہؒ:...... حنفیہؒ اور مالکیہؒ فرماتے ہیں کہ دو رکعت سے کم نماز ہی نہیں اس لئے یہاں بھی دو سے کم نہیں پڑھی جائیں گی۔

مذهب شوافعؒ وحنابلهؒ :...... شافعیہؒ اور حنبلیہؒ کے نزدیک تنفل برکعۃ جائز ہے مگر تحیۃ المسجد میں وہ بھی دو سے کم کے قائل نہیں۔

قبل ان یجلس:...... اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو کر رکعتین ادا کرنے سے پہلے بیٹھ گیا تو اس کی تحیۃ المسجد فوت سمجھی جائیں گی یا نہیں؟ یعنی داخل ہوتے ہی فوراً ادا کرے یا تھوڑی دیر بعد بھی ادا کر سکتا ہے۔ اس میں بھی اختلاف ہے۔

مذهبِ مالکیہؒ وحنفیہؒ:...... امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر رکعتین کے ادا کرنے سے پہلے بیٹھ گیا تو بیٹھنے سے یہ فوت نہیں ہونگی تھوڑی دیر بعد بھی پڑھ سکتا ہے۔

مذهب شوافعؒ :...... شافعیہؒ کے نزدیک قصداً تھوڑی دیر بھی بیٹھنے سے استحباب فوت ہو جائے گا اور اگر بھول کر زیادہ دیر بیٹھ گیا تو بھی تحیۃ المسجد فوت ہوگئی۔

---

[۱] (تقریر بخاری ص ۱۶۳ ج ۲)

مذهب حنابلهؒ :...... امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اگر تھوڑی دیر قصداً یا بھول کر بیٹھا تو استحباب فوت نہیں ہوگا اور اگر زیادہ دیر تک بیٹھا رہا خواہ قصداً ہو یا بھول کر مطلقاً استحباب فوت ہوگیا۔

خلاصه:...... **اذادخل** میں دو مسئلے ہیں۔

فلیرکع :...... میں ایک مسئلہ ہے اور **رکعتین:**...... میں دو مسئلے ہیں۔ تو کل پانچ مسئلے ہوئے جن میں آئمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف کو بیان کیا گیا ہے۔

(۴۲۹)حدثنا عبدالله بن یوسف قال اخبر نا مالک عن عامر بن عبدالله بن الزبیر
ہم سے عبداللہ بن یوسفؒ نے بیان کیا، کہا ہمیں مالکؒ نے عامر بن عبداللہ بن زبیرؒ کے واسطہ سے خبر پہنچائی
عن عمرو بن سُلیم الزُّرقی عن ابی قتادة السَّلَمِیؓ ان رسول الله ﷺ قال
وہ عمرو بن سلیم زرقیؒ سے وہ حضرت ابو قتادہ سلمیؓ سے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس (انظر ۱۱۶۳)
جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہوتو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت ابوقتادہؓ ہیں ان کا نام نامی اسم گرامی حارث بن ربعی (بکسر الراء) سلمیؓ ہے آپ کی کل مرویات ایک سوستر (۱۷۰) ہیں امام بخاریؒ نے ان میں سے تیرہ (۱۳) احادیث کو اپنی بخاری شریف میں جگہ دی ہے چوّن (۵۴) ہجری کو ان کا انتقال ہوا[۱]

امام مسلمؒ، امام ابوداؤد، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

فلیرکع :...... جزء بول کر کل مراد لیا ہے۔ اور **تحیة المسجد** پڑھنا مستحب ہے اور اہل ظواہر نے اسے واجب کہا ہے۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۲۰۱،۲۰۲ ج ۴)

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ اِخراجِ ریح فی المسجد کے جواز کو بیان فرمارہے ہیں مطلب یہ ہے کہ اگر مسجد میں بیٹھے بیٹھے ریح خارج کرنے کی ضرورت ہوجائے تو ریح خارج کرنا جائز ہے حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بیان جواز کے ساتھ ساتھ خلافِ اولویت کو بھی بیان فرمانا ہے کیونکہ مقصود مسجد میں بیٹھ کر ہوا خارج کرنے والا فرشتوں کی دعا سے محروم ہوجاتا ہے لہٰذا جو اس محرومی کا باعث ہو وہ خلافِ اولیٰ ہوگا[1]

مسجد میں اخراج ریح کے متعلق اختلاف:...... جمہور آئمہؒ کے نزدیک مسجد میں بے وضوء ہونا مکروہ ہے امام بخاریؒ نے نہی کا ذکر نہیں کیا بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں حدث (اخراج ریح) کرسکتا ہے بعض حضراتؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مذہب بھی جمہورؒ کی طرح ہے کیونکہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تم اپنے مصلّے پر جہاں تم نے نماز پڑھی تھی رہو ہوا خارج نہ کرو تو ملائکہ تم پر برابر درود بھیجتے رہتے ہیں اے اللہ اس کی مغفرت فرمادیجئے اے اللہ اس پر رحم فرمادیجئے اخراج ریح فی المسجد ملائکہ کی دعا کیلئے مانع ہے اخراجِ ریح سے جب فرشتے دعا کرنا ہی چھوڑ دیں گے[2] تو اس سے معلوم ہوا کہ مکروہ ہے اس لئے کہ فرشتے رائحہ خبیثہ سے متأذی

[1] (تقریر بخاری ص۱۶۴ ج۲) [2] (عمدۃ القاری ص۲۰۳ ج۴)

ہوتے ہیں ویسے تو مومنوں کیلئے بہت سارے ایسے فرشتے ہیں جو ان کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں لیکن نمازی کی دعا کے لئے خاص فرشتے ہیں[1]

(۴۳۰) حدثنا عبدالله بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابی الزِّنا د عن الاعرج عن ابی ھریرةؓ
ہم سے عبداللہ بن یوسفؒ نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالکؒ نے ابوالزنادؒ کے واسطہ سے خبر پہنچائی وہ اعرجؒ سے وہ حضرت ابوہریرہؓ سے
ان رسولَ الله ﷺ قال ان الملئكة تصلی علی احد کم مادام فی مصلاه الذی صلی فیه مالم یُحدِث
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک تم اپنے مصلیٰ پر جہاں تم نے نماز پڑھی تھی رہو اور ریح خارج نہ کرو تو ملائکہ تم پر برابر درود بھیجتے رہتے ہیں
تقول اللھم اغفر له اللھم ارحمه (راجع ۱۷۶)
کہتے ہیں کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرمادیجئے اے اللہ اس پر رحم فرمادیجئے

مطابقته للترجمة ظاهرة :...... لان المراد من قوله " مادام فی مصلاه الذی صلی فیه " هو المسجد يدل علی ذلک رواية البخاری .

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الصلوۃ میں بھی لائے ہیں، امام ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ اور امام مسلمؒ نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے[2]

اللھم اغفر له:...... مغفرت اور رحمت میں فرق:...... یہ ہے کہ مغفرت سترۃ الذنوب (یعنی گناہوں کے ڈھانپ دینے کا) نام ہے اور رحمت احسان کرنے کا نام ہے۔

فائدہ :...... ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص بغیر کسی تھکان (مشقت) کے اپنے گناہ معاف کرانا چاہے تو اسے چاہیئے نماز کے بعد اپنی جگہ کو لازم پکڑے اور بیٹھا رہے تا کہ فرشتے اس کے لئے کثرت سے دعا کریں اور اس کے لئے استغفار کریں امید ہے فرشتوں کی دعا اس کے حق میں قبول ہو جائے گی اس لئے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے **وَلَا يَشْفَعُونَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی**[3]

[1] (تقریر بخاری ص۱۶۵ ج ۲) [2] (عمدۃ القاری ص۲۰۳ ج ۴) [3] (پارہ ۱۷ سورۃ انبیاء آیت ۲۸) (فتح الباری ص ۲۶۸ ج ۲) (عمدۃ القاری ص۲۰۴ ج ۲)

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :...... ترجمۃ الباب کی دو غرضیں شراح حضراتؒ بیان فرماتے ہیں۔

غرضِ اول :...... بناء مسجد کے اہتمام کو بیان فرما رہے ہیں۔

غرضِ ثانی :...... مسجد میں نقش ونگار نہیں ہونے چاہئیں۔[1]

مسجد کو پکا بنانا جائز ہے یا ناجائز؟ :...... اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کو پکا بنانا تو جائز ہے لیکن مزخرف بنانا (یعنی نقش ونگار بنانا) جائز نہیں۔

حنفیہؒ کی کتب میں لکھا ہے کہ کوئی شخص اپنے مال سے مسجد کو مزخرف بنائے تو جائز ہے ایک ہے مسجد کو پختہ بنانا اور ایک ہے مسجد میں نقش ونگار بنانا۔ اگر تزخرف یعنی سجاوٹ ایسے ہے کہ نمازی کے لئے غفلت کا سبب بنے پھر تو مکروہ ہے۔ متعدد صحیح احادیث میں مساجد کے پختہ بنوانے کو قیامت کی علامات میں سے فرمایا گیا ہے ان احادیث و آثار سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مساجد کو پختہ بنوانا جائز ہی نہیں ہونا چاہئے یہی وجہ ہے کہ جب پہلی مرتبہ حضرت عثمانِ غنیؓ نے مسجد نبوی کو پتھروں اور چونے سے پکا بنوانے کا ارادہ فرمایا تو بعض صحابہ کرامؓ نے اس پر اعتراض کیا تو حضرت علیؓ نے ان حضرات کو نبی پاک ﷺ کا یہ فرمان سنایا من بنی للہ مسجدا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنة مثلہ[2] کا مطلب یہ

[1] (تقریر بخاری ص ۱۶۵ ج ۲) [2] (فیض الباری ص ۵۱ ج ۲)

ہے کہ جیسے اس دنیا میں اور گھروں کی بنسبت اللہ کا گھر امتیازی حیثیت کا مالک ہوتا ہے ایسے ہی جنت میں اس کا گھر امتیازی ہوگا یہ سن کر تمام صحابہ کرامؓ خاموش ہو گئے تو اجماع سکوتی ہو گیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپؓ کو حالات کا علم ہوا تو آپؓ نے ایک حدیث سنائی جس میں صراحت کے ساتھ اس بات کی پیشین گوئی تھی کہ ایک دن آئے گا کہ میری اس مسجد کی پختہ بنیادوں پر تعمیر ہوگی حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی ﷺ کو اپنے دور خلافت میں اپنے ذاتی خرچ سے پختہ کروایا تھا اور آپؓ کو جب حضرت ابو ہریرہؓ نے حدیث سنائی تو خوش ہو کر اپنی جیب سے پانچ سو دینار حضرت ابو ہریرہؓ کو ہدیۃً عنایت فرمائے۔

وقال ابو سعیدؓ کان سقف المسجد من جرید النخل وامر عمرؓ بنآء المسجد
ابو سعیدؓ نے فرمایا کہ مسجد نبوی ﷺ کی چھت کھجور کی شاخوں سے ہموار کی گئی تھی حضرت عمرؓ نے مسجد کی تعمیر کا حکم فرمایا
وقال اُکِنُّ الناس من المطر وایاک ان تُحَمِّرَ او تُصَفِّرَ فتفتِنَ الناسَ
تو فرمایا کہ میں تمہیں بارش سے بچانا چاہتا ہوں مسجدوں پر سُرخ یا زرد رنگ کروانے سے بچو کہ اس سے لوگ غافل ہو جائیں گے
قال انسؓ یتباھون بھا ثم لا یعمُرونَھا الا قلیلا
حضرت انسؓ نے فرمایا کہ (اس طرح پختہ بنوانے سے) لوگ مساجد پر فخر کرنے لگیں گے اور ان کو آباد کرنے کے لئے بہت کم لوگ رہ جائیں گے
وقال ابن عباسؓ لَتُزَخرِفُنَّھَا کمازَخرَفَت الیھود والنصاریٰ
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم بھی مساجد کی اسی طرح زیبائش کرو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے کی

مطابقۃ ھذاالحدیث للترجمۃ ظاھرۃ .

﴿تحقیق و تشریح﴾

امام بخاریؒ اس تعلیق کو باب **ھل یصلی الامام بمن حضر** میں مسنداً لائے ہیں۔

سقف المسجد : ......ای سقف مسجد رسول اللہ ﷺ یعنی المسجد کا الف لام عہدی ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کی چھت کھجور کی شاخوں سے ہموار کی گئی تھی۔ (**ان المسجد کان علی عھد رسول اللہ ﷺ مبنیاً باللبن وسقفہ الجرید وعمدہ خشب النخل**)[1]

[1] (عمدۃ القاری ص۲۰۴ ج۴)

وامر عمر ببناء المسجد الخ:...... مطابقته للترجمة ظاهرة جدا. والمراد من المسجد، مسجدرسول الله ﷺ.

اکنّ :...... اس کوکئی طرح سے پڑھا گیا ہے۔

ا:......روایت اصیلی میں ہمزہ کے فتح، کاف کے کسرہ اورنون کے فتح کے ساتھ پڑھا گیا ہےاور یہ اکنان سے مشتق ہےاور یہ زیادہ ظاہر ہے۔

۲:......ہمزہ کے ضمہ اورکاف کے کسرہ اورنون مشدد مضموم واحد متکلم فعل مضارع معروف۔

۳:......قاضی عیاضؒ کے نزدیک ہمزہ محذوف ہے کاف کا کسرہ اورنون مشدد کے ساتھ امر کا صیغہ کن ،یکن سے ہے۔اوراس کی اصل اکن (ہمزہ کے ساتھ ہے ہمزہ کوخلاف قیاس تخفیفاً حذف کیا گیا ہے)

۴:......کُنّ (کاف کے ضمہ کے ساتھ) کن سے مشتق ہے۔[۱]

وایاک ان تحمراوتصفر :...... مسجد پرسُرخ یا زرد رنگ کروانے سے بچو کہ اس سے لوگ غافل ہوجائیں گے۔

سوال :...... اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کومزخرف بنانے سے ممانعت ہے؟

جواب :...... نہی سے مقصود بیانِ حرمت نہیں ہے بلکہ بیان لیاقت ہے کہ اس لائق نہیں کہ اس طریقے سے پیسہ ضائع کیا جائے اور مزخرف (نقش ونگار) کرنے میں اصل کراہت ہےاوراس کی متعدد وجوہ ہیں۔

الوجه الاول :...... اس کے جواز پراجماع سکوتی ہوا ہے۔

الوجه الثانی:...... اختلافِ احوال سے احکام بدل جایا کرتے ہیں کہ لوگوں کے مکان توپکے ہوں اورمسجد کچی ہوتو یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

الوجه الثالث:...... اختلاف اَمکِنہ سے بھی احکام بدل جاتے ہیں جو علاقہ سیم زدہ ہو وہاں پکی مسجد بنانا ضروری ہے۔

الوجه الرابع:...... مسجد عموماً مشترکہ سرمائے سے بنائی جاتی ہے ہر روز سرمایہ جمع کرنا اور بنانا مشکل ہے

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۲۰۴ ج۴)

اور مشترکہ چیز کا خیال بھی کم کیا جاتا ہے لہٰذا جب بنائی جائے تو مضبوط اور پختہ بنائی جائے۔

مسئلہ :...... مالِ وقف سے مسجد میں نقش ونگار کرنا جائز نہیں اور جو شخص ایسا کرے اس سے خرچ ہونے والا سرمایہ وصول کیا جائے خواہ وہ مسجد کا نگران ہو یا کوئی اور [۱]

مساجد کے نقش ونگار کا بانی :...... **اول من زخرف المساجد الولید بن عبدالملک بن مروان**.[۲]

وقال انسؓ یتباھون الخ :...... یہ بھی تعلیق ہے صحیح ابن خزیمہ میں محمد بن عمرو بن عباسؒ سے مرفوعاً مروی ہے اور ابو یعلی موصلیؒ نے بھی اپنی مسند میں اس کو روایت کیا ہے اور امام ابوداؤدؒ نے اسے اپنی سنن میں روایت فرمایا ہے امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس کی تخریج فرمائی ہے۔ صحیح ابن خزیمہ میں یہ روایت اس طرح ہے **فقال انسؓ ان رسول اللہ ﷺ قال یأتی علی الناس زمان یتباھون بالمساجد ثم لایعمرونھا الا قلیلا اوقال یعمرونھا قلیلاً**.[۳]

وقال ابن عباسؓ الخ :...... یہ بھی تعلیق ہے اس کو امام ابوداؤدؒ نے ابو اسحٰقؒ سے موصولاً بیان فرمایا ہے۔ اس تعلیق کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ تم بھی مساجد کی زیبائش کروگے جس طرح یہود ونصاریٰ نے کی۔ اس طرح کے تمام مسائل میں بنیادی وجہ یہ ہے کہ ظاہری ٹیپ ٹاپ، روح، تقوی اور دلوں کی طہارت کے لئے سب سے زیادہ مُہلِک ہے اور ان تمام احادیث وآثار میں جو کچھ کہا گیا ہے اُس میں یہی بنیادی مقصد پیشِ نظر ہے جب یہود ونصاریٰ اپنے مذہب کی روحوں سے غافل ہوگئے تو ساراز ور چند ظاہری رسومات ورواج پر دینے لگے۔

(۴۳۱) حدثنا علی بن عبداللہ قال حدثنا یعقوب بن ابراھیم قال حدثنا ابی
ہم سے علی بن عبداللہؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعیدؒ نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے میرے والد نے
عن صالح بن کیسان ثنا نافع عن عبداللہ بن عمرؓ اخبرہ
صالح بن کیسانؒ کے واسطہ سے بیان کیا کہا کہ ہم سے نافعؒ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے انہیں خبر دی

[۱] (عمدۃ القاری ص ۲۰٦ ج ۴) (ھدایہ ص ۱۴۷ ج ۱، رحمانیہ لاہور) [۲] (عمدۃ القاری ص ۲۰۷ ج ۴) [۳] (عمدۃ القاری ص ۲۰۵ ج ۴)

ان المسجد كان على عهد رسول الله ﷺ مبنيًا باللَّبِن وسَقفُه الجريدُ وعُمُدُه خَشَبُ النخل
کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں مسجد کچی اینٹوں سے بنائی گئی تھی۔اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور ستون اسی کی کڑیوں کے
فلم يزدفيه ابو بكرؓ شيئا وزاد فيه عمرؓ وبناه علىٰ بنيانه في عهد رسول الله ﷺ
حضرت ابوبکرؓ نے اس میں کسی قسم کی زیادتی نہیں کی البتہ حضرت عمرؓ نے اسے بڑھایا اور اس کی تعمیر رسول اللہ ﷺ کی بنائی ہوئی عمارت کے مطابق
باللَّبِن والجَريد واعاد عُمُدَه خَشَباً ثم غَيَّره عثمانؓ
کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے کی اور اس کے ستون بھی کڑیوں ہی کے رکھے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس کی عمارت کو بدل دیا
فزاد فيه زيادة كثيرة وبنىٰ جداره بالحِجارة المنقوشة والقَصَّة
اور اس میں بہت سے تغیرات کئے اس کی دیواریں منقش پتھروں اور گچ سے بنائیں
وجعل عُمُدَه من حجارة منقوشة وسَقَفُه بالسَّاج
اس کے ستون بھی منقش پتھروں سے بنوائے اور چھت ساکھو کی کردی

مطابقة هذاالحديث للترجمة ظاهرة .

﴿تحقیق وتشریح﴾

حدثنا علي بن عبدالله الخ :......

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں محمد بن یحییٰ اور مجاہد بن موسیٰ سے تخریج کیا ہے۔

وزاد فيه عمرو بناه علي بنييانه :......

سوال :...... ان دو جملوں میں بظاہر تعارض ہے زاد فیه عمرؓ کا تقاضا یہ ہے کہ بنائے مسجد تعمیر کی زیادتی کے بعد بدل گئی اور وبناه علی بنیانه جملہ ثانیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بناء وہی رہی جو پہلے تھی تو پھر حضرت عمرؓ نے کس چیز کا اضافہ کیا؟ اس کے متعدد جواب ہیں۔

جواب اول : ...... بعض بنیادوں میں زیادتی کی اور بعض میں نہیں کی۔ جانب قبلہ میں دوصف کی مقدار حضرت عمرؓ نے اضافہ کرایا اور باقی بناء حالِ سابق پر رکھی تو جملہ اوّل جدارِ قبلہ سے متعلق ہے اور دوسرا جملہ آلاتِ بناء سے متعلق ہے۔(**ولم يغير في بنائه بل بناه على بنيان النبي ﷺ يعني بآلاته التي بناها النبي ﷺ**)[1]

جواب ثاني : ...... بنیادوں کو نہیں چھیڑا گیا لیکن چھت میں اضافہ کیا۔

جواب ثالث: ...... ہیئت میں زیادتی کی۔ راجح ان جوابات میں سے اول ہے کہ قبلہ کی جانب زیادتی کی۔

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر وتوسیع : ...... فیض الباری میں حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے مسجدِ نبوی ﷺ کو دو دفعہ تعمیر فرمایا پہلی مرتبہ طول وعرض ساٹھ ساٹھ ذراع رہا اور دوسری بار خیبر کی لڑائی کے بعد طول وعرض سو، سو ہاتھ رکھا گیا پھر حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کی توسیع فرمائی اور جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو انہوں نے مسجد نبوی میں کماً اور کیفاً اضافہ فرمایا (فیض الباری ص۵۱ ج۲) پھر حسبِ ضرورت مسجدِ نبوی ﷺ کی توسیع کا سلسلہ چلتا رہا بعض سلاطین نے ان تمام تعمیرات کو جو عہد نبوی ﷺ میں ہوئیں اور اس کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے عہد میں ہوئیں نشانات لگا کر ممتاز کر دیا ہے اس کے بعد متعدد سلاطین نے بھی مسجد نبوی ﷺ میں اضافہ کرایا لیکن یہ ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہیں اور آج بھی تعمیر وتزیین کا سلسلہ جاری وساری ہے۔

[1] (عمدۃ القاری ص۲۰۶ ج۴)

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ ثابت فرمارہے ہیں کہ مسجد کی تعمیر میں ایک دوسرے کا تعاون حاصل کرنا جائز ہے مال کے لحاظ سے ہو یا جان کے لحاظ سے یعنی تعاون مالی ہو یا بدنی۔ لیکن ساتھ یہ بھی بتلا دیا کہ تعمیر مسجد کے لئے مشرکوں سے مدد نہیں لینی چاہیے آیت کریمہ **مَاكَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَعْمُرُوْ مَسَاجِدَ اللّٰهِ** (الآیۃ) ذکر فرما کر اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ مشرکین سے مدد نہیں لی جائے گی خصوصاً جب کہ کافر تعاون مانگنے پر مسلمانوں کے بارے میں تحقیر اور طعن بھی کریں۔

حیلہ :...... اگر کوئی کافر تعاون کے لئے بے تاب ہو اور تعمیرِ مسجد میں حصہ ملانا چاہے اور مسلمان لینا بھی چاہیں تو اس کے لئے حیلہ یہ ہے کہ کافر اپنا مال کسی مسلمان کو ہبہ کر دے پھر وہ مسلمان تعمیر مسجد پر لگائے تو لگانا جائز ہے کافر نہ لگائے تبدیلیٔ ملک کے بعد مسجد پر لگانا جائز ہے۔

وقول الله مَاكَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَعْمُرُوْ مَسَاجِدَ اللّٰهِ (ترجمہ) اور خدا تعالیٰ شانہ کا قول ہے مشرکین خدا تعالیٰ شانہ کی مسجدوں کو تعمیر نہ کریں۔ (الآیۃ)

اکثر روایتوں میں اسی طرح ہے اور حضرت ابوذرؓ کی روایت میں **وقول الله** کا جملہ نہیں ہے اس آیت پاک کا شانِ نزول تو اپنے مقام یعنی کتاب التفسیر میں (انشاءاللہ) آئے گا۔ یہ آیت لاکر امام بخاریؒ نے اشارہ فرمادیا

کہ تعمیر کے لئے مشرکوں سے مدد نہیں لی جائے گی بلکہ مسلمانوں کا تعاون حاصل کیا جائے گا تعمیر سے تعمیرِ ظاہری یعنی عمارت اور تعمیرِ معنوی یعنی ذکر اللہ دونوں احتمال ہیں۔

(۴۳۲) حدثنا مسدد قال حدثنا عبد العزیز بن مختار قال حدثنا خالد الحذّاء عن عِکرمَةَ قال
ہم سے مسددؒ نے بیان کیا کہا ہم سے عبد العزیز بن مختارؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے خالد حذاءؒ نے عکرمہؒ کے واسطے سے بیان کیا
قال لی ابن عباسؓ و لابنه علی اِنطلقا الی ابی سعیدؓ فاسمعا عن حدیثه فانطلقنا فاذا هو فی حآئط یُصلِحُه
انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے اور اپنے صاحبزادے علی سے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم حضرت ابو سعیدؓ کے پاس جاؤ اور ان سے حدیث سنو تو ہم چل پڑے ہم نے دیکھا کہ ابو سعیدؓ اپنے ایک باغ کی اصلاح (رکھوالی) کر رہے تھے
فاخذ ردائه فاحتبی ثم انشأ یحدثنا حتی اتی علی ذکر بناء المسجد
(جب ہم حاضر خدمت ہوئے) تو آپؓ نے اپنی چادر سے حبوہ باندھ لیا پھر ہم سے حدیث بیان کرنے لگے جب مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کا ذکر آیا
فقال کنا نحمِل لَبِنَةً لَبِنَةً وعمارؓ لَبِنَتَین لبِنَتَین
تو آپؓ نے بتایا کہ ہم تو (مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتے وقت) ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے لیکن حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے
فرأه النبی ﷺ فجعل ینفض التراب عنه ویقول ویحَ عمارٍ تقتله الفئة الباغیة
حضرت نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھا تو ان کے جسم سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا افسوس عمارؓ کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی
یدعو هم الی الجنة ویدعو نه الی النار قال یقول عمارؓ اعوذ بالله من الفتن (انظر ۲۸۱۲)
جسے عمارؓ جنت کی دعوت دیں گے اور وہ جماعت عمارؓ کو جہنم کی دعوت دے رہی ہوگی ابو سعیدؓ نے بیان کیا کہ حضرت عمارؓ کہتے تھے کہ فتنوں سے خدا کی پناہ

مطابقته للترجمة ظاهرة.

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ جب کہ چھٹے حضرت ابو سعید خدریؓ ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الجہاد میں بھی لائے ہیں۔

قال لی ا بن عباسؓ ولابنه عليٍ اِ نطَلِقا الی ابی سعیدؓ :...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مجھ سے اوراپنے صاحبزادے حضرت علیؒ سے فرمایا کہ حضرت ابوسعید خدریؓ کے پاس جاؤ اوران سے حدیث سنو۔

سوال :...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ تو رئیس المفسرین ہیں کیاان کے پاس احادیث کی کمی تھی جوانہوں نے عکرمہؒ اور علیؒ کوابوسعید خدریؓ سے حدیث حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔

جواب:...... یہ ان حضرات کا طریقہ تھاہم چوں ما دیگرے نیست ان کا شیوہ نہیں تھا بلکہ دوسروں کے پاس تحصیل علم کے لئے بھیجتے تھے حضرت ابوسعید خدریؓ کے پاس اس لئے بھیجا چونکہ وہ طویل الصحبت تھے یعنی انہوں نے آنحضرت ﷺ کی صحبت میں بہت زیادہ عرصہ گزارا تھا توان کواحادیث زیادہ معلوم ہوں گی اس لئے انہیں فرمایا کہ وہاں جاکر علم حاصل کرو۔ یہ دونوں حضرت ابوسعید خدریؓ کے پاس پہنچے تو وہ اپنے ایک باغ کی رکھوالی کرر ہے تھے تو آپؓ نے اپنی چادر سنبھالی اوراس سے حبوہ باندھ لیا پھر حدیثیں بیان کرنے لگے جب مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کا ذکر آیا تو آپؓ نے اس کا تفصیلاً بیان فرمایا جیسا کہ حدیث الباب میں ہے۔

ویح :...... ''ویح'' کلمہ رحمت ہے جیسے ویل کلمہ عذاب ہے۔ویل. اُس کے لئے بولا جاتا ہے جو مستحق عذاب اور ہلاکت ہواور ویح اس کے لئے بولا جاتا ہے جو ہلاکت کا مستحق نہ ہو،اور ہلاک ہوجائے۔لہٰذا ویح کے کلمہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عمارؓ قتل کے مستحق نہیں ہوں گے پھر بھی انہیں باغیوں کی ایک جماعت قتل کردے گی۔حضرت عمارؓ بڑے مالدار تھے۔صبح وشام میں نیا جوڑا پہنتے تھے۔مگر جب اسلام لائے تو یہاں تک پہنچے کہ ایک چادر بھی مشکل سے ملتی تھی حضرت علیؓ کی جماعت میں تھے اور جنگِ صفین میں حضرت امیر معاویہؓ کےلوگوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

تقتله الفئة الباغية يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار:...... '' فئة باغية'' کا مصداق حضرت امیر معاویہؓ اوران کی جماعت ہے۔اس حدیث سے غیر اہل سنت والجماعت لوگوں نے استدلال کیا ہے جیسے شیعہ، منکرین حدیث اور پانچواں مجتہد (مودودی) کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہؓ کی جماعت باغی ہے اوردوسری بات یہ کہ حضرت امیر معاویہؓ اوران کے ساتھی جہنمی ہیں ۔(نعوذ باللہ من ذلک)

اہل تشیع ،منکرین حدیث اورپانچویں مجتہد کی دلیل کا جواب:...... ان کے اس اعتراض کے جواب کے دوطریقے ہیں ایک طریقہ تو یہ ہے کہ دونوں جملوں کا اکٹھا جواب ہو جائے اوردوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر ہر جملے کا علیحدہ علیحدہ جواب دیا جائے۔

جملہ اولیٰ کے جوابات:......

طریق اول:...... اہل سنت والجماعت محدثینؒ ،شراحؒ اورفقہاءؒ نے اس کی توجیہ کی ہے علامہ کرمانیؒ اورعلامہ بدرالدین عینیؒ اورحافظ ابن حجرعسقلانیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے گمان میں اللہ کیطرف بلاتے تھے اورمجتہد اپنے اجتہاد پرعمل کرنے میں معذورہوتا ہے اگرمصیب (اس کا اجتہاد صحیح)ہوتو دوثواب ۔خاطی (اجتہاد میں خطاء ہو)ہوتوایک ثواب ۔اس حدیث پاک سے زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیرمعاویہؓ کا طریق مصیب نہیں تھا یعنی اپنے اجتہاد میں مصیب نہیں تھے اورحضرت علیؓ مصیب تھے اسی وجہ سے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اوراعتقاد ہے کہ حضرت امیرمعاویہؓ ان واقعات کی وجہ سے عدالت سے نہیں نکلے بلکہ بدستورعادل ہیں۔

طریق ثانی(ا):......دوسراطریق یہ ہے ہر ہر جملے کا جداجدا جواب دیا جائے اوروہ اس طرح کہ یہ بات تو صحیح ہے کہ فئۃ باغیہ کا مصداق حضرت امیرمعاویہؓ کی جماعت ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ باغی تھے اس لئے کہ بغاوت دوقسم پر ہے۔

ا:......**بغاوتِ اصطلاحی**:...... یہ ہے کہ خلافت کا استحکام ہوجائے اورخلافت مان لی جائے اورپھراس خلیفہ کے خلاف بغاوت کی جائے۔

۲:...... **بغاوتِ لغوی**:...... یہ ہے کہ خلافت کے استحقاق ہی میں اختلاف ہواورخلافت کا ابھی تک استحکام بھی نہ ہواس کوزیادہ سے زیادہ مخالف،مقابل یافریق کہہ سکتے ہیں تواس طرح اعتراض کی سنگینی ختم ہوجائے گی توصرف لفظ اوراصطلاح کودیکھ کرمعنی متعین کردینا درست نہیں کیونکہ لفظوں کے معنی منسوب الیہ کودیکھ کرمتعین کیے جاتے ہیں جس جماعت کوآپ باغی کہہ رہے تھے اس کا مصداق تووہ لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآن مجید کا اعلان ہے **یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا**[۱] کیا وہ **رَضِیَ اللّٰہُ عَنھُم وَرَضُو اعَنہ**[۲] کا مصداق نہیں ہیں؟ حدیث پاک میں آنے والے ان کلمات یعنی **بایھم اقتدیتم اھتدیتم** کا مصداق نہیں ہیں۔اورقرآن مجید میں ہے

---

[۱](پارہ۲۶ سورۃ فتح آیت ۲۸) [۲](سورۃ البینہ پارہ ۳۰ آیت ۸)

كُنتُم خَيرَ اُمَّةٍ[1] کا مصداق بھی صحابہؓ ہیں[2]۔

طریق ثانی (۲):...... بعض حضراتؒ نے بہت ہی لغوی کر دیا انہوں نے کہا باغیة واحد مؤنث اسم فاعل ہے اور یہ البغی سے مشتق ہے البغی کا معنی ہے ''تلاش کرنا'' تو الباغیة کا معنی ای الطالبة لدم عثمانؓ یعنی اُن کو ایسی جماعت قتل کرے گی جو مطالبہ کرنے والی ہوگی اور حضرت امیر معاویہؓ اور ان کی جماعت قصاصِ حضرت عثمانؓ کا مطالبہ کرنے والی تھی اس موقع پر حضرت الاستاذ دامت برکاتہم العالیہ نے تلامذہ سے استفسار فرمایا کہ اس تقریر اور تشریح کو سن کر آپ کے دل میں کوئی بوجھ تو نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے تو یہ آپ کے دل کی صفائی کی نشانی ہے اس پر ایک شعر سنایا۔

عین الرضا لکل عیب قلیلة ❁ عین السخط تبدی المساویا

پانچواں مجتہد (مودودی) لکھتا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ تم نے شاہ عبدالعزیزؒ کی کتاب جو صحابہؓ کی عظمت وشان میں ہے اور ابن عربیؒ کی کتاب پر کیوں اعتماد نہیں کیا؟ نئی تحقیق کیوں کر ڈالی؟ تو میں کہوں گا کہ ان حضرات کی شان ایک وکیلِ صفائی کی سی ہو کر رہ گئی اور وکیل صفائی تو وہ باتیں تلاش کرتا ہے جو صفائی میں جاتی ہوں۔

عزیز طلباء آپ اس پانچویں مجتہد کی بات سمجھے؟ کہ وہ ان دوسطروں میں یہ کہہ گیا ہے کہ میں وکیلِ جرح ہوں اگرچہ صراحتاً نہیں کہہ سکا۔

ماخذ کی اس بحث کو ختم کر کے آگے بڑھنے سے پہلے میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے قاضی ابوبکر ابن العربیؒ کی العواصم من القواصم، امام ابن تیمیہؒ کی منہاج السنۃ اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی تحفۂ اثنا عشریہ پر انحصار کیوں نہ کیا میں ان بزرگوں کا نہایت عقیدت مند ہوں اور یہ بات میرے حاشیہ خیال میں بھی کبھی نہیں آئی کہ یہ لوگ اپنی دیانت وامانت اور صحت تحقیق کے لحاظ سے قابل اعتماد نہیں ہیں لیکن جس وجہ سے اس مسئلے میں، میں نے ان پر انحصار کرنے کے بجائے براہ راست اصل مآخذ سے خود تحقیق کرنے اور اپنی آزادانہ رائے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا وہ یہ ہے کہ ان تینوں حضرات نے دراصل اپنی کتابیں تاریخ کی حیثیت سے بیانِ واقعات کے لئے نہیں بلکہ شیعوں کے شدید الزامات اور ان کی افراط وتفریط کے رد میں لکھی ہیں جس کی وجہ سے عملاً ان کی حیثیت وکیل صفائی کی

---

[1] (پارہ۴ سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ آیت ۱۱۰) [2] (عمدۃ القاری ص ۲۰۹ ج ۴)

سی ہوگئی، اور وکالت، خواہ، وہ الزام کی ہو یا صفائی کی، اس کی عین فطرت یہ ہوتی ہے کہ اس میں آدمی اسی مواد کی طرف رجوع کرتا ہے جس سے اسی کا مقدمہ مضبوط ہوتا ہے اور اس مواد کو نظر انداز کر دیتا ہے جس سے اس کا مقدمہ کمزور ہو جائے![1]

جملہ ثانیہ کے جوابات: ...... اب تک آپ نے پہلے جملے **تقتله الفئة الباغية** کا جواب سمجھا اور اب جملہ ثانیہ **يدعوهم الى الجنة الخ** کا جواب سمجھیں۔

جواب (۱): ...... سلف صالحینؒ سے جو توجیہہ منقول ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے طریق کا حکم بیان فرمایا نہ کہ اہل طریق کا حکم۔ تو یہ بیانِ حکمِ طریق ہے نہ کہ بیانِ حکمِ اہلِ طریق۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ عند اللہ صحیح اور غیر صحیح کے اعتبار سے دعوت دے گا تو عند اللہ حضرت امیر معاویہؓ غیر حق کی طرف دعوت دے رہے تھے اس لئے لفظ نار سے تعبیر فرمادیا۔ یہ نہیں کہ وہ فرقہ ناری ہوگا ورنہ حضرت امیر معاویہؓ نیک نیتی سے اپنے طریق کو حق سمجھتے تھے اس سے ایک ثواب ملے گا۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ اس جگہ عنوان میں طریق کا حکم بتلایا اہل طریق کا حکم نہیں بتایا یہ مشہور توجیہ ہے[2]

جواب (۲): ...... یہاں بیانِ حکمِ جنس ہے نہ کہ بیانِ حکمِ افراد۔ ضروری نہیں ہوتا کہ جنس کے تمام افراد کسی حکم میں مساوی ہوں یعنی کسی حکم کے جنس میں وقوع کے لئے اس کے تمام افراد میں پایا جانا ضروری نہیں ہے[3]

جواب (۳): ...... یہاں پر بیانِ حکمِ سبب ہے نہ کی ترتبِ مسبَّب، اور ضروری نہیں کہ ہر سبب پر مسبَّب مرتب ہو کیونکہ سبب پر حکم مرتب ہونے کے لئے اجتماعِ شرائط اور ارتفاعِ موانع ضروری ہے[4]

جواب (۴): ...... جواب دینے سے پہلے حضرت الاستاذ مدظلہم العالی نے از راہ مزاح فرمایا کہ بوجھ تو آپ کا اتر گیا اب تھکان اتارنے کے لئے مفرّح اور مروّح کی ضرورت ہے مفرّح اور مروّح یہ ہے کہ قائل اور فاعل اور منسوب الیہ کے اعتبار سے معنی متعین کیے جاتے ہیں تو جب منسوب الیہ یہاں حضرات صحابہ کرامؓ ہیں تو آپ نار سے مراد حرب کیوں نہیں لیتے کہ حضرت عمارؓ ان کو امن کی طرف بلائیں گے اور یہ فئہ باغیہ حضرت عمارؓ کو حرب کی طرف بلائیں گے۔

---

[1] (خلافت وملوکیت ص۳۲۰) [2] (بیاض صدیقی ص۱۲ ج۲) [3] (فیض الباری ص۵۴ ج۲) [4] (فیض الباری ص۵۴ ج۲)

جواب(۵):...... حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ یہ جملہ **یدعوهم الی الجنة ویدعو نه الی النار** مستأنفہ ہے اور یہ کلام استینافی حالتِ ماضی کو بیان کرنے کے لئے ہے کہ کفار قتل کرنے کا ارادہ کرتے تھے اور مشرکین حضرت عمارؓ کو نار کی طرف بلاتے تھے اور یہ ان کو جنت کی طرف بلا رہے تھے[1]

(۳۰۵)

﴿باب الاستعانة بالنجّار والصّنّاع في أعواد المنبر والمسجد﴾

بڑھئی اور کاریگر سے مسجد اور منبر کے تختوں کو بنوانے میں تعاون حاصل کرنا

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض:...... شراح کرامؒ نے ترجمۃ الباب کی دو غرضیں بیان فرمائی ہیں۔

غرضِ اول:...... اس سے پہلے خود بناءِ مسجد میں تعاون کا باب تھا اور اس باب سے مسجد کی دیگر ضروریات کے بارے میں نجار (بڑھئی) اور کاریگر سے تعاون حاصل کرنے کا ذکر ہے۔

غرضِ ثانی:...... ایک حدیث کی توجیہ مقصود ہے جو کنز العمال میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا **جنّبوا مساجد کم صناعکم** کہ بڑھیوں کو مسجدوں سے دور رکھو تو امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم مطلق نہیں بلکہ مقید ہے

[1] (بیاض صدیقی ص۱۲ ج۲)(فیض الباری ص۵۲ ج۲)

کہ اپنا کام مسجد میں مت کرو۔ مسجد کا کام مسجد میں ہوسکتا ہے۔

سوال :...... امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت دو حدیثیں نقل کی ہیں جب کہ دونوں میں بظاہر تعارض ہے پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منبر بنوانے کی خواہش ظاہر کی اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت نے منبر بنوانے کی خود پیشکش کی اس کے متعدد جواب دیئے جاتے ہیں!

جواب اول :...... عورت نے خود پیشکش کی تھی آپ ﷺ نے قبول فرمالی اور فرمایا کہ جب منبر کی ضرورت ہوگی تو کہہ دونگا اور جب ضرورت محسوس ہوئی تو آپ ﷺ نے عورت کی طرف پیغام بھیجا۔

جواب ثانی :...... ہوسکتا ہے کہ پیشکش تو کی اور عورت نے منبر بنوانے کا وعدہ کرلیا پھر دیر ہوئی تو پیغام بھیجا۔

جواب ثالث :...... ہوسکتا ہے کہ منبر جب بن رہا ہو تو منبر کی ہیئت بتانے کے لئے پیغام بھیجا ہو۔

منبر بنانے والے بڑھئی کا نام:...... ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے شراحؒ نے کئی نام لکھے ہیں جن میں سے ایک قبیصہؓ یا وبیصہؓ ہے اور دوسرا میمونؓ ہے وغیرہ ذلک.

تنبیه :...... منبر کی تفصیلی معلومات باب الصلوٰۃ فی المنبر میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتّب)

(۴۳۳) حدثنا قتیبة بن سعید قال حدثنا عبد العزیز عن ابی حازم عن سهل
ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبدالعزیزؒ نے ابوحازمؒ کے واسطہ سے بیان کیا وہ سہلؓ سے
قال بعث رسول الله ﷺ الی امرأة مُرِی غلامَکِ النجار یعمل لی اعوادا اجلس علیهن
کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کے یہاں ایک آدمی بھیجا کہ اپنے بڑھئی غلام سے کہیں کہ میرے لئے (منبر) لکڑیوں کے تختوں سے بنادے جن پر میں بیٹھا کروں

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة .(راجع ۳۷۷)

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الصلوٰۃ میں بھی لائے ہیں اور امام مسلمؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔[1]

[1] (عمدۃ القاری ص۲۱۱ ج۴)

(۴۳۴)حدثنا خلاد بن یحییٰ قال حدثنا عبدالواحد بن ایمن عن ابیه عن جابر بن عبداللّٰہ
ہم سے خلاد بن یحیٰی نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے بیان کیا اپنے والد کے واسطہ سے وہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے
ان امرأة قالت یارسول اللّٰہ الا اجعل لک شیئا تقعد علیه
کہ ایک عورت نے کہا یارسول اللہ کیا میں آپ ﷺ کے لئے کوئی ایسی چیز نہ بنا دوں جس پر آپ ﷺ بیٹھا کریں
فان لی غلاما نجار قال ان شئت فعملت المنبر (انظر ۹۱۸، ۲۰۹۵، ۳۵۸۴، ۳۵۸۵)
کیونکہ میری ملکیت میں ایک بڑھئی غلام بھی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاہو تو منبر بنوا دو تو اس عورت نے بنوا دیا

حدیث پاک میں نجار اور منبر کا لفظ آیا ہے انہی دو الفاظ کے ذریعے حدیث ترجمۃ الباب کے مطابق ہے۔ اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ کتاب البیوع میں خلاد بن یحییؒ سے اور علامات النبوت میں ابی نعیمؒ سے لائے ہیں۔

(۳۰۶)

﴿باب من بنی مسجدا﴾

جس نے مسجد بنوائی

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض:...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ عمدہ اور اچھی مسجد بنانے کی فضیلت بیان فرما رہے ہیں جو جتنی اچھی مسجد بنائے گا جنت میں اتنا اچھا محل پائے گا۔

(۴۳۵)حدثنا یحییٰ بن سلیمان حدثنا ابن وهب قال اخبرنی عمرو ان بکیرا حدثه
ہم سے یحییٰ بن سلیمانؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابن وہبؒ نے بیان کیا کہا کہ مجھے عمروؒ نے خبر پہنچائی کہ بکیرؒ نے ان سے بیان کیا

ان عاصم بن عمر بن قتادة حدثه انه سمع عبيدالله الخولاني انه سمع عثمان بن عفانؓ
ان سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا انہوں نے عبید اللہ خولانی سے سنا انہوں نے حضرت عثمان بن عفانؓ سے سنا
يقول عند قول الناس فيه حين بنیٰ مسجدا لرسول الله ﷺ انكم اكثرتم وانی
کہ مسجد نبوی ﷺ کی (اپنی ذاتی خرچ سے) تعمیر کے متعلق لوگوں کے اعتراضات سن کر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ بہت زیادہ تنقید کرنے لگے ہو
سمعت رسول الله ﷺ يقول من بنیٰ مسجدا قال بكير حسبتُ انه قال
حالانکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا کہ جس نے مسجد بنائی بکیر (راوی) نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا
يبتغي به وجهَ الله بنی الله له مثلَه فی الجنة
کہ اس سے مقصود خداوند تعالیٰ کی رضا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی ایک مکان جنت میں اس کے لئے بنائیں گے

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں سات راوی ہیں۔ ساتویں خلیفہ ثالث داماد النبی ﷺ جامع قرآن حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں اس حدیث کی امام مسلمؒ نے کتاب کے آخر میں اور کتاب الصلوٰۃ میں اور امام ترمذیؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اور امام ابن ماجہؒ نے بھی تخریج فرمائی ہے۔

انکم اکثرتم :...... جب حضرت عثمانؓ پر اُن کے مسجد میں تغیر کر دینے کی وجہ سے لوگوں نے کثرت سے اعتراضات کرنے شروع کیے تو انہوں نے ان کو چپ کرانے کے لئے اور اپنی حجت بیان کرنے کے لئے یہ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا من بنى لله مسجد ابنى الله له مثله فى الجنة . لہٰذا میں تو جنت میں اپنا اچھا مکان بنانا چاہتا ہوں اس لئے میں نے مسجد نبوی ﷺ بھی عمدہ بنوادی[1]

[1] (تقریر بخاری ص ۱۶۵ ج ۲)

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :...... یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مساجد میں سے کسی مسجد میں کوئی جارح (زخمی کرنے والی) چیز لے کر جائے تو اسے چاہئے کہ اس کی دھار پر ہاتھ رکھ لے تا کہ کوئی اس سے زخمی نہ ہو جائے۔

(۴۳۶)حدثنا قتیبة بن سعید قال حدثنا سفیان قال قلت لعمرو اَسَمِعت جابرَ بن عبدالله
ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا کہ میں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ کیا تم نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے یہ سنا ہے
یقول مر رجل فی المسجد ومعه سهام فقال له رسول الله اَمسِک بنصالها
کہ ایک شخص مسجد نبوی ﷺ سے گزرا وہ تیر لئے ہوئے تھا رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس کے پھل کو تھامے رکھو

(انظر ۷۰۷۳، ۷۰۷۴)

مطابقته للترجمة ظاهرة لانه ﷺ امر بامساک النصال عند مرور فی المسجد .

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ اور امام بخاریؒ اس حدیث کو باب الفتن میں علی بن عبداللہؒ سے لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے کتاب الادب میں اور امام نسائیؒ نے کتاب الصلوۃ میں اور امام ابن ماجہؒ نے کتاب الادب میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

نصال :...... کا معنی ہے ''پھل''

(۳۰۸)

﴿باب المرور فی المسجد﴾

مسجد سے گزرنا

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :...... یہ ہے کہ **مرور فی المسجد** بیان کرنا مقصود ہے کہ جب کوئی شخص مسجد سے تیر لے کر گزرے تو اگر پھالے پر ہاتھ رکھا ہوا ہو تو گزرنا جائز ہے۔ علامہ بدرالدین عینیؒ عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا یہ ترجمہ ناقص ہے کیونکہ ترجمے کا مقصد **مرور مع النبل فی المسجد** بیان کرنا ہے جیسا کہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اور ترجمۃ الباب میں مع النبل کا ذکر ہی نہیں[1] حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مطلقاً **مرور فی المسجد** کا جواز بیان کرنا مقصود ہے۔

اختلاف :...... مسجد میں گزرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔

جمہورؒ :...... اس کے قائل ہیں کہ مسجد سے گزرنا جائز ہے اور امام بخاریؒ حدیث لاکر جمہورؒ کی تائید فرمارہے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ :...... فرماتے ہیں کہ مسجد کو راستہ بنانا منع ہے کیونکہ پھر غرض مسجد ختم ہوجائے گی۔

دلیلِ اول حضرت امام ابو حنیفہؒ :...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ **نزھو المساجد ولا تتخذوھا طرقا ولا تمر فیه حائض.** (الحدیث)[2]

دلیلِ ثانی حضرت امام ابو حنیفہؒ :...... دوسری دلیل ابن ماجہؒ کی روایت ہے **لاتتخذوھا طرقا.** (الحدیث)

---

[1] (عمدۃ القاری ص۲۱۶ ج۴)(تقریر بخاری ص۱۶۸ ج۲) [2] (عمدۃ القاری ص۲۱۵ ج۴)

دلیل امام بخاریؒ :...... دلیل امام بخاریؒ حدیث الباب ہے جس میں من مر فی شئی من مساجدنا ۔

امام بخاریؒ کی دلیل کا پہلا جواب :...... اس روایت سے استدلال تام نہیں اس لئے کہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ راستہ بھی بنایا ہے کیونکہ مرّ ، مرور سے ہے اور مرور کی تعریف یہ ہے کہ ایک طرف سے داخل ہو اور دوسری طرف سے نکل جائے اور یہی متنازع فیہ ہے ۔ اگلی صف میں جانے کے لئے پہلی صف سے تو گزرنا ہی پڑے گا حضرت شیخؒ نے لکھا ہے کہ اگر اعتکاف کی نیت سے داخل ہو اور نکل جائے تو دو نیتیں ہو جائیں گی اور مرور نہیں پایا جائے گا[1]

امام بخاریؒ کی دلیل کا دوسرا جواب :...... یہ ہے کہ احنافؒ کی دلیل نص ہے یہ روایت الباب نص نہیں لہٰذا نص راجح ہوگی ۔

(۴۳۷)حدثنا موسٰی بن اسمٰعیل قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا ابو بُردۃ بنُ عبداللہ
ہم سے موسٰی بن اسمٰعیلؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبدالواحدؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابو بردہ بن عبداللہؒ نے بیان کیا کہا
قال سمعت ابابردۃ عن ابیہؓ عن النبی ﷺ قال من مر فی شئی من مساجد نا او اسواقنا
کہ آپؒ نے اپنے والدؓ سے سنا وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص ہماری مساجد یا ہمارے بازاروں سے
بنبل فلیا خذ علٰی نصالھا لا یعقر بکفہ مسلما (انظر ۷۰۷۵)
تیر لئے گزرے تو اسے اس کے پھل کو تھامے رکھنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ اپنے ہاتھوں کسی مسلمان کو زخمی کر دے

امام بخاریؒ اس حدیث کو باب الفتن میں بھی لائے ہیں ۔ اور امام مسلمؒ نے کتاب الادب میں اور امام ابوداوٗدؒ نے کتاب الجہاد میں اور امام ابن ماجہؒ نے کتاب الادب میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے ۔

اور اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت ابوموسٰی اشعریؓ ہیں جن کا نام عبداللہ بن قیسؓ ہے ۔

او اسواقنا :...... کلمہ ''او'' تنویع کے لئے ہے شک راوی کے لئے نہیں ہے ۔

---

[1] (لامع الدراری ص ۱۷۷ ج ۱)

(۳۰۹)

﴿باب الشعر فی المسجد﴾

مسجد میں اشعار پڑھنا

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :...... اس باب کی دوغرضیں ہیں۔

غرضِ اول :...... کہ یہ ترجمہ شارحہ ہے کیونکہ حدیث میں مسجد کا ذکر کہیں نہیں ہے۔

غرضِ ثانی :...... امام بخاریؒ مسجد میں شعر پڑھنے کا حکم بیان فرمارہے ہیں۔اوراس باب کوقائم کرکے ایک حدیث میں تخصیص کرنا چاہتے ہیں کیونکہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد میں شعر پڑھنے سے منع فرمایا ہے" نهی رسول اللہ ﷺ عن تنا شدالاشعار فی المساجد"[۱] امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ مطلقاً ممنوع نہیں ہے بلکہ اُس وقت ممنوع ہے جب کہ شعر کا مضمون صحیح نہ ہو یا شعر خوانی سے مسجد میں شور برپا ہوتا ہو۔ ورنہ جائز ہے۔

جواز کی دلیل :...... حضرت حسان بن ثابتؓ کے لئے منبر لگایا جاتا اور آپ ﷺ حضرت حسانؓ کے لئے دُعا فرماتے۔ حضرت حسانؓ ایک مرتبہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے اور حضرت عمرؓ نے سنا اور اس پر نکیر فرمائی اور تادیب کا ارادہ فرمالیا تو حضرت حسانؓ نے حضرت ابوہریرۃؓ سے کہا کہ تم گواہی دو کہ میں نبی کریم ﷺ کے زمانے میں خود آپ ﷺ کے سامنے منبر پر (مسجد نبوی ﷺ میں) اشعار پڑھا کرتا تھا حضرت ابوہریرۃؓ نے آپؓ کی گواہی دی کہ

---

[۱] (صحیح ابن خزیمہ بحوالہ عمدۃ القاری ص ۲۱۸ ج ۴)

انہوں نے حضور ﷺ کے زمانے میں مسجد نبوی ﷺ میں اشعار پڑھے ہیں۔ استدلال دوسری روایتوں سے ہے جن میں مسجد کا ذکر ہے۔

(۴۳۸) حدثنا ابو الیمان الحکمُ بنُ نافع قال اخبرنا شعیب عن الزھری

ہم سے ابو یمان حکم بن نافعؒ نے بیان کیا کہا کہ ہمیں شعیبؒ نے زہریؒ کے واسطہ سے خبر پہنچائی

قال اخبرنی ابوسلمة بنُ عبدالرحمٰن بنِ عوفؓ انه سمع حسان بن ثابت الانصاریؓ

کہا کہ مجھ کو خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے انہوں نے حسان بن ثابت انصاریؓ سے سنا کہ

یستشھد ابا ھریرةؓ اَنشُدُک الله ھل سمعتَ النبی ﷺ یقول

وہ ابوہریرۃؓ کو اس بات پر گواہ بنا رہے تھے کہ میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے؟

یاحسان اجب عن رسول الله اللھم ایده بروح القدس قال ابو ھریرةؓ نعم (انظر ۳۲۱۲، ۶۱۵۲)

کہ اے حسان رسول اللہ ﷺ کی طرف سے (مشرکوں کو اشعار میں) جواب دو، اے اللہ حسان کی روح القدس (حضرت جبرئیلؑ) کے ذریعہ مدد کیجیے حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ہاں میں گواہ ہوں

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

سوال:...... حدیث الباب، ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں اس لئے کہ باب میں مسجد کا لفظ ہے۔ اور حدیث پاک میں مسجد کا لفظ ہی نہیں؟

جواب:...... امام بخاریؒ اسی حدیث کو کتاب بدأ الخلق ص ۲۵۶ سطر نمبر ۲۵ پر تفصیلاً لائے ہیں اور اس میں **قال مر عمرؓ فی المسجد وحسانؓ نشد (الحدیث)**۔ لہٰذا حدیث ترجمۃ الباب کے مطابق ہے۔

اس حدیث کو امام بخاریؒ کتاب بدأ الخلق اور کتاب الادب میں بھی لائے ہیں امام مسلمؒ نے **کتاب الفضائل** میں اور امام ابوداؤدؒ نے کتاب الادب میں اور امام نسائیؒ نے **کتاب الصلوۃ** میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ:...... حضرت حسان بن ثابتؓ مدنی شاعر رسول ہیں زمانہ

جاہلیت اورزمانہ اسلام کے قابلِ قدر شعراء میں سے ہیں زمانہ جاہلیت میں ساٹھ سال گزارے۔ اور ساٹھ سال ہی اسلام کی نشر واشاعت میں صرف کیے۔ مشرکین عرب جب آپ ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے تو حضرت حسانؓ خاص طور سے ان کا جواب دیتے تھے۔ آپؓ دربار نبوی ﷺ کے بلند پایہ شاعر تھے مشرکوں کو خوب جواب دیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ آپؓ کے جواب سے محظوظ ہوتے اور دُعائیں دیتے اور مسجد نبوی ﷺ میں آپؓ کے لئے منبر رکھ دیا جاتا۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرامؓ کو اشعار سناتے تھے۔

امام بخاریؒ اس حدیث کو لاکر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسجد میں اشعار پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ وہ شریعت کی حدود سے باہر نہ ہوں۔

حضرت حسان بن ثابتؓ کی وفات:...... آپؓ نے ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر پاکر اس جہان فانی سے رحلت فرمائی۔ مدینہ منورہ میں آپؓ کا انتقال ہوا اور مدینہ منورہ میں ہی آپ کو دفن کیا گیا۔[۱]

اللھم ایدہ :...... حضرت حسان بن ثابتؓ کے لئے آنحضرت ﷺ کی یہ دُعا ہے اے اللہ اسے کفار پر روح القدس کے ذریعہ غلبہ عطا فرما۔ اور روح القدس سے مراد حضرت جبرئیل امینؑ ہیں جیسا کہ امام بخاریؒ حضرت براؓ کی حدیث لائے ہیں اس میں حضرت جبرئیلؑ کی صراحت ہے۔

[۱] (عمدۃ القاری ص ۲۱۷ ج ۴)

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ دخول اصحاب الحراب فی المسجد کے جواز کو بیان فرمارہے ہیں

حراب:...... حاء کے کسرہ کے ساتھ حربۃ کی جمع ہے جیسے قصاع ،قصعۃ کی جمع ہے اور حراب باب مفاعلہ کا مصدر بھی ہے لیکن یہاں حربۃ کی جمع ہے[1]

(۴۳۹)حدثنا عبدالعزیز بن عبدالله قال حدثنا ابراهیم بن سعد عن صالح بن کیسان عن بن شهاب
ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعدؒ نے بیان کیا صالح بن کیسانؒ سے وہ ابن شہابؒ سے
قال اخبرنی عروة بن الزبیر ان عائشةؓ قالت لقد رأیت رسول الله ﷺ یوما علی باب حجرتی
کہا مجھے عروہ بن زبیرؒ نے خبر پہنچائی کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک دن اپنے حجرہ کے دروازے پر دیکھا
والحبشة یلعبون فی المسجد ورسول الله ﷺ یسترُنی بردائه اَنْظُرَ الی لعبهم
اس وقت حبشہ کے لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی چادر میں چھپالیا تاکہ میں ان کے کھیل کو دیکھ سکوں
زاد ابراهیم بن المنذر قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنی یونس
ابراہیم بن منذرؒ سے حدیث میں یہ زیادتی منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن وہبؒ نے بیان کیا کہا کہ مجھے یونسؒ نے
عن بن شهاب عن عروة عن عائشةؓ قالت رأیت النبی ﷺ والحبشةُ یلعبون بحِرابهم[2]
ابن شہاب کے واسطے سے خبر پہنچائی وہ عروہ سے وہ حضرت عائشہؓ سے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب کہ حبشہ کے لوگ چھوٹے نیزوں سے مسجد میں کھیل رہے تھے

مطابقته للترجمة فی قوله والحبشه یلعبون بحرابهم .

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں نو راوی ہیں ۔امام بخاریؒ اس حدیث کو باب العیدین اور باب مناقب قریش میں بھی لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے عیدین میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۲۲۰ ج ۴) [2] (انظر ۴۵۵، ۹۵۰، ۹۸۸، ۲۹۰۶، ۳۵۲۹، ۳۹۳۱، ۵۱۹۰، ۵۲۳۶)

لقد رأیت رسول الله ﷺ:...... ای والله لقد ابصرت. قسم کا معنی لام سے سمجھا گیا۔لام اور قد دونوں تاکید پر دلالت کرتے ہیں۔اور رأیت ابصرت کے معنی میں ہے اسی لئے ایک مفعول پر اکتفا کیا گیا جب کہ رأیت دو مفعولوں کا متقاضی ہے۔

الحبشة :...... حبشی یہ سوڈانیوں کی جنس ہے۔

ورسول الله ﷺ یسترنی بردائه انظر الی لعبهم :...... رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی چادر میں چھپالیا تا کہ میں ان کا کھیل دیکھ سکوں۔

سوال :...... حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حبشیوں کا یہ جنگی کھیل نزول حجاب کے بعد دیکھا ہے یا پہلے؟

جواب :...... علامہ بدرالدین عینیؒ (عمدۃ القاری ص۲۲۰) پر لکھتے ہیں کہ یہ نزول حجاب کے بعد کا واقعہ ہے۔

سوال :...... حضرت عائشہؓ حبشہ والوں کے کھیل کو دیکھ رہی ہیں اور آپ ﷺ کھڑے دکھا رہے ہیں جب کہ وہ تو اجنبی مرد ہیں تو آپؓ نے اجنبی مردوں کو کیوں دیکھا؟

جواب اول :...... علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو حبشیوں کا کھیل دیکھنے کی اجازت دی ہوتا کہ اس بارے میں سنت کو ضبط کرسکیں اور ان کے جنگی داؤ پیچ کو سیکھ کر مسلمانوں کے بچوں تک پہنچاسکیں[۱]

جواب ثانی :...... مرد کے لئے عورتوں کو دیکھنا خواہ شہوت کے ساتھ ہو یا بلا شہوت کے دونوں صورتوں میں ناجائز ہے لیکن عورت کا مرد کو دیکھنا اگر بلا شہوت ہو تو جائز ہے جس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے اور اس کے بالمقابل حضور اکرم ﷺ نے حضرت فضلؓ کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا تھا جس وقت وہ ایک اجنبیہ کو دیکھ رہے تھے جب کہ یہ دیکھنا شہوت کے ساتھ نہیں تھا[۲] بیاض صدیقی (ص۱۲ ج۲) پر لکھا ہے کہ اگر نظر بد نہ ہو تو مباح فی ذاتہ ہے لہٰذا کوئی عیب نہیں[۳]

اعتراض :...... لہو ولعب سے تو منع کیا گیا ہے تو ان کو اپنے کرتب دکھانے کی اجازت کیسے مل گئی؟

جواب :...... یہ کھیل نہیں تھا بلکہ سپہ گری کی مشق تھی اور لوگوں کو بہادری سکھانے کا طریقہ تھا اور جو کھیل جہاد

---

[۱](عمدۃ القاری ص۲۲۰، ۲۲۱ ج۴) [۲](تقریر بخاری ص۱۶۹ ج۴) [۳](عمدۃ القاری ص۲۲۱ ج۴)

کا شوق دلائے اور جہاد کی تیاری کا سبب ہو اس کو لغو نہیں کہا جا سکتا لہٰذا یہ اِعدادِ للجہاد ہے۔

اعتراض :...... یلعبون فی المسجد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسجد میں کھیل رہے تھے مسجد میں تو لہو ولعب جائز نہیں۔

جواب:...... مسجد سے مراد احاطۂ مسجد ہے۔

(۳۱۱)

﴿باب ذکر البیع والشرآء علی المنبر فی المسجد﴾

مسجد کے منبر پر خرید وفروخت کا ذکر

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ مسجد میں بیع وشراء کرنا جائز نہیں اور بیع وشراء کے مسئلے کا ذکر ممنوع نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب کی غرض یہ ہے کہ اگر مبیع حاضر نہ ہو تو ایجاب وقبول کرنا جائز ہے مگر واضح اور راجح پہلی غرض ہے[1]

(۴۴۰) حدثنا علی بن عبداللہ قال حدثنا سفین عن یحییٰ عن عمرۃ عن عائشۃ قالت
ہم سے علی بن عبداللہؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے سفیان نے یحییٰؒ کے واسطے سے بیان کیا وہ عمرہؒ سے وہ حضرت عائشہؓ سے کہ آپؐ نے فرمایا

[1] (تقریر بخاری ص۱۹۹ ج۲)

اتتها بَریرۃُؓ تسألُها فی کتابتها فقالت ان شِئتِ اعطیتُ اَهْلَکِ

کہ بریرہؓ ان سے کتابت کے بارہ میں مشورہ لینے آئیں تو عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارے آقاؤں کو (تمہاری قیمت) دے دوں (اور تمہیں آزاد کردوں)

ویکون الوَلآء لی وقال اهلُها ان شِئتِ اَعْطَیتِها مابقی

اور تمہارا ولاء کا تعلق مجھ سے قائم ہو اور بریرہؓ کے آقاؤں نے کہا (عائشہؓ سے) کہ اگر آپ چاہیں تو جو قیمت باقی رہ گئی ہے وہ آپ دے دیں

وقال سفیٰن مرۃ ان شئت اعتقتِها ویکون الولآء لنا

اور ایک مرتبہ سفیٰنؒ نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو ان کو آزاد کردیں اور ولاء کا تعلق ہم سے قائم رہے

فلما جاء رسول اللہ ﷺ ذَکَّرتُہٗ ذلک فقال اِبتاعِیهافَاعتِقِیها فانما الولآء لمن اعتق

رسول اللہ ﷺ جب تشریف لائے تو میں نے ان سے اس کا تذکرہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم بریرہ کو خرید کر آزاد کردو ولاء کا تعلق تو اسی کو حاصل ہوسکتا ہے جو آزاد کردے

ثم قام رسول اللہ ﷺ علی المنبر وقال سفیٰن مرۃ فصعد رسول اللہ ﷺ علی المنبر

پھر رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے سفیانؒ نے (اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے) ایک مرتبہ کہا پھر رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے

فقال مابالُ اقوامٍ یشترطون شُرُوطا لیس فی کتاب اللہ

اور فرمایا ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا جو ایسی شرائط مقرر کرتے ہیں جن کا تعلق کتاب اللہ سے نہیں ہے

من اشترط شرطا لیس فی کتاب اللہ فلیس له وان اشترط مائة مرة

جو شخص بھی کوئی ایسی شرط مقرر کرے گا جو کتاب اللہ میں نہیں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی چاہے سو مرتبہ کر لے

ورواہ مالک عن یحییٰ عن عَمرۃ ان بَریرۃؓ ولم یذکرصعد المنبر

اس حدیث کی روایت مالکؒ نے یحییٰؒ کے واسطہ سے کی وہ عمرہؒ سے کہ بریرہؓ اور انہوں نے منبر پر چڑھنے کا ذکر نہیں کیا

قال علی قال یحییٰ وعبدالوهاب عن یحییٰ عن عمرۃ نحوہ وقال جعفر بن عون عن یحییٰ سمعت عمرۃ قالت سمعت عائشةؓ

علی نے کہا کہ یحییٰ اور عبدالوہاب نے یحییٰ سے وہ عمرہ سے اس کی مثل اور کہا جعفر بن عون نے یحییٰ سے سنا میں نے عمرہ سے کہا اس نے کہ سنا میں نے حضرت عائشہؓ سے

(انظر ۱۴۹۳، ۲۱۵۵، ۲۱۶۸، ۲۵۳۶، ۲۵۶۰، ۲۵۶۱، ۲۵۶۳، ۲۵۶۴، ۲۵۶۵، ۲۵۷۸، ۲۷۱۷، ۲۷۲۶، ۲۷۲۹، ۲۷۳۵، ۵۰۹۷، ۵۲۷۹، ۵۲۸۴، ۵۴۳۰، ۶۷۱۷، ۶۷۵۱، ۶۷۵۴، ۶۷۵۸، ۶۷۶۰)

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب حدیث کے ان الفاظ سے ثابت ہے یشترطون شروطا. حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ترجمہ کا اثبات اس سے ہے یہی حدیث جہاں دوسری جگہ آئے گی وہاں اس کی تفصیل مذکور ہے اس میں حضورﷺ نے بیع وشراء کا ذکر بھی فرمایا ہے[۱]

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ کتاب الزکوٰۃ ،باب العتق ،مکاتبت، ھبہ، بیوع ، فرائض، طلاق وغیرھم میں بھی لائے ہیں اورامام مسلمؒ نے مطولاً اورمختصراً اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے امام ابوداؤدؒ نے عتق میں اور امام ترمذیؒ نے کتاب الوصایا میں اورامام نسائیؒ نے کتاب البیوع میں اورامام ابن ماجہؒ نے عتق میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

آنحضرتﷺ نے اس حدیث پاک میں کتابت کے مسائل بیان فرمائے ہیں۔

بریرہؓ :...... بروزن فعیلہ ہے اور یہ برسے مشتق ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بریرہ بمعنی مبرورہ ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ بروزن فاعلہ ہو جیسے رحیمہ بروزن راحمہ ہے یہ صفوان کی بیٹی ہیں اور آپؓ قبطیہ تھیں۔

کتابتھا :...... کوئی غلام اپنے آقا سے طے کرلے کہ ایک متعینہ مدت میں اتنا روپیہ یا کوئی اور چیز اپنے آقا کو دے گا اگر وہ اس مدت میں وعدہ کے مطابق متعینہ روپیہ وغیرہ اپنے آقا کے حوالے کردے تو وہ آزاد ہو جائے گا اسی کو کتابت یا مکاتبت کہتے ہیں۔غلام کی آزادی کے بعد بھی آقا اور غلام میں ایک تعلق شریعت نے باقی رکھا ہے جسے ولاء کہتے ہیں۔ اوراس کے کچھ حقوق بھی ہیں اور ولاء کی دوقسمیں ہیں ۔(۱)ولاء العتاقہ (۲)ولاء الموالات مزید تفصیل انشاءاللہ تعالیٰ کتاب العتاق میں آئے گی۔

قال سفیان مرۃ فصعدرسول اللہ ﷺ :...... امام بخاریؒ کا اس عبارت کو یہاں لانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت سفیانؒ نے اس روایت کو دوطرح سے روایت کیا ہے۔(۱)ثم قام رسول اللہ ﷺ علی المنبر (۲)ایک دفعہ اس طرح کہا فصعد رسول اللہ ﷺ علی المنبر[۱]

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۲۲۳ ج۴)

(۳۱۲)

﴿باب التقاضی والملازمة فی المسجد﴾

قرض کا تقاضہ کرنا اور قرض دار کا پیچھا مسجد تک کرنا

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ یہ بتا رہے ہیں کہ مسجد میں قرضہ مانگنا اور ملازمت جائز ہے ملازمت کہتے ہیں قرض خواہ کا مقروض کے ساتھ چمٹے رہنا کہ جہاں وہ جائے یہ بھی اس کے ساتھ رہے اور برابر اپنے قرض کا مطالبہ کرتا رہے۔

(۱۴۴)حدثنا عبداللّٰہ بن محمد قال حدثنا عثمان بن عمر قال اخبرنی یونس عن الزهری
ہم سے عبداللہ بن محمدؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عثمان بن عمرؒ نے بیان کیا کہا کہ مجھے یونسؒ نے زہریؒ کے واسطہ سے خبر دی
عن عبداللّٰہ بن کعب بن مالک عن کعب انه تقاضی ابن ابی حَدْرَدٍ دینا کان له علیه فی المسجد
وہ عبداللہ بن کعب بن مالکؓ سے وہ کعبؓ سے کہ انہوں نے مسجد نبوی ﷺ میں ابن ابی حدردؓ سے اپنے قرض کا تقاضا کیا
فارتفعت اصواتهما حتی سمعها رسول اللّٰہ ﷺ وهو فی بیته فخرج الیهما
(اسی دوران میں) دونوں کی گفتگو تیز ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے معتکف سے سن لیا پس آپ ﷺ ان کی طرف

حتی کشف سِجفَ حجرته فنادی یا کعب قال لبیک یارسول الله ﷺ
اپنے حجرہ مبارکہ کا پردہ ہٹا کر باہر تشریف لائے تو پکارا کعب! حضرت کعبؓ بولے حاضر جناب اے اللہ کے رسول
قال ضع من دَینکَ هذا و اَومأ الیه ای الشّطر
آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے قرض میں سے اتنا کم کردو آپ ﷺ کا اشارہ تھا کہ آدھا کم کردیں
قال لقد فعلت یا رسول الله قال قُم فاقضه (انظر ۴۷۱، ۲۴۱۸، ۲۷۰۶، ۲۷۱۰)
انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں نے کردیا پھر آپ ﷺ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا اچھا اب اُٹھو اور اس کو ادا کردو

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ اور چھٹے راوی حضرت کعب بن مالکؓ انصاری ہیں۔ یہ ان تین صحابہ کرامؓ میں سے ایک ہیں جن کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی اور ان کے بارے میں یہ آیت پاک نازل فرمائی **وعلی الثلاثه الذین خلفوا۔** (الآیۃ)[۱] ان کی کل مرویات اسّی (۸۰) ہیں امام بخاریؒ اُن میں سے چار کو بخاری شریف میں لائے ہیں۔ اخیر عمر میں نابینا ہوگئے تھے ان کے بیٹے عبداللہؓ ان کے قائد اور رہبر ہوا کرتے تھے پچاس (۵۰) ہجری میں مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ **کتاب الصلح** وغیرہ میں لائے ہیں امام مسلمؒ نے **کتاب البیوع** میں، امام ابوداوٗدؒ نے **کتاب القضاء** میں، امام نسائیؒ نے بھی **کتاب القضاء** میں اور امام ابن ماجہؒ نے **کتاب الاحکام** میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

سوال :...... روایت الباب سے قرضہ مانگنا تو آسانی سے ثابت ہوگیا لیکن ملازمت ثابت نہیں ہوئی تو ترجمۃ الباب کے دو جزؤں میں سے ایک جزء ثابت ہوا۔

جواب :...... حضرات شراحؒ فرماتے ہیں کہ جب قرض کی ادائیگی کا تقاضا کرے گا تو کچھ دیر تو لگے گی اتنی دیر تو اس کے پاس رہے گا یعنی چمٹا رہے گا لہٰذا ملازمت ثابت ہوگئی[۲] علامہ عینیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت کعبؓ نے جب ابن ابی حدردؓ سے مسجد نبوی ﷺ میں اپنے قرض کا مطالبہ کیا تو آنحضرت ﷺ کے باہر تشریف لانے اور ان دونوں کے درمیان

---

[۱] (پارہ ۱۱ سورۃ توبہ) [۲] (تقریر بخاری ص ۱۶۹ ج ۲)

فیصلہ فرمانے تک حضرت کعبؓ اس کو چمٹے رہے اور پاس رہے۔لہٰذا ملازمت ثابت ہوگئی[1] اور ملازمۃ کی ایک اور صورت بھی علامہ عینیؒ نے لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ اس حدیث کو باب الصلح، باب الملازمہ میں بھی لائے ہیں جو بخاری شریف ص۳۷۳ پر آرہی ہے اس میں فلزمہ کا کلمہ موجود ہے جس سے صراحت کے ساتھ ملازمت ثابت ہورہی ہے[2]

قصہ :...... ایک شاعر مقروض ہوگیا لوگوں نے اسے جیل بھجوادیا تا کہ تنگ پڑ جائے۔شعراء تو بڑے بے پرواہ ہوتے ہیں چنانچہ اسے جیل بھجوادیا گیا وہ وہاں بے پرواہ ہوکر رہنے لگا قرض خواہوں نے سوچا کہ جب تک یہ تنگ نہیں ہوگا اس وقت تک قرض ادا نہیں کرے گا انہوں نے جیل میں مقروض شاعر کے پاس ایک مسخرہ بھیج دیا جب وہ اندر داخل ہوا تو شاعر نے پوچھا آپ کون ہیں تو مسخرے نے کہا کہ آپ کون ہیں شاعر نے کہا کہ میں تو شاعر ہوں مسخرے نے کہا میں تو ماعر ہوں، شاعر نے کہا کہ ماعر کیا ہوتا ہے اس نے کہا شاعر کیا ہوتا ہے؟ جواب دیا کہ شاعر تو شعر کہتا ہے مسخرے نے کہا ماعر میعر کہتا ہے۔شاعر نے کہا کہ کوئی میعر سناؤ مسخرے نے کہا کہ تم کوئی شعر سناؤ، شاعر نے شعر سنایا۔

؎ باغوں میں کیا خوش خوش پھرتے ہے چکور (مسخرے نے کہا) ماغوں میں کیا موش موش مرتے ہے مکور

شاعر نے کہا کیسے احمق سے پالا پڑا ہے مسخرے نے کہا کہ کیسے مَحْمَق سے مالہ مڑا ہے۔شاعر نے تنگ آ کر کہا کہ اس ماعر سے میری جان چھڑاؤ میرا مکان بیچ کر قرضہ وصول کرلو۔

[1] (عمدۃ القاری ص۲۲۸ ج۴) [2] (عمدۃ القاری ص۲۲۸ ج۴) (تقریر بخاری ص۱۷۰ ج۲)

(۳۱۳)

﴿باب کَنسِ المسجد و التِقاط الخِرَق و القَذٰی و العِیدان﴾

مسجد میں جھاڑو دینا اور مسجد سے چیتھڑے، کوڑا کرکٹ اور لکڑیوں کو چن لینا

﴿تحقیق و تشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :...... ابوداؤد شریف میں ہے کہ جب کوئی شخص مسجد سے کنکری نکالتا ہے تو وہ اس کو قسم دلاتی ہے کہ مجھ کو مت نکال۔ کیوں نکالتا ہے؟[۱] تو ابوداؤد شریف کی اس روایت (**ان الرجل اذا اخرج الحصاة من المسجدتناشده**) سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسجد کے اندر کوئی کنکری، تنکا، خس و خاشاک جو بھی ہو اس کو نہ نکالا جائے امام بخاریؒ یہ باب باندھ کر اس بات پر تنبیہ فرماتے ہیں کہ کنکری کا قسم دلانا عام نہیں یعنی یہ بات نہیں کہ جو چیز بھی مسجد میں آ جائے اس کو مسجد سے نہ نکالا جائے اور کباڑ خانہ بنا دیا جائے بلکہ مسجد کے خس و خاشاک کو دور کیا جائے۔ مسجد میں جھاڑو دیا جائے مسجد سے چیتھڑے، کوڑا کرکٹ اور لکڑیوں کو چن لینا چاہیے تو ترجمۃ الباب کی غرض یہ ہوئی کہ مسجد کو خس و خاشاک سے پاک رکھا جائے۔

(۴۴۲)حدثنا سلیمان بن حرب قال حدثنا حماد بن زید عن ثابت عن ابی رافع عن ابی هریرةؓ
ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا وہ ثابت سے وہ ابورافع سے وہ حضرت ابوہریرہؓ سے

[۱] (ابوداؤد ص۷۳ ج۱)

ان	رجلا	اسود	اوامرأة	سودآء	کان	یَقُمُّ	المسجد فمات
کہ ایک حبشی مرد یا عورت مسجد نبوی ﷺ میں جھاڑو دیا کرتی تھی اس کا انتقال ہوگیا							
فسأل	النبی ﷺ	عنه	فقالوا	مات	فقال		
تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا لوگوں نے بتایا کہ وہ تو انتقال کر گئی آپ ﷺ نے اس پر فرمایا							
افلاکنتم اٰذنتمونی به دُلُّونی علیٰ قبرہٖ او قال قبرها فاتیٰ قبره فصلّٰی علیها							
کہ تم نے مجھے کیوں نہ بتایا۔ اچھا اس کی قبر تک مجھے لے چلو پھر آپ ﷺ قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز پڑھی							

(انظر ۴۶۰، ۱۳۳۷)

مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله کان یَقُمُّ المسجد ای یکنسه .

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الصلوٰۃ اور کتاب الجنائز میں بھی لائے ہیں اور امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ اور امام ابن ماجہؒ نے کتاب الجنائز میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

او امرأة سَوداءَ: ...... میں ''او'' تشکیک کے لئے ہے یہ شک ثابتؒ کو ہوا ہے یا ابی رافعؒ کو؟ لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ شک ثابتؒ کو ہوا ہے۔

عورت کانام : ...... عورت کا نام ام محجن ہے[۱]

کان یَقُمُّ المسجد : ...... حبشی عورت مسجد نبوی ﷺ میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔

فصلی علیها: ...... آپ ﷺ نے اس عورت کی قبر پر نماز پڑھی۔

مسئله : ...... اگر کسی میت کو نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا جائے تو جب تک قبر میں وجود کے باقی ہونے کا احتمال ہو اور میت کے نہ پھٹنے کا احتمال بھی ہو تو قبر پر نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے۔ لاش (میت) کے نہ پھٹنے کا محتاط اندازہ تین دن ہے جب وجود باقی نہ رہا ہو تو جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں اگر جنازہ تو پڑھا گیا لیکن غیر اولیاء نے پڑھ کر

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۲۳۰ ج ۴)

دفن کردیا تو ولی تین دن کے اندر لاش (میت) کے نہ پھٹنے تک قبر پر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔

سوال :...... عورت کے ورثاء نے جنازہ پڑھا پھر دفن کردیا تو آپ ﷺ نے قبر پر جاکر دوبارہ نماز جنازہ کیوں ادا فرمائی؟

جوابِ اول :...... چونکہ آپ ﷺ اپنی امت کے ولی اور سلطان ہیں اس لئے آپ ﷺ دوبارہ پڑھ سکتے ہیں۔

جوابِ ثانی:...... بعض حضراتؒ نے کہا ہے کہ آپ ﷺ پر اپنے ساتھیوں کا نماز جنازہ پڑھنا فرض تھا جب تک آپ ﷺ نماز جنازہ نہ پڑھ لیتے تو یہ فرض ساقط نہ ہوتا۔ حاصل یہ کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

جوابِ ثالث:...... بعض حضراتؒ نے کہا ہے کہ جس نماز میں آپ ﷺ کی شرکت ممکن ہو اس میں دوسرے کے لئے امامت جائز ہی نہیں ہوتی تو وہ جنازہ ہوا ہی نہیں تھا جو آپ ﷺ سے پہلے آپ ﷺ کے صحابہؓ نے پڑھا اس لئے آنحضرت ﷺ نے قبر پر جاکر نماز جنازہ ادا فرمائی۔

قرینہ :...... دوسرے جواب کا قرینہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قبریں اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ انہیں میری اُن پر نماز پڑھنے کے ذریعے چمکا دینگے مسلم شریف کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں ان هذه القبور مملوئة ظلمة علی اهلها وان الله تعالی ینوّر ها لهم بصلاتی علیهم [۱]

التقاط الخرق:......**سوال** :...... حدیث الباب سے ترجمۃ الباب کا صرف ایک حصہ و جزء ثابت ہو رہا ہے مسجد سے چیتھڑے، کوڑا کرکٹ اور لکڑیوں کا چن لینا ثابت نہیں ہو رہا۔ لہٰذا حدیث الباب کو ترجمۃ الباب سے مناسبت تامہ نہ ہوئی۔

جواب (۱):...... علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں ہوسکتا ہے کہ امام بخاریؒ نے التقاط الخرق اور قذی اور عیدان کو کنس المسجد پر قیاس کرلیا ہو کیونکہ ان سب کے دور کرنے کا مقصد مسجد کو صاف کرنا ہے۔

جواب (۲):...... امام بخاریؒ کا یہ بھی قاعدہ ہے کہ وہ دوسرے طرق کی طرف اشارہ فرمایا کرتے ہیں تو یہاں

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۲۳۰ ج۴)

بھی امام بخاریؒ نے دوسرے طرق کی طرف اشارہ فرمادیا کہ ان میں ان تینوں کا صراحۃً ذکر ہے ابن خزیمہ سے روایت ہے **وکانت تلتقط الخرق والعیدان من المسجد.** اور حدیث بریدہ عن ابیہ میں ہے **کانت مولعة بلفظ القذی من المسجد**[1]

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتلارہے ہیں کہ خمر اگرچہ اشیاء نجس میں سے ہے اس کا مساجد میں نام بھی نہیں لینا چاہئے مگر ان کا مسئلہ بتلانے میں کوئی حرج نہیں۔ مساجد نماز وغیرہ کے لئے ہوتی ہیں فواحش، خمر اور ربآء وغیرہ سے ان کو پاک رکھنا چاہئے۔

(۴۴۳) حدثنا عبدان عن ابی حمزة عن الاعمش عن مسلم عن مسروق عن عائشةؓ قالت
ہم سے عبدانؒ نے ابوحمزہؒ کے واسطہ سے بیان کیا ہے وہ اعمشؒ سے وہ مسلمؒ سے وہ مسروقؒ سے وہ حضرت عائشہؓ سے آپؓ نے فرمایا
لما اُنزلت الایاتُ من سورة البقرة فی الربوا خرج النبی ﷺ الی المسجد
کہ جب سورۃ بقرہ کی ربوٰ سے متعلق آیات نازل ہوئیں تو نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے

[1] (عمدۃ القاری ص۲۳۰ ج۴)

فقرأ هن علی الناس ثم حرم تجارة الخمر (انظر ۲۰۸۴،۲۲۲۶،۴۵۴۰،۴۵۴۱،۴۵۴۲،۴۵۴۳)
اوران کی لوگوں سے سامنے تلاوت فرمائی پھر شراب کی تجارت کو حرام قراردیا

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب البیوع اور کتاب التفسیر میں بھی لائے ہیں امام مسلم، امام ابوداوٗدؒ اورامام نسائیؒ نے کتاب البیوع میں اور امام ابن ماجہؒ نے کتاب الاشربہ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

لما انزلت الایات من السورة البقرة من الربو:...... وہ آیات یہ ہیں اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰو لَایَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَایَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْمَسِّ الی قوله لَاتَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ[1] جب حُرمت ربٰو کی آیات نازل ہوئیں تو حضور پاک ﷺ مسجد میں تشریف لائے اورآیتِ ربٰو تلاوت فرمائی اور پھر تحریمِ خمر کو بیان فرمایا۔

اشکال :...... یہ ہے کہ حُرمت ربٰو کی آیت آپ ﷺ کے وصال سے کچھ دن پہلے نازل ہوئی تھی حتیٰ کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں پسند کرتا ہوں کہ حضوراکرم ﷺ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھ لیتا اورخوب تحقیق کرلیتا۔(۱) خمر (۲) کلالہ (۳) ربٰو۔ اورتحریمِ خمراس سے چار پانچ سال پہلے ہے پھرآیت ربٰو کے بعد تحریمِ خمر کا کیا مطلب ہے؟

جواب (۱):...... تحریم خمر پہلے نازل ہوچکی تھی تاکیداً تحریم ربٰو کے ساتھ ساتھ اس کی حرمت کو بھی بیان فرمادیا یہ مطلب نہیں کہ اس وقت تحریم خمر فرمایا۔

جواب (۲):...... نفس حرمت خمر تو ربٰو کی حرمت سے مُقدّم ہے ممکن ہے کہ تجارتِ خمر ممنوع نہ ہوئی ہو اور وہ ربٰو کی تحریم کے بعد ہوئی ہو اس لئے آپ ﷺ نے اس کو بیان فرمادیا۔

جواب (۳):...... یہ ہے کہ راوی نے اس وقت سُنا ہو اوراپنے خیال کے مطابق بیان کردیا ہو[2]

---

[1] (پارہ ۳ سورۃ بقر رکوع ۶ آیت ۲۷۵ تا ۲۸۰) [2] (تقریر بخاری ص ۱۷۱ ج ۲)

وقال ابن عباسؓ نذرت لک مافی بطنی محرراً محرراً للمسجد یخدمه
اور ابن عباسؓ نے فرمایا نذر مانی میں نے آپ کے لئے اس کی جو میرے پیٹ میں آزاد، آزاد ہوگا مسجد کے لئے کہ اس کی خدمت کرے گا

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ تنبیہ فرما رہے ہیں کہ مسجد کے لئے خادم رکھنا سنتِ قدیمہ ہے اور دوسری غرض یہ ہے کہ امام بخاریؒ مسجد کے لئے خادم رکھنے کا جواز بیان فرما رہے ہیں علامہ عینیؒ عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ کو چاہیئے تھا کہ یہ باب، باب کنس المسجد کے بعد لاتے یہ وہاں مناسب تھا۔

وقال ابن عباس :...... امام بخاریؒ نے اس تعلیق کے ذریعے تعظیم مسجد کی طرف اشارہ فرمایا کہ خادم رکھ کر مسجد کی تعظیم وتکریم کے لئے اس سے خدمت لی جائے۔ اور یہ چیز زمانہ ماضیہ میں بھی مشروع تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کی اماں کا قصہ بیان فرمایا جس میں ہے کہ جب وہ حاملہ ہوئیں تو انہوں نے کہا کہ جو اولاد میرے بطن میں ہے اس کو تیرے لئے آزاد چھوڑنے کی میں نے نذر مانی ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مسجد کے لئے

چھوڑ دینے کی نذر مانی کہ وہ اس کی خدمت کیا کرے گا، اس سے امام بخاریؒ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ گزشتہ امتوں میں بھی مساجد کی تعظیم کے پیش نظر اپنی خدمات اس کے لئے پیش کی جاتی تھیں، اور مسجد سے مسجد اقصیٰ مراد ہے۔

(۴۴۴)حدثنا احمدبن واقدٍ حدثنا حماد عن ثابت عن ابی رافع عن ابی هريرة
ہم سے احمد بن واقدؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حمادؒ نے ثابتؒ کے واسطہ سے بیان کیا وہ ابی رافعؒ سے وہ ابو ہریرۃؓ سے
ان امرأة او رجلا كانت تَقُمُّ المسجد ولااُراه الا امرأةً فذكر حديث النبی ﷺ انه صلّٰى علٰى قبرها
کہ ایک عورت یا مرد مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا، ثابت نے کہا میرا خیال ہے کہ وہ عورت تھی پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ کی حدیث نقل کی کہ آپ ﷺ نے ان کی قبر پر نماز پڑھی

مطابقته للترجمة ظاهرة . (راجع۴۵۸)

اوراس حدیث کی تفصیل قریب ہی گزری ہے باب كنس المسجد الخ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۱۶)

﴿باب الاسير او الغريم يُربَط فی المسجد﴾

قیدی یا قرض دار جنہیں مسجد میں باندھا گیا ہو

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ...... امام بخاریؒ یہ بتارہے ہیں کہ اگر قیدی یا قرضدار کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا جائے تو جائز ہے۔ اور یہ بھی امام بخاریؒ کے توسعات میں سے ہے یعنی مسجد سے احاطۂ مسجد مراد ہے یا جب کوئی اور جگہ نہ ہو تب مسجد میں باندھ سکتے ہیں اس سے زیادہ سے زیادہ ثبوت کا درجہ ہے نہ کہ عادت کا۔ قیدی اور مقروض کو مسجد میں باندھنے کی عادت نہ بنائی جائے۔

(۴۴۵)حدثنا اسحٰق بن ابراهیم قال انا روح ومحمد بن جعفر عن شعبة عن محمد بن زِیاد
ہم سے اسحٰق بن ابراہیمؒ نے بیان کیا کہا کہ ہمیں روح نے اور محمد بن جعفرؒ نے خبر پہنچائی شعبہؒ کے واسطہ سے وہ محمد بن زیادؒ سے
عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال ان عفریتا من الجن تَفَلَّتَ عَلَیَّ البارحةَ
وہ ابو ہریرہؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گزشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا
اوکلمة نحوها لیقطع عَلَیَّ الصلوٰةَ فامکننی الله منه
یا اسی طرح کی کوئی بات آپ ﷺ نے فرمائی وہ میری نماز میں خلل انداز ہونا چاہتا تھا لیکن خداوند تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی
واردت اَن اَربطَه الی ساریة من سواری المسجد حتی تصبحوا وتنظروا الیه کلکم
اور میں نے سوچا کہ مسجد کے کسی ستون کے ساتھ اسے باندھ دوں تا کہ صبح کو تم سب بھی اسے دیکھو
فذکرت قول اخی سلیمان رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْکاً لَایَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِیْ
لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمانؑ کی یہ دعا یاد آ گئی ''اے میرے رب مجھے ایسا ملک عطا کیجئے جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو''
قال رَوح فرده خاسئا (انظر ۱۲۱۰، ۳۲۸۴، ۳۴۲۳، ۴۸۰۸)
راوی حدیث روح نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے اس شیطان کو نامراد واپس فرمادیا

مطابقته للترجمة فی قوله الاسیر ظاهر .والغریم فبالقیاس علیه لان الغریم مثل الاسیر فی ید صاحب الدین.

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الصلوٰۃ میں اوراحادیث الانبیاء میں بھی لائے ہیں امام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اورامام نسائیؒ نے کتاب التفسیر میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

عفریتا من الجن لَفَلَّتْ علی البارحة : ...... ''گزشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا''

عفریت کا معنی خبیث منکر ہے اورقرآن پاک میں بھی اس کا ذکر آیا ہے (سورۃ النمل پارہ نمبر ۱۹ میں ہے) قَالَ عِفْرِیْتٌ

مِنَ الْجِنِّ. سلیمانؑ کے سامنے ایک طاقتور جن بولا کہ میں آپؑ کی اس مجلس کے برخواست ہونے سے پہلے بلقیس کا تخت حاضر کردونگا۔ (اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا کے جواب میں کہا تھا)

جن: ...... کی جمع جنان ہے بمعنی پوشیدن۔ ابن عقیلؒ کہتے ہیں کہ جن کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ آنکھوں سے اوجھل اور پوشیدہ ہوتے ہیں[1]

واردت ان اربطه الی سارية من سواری المسجد : ...... میں نے سوچا کہ مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں۔

اشکال : ...... شیطان کو کیسے باندھتے ہیں؟

جواب : ...... شیطان جب انسانی شکل میں آئے تو انسان کے لوازمات اس میں آجاتے ہیں لہذا اسے اس وقت باندھنا کوئی مشکل نہیں۔

اشکال : ...... روایت میں اسیر کا تو ذکر ہے لیکن غریم کا نہیں جب کہ ترجمۃ الباب میں دونوں ہیں؟

جواب : ...... غریم کو اس پر قیاس کر کے ثابت فرمادیا۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص۲۳۴ ج۴)

و کان شریح یأمر الغریم ان یُحْبَسَ الٰی ساریة المسجد
اور قاضی شریح مقروض کو مسجد کے ستون سے باندھنے کا حکم دیا کرتے تھے

﴿تحقیق و تشریح﴾

سوال :...... اس باب کا یہاں کیا ربط اور جوڑ ہے اغتسال تو کتاب الطہارۃ کا مسئلہ ہے اور ترجمۃ الباب کے دوسرے جزء یعنی ربط الاسیر پر یہ اعتراض ہے کہ وہ تو ابھی گزرا ہے اس کے بھی بیان کرنے کی ضرورت نہیں؟

جواب:...... یہ مستقل باب نہیں ہے بلکہ یہاں یہ باب فی الباب کے قبیل سے ہے روایت الباب میں چونکہ مسئلہ اغتسال قبل الاسلام آ گیا اس لئے اس کو امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں ذکر فرما دیا۔

مسئلۂ اغتسال عند الاسلام :...... اسلام قبول کرنے والے پر غسل ضروری ہے یا نہیں اس بارے میں آئمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مذہب حنابلہؒ:...... امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مطلقاً غسل کرنا واجب ہے خواہ موجب غسل پایا گیا ہو یا نہ[1]

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۲۳۸ ج ۴)

مذہب آئمہ ثلاثہؒ :...... آئمہ ثلاثہؒ کے نزدیک اگر کوئی مُوجب غسل پایا جارہا ہو جیسے احتلام، جماع اور عورت کے لئے حیض ونفاس۔ تب تو غسل واجب ہے ورنہ نہیں۔

حالتِ کفر کے غسل کا حکم:...... اسلام لانے سے پہلے اگر کوئی مُوجب غسل پایا گیا اور اس نے حالتِ کفر میں غسل کرلیا تو اس کا اعتبار ہوگا یا نہیں اس بارے میں آئمہ ثلاثہؒ کے درمیان اختلاف ہے۔

مذہبِ احنافؒ :...... حنفیہؒ کے نزدیک یہ غسل معتبر ہوگا۔ دلیل حدیث الباب ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک وضوء اور غسل کے اندر نیت شرط نہیں ہے اسلام لانے کے بعد دوبارہ غسل کرلینا مستحب ہے۔

مذہب مالکیہؒ و شافعیہؒ :...... امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک حالت کفر کا غسل معتبر نہیں ہوگا کیونکہ ان کے یہاں وضوء اور غسل میں نیت شرط ہے اور کافر کی نیت کا اعتبار نہیں لہٰذا دوبارہ غسل کرنا واجب ہے[۱] امام مالکؒ یہاں ایک بات اور فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اگر اس کو اعتقاد جازم ہوگیا ہو اور اس نے زبان سے ابھی تک کلمہ شہادت نہ پڑھا ہو اور اس سے قبل غسل کرلیا تو اس جزم واعتقاد کی بناپر اس کی نیت معتبر ہوگی اور غسل صحیح ہوجائے گا[۲]

وکان شریحؒ الخ:...... شریحؒ حضرت عمرؓ کی طرف سے کوفہ کے قاضی رہے۔ اسی (۸۰) ھجری میں ان کا انتقال ہوا[۳] اس کا ترجمۃ الباب کے دوسرے جزء سے تعلق ہے اور اس کے مطابق ہے۔

اور تعلیقاتِ بخاری میں سے ہے اور اسے معمر نے ایوب عن ابن سیرین سے موصولاً بیان کیا ہے قال **کان شریحؒ اذا قضی علی رجل بحق امر یحسبه فی المسجد الیٰ ان یقوم بماعلیه فان اعطی الحق والاامر به فی السجن**[۴]

(۴۴۶) حدثنا عبدالله بن یوسف قال حدثنا اللیث قال حدثنی سعید بن ابی سعید
ہم سے عبداللہ بن یوسفؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے لیثؒ نے بیان کیا کہا کہ مجھے سعید بن ابی سعیدؒ نے خبر دی
انه سمع اباھریرةؓ قال بعث النبی ﷺ خیلا قبل نجد فجآء ت برجل من بنی حنیفة
کہ انہوں نے ابو ہریرۃؓ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے چند سوار نجد کی طرف بھیجے یہ لوگ (قبیلہ) بنو حنیفہ کے ایک شخص کو

[۱] (عمدۃ القاری ص ۲۳۸ ج ۴) [۲] (تقریر بخاری ص ۱۷۲ ج ۲) [۳] (عمدۃ القاری ص ۲۳۶ ج ۴) [۴] (عمدۃ القاری ص ۲۳۶ ج ۴)

يقال له ثمامة بن أُثال فربطوه بسارية من سوارى المسجد فخرج اليه النبى ﷺ
جس کا نام ثمامہ بن اُثال تھا پکڑ لائے انہوں نے قیدی کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے
فقال اطلقوا ثمامة فانطلق الى نخل قريب من المسجد
اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو (رہائی کے بعد) ثمامہؓ مسجد نبوی ﷺ سے قریب ایک کھجوروں کے باغ تک گئے
فا غتسل ثم دخل المسجدفقال اشهد ان لااله الا الله وان محمدا رسول الله
اور غسل کیا پھر مسجد میں داخل ہوئے اور کہا اشهد ان الااله الاالله وان محمد ا رسول الله

(انظر ۴۶۹، ۲۴۲۲، ۲۴۲۳، ۴۳۷۲)

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کو ترجمۃ الباب کے دوسرے جزء سے مطابقت ہے جیسا کہ مذکورہ اثر ترجمۃ الباب کے دوسرے جزء کے مطابق ہے۔

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔امام بخاریؒ اس حدیث کو مختلف مقامات پر متعدد بار لائے ہیں امام مسلمؒ نے کتاب المغازی میں اور ابوداوٗدؒ نے کتاب الجہاد میں اور امام نسائیؒ نے طہارت میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے[1]

قبل نجد : ...... سرزمین عرب کے پانچ حصے ہیں۔(۱) تہامہ (۲) نجد (۳) حجاز (۴) عروض (۵) یمن۔

(۱) تھامه: ...... حجاز کا جنوبی حصہ ہے یہ تقریباً پست ونشیبی علاقہ ہے۔

(۲) نجد: ...... مکہ سے مشرقی جانب ہے جو اونچا علاقہ ہے یعنی وہ کنارہ ہے جو حجاز اور عراق کے درمیان ہے۔

(۳) حجاز: ...... جبل سد من اليمن حتى يتصل بالشام وفيه المدينة وعمان وقال الواقدى الحجاز من المدينة الى تبوك ومن المدينه الى طريق الكوفة ۔حاصل یہ ہے کہ تہامہ اور نجد کا درمیانی علاقہ حجاز کہلاتا ہے[2]

(۴) عروض : ...... یمامہ سے بحرین تک کا علاقہ عروض کہلاتا ہے۔

---

[1] (عمدة القاری ص ۲۳۶ ج ۴) [2] (عمدة القاری ص ۲۳۷ ج ۴)

(۵) یمن :...... ایک ملک ہے۔

فربطوه بسارية :...... اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

فخرج اليه النبی ﷺ فقال اطلقوا ثمامة :...... پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑ دو۔ یہاں یہ روایت مختصر ہے قصہ یہ ہوا تھا کہ ثمامہ بن اثال پکڑ کر لائے گئے اور ان کو مسجد نبوی ﷺ کے ستون سے باندھ دیا گیا پہلے دن حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا **ماعندک یاثمامہ** تو انہوں نے جواب دیا **ان تقتل تقتل ذا دم وان تنعم تنعم علی شاکر وان اردت المال فهولک**. حضور اکرم ﷺ یہ سن کر تشریف لے گئے دوسرے دن پھر تشریف لائے اور یہی سوال وجواب ہوا تیسرے دن پھر حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور یہی بات ہوئی تو فرمایا اطلقوہ ۔چنانچہ ان کو چھوڑ دیا گیا وہ ایک باغ میں جو مسجد نبوی ﷺ کے پاس تھا، گئے، غسل کیا اور مسجد میں آ کر مسلمان ہو گئے۔

فاغتسل :...... اس حدیث میں ہے کہ ثمامہؓ نے پہلے غسل کیا بعد میں کلمہ شہادت پڑھا یہ حنفیہؒ کے موافق ہے کہ کافر کا غسل کر لینا قبل از اسلام معتبر ہے[۱]

سوال :...... ثمامہ بن اثالؓ کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنے میں کیا حکمت تھی؟

جواب :...... علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ اس کو اس لئے باندھا گیا ہوتا کہ وہ مسلمانوں کے حسنِ صلوٰۃ کو دیکھے اور ان کے اس اجتماع پر نظریں جمائے اور اس وجہ سے وہ اسلام سے مانوس ہو جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ مسلمانوں کے اعمال وافعال کو دیکھ کر مسلمانوں سے مانوس ہوئے، کلمہ پڑھا اور اسلام میں داخل ہو گئے۔

---

[۱] (تقریر بخاری ص ۱۷۳ ج ۲)

﴿باب الخیمة فی المسجد للمَرضٰی وغیرھم﴾

مسجد میں مریضوں وغیرہ کے لئے خیمہ

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض:...... امام بخاریؒ یہ باب باندھ کر مریضوں کے لئے مسجد میں خیمہ لگانے کا جواز ثابت فرمانا چاہتے ہیں یہاں بھی توسُّع سے کام لیا گیا ہے کہ احاطہ مسجد کو مسجد شمار کیا گیا ہے۔

(۴۴۷)حدثنا زکریا بن یحییٰ قال حدثناعبدالله بن نمیرقال حدثناهشام عن ابیه
ہم سے زکریا بن یحییٰؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبداللہ بن نمیرؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہشامؒ نے اپنے والد کے واسطہ سے بیان کیا
عن عائشةؓ قالت اُصِیبَ سعدٌ یومَ الخندق فی الاَکحَلَ
وہ عائشہؓ سے آپ نے فرمایا کہ غزوہ خندق میں سعدؓ کے بازو کی ایک اکحل (رگ) میں زخم آ گیا تھا
فضرب النبی ﷺ خیمةً فی المسجد لِیَعُودَہ من قریب فلم یُرعِهُم
اس لئے نبی کریم ﷺ نے مسجد میں ایک خیمہ نصب کردیا تھا تا کہ آپ ﷺ قریب رہ کر ان کی دیکھ بھال کیا کریں

وفی المسجد خیمة من بنی غفار الا الدم یسیل الیهم
مسجد ہی میں بنی غفار کے لوگوں کا بھی خیمہ تھا سعدؓ کے زخم کا خون (جورگ سے کثرت سے نکل رہا تھا) بہہ کر جب ان کے خیمہ تک پہنچا
فقالوا یااهل الخیمة ماهذا الذی یاتینا من قِبَلِکم
تو وہ گھبرا گئے انہوں نے کہا کہ خیمہ والو! تمہاری طرف سے یہ کیسا خون ہمارے خیمہ تک آتا ہے
فاذا سعد یغذو جُرُحَه دماً فمات منها (انظر ۲۸۱۳، ۳۹۰۱، ۴۱۱۷، ۴۱۲۲)
پھر انہیں معلوم ہوا کہ یہ خون حضرت سعدؓ کے زخم سے بہا ہے حضرت سعدؓ کا انتقال اسی زخم کی وجہ سے ہوا

مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة.

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الصلوٰۃ میں کتاب المغازی میں اور کتاب الهجرت میں مقطعاً لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے مغازی میں اور ابوداؤدؒ نے کتاب الجنائز میں اور امام نسائیؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

سعدؓ :...... اس سے مراد حضرت سعد بن معاذؓ جو قبیلہ اوس کے سردار اور بدری صحابی ہیں شوال ۵ ھجری میں آپؓ کا انتقال ہوا آپؓ کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے اور آپ کی وفات پر اللہ تعالیٰ کا عرش حرکت کرنے لگا (یعنی خوشی سے جھوم اٹھا)[1]

یوم الخندق:...... اس کا دوسرا نام ''احزاب'' ہے اور قرآن مجید کی ایک سورۃ کا نام بھی احزاب ہے جو ۲۱ پارے کے آخر میں ہے۔

فی الاکحل :...... اکحل ہاتھ میں ایک رگ ہوتی ہے ران میں اسی رگ کا نام نساً ہے[2]

خیمة فی المسجد:...... خیمہ کی جمع خیمات اور خیم آتی ہے محل استدلال یہی ہے۔

سوال :...... مسجد میں زخمی کو ٹھہرانا تو درست نہیں کیونکہ تلویث کا خطرہ ہے تو پھر حضرت سعدؓ کو مسجد میں کیسے ٹھہرایا گیا؟

جوابِ اول :...... مسجد سے مراد احاطۂ مسجد ہے۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۲۳۹ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۲۳۹ ج ۴)

جوابِ ثانی: ...... مسجد سے لغوی مسجد مراد ہے آپ ﷺ جہاں تشریف لے جاتے خیمہ لگاتے اور ایک جگہ نماز کے لئے مقرر فرما لیتے اور چاروں طرف سے کسی چیز کے ذریعے اسے گھیر دیتے تھے اصحابِ سیَر ہمیشہ اس کا ذکر مسجد کے لفظ سے کرتے ہیں حالانکہ فقہی اصول کی بناء پر اس پر مسجد کا اطلاق نہیں ہوسکتا حضرت سعدؓ کا قیام بھی اسی طرح کی مسجد میں تھا۔ مسجد نبوی ﷺ بنو قریظہ سے تقریباً چھ میل کے فاصلے پر ہے اس لئے آپ ﷺ جس وقت بنو قریظہ کا محاصرہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے حضرت سعدؓ کو ساتھ لے گئے تھے تو اگر حضرت سعدؓ کو مسجد نبوی ﷺ میں ٹھہرایا ہوتا تو پھر انہیں قریب رکھ کر عیادت اور دیکھ بھال نہیں ہوسکتی تھی۔

یغذو جرحه دماً: ...... حضرت سعدؓ کی وہ رگ جو بند تھی اس کا منہ کھل گیا اور اس سے خون جاری ہوگیا اور اسی میں وفات ہوئی [1]

(۳۱۹)

﴿باب ادخال البعير في المسجد للعِلّة﴾

کسی ضرورت کی وجہ سے مسجد میں اونٹ لے جانا

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ...... امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اونٹ وغیرہ کو کسی عذر کی بناء پر مساجد

[1] (تقریر بخاری ص۱۷۳ ج۲)

میں داخل کرنا جائز ہے علت بمعنی حاجت ہے اور یہ عام ہے ضعف کی وجہ سے ہو یا اس کے علاوہ ہو علل کئی ہو سکتی ہیں۔
(۱) تا کہ لوگ ارکان سیکھ سکھیں (۲) حفاظت مقصود ہو۔

وقال	ابن	عباس	طاف	النبی ﷺ	علی	بعیرہ
اور	ابن عباسؓ	نے فرمایا	نبی کریم ﷺ	نے	اپنے اونٹ پر	طواف کیا

مطابقته للترجمة ظاهرة .

امام بخاریؒ اس کو یہاں مُعلَّق بیان فرما رہے ہیں اور کتاب الحج باب من اشار الی رکن میں اس کو مسنداً بیان فرمائیں گے۔

(۴۴۸)حدثنا عبدالله بن یوسف قال انا مالک عن محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل
ہم سے عبداللہ بن یوسفؒ نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالکؒ نے محمد بن عبدالرحمٰن بن مالک بن نوفلؒ کے واسطہ سے یہ خبر پہنچائی
عن عروة بن الزبير عن زينب بنت ابی سلمة عن ام سلمةؓ قالت
وہ عروہ بن زبیرؓ سے وہ زینب بنت ابی سلمہؓ سے وہ ام سلمہؓ سے انہوں نے بیان کیا
شکوت الی رسو ل الله انی اشتکی قال طوفی من ورآء الناس وانت راکبة
کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع میں اپنی بیماری کے متعلق کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کے پرے سے سوار ہو کر طواف کر لو
فطُفتُ ورسول الله ﷺ يصلی الی جنب البيت يقرأ بالطور وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ
پس میں نے طواف کیا اور رسول اللہ ﷺ اس وقت بیت اللہ کے قریب نماز ادا فرما رہے تھے آپ آیت والطور و کتاب مسطور کی تلاوت فرما رہے تھے

(انظر ۱۶۱۹، ۱۶۲۶، ۱۶۳۳، ۴۸۵۳)

مطابقته للترجمة فی قوله طوفی من ورآء الناس وانت راکبة .

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ چھٹی راویہ ام سلمہ ام المؤمنینؓ ہیں۔ اور آپؓ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الصلوۃ ، کتاب التفسیر اور کتاب الحج میں لائے ہیں امام مسلمؒ، ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے اور ابن ماجہؒ نے کتاب الحج میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

طاف النبی ﷺ علی بعیرہ:......

سوال :...... قول ابن عباسؓ سے ترجمۃ الباب تو ثابت ہو گیا لیکن اس بات کی کیا دلیل ہے کہ مسجد حرام بن گئی تھی زیادہ سے زیادہ مطاف کہہ سکتے ہیں۔

جواب :...... مسجد ضرور ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے پندرہویں (۱۵) پارے میں **مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی.** فرمایا ہے نصِ قرآنی سے ثابت ہے کہ مسجد تھی۔

سوال :...... آج کل اگر کوئی اونٹ وغیرہ پر بیٹھ کر طواف کرے تو کیا اجازت ہے؟

جواب:...... یہ ہے کہ جائز تو ہے مگر اس کو عادت نہ بنایا جائے آپ ﷺ کا یہ معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کی سواری مطاف میں پیشاب نہیں کرتی تھی۔

سوال :...... کیا اونٹوں کو یہ شعور ہے کہ ہم مطاف میں پھر رہے ہیں یہاں پیشاب کرنا مناسب نہیں لہٰذا ہمیں بھی پیشاب نہیں کرنا چاہئے۔

جواب:...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو شعور دیا ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ اونٹوں نے آپ ﷺ کو سجدہ کیا؟ اور ایسے ہی قربانی کے وقت اونٹوں کا ایک دوسرے سے سبقت لے جانا بھی احادیث سے ثابت ہے ذبح کے لئے اونٹوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔

سوال :...... حضور ﷺ نے مرض کی وجہ سے طواف عمرہ اونٹ پر کیا اور جیسے حضرت ام سلمہؓ نے مرض کی وجہ سے طواف اونٹ پر کیا اگر علت سے مراد ضعف اور بیماری لی جائے جیسے بعض شراحؒ نے کہا ہے تو پھر امام بخاریؒ پر اعتراض ہوگا کہ ام سلمہؓ کی حدیث تو ترجمۃ الباب کے مطابق ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا اثر ترجمۃ الباب کے موافق نہیں [۱]

جواب :...... حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ سوال علت سے ضعف کا معنی مراد لینے کی وجہ سے

---

[۱] (تقریر بخاری ص۱۷۳ ج۲) (عمدۃ القاری ص۲۴۰ ج۴) (فتح الباری ص۴۷۷ ج۲)

پیدا ہوا حالانکہ علت سے مراد عارض اور حاجت ہے اور اس پر کوئی اشکال نہیں۔[1]

سوال : ...... یہ کس موقع کی بات ہے اور کب کا قصہ ہے؟

جواب : ...... یہ متعین تو نہیں ہو سکا البتہ اگر حفاظت کی خاطر اونٹ پر طواف کیا ہے تو عمرۃ القضاء کی بات ہے اور اگر ارکان سکھانے کے لئے ہے تو حجۃ الوداع کی بات ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ یہ چودہ (۱۴) تاریخ فجر کی نماز کا طواف وداع کے بعد کا واقعہ ہے اس کے بعد حضور ﷺ مُحَصَّب تشریف لے گئے اور وہاں سے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔[1]

جب باب کے ساتھ ترجمہ نہ ہو تو پچھلے باب کے ساتھ اس کا تعلق اور ربط ہوتا ہے۔ احکام المساجد کا ذکر ہو رہا تھا امام بخاریؒ نے اس باب میں مسجد کے اندر بیٹھنے والوں کی فضیلت بیان فرمائی اور حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب فرماتے ہیں کہ کلام فی المسجد کا جواز ثابت فرما رہے ہیں۔[2]

سوال : ...... پوری روایت میں مسجد کا تو ذکر ہی نہیں تو پھر یہ گزشتہ باب کا تتمہ کیسے بن گیا؟

جوابِ اول : ...... روایت میں من عند النبی ﷺ فی لیلۃ مظلمۃ کے الفاظ ہیں اور ظاہر ہے کہ نبی ﷺ مسجد میں ہی ہونگے۔

جوابِ ثانی: ...... ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہ صحابیؓ مسجد میں بیٹھے رہے ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ اس حدیث کو باب احکام المساجد میں بھی لائے ہیں وہاں مسجد کا لفظ صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔[3]

---

[1] (تقریر بخاری ص ۱۷۳ ج ۲) [2] (تقریر بخاری ص ۱۷۴ ج ۲) [3] (عمدۃ القاری ص ۲۴۱ ج ۴)

(۴۴۹)حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا معاذ بن ھشام قال حدثنی ابی عن قتادۃ
ہم سے محمد بن مثنی نے بیان کیا کہا ہم سے معاذ بن ہشامؒ نے بیان کیا کہا کہ مجھے میرے باپ نے قتادہ سے بیان کیا
قال حد ثنا انسؓ ان رجلین من اصحاب النبی ﷺ خرجا من عند مسجد النبی ﷺ
کہا کہ ہم سے حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ دو شخص نبی کریم ﷺ کے پاس سے یعنی مسجد سے نکلے
احدھما عَبَّاد بن بِشرؓ واحَسِب الثانیَ اُسید بن حُضَیرؓ فی لیلۃ مظلمۃ
ایک عباد بن بشرؓ اور دوسرے صاحب کے متعلق میرا خیال ہے کہ وہ اسید بن حضیرؓ تھے رات تاریک تھی
ومعھما مثل المصباحین یضیئآن بین ایدیھما
اوران دونوں اصحابؓ کے پاس مُنوّر چراغ کی طرح کوئی چیز تھی جس سے آگے روشنی پھیل رہی تھی
فلما افترقاصار مع کل واحد منھما واحد حتی اتی اھلہ (انظر ۳۶۳۹،۳۸۰۵)
وہ دونوں اصحاب جب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو دونوں کے ساتھ اسی طرح کی ایک ایک روشنی تھی آخر وہ اسی طرح اپنے اپنے گھر پہنچ گئے

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔امام بخاریؒ اسے باب علامات النبوۃ میں بھی لائے ہیں۔

رجلین :...... ایک کا نام عَبّاد بن بشرؓ اور دوسرے کا نام اُسید بن حضیرؓ ہے اور بعض حضراتؒ نے دوسرے کا نام عویم بن ساعدہؓ بتایا ہے۔

امام بخاریؒ یہ حدیث مبارکہ لاکر دوصحابیوںؓ کی کرامت بیان فرما رہے ہیں آپ ﷺ کا ارشاد ہے بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامۃ .اصل میں تو یہ آخرت کے بارے میں ہے لیکن اللہ پاک نے دنیا ہی میں صحابہ کرامؓ کو یہ نور نصیب فرما دیا۔

اُمتی سے کوئی کام خرقِ عادت ظاہر ہوجائے تو کرامت کہلاتی ہے۔اور اگر نبی ﷺ سے کوئی کام خرقِ عادت ظاہر ہوتو معجزہ کہلاتا ہے۔کرامتِ اولیاء حق ہے۔بیہقی میں ہے کہ ابوعبسؓ نبی پاک ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے تھے فارغ ہوکر بنوحارثہ کی طرف لوٹتے ایک مرتبہ بادوباراں تاریک رات میں نکلے تو ان کی لاٹھی روشن ہوئی یہاں تک کہ وہ دار بنی حارثہ میں داخل ہوئے۔

(۳۲۱)

﴿باب الخَوخَة والممّرِفی المسجد﴾

مسجد میں کھڑکی اور راستہ

﴿تحقیق وتشریح﴾

خوخة :...... کھڑکی، چھوٹا دروازہ۔

ممر :...... میم کے فتح کے ساتھ ہے اور راء مشدد ہے بمعنی راستہ۔

ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں۔

جزء اول :...... **الخوخة فی المسجد .**

جزء ثانی :...... **الممرفی المسجد.** دوسرے جزء کی تفصیل تو گزر چکی ہے۔

سوال :...... امام بخاریؒ نے استدلال میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خصوصیت کا ذکر فرمایا تو امام بخاریؒ نے خاص سے **استدلال علی العام** (عام پر استدلال) فرمایا؟

جواب :...... عندالجمہورؒ یہ عام نہیں لیکن امام بخاریؒ اس کو عام فرماتے ہیں۔اس باب کے تحت دو بحثیں ہیں۔

(۱) خوخہ کی بحث۔(۲) خلت کی بحث۔

البحث الاول :...... روایت الباب میں **اِلّا بابِ ابی بکر** ہے اور ترمذی شریف میں **اِلّاباب علی** ہے

تو بظاہر دونوں روایتوں میں تعارض ہے۔

جوابِ اول :...... امام ترمذیؒ نے جہاں یہ روایت نقل کی ہے خود بھی اس پر جرح فرمائی ہے اور فرمایا ہے **وھو غریب. وقال البخاریؒ حدیث الابا ب ابی بکر اصح** [۱] تو وہ (روایتِ ترمذی) اصح روایت کے مقابلہ میں نہیں آ سکتی۔ بعض حضراتؒ نے تو اس (روایتِ ترمذی) کو موضوع قرار دیا ہے لیکن یہ زیادتی ہے اس لئے کہ امام ترمذیؒ موضوع روایتیں نقل نہیں فرماتے پھر جب کہ تطبیق بھی ہوسکتی ہے۔

جوابِ ثانی:...... یہ ہے کہ ابتداء میں صحابہ کرامؓ کے مکانات مسجد کے ساتھ تھے مسجد میں آنے کے لئے دروازے بھی رکھے ہوئے تھے۔ اور ابھی تک مسجد میں جنبی کا داخلہ بھی ممنوع نہیں تھا۔ جب یہ حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمام دروازے بند کردو سوائے بابِ علیؓ کے۔ کیونکہ اور کوئی راستہ نہ تھا تو اب صحابہ کرامؓ نے دروازے بند کردیئے لیکن کھڑکیاں کھول لیں ان سے نماز کے لئے آجایا کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ منشأ نبوت سمجھ گئے تھے۔ جب وصال کا وقت قریب آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ساری کھڑکیاں بھی بند کردو صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کھڑکی کھلی رہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نماز پڑھانے کے لئے آنا ہوگا [۲]

اِلَّا بابِ ابی بکر :...... باب سے مراد چھوٹا دروازہ ہے یعنی چھوٹی کھڑکی جو بعض مرتبہ ایک ہی کواڑ کا ہوتا ہے۔ حضرات آئمہ کرامؒ نے اس سے استدلال کر کے خلافت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ یاد رکھئے کہ قیاس سے زیادہ اجماعِ صحابہؓ دلیل ہے پس اسے پوری قوت کے ساتھ منظر عام پہ لایا جائے اشارے تائید ہوا کرتے ہیں مدار نہیں۔ اجماع صحابہؓ حجت ہے قرآن میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا **وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى** [۳]

البحثِ الثانی:...... خلت دوستی کا ایک مقام ہے جو خلال قلب میں ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سواء کسی اور کے لائق نہیں اسی لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **لو کنت متخذا من الناس خلیلا لا تخذت ابا بکرٍ خلیلا الحدیث** [۴]

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۲۴۵ ج ۴) [۲] (تقریر بخاری ص ۱۷۵ ج ۲) [۳] (پارہ ۵ رکوع ۱۷ سورۃ النساء آیت ۱۱۵) [۴] (بخاری ص ۶۷ ج ۱)

مقا م خلت اعلیٰ ھے یامقام محبت؟ :...... اس میں بحث ہوئی ہے کہ مقامِ خلت اعلیٰ ہے یا مقامِ محبت۔ ابن فورکؒ نے کہا ہے کہ مقامِ خلت مقامِ محبت سے اعلیٰ اور ارفع ہے حضرت ابراھیمؑ کا لقب خلیل اللہ ہے قرآن میں ہے وَاتَّخِذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلاً[۱] اور یہ حبیب اللہ سے اعلیٰ ہے تو لقب کے لحاظ سے فضیلت جزئی ہوئی۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ مقامِ محبت مقامِ خلت سے افضل ہے تو حبیب اللہ خلیل اللہ سے افضل ہوئے اگر خلت کو اعلیٰ مان لیا جائے تو اس حدیث کے پیش نظر آپ ﷺ جیسے حبیب اللہ ہیں خلیل اللہ بھی ہیں حبیب اللہ ہونا دارمی میں مصرح ہے اور صحیح مسلم میں ہے **ان اللہ قد اتخذنی خلیلا کما اتخذاللہ ابراھیم خلیلا[۲]** گو لقب کے لحاظ سے اگرچہ آپ ﷺ حبیب اللہ مشہور ہیں لیکن آپ ﷺ کو دونوں مقام حاصل ہیں۔

الفرق بین الخلۃ والمودۃ :......

(۱):...... بعض حضراتؒ نے کہا ہے کہ معنی تو دونوں کے ایک ہیں[۳] لیکن متعلق کے لحاظ سے فرق ہے اگر دین اور اسلام کے لحاظ سے دوستی ہو تو مَوَدَّت ہے اللہ کے لحاظ سے ہو تو خُلت ہے پہلی حدیث میں فرمایا **ولکن اخوۃ الاسلام ومودتہ** اور دوسری حدیث میں فرمایا **ولکن خلۃ الاسلام افضل**.

(۲):...... بعض حضراتؒ نے کہا ہے کہ مودت عام ہے اور خلت مودت کے درجوں میں سے ایک خاص درجہ کا نام ہے تو خاص درجے کی نفی کی اور عام درجہ کا اثبات فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کا قلب چونکہ مقامِ خلت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھرا ہوا تھا اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سواء کسی اور کے لائق یہ مقام خلت ہوتا تو حضرت ابوبکرؓ کو خلیل بنالیتا۔

سوال :...... آپ ﷺ کی دوستی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اسلام سے پہلے بھی تھی اور ضرب المثل تھی لہٰذا اس کا کیا مطلب اگر میں کسی کو دوست بناتا تو حضرت ابوبکرؓ کو بناتا؟

جواب:...... یہ ہے کہ مودت و محبت عام ہے اور خلت اس محبت کو کہتے ہیں جو خلالِ قلب میں ہو جیسے متنبی نے کہا

عذل العواذل حول قلبی التائہ وھوی الاحبۃ منہ فی سودائہ

---

[۱] (پارہ۵ سورۃ النساء رکوع ۱۸ آیت ۱۲۵) [۲] (تقریر بخاری ص ۵۷ اج ۲ حاشیہ ۱) [۳] (عمدۃ القاری ص ۲۴۵ ج ۴)

حضور اکرم ﷺ کا قلب مبارک اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھرا ہوتھا پھر اس میں دوسرے کے لئے محبت کی جگہ کیسے ہوسکتی تھی![1]

(۴۵۰) حد ثنا محمد بن سنان قال نا فُلیح قال نا ابو النضر عن عُبید بن حُنین

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا کہ ہم سے فلیح نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابونضر نے بیان کیا عبید بن حنین کے واسطہ سے

وعن بُسر بن سعید عن ابی سعید الخدریؓ قال خطب النبی ﷺ

وہ بشر بن سعید سے وہ ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا خطبہ میں آپ ﷺ نے

فقال ان اللہ سبحانہ خَیّر عبدا بین الدنیاوبین ماعندہ فاختار ماعند اللہ

فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندہ کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا (کہ وہ جس کو چاہے اختیار کرے) بندہ نے آخرت کو پسند کرلیا

فبکی ابوبکر فقلت فی نفسی مایبکی ھذا الشیخ اِن یکن اللہ

اس بات پر حضرت ابوبکرؓ رونے لگے میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر خداتعالیٰ نے

خَیَّر عبدا بین الدنیا وبین ماعندہ فاختار ماعند اللہ عزوجل

اپنے کسی بندہ کو دنیا اور آخرت میں سے کسی کو اختیار کرنے کو کہا اور بندہ نے آخرت اپنے لئے پسند کرلی تو اس میں ان بزرگ (حضرت ابوبکرؓ) کے رونے کی کیابات ہے؟

فکان رسول اللہ ﷺ ھو العبدوکان ابوبکر اعلمنا فقال یاابابکر

لیکن بات یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ ہی وہ بندہ تھے اور ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ جاننے والے تھے آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا اے ابوبکر!

لَاتَبْکِ اَنَّ اَمَنَّ الناسِ عَلَّی فی صحبتہ ومالہ ابوبکر

آپ روئیے مت اپنی صحبت اور اپنی دولت کے ذریعہ تمام لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے حضرت ابوبکرؓ ہیں

ولوکنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابابکرولکن اخوۃ الاسلام ومودتہ

اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو حضرت ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اس کے بدلہ میں اسلام کی اخوت ومودت کافی ہے

لایُبْقَیَنَّ فی المسجد باب اِلَّاسُدَّ الا باب ابی بکر (انظر ۳۶۵۴، ۳۹۰۴)

مسجد میں حضرت ابوبکرؓ کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کردیے جائیں

[1] (تقریر بخاری ص ۱۷۵ ج ۲)

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ چھٹے راوی حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں جن کا نام سعد بن مالکؓ ہے۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو باب **فضل ابی بکر**ؓ میں بھی لائے ہیں اور امام مسلمؒ نے **کتاب الفضائل** میں اس کی تخریج فرمائی ہے۔

سوال : ...... ترجمۃ الباب کے تو دو جزء ہیں۔(۱)خوخة (۲)ممر۔اس حدیث سے تو ایک جزء ثابت ہوتا ہے وہ ہے خوخہ جو لفظ باب سے مفہوم ومراد ہے اور دوسرا جزء حدیث میں مذکور نہیں لہٰذا حدیث کو ترجمہ سے مطابقت تامہ نہ ہوئی۔

جواب : ...... ممر یعنی راستہ یہ خوخہ (چھوٹا دروازہ یا کھڑکی) کے لوازم میں سے ہے خوخہ کا لفظ ممر سے بے نیاز کر رہا ہے[۱] لہٰذا عدمِ مطابقت کا سوال نہ رہا۔

خلیلا : ...... قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ خلیل کا اصل معنی اِفتقار اور انقطاع ہے **وقیل الخلة الاختصاص باصل الاصطفاء وسمی ابراهیم علیه السلام خلیل الله لانه والی فیه وعادی فیه**[۲] خلت سے مراد وہ تعلق ہے جو صرف خداوند تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہوسکتا ہے اور ایسا تعلق حضرت ابوبکر صدیقؓ اور آپ ﷺ کے درمیان ممکن ہی نہیں۔

(۴۵۱)حدثنا عبدالله بن محمد الجعفی قال نا وهب بن جریر قال نا ابی
ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا کہا کہ ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا
قال سمعت یَعلی بن حکیم عن عِکرِمة عن ابن عباسؓ قال
کہا کہ میں نے یعلی بن حکیم سے سنا وہ عکرمہ کے واسطے سے بیان کرتے تھے وہ حضرت ابن عباسؓ سے کہ انہوں نے بیان کیا
خرج رسول الله ﷺ فی مَرَضه الذی مات فیه عاصباً رأسَه بخِرقة
کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرضِ وفات میں باہر تشریف لائے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی

[۱](عمدۃ القاری ص۲۴۳ ج۴) [۲](عمدۃ القاری ص۲۴۴ ج۴)

فقعد على المنبر فحمد الله واثنى عليه ثم قال
آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا
انه ليس من الناس احد اَمَنَّ عَلَيَّ في نفسه وماله من ابى بكرؓ بن ابى قُحَافَةَ
کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس نے ابوبکر بن قحافہؓ سے زیادہ مجھ پر اپنی جان ومال کے ذریعہ احسان کیا ہو
ولو كنت متخذا من الناس خليلا لاتخذت ابابكر خليلاً ولكن خلة الاسلام افضل
اور اگر میں کسی کو انسانوں میں خلیل بناتا تو حضرت ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اسلام کا تعلق افضل ہے
سدوا عنى كل خَوخَةٍ في هذا المسجد غير خوخة ابى بكر (انظر ۳۶۵۶، ۳۶۵۷، ۶۷۳۸)
حضرت ابوبکرؓ کی کھڑکی کو چھوڑ کر اس مسجد کی تمام کھڑکیاں بند کردی جائیں

مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

ابی بکرؓ بن ابی قحافۃؓ : ...... باپ بیٹے کا نام عبداللہؓ بن عثمانؓ ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد محترم عثمان بن عامر التیمیؓ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے حضرت عمرؓ کی خلافت تک حیات رہے ستانوے (۹۷) سال عمر پائی صحابہ کرامؓ میں ایسا کوئی نہیں جس کی تین نسلوں کو صحابیت کا شرف حاصل ہوا ہو سوائے ان کے[1]

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

---

[1] (عمدۃ القاری ص۲۴۶ ج۴)

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض : ...... امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ عند الضرورۃ کعبہ پاک اور مساجد کے دروازے بند کئے جاسکتے ہیں اور تالا بھی لگایا جاسکتا ہے۔

قال ابوعبداللّٰہ وقال لی عبدالله بن محمد حدثنا سفیٰن عن ابن جریج
ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن محمد نے کہا کہ ہم سے سفیان نے ابن جریج کے واسطہ سے بیان کیا
قال قال لی ابنُ ابی مُلَیکة یا عبدالملک لورایت مساجد ابن عباسؓ وابوابها
انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ اے عبدالملک کاش تم ابن عباسؓ کی مساجد اور ان کے دروزوں کو دیکھتے

قال ابو عبداللّٰہ : ...... اس سے امام بخاریؒ خود مراد ہیں۔ **مطابقته للترجمة فی قوله ابوابها** .یعنی ابوابہا سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔ یا عبدالملک لورأیت اے عبدالملک کاش تم ابن عباسؓ کی مساجد اوران کے دروازوں کو دیکھ لیتے یعنی ان کے تالے اور دروازے بہت احسن تھے[۱] اس لئے رغبت دلا رہے ہیں۔

(۴۵۲)حدثناابو النعمان وقتیبة بن سعیدؒ قالا نا حماد بن زید عن ایوب عن نافع عن ابن عمر
ہم سے ابونعمان اور قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے ایوب کے واسطہ سے بیان کیا وہ نافع سے وہ ابن عمرؓ سے

[۱] (عمدۃ القاری ص۲۴۷ ج۴)

ان النبی ﷺ قدِم مکة فدعا عثمانَ بنَ طلحةؓ ففتح الباب فدخل النبی ﷺ وبلالؓ
کہ حضرت نبی کریم ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن طلحہؓ کو بلوایا۔انہوں نے دروازہ کھولا تو نبی کریم ﷺ بلالؓ
واسامةُ بن زیدؓ وعثمان بن طلحةؓ ثم اُغلِقَ البابُ فلبث فیه ساعة ثم خرجو اقال ابن عمرؓ
اسامہ بن زیدؓ اور عثمان بن طلحہؓ اندر تشریف لے گئے پھر دروازہ بند کر دیا گیا اور آپ ﷺ وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر باہر آئے ابن عمرؓ نے فرمایا
فبدرت فسالت بلالا فقال صلی فیه
کہ میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر حضرت بلالؓ سے پوچھا،انہوں نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے اندر نماز پڑھی تھی
فقلت فی ایّ فقال بین الاسطوانتین قال ابن عمرؓ فذهب علی ان اسأ له کم صلی
میں نے پوچھا کس جگہ،کہا کہ دونوں ستونوں کے درمیان،ابن عمرؓ نے فرمایا کہ یہ پوچھنا مجھے یاد نہ رہا کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھی تھیں

مطابقته للترجمة فی قوله((ففتح الباب)) وفی قوله ((ثم اغلق))(راجع ۳۹۷)

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب المغازی اور کتاب الجہاد میں بھی لائے ہیں امام مسلمؒ کتاب الحج میں،امام ابوداوُدؒ،امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی کتاب الحج میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

عثمان بن طلحہؓ:...... فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔فتح مکہ والے دن بیت اللہ شریف کی چابی لائے اور دروازہ کھولا اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا چابی لے لو،اے آلِ ابوطلحہ یہ چابی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی نہیں چھینے گا یہ چابی مگر کوئی ظالم۔سنا ہے آج تک چابی انہیں کے خاندان میں آرہی ہے واللہ اعلم۔
حضرت عثمان بن طلحہؓ مدینہ منورہ تشریف لائے آپ ﷺ کے وصال تک مدینہ منورہ میں قیام فرمایا وصال کے بعد مکۃ المکرمہ تشریف لے گئے۔

کم صلی :......

سوال :...... کعبہ پاک میں کتنی رکعتیں پڑھیں؟

جواب :...... دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھیں اور مستحب ہے کہ جسے بیت اللہ شریف میں داخلہ کی سعادت حاصل ہو تو وہ دو اسطوانوں کے درمیان دو رکعتیں پڑھے جیسے آپ ﷺ نے پڑھیں[1]

سوال :...... آپ ﷺ کے زمانہ میں کعبہ کی چھت کتنے ستونوں پر قائم تھی؟

جواب :...... چھ ستونوں پر قائم تھی[2]

(۳۲۳)

﴿باب دخول المشرک فی المسجد﴾

مشرک کا مسجد میں داخل ہونا

﴿تحقیق وتشریح﴾

(۴۵۳)حدثنا قتیبة قال نا اللیث عن سعید بن ابی سعید انه سمع اباهریرةؓ
ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے لیث نے سعید بن ابی سعید کے واسطہ سے بیان کیا کہ انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا تھا
یقول بعث رسول اللهﷺ خیلاقِبَل نجد فجآء ت برجل من بنی حنیفة یقال له ثُمامةُ بن اُثال
وہ فرماتے تھے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے چند سواروں کو نجد کی طرف بھیجا وہ لوگ بنوحنیفہ کے ایک شخص ثُمامۃ بن اُثال نامی کو پکڑ کر لائے

[1] (عمدۃ القاری ص ۲۲۸ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۲۲۸ ج ۴)

فربطوه	بسارية	من	سواری	المسجد	(راجع ۴۶۲)
اور	مسجد کے	ستونوں	میں سے	ایک ستون	سے باندھ دیا

ترجمة الباب کی غرض:...... یہ ہے کہ مشرک مطلقاً مسجد میں داخل ہوسکتا ہے۔ گویا کہ امام بخاریؒ مشرک کے مسجد میں دخول کے جواز کو بیان فرمارہے ہیں۔ آئمہ کرامؒ کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے۔

مذہبِ حنفیہؒ و حنابلہؒ:...... امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مشرک کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔

مذہبِ مالکیہؒ:...... امام مالکؒ کے نزدیک مشرک کا مسجد میں جانا مطلقاً ناجائز ہے۔

مذہبِ شوافعؒ:...... شوافعؒ کے نزدیک تفصیل ہے مسجدِ حرام میں مشرک کا جانا ناجائز ہے اور اس کے ماسواء مساجد میں جانا جائز ہے۔

مذہبِ امام بخاریؒ:...... بظاہر ترجمۃ الباب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک مطلقاً مسجد میں داخل ہونا جائز ہے کیونکہ انہوں نے ترجمہ میں کوئی قید ذکر نہیں فرمائی۔

مانعین کی دلیل:...... قرآن مجید کے دسویں پارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلاَ يَقْرَبُوْا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَعَامِهِمْ هٰذَا (الاية)[۱] سے استدلال فرماتے ہیں۔

مانعین کی دلیل کاجواب:...... اس آیتِ پاک میں نجاستِ معنوی کا ذکر ہے نجاستِ جسمانی کا ذکر نہیں، امام بخاریؒ نے حنفیہؒ کی تائید فرمائی ہے۔

حدیث الباب ترجمۃ الباب کے عین مطابق ہے کہ ثُمامہ بن اُثال کو مسجد کے ستون سے باندھا گیا حالانکہ وہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے اور یہ حدیث باب الاغتسال اذ اسلم میں گزر چکی ہے۔

---

[۱] (پارہ۱۰ رکوع۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۲۸)

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ رفع الصوت فی المسجد کا حکم بیان فرمارہے ہیں اویہ حکم عام ہے ممنوع ہو یا غیر ممنوع۔ امام بخاریؒ دو حدیثیں لاکر تفصیل کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ مسجد میں آواز بلند کرنے کے بارے میں مختلف مذاہب ہیں۔

(۱) مذہبِ امام مالکؒ:...... امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مسجد میں آواز بلند کرنا مطلقاً ممنوع ہے۔

(۲) مذہبِ جمہورؒ :...... جمہور ائمہ تفصیل کے قائل ہیں جمہورؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی غرض دینی ہو یا اس کا کوئی فائدہ ہو تو آواز بلند کرسکتا ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح اگر کسی نمازی کو ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو آواز اونچی کی جاسکتی ہے۔

بعض حضراتؒ نے تو تلاوت اور ذکر کو بھی اونچی آواز سے کرنے کو مکروہ کہا ہے۔ بہرحال ضرورت اور عدم ضرورت، اضرار اور عدم اضرار کے لحاظ سے حکم لگایا جائے گا۔ امام بخاریؒ نے ممانعت اور عدم ممانعت دونوں طرح کی روایات ذکر فرمادیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ جمہورؒ کی تائید فرمارہے ہیں۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب

(نور اللہ مرقدہ) فرماتے ہیں رفع الصوت چونکہ مسجد کی بے حرمتی کا سبب ہے اس لئے ممنوع ہے۔[۱]

(۴۵۴) حدثنا علي بن عبدالله بن جعفر بن نجيح المديني قال نا يحيىٰ بن سعيد القطان قال نا الجعيد بن عبد الرحمن
ہم سے علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطانؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے جعید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا
قال حدثني يزيد بن خُصيفة عن السائب بن يزيد قال كنت قائما في المسجد
کہا کہ مجھ سے یزید بن خُصیفہ نے بیان کیا سائب بن یزید کے واسطہ سے انہوں نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی ﷺ میں کھڑا تھا
فحصبني رجل فنظرت اليه فاذا عمر بن الخطابؓ فقال
کہ کسی شخص نے میری طرف کنکری پھینکی میں نے جب نظر اٹھائی تو عمر بن الخطابؓ سامنے تھے آپؓ نے فرمایا
اذهب فاتني بهٰذين فجئته بهما فقال ممن انتما اومن اين انتما
جا کہ یہ سامنے جو دو شخص ہیں انہیں میرے پاس لاؤ میں بلا لایا آپؓ نے پوچھا کہ تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے یا کہاں رہتے ہو
قالا من اهل الطائف قال لو كنتما من اهل البلد
انہوں نے بتایا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں آپؓ نے فرمایا کہ اگر تم مدینہ کے ہوتے
لَاَوْ جَعْتُكما ترفعان اصواتكما في مسجد رسول الله ﷺ
تو میں تمہیں سزا دیئے بغیر نہ رہتا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز اونچی کرتے ہو

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں سائب بن یزیدؓ ہیں۔

لو كنتما من اهل البلد لاوجعتكما: ...... آپؓ نے فرمایا اگر تم مدینہ کے باشندے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیئے بغیر نہ رہتا۔ اس جملے سے معلوم ہوا کہ بدوی جاہل کے لئے کچھ رخصت ہو جاتی ہے۔

في مسجد رسو ل الله ﷺ: ...... خصوصیت سے مسجد رسول اللہ کا ذکر فرمایا اس لئے اکابر حضراتؒ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ادب جیسے وصال سے پہلے تھا ایسے ہی اب بھی ہے۔

اس حدیث پاک سے رفع الصوت فی المساجد کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔

---

[۱] (بیاض صدیقی ص ۱۱۳ ج ۲)

(۴۵۵)حدثنا احمد بن صالح قال نا ابن وھب قال اخبرنی یونس بن یزید عن ابن شھاب

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے ابن وھب نے بیان کیا کہا کہ مجھے یونس بن یزید نے خبر دی ابن شہاب کے واسطہ سے

قال حدثنی عبداللہ بن کعب بن مالکؓ ان کعب بن مالکؓ اخبرہ

کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن کعب بن مالکؓ نے بیان کیا انہیں کعب بن مالکؓ نے خبر دی

انہ تقاضٰی ابن ابی حدردؓ دینا کان لہ علیہ فی عھد رسول اللہ ﷺ فی المسجد

کہ انہوں نے ابن ابی حدردؓ سے اپنے قرض کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مسجد نبوی ﷺ کے اندر تقاضا کیا

فارتفعت اصواتھما حتی سمعھا رسول اللہ ﷺ وھو فی بیتہ فخرج الیھما رسول اللہ ﷺ

تو دونوں کی آواز (باہمی جواب وسوال کے وقت) اتنی اونچی ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے معتکف میں سنا۔ آپ ﷺ اٹھے

حتی کشف سجف حجرتہ ونادی کعب بن مالکؓ فقال یا کعب فقال لبیک یارسول اللہ ﷺ

اور معتکف پر پڑے ہوئے پردہ کو ہٹایا آپ ﷺ نے کعب بن مالکؓ کو آواز دی یا کعب! کعبؓ بولے لبیک یارسول اللہ

فاشار بیدہ اَن ضَع الشطر من دَینک قال کعبؓ قد فعلت

آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ تم اپنا آدھا قرض معاف کرو کعبؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے معاف کردیا

یا رسول اللہ ﷺ قال رسول اللہ ﷺ قم فاقضہ (راجع۴۵۷)

رسول اللہ ﷺ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا اچھا اب تم (بقایا) قرض ادا کردو

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ چھٹے حضرت کعب بن مالکؓ ہیں اور یہ حدیث باب التقاضی والملازمة فی المسجد میں گزر چکی ہے تقریباً دس باب پہلے ہے۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں۔

جزء اول : ...... دائرہ بنا کر مسجد میں بیٹھنا۔

جزء ثانی : ...... مطلق جلوس۔

انتظار صلوٰۃ کے لئے **جلوس فی المسجد** صلوٰۃ کے حکم میں ہے اور **جلوس للتلاوۃ والذکر** بھی جائز ہے۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے **دخل رسول اللہ ﷺ المسجد وھم حلق فقال مالی اراکم عزین**۱؎ ابوداوٗد کی روایت میں ہے **نھی عن الحلق فی المسجد یوم الجمعۃ** اسی طرح ایک روایت میں ہے **لعن اللہ من جلس وسط الحلقۃ**. ان روایتوں سے ممانعت معلوم ہوتی ہے اور امام بخاریؒ نے باب باندھ کر تنبیہ فرمائی ہے کہ جن روایات کے اندر نہی آئی ہے وہ اپنے عموم پر نہیں ہیں۔

وجوہِ تطبیق : ......

(۱): ...... ممانعت کا مدار اس بات پر ہوگا کہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔

۱؎ (عمدۃ القاری ص۲۵۱ ج۴)

(۲):......یا حلقہ دنیا کی باتوں اور گپ شپ کے لئے بنایا گیا ہو۔

(۳):...... یہ ممانعت اس صورت میں ہے جب کہ خطیب خطبہ جمعہ کے لئے آئے کیونکہ اس صورت میں حلقہ بنا کر بیٹھنے سے اعراض عن الخطبہ ہو جائے گا لہٰذا اگر گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو اور حلقہ سے اعراض عن الخطبہ نہ ہو رہا ہو اور گپ شپ کے لئے بھی حلقہ نہ بنایا گیا ہو تو حلقہ بنانا جائز ہے۔ تو ثابت ہوا کہ حلقہ بنانا مطلقاً منع نہیں ہے۔

(۴۵۶)حدثنا مسدد قال نا بشر بن المفضل عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر
ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا عبید اللہ کے واسطہ سے وہ نافع سے وہ حضرت ابن عمرؓ سے
قال سال رجلٌ النبیَ ﷺ وهو على المنبر ماترى فى صلوة الليل
کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اس وقت آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ آپ فرمائیں کہ رات کی نماز کس طرح پڑھنی چاہئے
قال مثنٰى مثنٰى فاذا خشى احدكم الصبح صلّٰى واحدة
آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو، دو رکعت کر کے اور جب طلوع صبح صادق قریب ہونے لگے تو ایک رکعت اور اس میں ملا لینا چاہیے
فاوُتَرتْ له ماصلىٰ وانه كان يقول اجعلو اخر صلاتكم بالليل وترا فان النبى ﷺ اَمَرَبه
یہ ایک رکعت اس کی نماز کو وتر بنا دے گی اور حضرت ابن عمر فرمایا کرتے تھے کہ رات کی آخری نماز کو وتر بناؤ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس کا حکم فرمایا ہے

مطابقة هذا الحديث للجزء الثانى من الترجمة ظاهرة. (انظر ۴۷۳، ۹۹۰، ۹۹۷، ۹۹۵، ۱۱۳۷)

﴿تحقیق وتشریح﴾

جب نبی پاک ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے تو ایک آدمی نے سوال کیا تو لوگ یعنی صحابہ کرامؓ یقیناً آس پاس حلقہ کئے ہوئے بیٹھے ہونگے تو ترجمۃ الباب ثابت ہو گیا۔

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو متعدد بار لائے ہیں۔ اور امام طحاویؒ نے معانی الآثار میں بارہ (۱۲) طرق سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

صلوۃ اللیل کے بارے میں آئمہ کرام کا اختلاف:......

امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ:...... ان حضراتؒ کے نزدیک نوافل

دن اور رات میں دو، دو رکعت افضل ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ :...... فرماتے ہیں کہ دن رات میں چار چار رکعت نوافل افضل ہیں۔ نافلۃ اللیل آٹھ رکعات ایک سلام کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہیں[۱]

امام ابو یوسفؒ و محمدؒ :...... یہ حضراتؒ فرماتے ہیں کہ رات کو دو رکعت اور دن کو چار رکعت افضل ہیں[۲]

فاوترت له ماصلّی :...... یہ ایک رکعت اس کی نماز کو وتر بنادے گی اس کے دو مطلب ہیں۔

(۱):......اس آخری شفع کو وتر بنادے گی۔

(۲):......ساری رات کی نماز کو وتر بنادے گی۔ اگر شفع اخیرہ مراد ہو تو اوترت کے معنی وتر اصطلاحی ہوں گے اور اگر کل صلوۃ اللیل مراد ہو تو اوترت کے معنی وتر لغوی پر محمول ہوگی یا صلوۃ اللیل پر محمول ہوگا[۳]

وانه كان يقول :...... جملہ مستانفہ ہے اور ضمیر حضرت ابن عمرؓ کی طرف لوٹ رہی ہے اور اس کے قائل حضرت نافعؒ ہیں[۴]

اجعلوا آخر صلاتكم بالليل وتراً :......

تعارض :...... صریح روایات سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ وتروں کے بعد بھی دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے اور حدیث الباب میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ رات کی آخری نماز کو طاق (وتر) رکھا کرو۔ تو بظاہر تعارض ہوا۔ شراح کرام نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

جواب (۱) :...... کھڑے ہو کر آخری نماز وتر ہونی چاہئے کیونکہ اصل ہیئت صلوٰۃ قیام (کھڑا ہونا) ہے۔

جواب (۲) :...... اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وتر عشاء سے پہلے نہ پڑھے جائیں۔ اب رہی یہ بات کہ دو رکعت نفل تو وتر کے بعد پڑھی جاتی ہیں تو اس کو جواب یہ ہے کہ یہ آخری نماز صلوٰۃ وتر ہونے کے منافی نہیں ہے اس لئے کہ نوافل تو تابع ہیں اصل تو فرائض و واجبات ہیں۔

ضمنی اختلاف :...... وتر کے بعد پڑھے جانے والے دو نفل کھڑے ہو کر پڑھنے چاہئیں یا بیٹھ کر؟ اس میں

---

[۱] (ہدایہ ص ۱۴۷ ج ۱) [۲] (عمدۃ القاری ص ۱۵۰ ج ۴) (ہدایہ ص ۱۴۷ ج ۱ شرکت علمیہ ملتان) [۳] (بیاض صدیقی ص ۱۳ ج ۲) [۴] (عمدۃ القاری ص ۲۵۱ ج ۴)

اختلاف ہے جو حضرات پہلی توجیہ کرتے ہیں اُن کے نزدیک تو بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے اور دوسری توجیہ کرنے والوں کے نزدیک کھڑے ہو کر نفل پڑھنا افضل ہے کیونکہ اس میں پورا ثواب ہے اور جب کہ بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ہے اور آپ ﷺ کا بیٹھ کر پڑھنا آپ کی خصوصیات پر محمول ہے۔

انطباق: ...... ترجمۃ الباب کا جزء ثانی **وھو علی المنبر** سے ثابت ہے آپ ﷺ جب منبر پر جلوہ افروز ہوں گے تو صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے سامنے ہوں گے اس سے جلوس پر استدلال ہو گیا۔

(۴۵۷) حدثنا ابوالنعمان حدثنا حماد بن زید عن ایوب عن نافع عن ابن عمرؓ

ہم سے ابونعمان نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا ایوب کے واسطہ سے۔ وہ نافع سے وہ ابن عمرؓ سے

ان رجلا جاء الی النبی ﷺ وھو یخطب فقال کیف صلوٰۃ اللیل فقال مثنیٰ مثنیٰ

کہ ایک شخص حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے آنے والے نے پوچھا رات کی نماز کس طرح پڑھی جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا دو رکعت کر کے

فاذا خشیت الصبح فاَوتِر بواحدۃ تُوتِرُہ لک ماقد صلیتَ

پھر جب طلوعِ صبحِ صادق کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت اور ملا لو تاکہ تم نے جو نماز پڑھی ہے اسے یہ ایک رکعت وتر بنا دے

وقال الولید بن کثیر حدثنی عبیداللہ بن عبداللہ ان ابن عمر حدثھم

اور ولید بن کثیر نے کہا کہ مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ نے حدیث بیان کی کہ ابن عمرؓ نے اس سے بیان کیا

ان رجلا نادی النبی ﷺ وھو فی المسجد (راجع ۴۷۲)

کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کو آواز دی جب کہ آپ ﷺ مسجد میں تھے

﴿تحقیق و تشریح﴾

حدیث پاک کے الفاظ **وھو یخطب** سے مطابقت ثابت کی جائے گی کیونکہ جب آپ ﷺ خطبہ سنا رہے ہوں گے یقیناً سامعین آپ ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوں گے اور خطبہ سن رہے ہوں گے تو اس سے جلوس ثابت ہوا۔

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

توتر: ...... اس کے ترکیبی احتمال دو ہیں۔

(۱):......مجزوم پڑھیں گے تو یہ جواب امر ہوگا۔

(۲):......اگر تو تر کی راء پر ضمہ پڑھیں گے تو پھر یہ جملہ مستانفہ ہوگا[1]

وهو فی المسجد : ...... ضمیر کے مرجع کے بارے میں تین احتمال ہیں۔

(۱):......نبی پاک ﷺ (۲):......رجل (۳):......نداء جس پر اُس کا قول ((نادی)) دال ہے[2]

(۴۵۸)حدثنا عبدالله بن یوسف قال انا مالک عن اسحق بن عبدالله بن ابی طلحة
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں مالک نے خبر دی اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ کے واسطہ سے
ان ابامُرة مولٰی عقیل بن ابی طالب اخبره عن ابی واقد للیثیؓ قال بینما رسول الله ﷺ
کہ عقیل بن ابی طالب کے مولٰی ابو مرہ نے انہیں خبر پہنچائی واقد لیثی کے واسطہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ
فی المسجد فاقبل نفرثلثة فاقبل اِثنانِ الٰی رسول الله ﷺ
مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ تین آدمی باہر سے آئے دو تو رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضری کی غرض سے آگے بڑھے
وذهب واحد فاما احد هما فرای فُرجةً فی الحلقة فجلس واما الأخر فجلس خلفهم
لیکن تیسرا چلا گیا باقی ماندہ دو میں سے ایک نے درمیان میں خالی جگہ دیکھی اور وہاں بیٹھ گیا دوسرا شخص سب سے پیچھے بیٹھ گیا
واما الأخر فادبر ذاهبا فلما فرغ رسو ل الله ﷺ قال الا اخبرکم عن النفر الثلثة
اور تیسرا تو واپس ہی چلا گیا تھا جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ان تینوں کے متعلق ایک بات نہ بتاؤں
اما احد هم فاوٰی الی الله فاواه الله واما الأخر
ایک شخص نے تو خدا تعالیٰ کی طرف ٹھکانہ پکڑا اور خدا تعالیٰ نے اسے اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا (یعنی پہلا شخص) رہا دوسرا
فاستحییٰ فاستحیی الله منه واما الأخر فاعرض فاعرض الله عنه (راجع ٦٦)
تو اس نے خدا تعالیٰ سے حیا کی اس لئے خدا نے بھی اس سے حیا کی، تیسرے نے روگردانی کی اس لئے خدا نے بھی اس کی طرف سے اپنی رحمت کا رخ موڑ لیا

مطابقته للترجمة ظاهرة. خصوصا فی قوله فرأی فرجة فی الحلقة .

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۲۵۳ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۲۵۳ ج ۴)

(۳۲۶)

﴿باب الاستلقاء فی المسجد ومَدِّالرجل﴾

مسجد میں چت لیٹنا اور پاؤں کا لمبا کرنا

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :......امام بخاریؒ اس باب سے ایک حدیث کی توجیہ بیان فرمانا چاہتے ہیں اور وہ حدیث پاک یہ ہے ان رسول الله نهی ان یضع الرجل احدی رجلیه علی الاخری وهو مستلق[1] امام بخاریؒ اس باب میں جواز ثابت کر کے اس طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہ حدیث یا تو منسوخ ہے یا پھر کشف العورۃ پر محمول ہے[2] یعنی اگر ننگا ہونے کا خطرہ ہو تو چت نہیں لیٹنا چاہئے۔ ترجمۃ الباب کے دوسرے جزء مدالرجل میں بھی تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ننگا ہونے کا خطرہ نہ ہو تو پاؤں پھیلا کر مسجد میں سو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

(۴۵۹)حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالک عن ابن شهاب عن عباد بن تمیم عن عمهؓ
ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا مالک کے واسطہ سے وہ ابن شہاب سے وہ عباد بن تمیم سے وہ اپنے چچا عبداللہ بن زید بن عاصم مازنیؓ سے
انه رأیٰ رسولَ الله ﷺ مستلقیا فی المسجد واضعا احدیٰ رجلیه علی الاخریٰ
کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنا ایک پاؤں مبارک دوسرے پر رکھے ہوئے تھے
وعن ابن شهاب عن سعید بن المسیب کان عمرؓ وعثمانؓ یفعلان ذلک (انظر ۵۹۶۹،۶۲۸۷)
ابن شہاب سے مروی ہے وہ سعید بن مسیبؒ سے کہ عمرؓ اور عثمانؓ بھی اس طرح لیٹتے تھے

[1] (عمدۃ القاری ص۲۵۴ ج۴) [2] (عمدۃ القاری ص۲۵۴ ج۴)

مطابقته للترجمة ظاهرة .

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ کتاب اللباس میں اوراستیذان میں بھی لائے ہیں اورامام مسلمؒ نے کتاب اللباس میں اورامام ابوداؤدؒ نے کتاب الادب میں اورامام ترمذیؒ نے کتاب الاستیذان میں اورامام نسائیؒ نے کتاب الصلوۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

واضعا احدی رجلیه علی الاخریٰ:...... اس کی دوصورتیں ہیں۔

(۱):...... پاؤں پر پاؤں ہو۔

(۲):...... ٹانگ پر ٹانگ ہو۔تو دوسری صورت جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں کشفِ ستر ہوجاتا ہے اور پہلی صورت جائز ہےاوراگردوسری صورت میں کشف ستر (عورۃ) نہ ہوتو وہ بھی جائز ہے۔

وعن ابن شهاب عن سعيد من مسيبؓ :...... علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ یہ تعلیق ہواور یہ بھی ہوسکتا ہے سندِ سابق کے تحت داخل ہو۔اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی چت لیٹ کر پاؤں پر پاؤں رکھا کرتے تھے اگرسترِعورت کا پوارا اہتمام ہوتو اس طرح چت لیٹ کر سونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

(۳۲۷)

﴿باب المسجد یکون فی الطریق من غیر ضرر بالناس فیه﴾

عام گزرگاہ پر مسجد بنانا جب کہ کسی کو اس سے نقصان نہ پہنچے

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض: ...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ من غیر ضرر بالناس کی قید بڑھا کر راستے میں مسجد بنانے کا جواز ثابت کر رہے ہیں اور ربیعۃ الرائےؒ کی رائے پر رد فرما رہے ہیں ہے کیونکہ ربیعہ نے راستے پر مسجد بنانے کے عدم جواز کا قول کیا ہے۔ راستے پر مسجد بنانے کی دو صورتیں ہیں۔

الصورة الاولی: ...... راستہ اپنی ملک میں ہو تو مسجد بنانا بالاجماع جائز ہے۔

الصورة الثانیه: ...... ارضِ مباحہ میں مسجد بنانا یہ بھی جائز ہے بشرطیکہ کسی کو ضرر نہ ہو۔ اور اگر ارضِ مباحہ میں مسجد بنالی گئی کچھ عرصہ بعد عامۃ الناس کو اس جگہ کی ضرورت پیش آئی تو اب مسجد گرانا جائز نہیں جیسا کہ بسا اوقات ایک چھوٹی سی بستی ہوتی ہے حکومت نئی کالونی بناتی ہے اگر مسجد راستے میں آجائے تو کالونی اور ٹاؤن کا نقشہ تو تبدیل کیا جائے گا لیکن مسجد کو نہیں گرایا جائے گا یہی بات مہاجرین کی ہے اگر وہ ارضِ مباحہ پر مسجد تعمیر کرلیں تو حکومت اس بناء پر کہ انہوں نے ہم سے مسجد بنانے کی اجازت نہیں لی مسجد نہیں گرا سکتی۔ ایسے خطرے کے موقعوں پر ابتداء ہی سے اجازت لے لینی چاہیئے لیکن بن جانے کے بعد گرانا جائز نہیں ہے کیونکہ زمین اللہ کی ہے اور اللہ کی زمین اللہ کے بندوں کے لئے ہے اور اُن بندوں کو زمین میں تصرف کرنے کا حق ہے یعنی خدا کی عبادت کے لئے مسجد بنائیں اگر کسی

نے متعین راستے پر مسجد بنالی تو گرائی جاسکتی ہے لیکن ربیعۃ الرائےؒ ایک بزرگ گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ عامۃ الناس کو ضرر نہ بھی ہو تو بدوں اجازت مسجد بنانا جائز ہی نہیں تو امام بخاریؒ اُن پر رد کررہے ہیں کہ اگر لوگوں کو ضرر نہ ہو تو بغیر پوچھے مسجد بنانا جائز ہے۔

وبہ قال الحسنؒ وایوبؒ ومالکؒ:...... حسنؒ، ایوبؒ اور مالکؒ راستے میں مسجد بنانے کے جواز کے قائل ہیں بشرطیکہ لوگوں کو ضرر نہ ہو۔

سوال:...... ائمہ جمہور بھی تو اس کے جواز کے قائل ہیں امام بخاریؒ نے ان تینوں کے ناموں کی تصریح اور تخصیص کیوں فرمائی ہے؟

جواب:...... بناءِ مسجد فی الطریق کے جواز کا حکم ان تینوں بزرگوں سے صراحتاً مروی تھا اس لئے امام بخاریؒ نے ان تینوں کی صراحت فرمادی۔

(۴۶۰)حدثنا یحییٰ بن بُکیر قال نا اللیث عن عُقیل عن ابن شھاب
ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے لیث نے عقیل کے واسطہ سے بیان کیا وہ ابن شھاب سے
قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر ان عائشۃؓ زوج النبی ﷺ قالت
انہوں نے کہا مجھے عروہ بن زبیرؓ نے خبردی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے فرمایا
لم اَعقِل اَبَوَیَّ اِلَّا وھما یدینان الدِّیْنَ ولم یَمُرُّ علینا یوم
میں نے جب سے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو دین اسلام کا متبع پایا اورہم پر کوئی دن ایسا نہیں گزرا
الا یأتینا فیہ رسول اللہ ﷺ طرفی النھار بکرۃ وعشیۃ ثم بدا لابی بکرؓ
جس میں رسول اللہ ﷺ صبح وشام دن کے دونوں وقت ہمارے گھر تشریف نہ لائے ہوں پھر ابوبکرؓ کی سمجھ میں ایک صورت آئی
فابتنٰی مسجدا بفنآء دارہ فکان یصلی فیہ ویقرأ القرآن فیَقِفُ علیہ نساءُ المشرکین
اورانہوں نے گھر کے سامنے ایک مسجد بنائی آپؓ اس میں نماز پڑھتے اورقرآن مجید کی تلاوت کرتے تو مشرکین کی عورتیں

وابناَ و هم یَعجبون منه وینظُرون الیه وکان ابو بکر رجلا بُکاءً
اوران کے بچے وہاں تعجب سے کھڑے ہوجاتے اور آپؓ کی طرف دیکھتے رہتے ابوبکرؓ بڑے رونے والے شخص تھے
ولایملک عینیه اذا قرأ القرآن فاَفْزَعَ ذلک اَشراف قریش من المشرکین
جب قرآن پاک پڑھتے تو آنسوؤں پر قابو نہ رہتا قریش کے مشرک سردار اس صورت حال سے گھبرا گئے

مطابقته للترجمة ظاهرة .(انظر ۲۱۳۸، ۲۲۶۲، ۲۲۶۴، ۲۲۹۷، ۳۹۰۵، ۴۰۹۳، ۵۸۰۷، ۶۰۷۹)

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو ہجرت ،اجارہ ،کفالہ اور ادب میں مختصراً اورمطولاًلائے ہیں۔

قالت لم اعقل ابوی :...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو دین اسلام کا مُتَّبِع پایا۔حضرت عائشہؓ کے والدِ ماجد عبداللہ بن عثمانؓ یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں اور آپ کی والدہ ماجدہ امّ رومانؓ ہیں۔اور یہ تثنیہ تغلیب کے باب سے ہے اور بعض نسخوں میں ابوای (الف کے ساتھ) ہے۔

فابتنی مسجدا بفناء داره :...... یہ روایت ابواب الهجرة کے اندر پورے تین صفحہ پر آئے گی۔

مختصر قصہ یہ ہے کہ جب مشرکین مکہ مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے تو کچھ مسلمانون نے توهجرت کا ارادہ کرلیا اور جانے لگے، چونکہ حبشہ کا بادشاہ رحم دل تھا اس لئے صحابہ کرامؓ وہیں جارہے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی ہجرت کا ارادہ فرمایا اور تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں ابی دغنہ ملا جو اپنی قوم کا سردار تھا اس نے پوچھا اے ابوبکرؓ کہاں جارہے ہو تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بتلادیا کہ لوگ مجھے دین پر عمل کرنے سے منع کرتے ہیں اس لئے ہجرت کر کے جارہاہوں ، کہنے لگا کہ تم جیسا آدمی نہیں جاسکتا تم تو صلہ رحمی کرتے ہو غریبوں کی خیرخواہی وخبرگیری کرتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو، میرے ساتھ چلو تم کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا عرب میں دستور تھا کہ اگر کوئی کسی کو پناہ دے دیتا تو پھر اس سے کوئی تعرض نہیں کرتا تھا اور اگر کوئی کرتا تو پھر اس کی لڑائی اس پناہ دینے والے کے سارے قبیلے سے ہوجاتی تھی ابن دغنہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو واپس لے آئے اور ادھر اُدھر پھر کر سب کو خبر کردی

کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پناہ دے دی ہے اب ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائی جائے قریش نے جب سُنا تو کہنے لگے کہ ہمیں تمہارے امان دینے سے کوئی انکار نہیں ابوبکرؓ شوق سے رہیں مگر بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ قرآن پاک اونچا پڑھتے ہیں تو بہت زیادہ روتے ہیں ہمیں ڈر ہے کہ ہمارے بچے اور عورتیں ہم سے پھر نہ جائیں اس لئے کہ عورتوں اور بچوں کا دل بہت نرم ہوتا ہے لہٰذا اے ابن دغنہ تم یہ شرط لگادو کہ وہ قرآن شریف اپنے گھر کے اندر پڑھا کریں اس نے آکر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہہ دیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اولاً تو منظور کرلیا مگر کب تک اللہ کے ذکر، دین کو چھپاتے، دروازے کے سامنے مسجد بنالی اور اس میں قرآن پاک پڑھتے رہتے، قریش نے اس کی شکایت ابن دغنہ سے کی وہ آیا اس نے آپؓ کو شرط یاد دلائی اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کا امان واپس دے دیا۔ مفصل واقعہ کتاب الکفالۃ میں آئے گا۔ انشاء اللہ[1]

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض :...... ترجمۃ الباب کی دو غرضیں ہیں۔

غرضِ اول :...... یہ ہے کہ جماعت کا ثواب جس طرح محلہ کی مسجد میں حاصل ہوجاتا ہے اسی طرح مسجدِ سوق میں بھی حاصل ہوجاتا ہے اور مسجدِ سوق سے مراد مسجد اصطلاحی نہیں بلکہ وہ جگہ ہے جو نماز کے لئے دوکان وغیرہ

[1] (تقریر بخاری ص ۱۷۸ ج ۲)

میں خاص کر لی گئی ہو۔

غرضِ ثانی :...... بعض حضراتؒ نے فرمایا ہے کہ امام بخاریؒ کی غرض اس بات پر تنبیہ فرمانا ہے کہ اگرچہ آنحضرت ﷺ اسواق کو شر البقاع (بدترین ٹکڑا، مقام) فرمایا ہے لیکن اگر اس کے اندر مسجد بنالی جائے یعنی مسجد اصطلاحی (مسجد شرعی) بنالی جائے تو اس کے ساتھ خیر کا تعلق ہو جائے گا اور نماز کا پورا ثواب ملے گا۔

مسجدِ شرعی اور مسجدِ سوق میں فرق:...... یہ ہے کہ مسجد شرعی احنافؒ کے نزدیک وہ ہے جس میں اذنِ عام ہو اور مسجدِ سوق میں عام اجازت نہیں ہوتی اور بازار کی مسجد سے مراد وہ مسجد ہے جو دکان میں نماز کے لئے مقرر کر لی جائے لیکن جو مسجدِ سوق کہ اس میں اذنِ عام ہو وہ مسجد اصطلاحی بن جاتی ہے امام بخاریؒ نے جواز ثابت فرمایا ہے کہ مسجد سوق سے مسجد شرعی مراد ہو سکتی ہے۔

وصلی ابن عون فی مسجد فی دار یغلق علیهم الباب
اور عبداللہ بن عونؒ نے گھر کی مسجد میں نماز پڑھی جس کا دروازہ بند کر دیا تھا

وصلی ابن عون فی مسجد الخ:...... پہلی غرض کے لحاظ سے اس کی مناسبت لغوی مسجد ہونے کے لحاظ سے ہوگی کہ ترجمۃ الباب اور اثر دونوں میں لغوی مسجد مراد ہے اگرچہ اثر میں دار کا لفظ ہے اور ترجمہ میں سوق کا، اور دوسری غرض کے اعتبار سے جب کہ ترجمہ میں مسجد سے مراد اصطلاحی مساجد ہیں تو اثر کو مناسبت خیر اور انتفاء شر کے اعتبار سے ہوگی۔

(۴۶۱) حدثنا مسدد قال نا ابو معاویة عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ
ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا اعمش کے واسطہ سے وہ ابو صالح سے وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے وہ حضرت نبی کریم ﷺ سے
قال صلوٰۃ الجمیع تزید علی صلوٰته فی بیته وصلوٰۃ فی سوقه خمسا وعشرین درجةً
کہ آپ ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں، گھر کے اندر یا بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے
فان احدکم اذا توضأ فاحسن الوضوءَ واتی المسجد لایرید الا الصلوٰۃ
کیونکہ جب کوئی شخص وضو کرے اور اس کے تمام آداب کا لحاظ رکھے پھر مسجد میں صرف نماز کی غرض سے آئے

لم یخطُ خطوۃً الا رفعه اللهُ بها درجةً او حَطَّ عنه بهاخطیّۃً حتی یدخل المسجد
تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ ایک درجہ اس کا بلند فرماتے ہیں اور ایک گناہ اس سے ساقط فرماتے ہیں اس طرح وہ مسجد کے اندر آئے گا
واذا دخل المسجد کان فی صلٰوۃ ما کانت تحبسه
مسجد میں آنے کے بعد جب تک نماز کے انتظار میں رہے گا اسے نماز ہی کی حالت میں شمار کیا جائے گا
وتُصَلِّی الملائکۃُ علیه ما دام فی مجلسه الذی یصلی فیه
اور جب تک اس جگہ بیٹھا رہے گا جہاں اس نے نماز پڑھی ہے تو ملائکہ اس کے لئے رحمتِ خداوندی کی دعائیں کرتے رہتے ہیں
اللهم اغفر له اللهم ارحمه مالم یُؤذِ یُحْدِثُ فیه (راجع ۱۷٦)
''اے اللہ اس کی مغفرت کیجئے ۔اے اللہ اس پر رحم کیجئے ''بشرطیکہ ریح خارج کر کے تکلیف نہ دے

مطابقته فی قوله (وصلاته فی سوقه) .

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔امام بخاریؒ اس حدیث کو باب فضل الجماعۃ میں بھی لائے ہیں اور امام مسلمؒ،امام ابوداؤدؒ،امام ترمذیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے کتاب الصلوۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

صلٰوته فی سوقه خمسا وعشرین درجة :...... آپ ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں گھر کے اندر یا بازار (دُکان وغیرہ) میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے **صلوٰۃ فی سوقه** سے مراد غیر اصطلاحی مسجد ہے۔

اس حدیث پاک میں یہ بتایا گیا ہے کہ باجماعت نماز میں تنہا گھر،دُکان یا بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے درحقیقت یہاں تنہا اور باجماعت نماز کے ثواب کے تفاوت کو بیان کرنا مقصود ہے چونکہ عہد نبوی ﷺ میں بازار محلوں سے علیحدہ ہوتے تھے اور بازار میں (آج کی طرح) مساجد نہیں ہوتی تھیں اس لئے اگر کوئی شخص وہاں نماز پڑھتا تو ظاہر ہے کہ تنہا ہی پڑھتا ہوگا اس لئے اس حیثیت سے حدیث کا یہ حکم ہوگا۔اس زمانہ میں بازار

آبادی کے اندر ہیں اور اگر بازار میں مسلمان آباد ہوں تو مساجد کا بھی اہتمام ہوتا ہے اس لئے اب بازار کی مساجد کے اندر اگر کوئی نماز پڑھے تو انشاء اللہ پورے ثواب کا مستحق ہوگا۔

سوال :...... روایت الباب میں تو **خمس وعشرین درجة** ہے اور بخاری کی ایک اور روایت میں ہے **عن ابن عمرؓ صلوٰۃ الرجل فی جماعة تفضل علی صلوٰۃ الرجل وحدہ بسبع وعشرین درجة**[1] تو بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے۔

جواب (۱):...... سات، پانچ کے بعد ہے گویا اللہ پاک نے آپ ﷺ کو پانچ (پچیس) کی خبر دی پھر سات (ستائیس) کی خبر دی یعنی یہ از دیادِ علم کے قبیل سے ہے[2] ذکر عدد قلیل، عدد کثیر کے منافی نہیں۔

جواب (۲):...... درجہ کا بڑھنا اور کم ہونا نماز کی تکمیل وتخفیظ پر موقوف ہے پورے اہتمام سے ستائیس درجہ ثواب ملے گا اہتمام کی کمی کی صورت میں پچیس درجہ ثواب ملے گا[3]

جواب (۳):...... موسم کے لحاظ سے یعنی سردی، گرمی کے لحاظ سے۔ مشقت کی کمی وزیادتی کے لحاظ سے ہے مشقت زیادہ ہوگی تو ثواب زیادہ ہوگا مشقت کم ہوگی تو ثواب کم ہوگا۔

جواب (۴):...... نمازیوں کی قلت وکثرت کے لحاظ سے ہے کہ نمازی کثیر ہوں گے تو ثواب بھی زیادہ، قلیل ہوں تو ثواب بھی کم ملے گا۔

جواب (۵):...... دونوں احادیث میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اصل نماز کا ثواب تو ہر ایک کو ایک ملتا ہے اقل درجہ اصل انعقاد جماعت دو آدمی ہیں تو ان کو دو کا ثواب ملے گا اور جماعت کا ثواب پچیس (۲۵) درجہ رکھا گیا ہے تو جنہوں نے اصل ثواب اور فضیلت کو جمع کر کے بیان کی انہوں نے ستائیس (۲۷) ذکر کیا اور جنہوں نے جمع نہیں کیا انہوں نے پچیس بتایا ہے[4]

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۲۵۸ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۲۵۹ ج ۴) [3] (عمدۃ القاری ص ۲۵۹ ج ۴) [4] (بیاض صدیقی ص ۱۴ ج ۲)

(۳۲۹)

﴿باب تشبیک الاصابع فی المسجد وغیرہ﴾

مسجد وغیرہ میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں۔

(۱)تشبیک الاصابع فی المسجد (۲)وغیرہ (ای تشبیک الاصابع فی غیر المسجد)

ترجمۃ الباب کی غرض :...... ابوداؤدؒ وغیرہ میں ہے **اذ اعمد احدکم الی المسجد فلا یشبکن یدہ.** کہ آنحضرتﷺ نے تشبیک سے منع فرمایا ہے یعنی ایسی حالت میں مسجد میں آئیں کہ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہوں یہ درست نہیں تو امام بخاریؒ نے عندالضرورۃ تشبیک کے جواز کو ثابت کرنے کے لئے یہ باب قائم فرمایا ہے۔عزیز طلباء ہمارے تو اساتذہ کرام مدظلھم اللہ العالی نے ہمیں سکھلایا ہے کہ خلال بھی ایسے نہ کرو کہ تشبیک کے مشابہ ہو جائے۔

وغیرہ :...... اصل تو تشبیک کا جواز عندالضرورۃ فی المسجد ہے۔**وغیرہ** یعنی غیر مسجد کو اس پر قیاس کر لیا کہ مسجد سے باہر بھی تشبیک جائز ہے کہ جب مسجد میں تشبیک جائز ہے تو غیر مسجد میں بدرجہ اولیٰ تشبیک جائز ہوگی۔

تعارض :...... بخاری شریف کی روایت الباب سے تشبیک ثابت ہو رہی ہے ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں تشبیک کی ممانعت ہے تو بظاہر ان میں تعارض ہے۔

جواب (۱):...... علماءؒ فرماتے ہیں کہ ان میں کوئی تعارض نہیں ہے اس لئے کہ بخاری شریف کی روایت نفس تشبیک پر محمول ہے اور وہ جائز ہے اور ابوداؤد وغیرہ کی روایت **مَشْیٌ الی المساجد** پر محمول ہے کیونکہ جب نمازی مسجد کی طرف چلتا ہے تو وہ مصلّی کے حکم میں ہے اس لئے اس پر مصلّی کا حکم عائد کردیا گیا کہ نماز کی حالت میں تشبیک جائز نہیں لہٰذا کوئی تعارض نہ رہا۔

جواب (۲):...... دوسرا جواب یہ ہے کہ خود اپنے ہاتھوں کی تشبیک مراد نہیں بلکہ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر تشبیک کر کے نماز کے لئے جائیں یہ جائز نہیں ہے۔

(۴۶۲)حدثنا حامد بن عُمر عن بِشرنا عاصم نا واقد عن ابیه
ہم سے حامد بن عمر نے بشر کے واسطے سے بیان کیا (کہا کہ) ہم سے عاصم نے بیان کیا (کہا کہ) ہم سے واقد نے اپنے والد کے واسطے سے بیان کیا
عن ابن عَمر او ابن عمر وقال شبّک النبی ﷺ اصابعه وقال عاصم بن علی نا عاصم بن محمد
وہ ابن عمرؓ یا ابن عمروؓ سے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا اور عاصم بن علی نے کہا کہ ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا
قال سمعت هذا الحديث من ابی فقوّمه لی واقد عن ابیه
کہا کہ ہم نے اس حدیث کو اپنے والد سے سنا لیکن مجھے حدیث یاد نہیں رہی تھی پھر واقد نے اپنے والد کے واسطے سے نقل کر کے مجھے بتلایا
قال سمعت ابی وهو يقول قال عبدالله بنُ عَمرو قال رسول الله ﷺ یاعبدالله بن عمروؓ
انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ بیان فرماتے تھے کہ عبداللہ بن عمروؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ بن عمروؓ
کیف بک اذا بقیت فی حُثالة من الناس بهذا (انظر ۴۸۰)
تمہارا کیا حال ہوگا؟ جب تم برے لوگوں میں رہ جاؤ گے (اس طرح یعنی آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے صورت واضح فرمائی)

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں نو (۹) راوی ہیں۔ اور نویں عاصم بن علیؒ ہیں نصف رجب ۲۲۱ھ میں ان کا انتقال ہوا[۱]

یہ تعلیقات بخاری میں سے ہے ابراھیم حربیؒ نے غریب الحدیث میں اس کو موصولاً بیان فرمایا ہے۔

[۱] (عمدۃ القاری ص ۲۶۱ ج ۴)

شبک النبی ﷺ اصابعه : ...... یہ روایت مجمل ہے اور عاصم بن علیؒ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔

سمعت هذا الحدیث من ابی : ...... عاصمؒ کہتے ہیں کہ جیسے یہ حدیث میں نے واقد سے سنی اسی طرح اپنے والد گرامی سے بھی سنی تھی مگر مجھ کو وہ ترتیب یاد نہ رہی جو والد گرامی نے بیان فرمائی تھی کہ پہلے کیا بیان فرمایا تھا اور پھر کیا بیان فرمایا۔

عن ابیه : ...... کے اندر ابیہ کی ''ہ'' ضمیر واقد کی طرف راجع ہے۔

اذابقیتَ فی حُثالة الناس بهذا : ...... اے عبداللہ بن عمروؓ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم برے لوگوں میں رہ جاؤ گے اس طرح یعنی آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرما کر صورت واضح فرمائی یہ ابواب الفتن کی روایت ہے اور مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے تشبیک فرما کر اشارہ فرمادیا کہ اچھے اور برے کی تمیز نہ ہو سکے گی وہ سب ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو جائیں گے[1]

تشبیک الاصابع فی المسجد و فی الصلوٰة میں اختلاف : ......

مذهب (۱) : ...... امام مالکؒ نے نماز میں تشبیک کو مکروہ فرمایا ہے[2]

مذهب (۲) : ...... ابن عمرؓ اور ان کے بیٹے سالم نے نماز میں تشبیک کو جائز قرار دیا ہے۔

سوال : ...... تشبیک سے روکنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب : ...... تشبیک سے روکنے کی متعدد حکمتیں ہیں۔

(۱):......تشبیک شیطان کی طرف سے ہوتی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے **اذا صلی احدکم فلا یشبکن بین اصابعه فان التشبیک من الشیطان الحدیث ابن ابی شیبه**[3]

(۲):......تشبیک نیند لانے کا سبب ہے اور نیند سے وضوء ٹوٹنے کا خطرہ ہے اس لئے اس سے روکا۔

(۴۶۳) حدثنا خلّاد بن یحییٰ قال ناسفیٰن عن ابی بردةِ بن عبداللّٰه بن ابی بردة عن جدّه
ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے سفیان نے ابی بردہ بن عبداللہ بن ابی بردہ کے واسطہ سے بیان کیا وہ اپنے دادا (ابوبردہ) سے

[1] (تقریر بخاری ص ۱۸۰ ج ۲) [2] (عمدۃ القاری ص ۲۶۱ ج ۴) [3] (بحوالہ عمدۃ القاری ص ۲۶۲ ج ۴)

عن ابی موسیٰؓ عن النبی ﷺ انه قال اِن المؤمن للمؤمن کا لبنیان
وہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے وہ حضرت نبی کریم ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے حق میں مثل عمارت کے ہے
یشدُّ بعضُه بعضا وشبَّک اصابِعَه (انظر ۲۴۴۶، ۶۰۲۶)
کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو تقویت پہنچاتا ہے اور آپ ﷺ نے (تمثیلا) ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمایا

حدیث پاک ترجمۃ الباب کے دوسرے جزء کے مطابق ہے۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ہیں۔ آپ کا نام عبداللہ بن قیس ہے۔

امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الادب اور کتاب المظالم میں بھی لائے ہیں۔ امام مسلمؒ نے بھی کتاب الادب میں اور امام نسائیؒ نے کتاب الزکوۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

ان المؤمن للمؤمن کالبنیان :...... حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مؤمن، مؤمن کے واسطے عمارت کی طرح ہے کہ بعض کو بعض کے ساتھ تقویت حاصل ہوتی ہے جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں جیسے دیوار کی اینٹیں کہ جب تک ان میں تشبیک کی صورت رہتی ہے تو قوت یعنی دیوار مضبوط رہتی ہے اور اگر یہ بات نہ ہو بلکہ ایک اینٹ پر دوسری اینٹ رکھ دی جائے تو دیوار ایک دم گر جائے گی۔[1]

(۴۶۴) حدثنا اسحٰق قال نا ابنُ شُمَیْل قال انا ابن عون عن ابن سیرین عن ابی ھریرةؓ
ہم سے اسحٰق نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں ابن شمیل نے خبر دی کہا کہ ہمیں ابن عون نے خبر دی وہ ابن سیرین سے وہ ابوہریرہؓ سے
قال صلّٰی بنا رسول اللہ ﷺ احدی صلوتَیِ العَشِیِّ قال ابن سیرین قد سمّاھا ابوھریرةؓ
انہوں نے کہا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے زوال کے بعد کی دو نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی ابن سیرینؒ نے کہا کہ ابوہریرہؓ نے اس کا نام لیا تھا
ولکن نسیتُ اَنَا قال فصلّٰی بنا رکعتین ثم سلّم فقام الٰی خشبةٍ معروضةٍ فی المسجد
لیکن میں بھول گیا ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا پھر ایک ٹکڑے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوگئے جو مسجد میں رکھی ہوئی تھی

[1] (تقریر بخاری ص ۱۸۰ ج ۲)

فاتّکأ علیھا کانه غضبانُ ووضع یدَہ الیُمنٰی علی الیُسرٰی
آپ ﷺ اس کا اس طرح سہارا لئے ہوئے تھے جیسے آپ ﷺ بہت ہی غصہ میں ہوں اور آپ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا
وشبک بین اصابعه ووضع خدہ الایمن علی ظهر کفه الیسرٰی
اوران کی انگلیوں کوایک دوسرے میں داخل کیا اور آپ ﷺ نے اپنے داہنے رخسار مبارک کو بائیں ہاتھ کی پشت سے سہارا دیا
وخرجت السَرَعانُ من ابواب المسجد فقالوا قُصرتِ الصلوٰۃُ
جولوگ جلد باز تھے وہ مسجد سے نکل گئے وہ کہنے لگے کہ نماز کی رکعتیں کم کردی گئی ہیں؟
وفی القوم ابوبکرؓ وعمرؓ فھا باہ ان یکلما ہ وفی القوم رجل فی یدیه طول
حاضرین میں ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے لیکن انہیں بھی بولنے کی ہمت نہ ہوئی انہیں میں ایک شخص تھے جن کے ہاتھ لمبے تھے
یقال له ذوالیدین قال یارسول الله انسیت ام قُصرِتِ الصلوٰۃ
اورانہیں ذوالیدین کہا جاتا تھا انہوں نے پوچھا یارسول اللہ کیا آپ ﷺ بھول گئے یا نماز (کی رکعتیں) کم کردی گئیں
قال لم اَنسَ ولم تُقْصَر فقال اَکَمَا یقول ذوالیدین
آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کی رکعتوں میں کوئی کمی ہوئی ہے پھر آپ نے لوگوں سے مخاطب ہوکر پوچھا کیا ذوالیدین صحیح کہہ رہے ہیں
فقالوا نعم فتقدّم فصلیٰ ماترک ثم سلم ثم کبروسجد مثل سجودہ او اطول ثم رفع رأسه وکبر ثم کبر وسجد
حاضرین بولے کہ جی ہاں! تو آپ ﷺ آگے بڑھے اور باقی رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا
مثل سجودہٖ او اطول ثم رفع رأسه وکبر فربما سألوہ ثم سلم
معمول کے مطابق یا اس سے بھی طویل سجدہ۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا معمول کے مطابق یا اس سے بھی طویل پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔ تلامذہ ابن سیرین سے پوچھتے کہ کیا پھر سلام پھیرا
فیقول نُبِّئتُ ان عِمران بن حُصَینؓ قال ثم سلم (انظر ۷۱۴، ۷۱۵، ۱۲۲۷، ۱۲۲۹، ۶۰۵۱، ۷۲۵۰)
تووہ جواب دیتے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عمران بن حصینؓ کہتے تھے کہ پھر سلام پھیرا

مطابقته للترجمة ظاهرة .

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام مسلمؒ، اور امام ابوداؤد، امام نسائی نے، امام ابن ماجہؒ نے اور امام طحاویؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے[۱]

احدی صلاتی العشی :...... اکثر روایتوں میں اسی طرح ہے۔ بخاری شریف کی ایک اور روایت میں ہے **صلی بنا النبی ﷺ الظھر او العصر فسلم فی رکعتین** . مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے **صلی رکعتین من صلاۃ الظھر ثم سلم** اور ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ہے **صلی بنا رسول اللہ ﷺ احدی صلاتی العشی الظھر او العصر**[۲] ازہریؒ فرماتے ہیں کہ عشی عین کے فتح اور شین کا کسرہ اور یاء مشدد کے ساتھ ہے، معنی زوال اور غروب کے درمیان کا وقت[۳]

قال ابن سیرینؒ قد سماھا ابو ھریرۃؓ:...... ظاہر یہ ہے کہ روایت ابو ہریرۃؓ میں تو **صلوٰۃ الظھر** ہے اور روایت عمران بن حصینؓ میں عصر کا ذکر ہے[۴]

کانہ غضبان :...... چونکہ نماز میں سہو واقع ہوا جس کا اثر قلب اطہر پر پڑا وہ اثر چہرہ سے ایسا ظاہر ہوا جیسے کہ آپ ﷺ کو غصہ آ رہا ہو[۵]

ذوالیدین :...... طحاوی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے لمبے ہاتھوں والا ایک شخص کھڑا ہوا آپ ﷺ نے اس کو ذوالیدین کہہ کر پکارا۔ ان کا اصل نام خرباق ہے مگر آپ ﷺ کے ذوالیدین فرمانے کے بعد یہ اصل نام پر غالب آ گیا ہے[٦] اور بعض حضراتؒ نے اس کا نام عمیر لکھا ہے[۷]

ام قصرت الصلاۃ:...... اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ نے کلام کی اور آپ ﷺ نے بھی کلام فرمائی اور پھر نماز بھی مکمل فرمائی تو کیا نماز میں بولنا جائز ہے؟ اس بارے میں اختلاف ہے اور چند ایک مذاہب یہ ہیں۔

مذھب (۱) :...... عندالامام ابوحنیفہؒ نماز میں عامداً اور ناسیاً کلام کرنا ناقضِ صلوۃ ہے۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۲٦۳ ج ۴) [۲] (عمدۃ القاری ص ۲٦۳ ج ۴) [۳] (عمدۃ القاری ص ۲٦۳ ج ۴) [۴] (تقریر بخاری ص ۱۸۰ ج ۲) [۵] (تقریر بخاری ص ۱۸۰ ج ۲)
[٦] (عمدۃ القاری ص ۲٦۴ ج ۴) [۷] (بیاض صدیقی ص ۱٦ ج ۲)

مذهب (۲): ...... عند الشافعیؒ عامداً مفسدِ صلوۃ ہے اور ناسیاً مُفسدِ صلوۃ نہیں۔

مذهب (۳): ...... عند مالکؒ عامداً اگر بغرضِ اصلاحِ صلوۃ ہو تو مُفسد نہیں۔

روایت الباب امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کی دلیل ہے۔

دلائلِ احنافؒ :......

دلیل (۱): ...... صحیح مسلم ص۲۰۴ پر زید بن ارقمؓ سے مروی ہے **فامر نا بالسکوت.**

دلیل (۲): ...... نسائی ص۱۸۱ سطر نمبر ۱۱ پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک حدیث مروی ہے۔ اس کے آخر میں ہے **ان لا یتکلم فی الصلوٰۃ .**

دلیل(۳): ...... ابن ماجہ ص۸۷ سطر نمبر ۵ پر ہے **عن عائشةؓ فی آخره ثم لبین علی صلوته وهو فی ذلک لا یتکلم .**

روایت الباب کے جوابات:......

جواب (۱): ...... یہ واقعہ کلام فی الصلوٰۃ کے منسوخ ہونے سے پہلے کا ہے حدیث ذوالیدینؓ حدیثِ عبداللہ بن مسعودؓ سے منسوخ ہے[۱]

جواب (۲): ...... احادیث مُحرّ مہ کے مُعارِض ہے لہٰذا مُحرّ مہ کو ترجیح ہوگی۔

جواب (۳): ...... ایک واقعہ حال اگر قانونِ کلی کے معارض ہو تو قانونِ کلی کو ترجیح دی جائے گی۔

جواب (۴): ...... واقعہ فعلی ہے اور حدیث قولی ہے لہٰذا حدیث قولی کو ترجیح دی جائے گی۔

جواب(۵): ...... یہ حدیث وقت، عدد، موقف النبی ﷺ اور سجدہ سہو کے لحاظ سے مضطرب ہے۔

اضطراب الوقت فی روایة صلی الظهر وفی روایة صلی العصر وفی روایة بشک ای فی الظهر اوالعصر فی روایة بالابهام.

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۲۶۴ ج۴)

اضطراب العدد :...... فی روایة نسی النبی ﷺ فی رکعتین وفی روایة ثلاث رکعات .

اضطراب الموقف :...... فی روایة انه قام علی خشبة معروضة فی المسجد وفی روایة دخل الحجرة .

اضطراب السجدة:...... فی روایة البخاری والمسلم انه سجد للسهو وفی روایة ابی داؤد والنسائی انه لم یسجد[1]

جواب (۲): ...... انه منسوخ لکونه قبل النهی وعلمُ نسخهٖ موقوف علی مقدمات .

المقدمة الاُولی :...... ان الکلام فی اول الاسلام فی الصلوٰة کان جائزا کما نقل ابن حجر عن الطبرانی عن ابی امامة کان الرجل اذا دخل المسجد ودخلهم یصلون سئل الذی الی جنبه فیجزی بمافاته فیقضی ثم یدخل معهم حتی جاء یوما معاذ فدخل فی الصلوٰة فثبت ان الکلام کان جائزا وثبت ان هذه الواقعة وقع بعد الهجرة .

المقدمة الثانیة :...... نسخ الکلام فی الصلوٰة ثبت بایة القرآن قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ .

المقدمة الثالثه:...... وقوع النسخ وقع فی مکه او فی المدینه؟ فریق یقول ان النسخ فی مکة دلیلهم حدیث ابن مسعود فلما رجعنا من عند النجاشی فسلمنا علیه فلم یرد علینا .

توجیه الا ستدلال :...... ان الرجوع من عند النجاشی کان فی مکة فثبت نسخ الکلام فی مکة .

والمحققون والاحناف :...... یقولون بنسخ الکلام فی المدینة .

دلیلهم :...... ان الروایات متفقة علی ان الکلام نسخ بالأیة والایة نزلت فی المدینة المنورة فثبت ان النسخ وقع فی المدینه .

دلیل الثانی :...... ابی امامة قوله حتّٰی جاء معاذ لانها متأخر الاسلام فاخبارهما بالکلام دلیل

---

[1] (ایضاح صدیقی ص۱۵ ج۲)

علی عدم النسخ فی مکۃ واستدلالھم بحدیث ابن مسعودؓ لایتم لان الھجرۃ الی الحبشۃ کانت مرتین والمذکور فی الحدیث الرجعۃ الثانیۃ ھی ثابتۃ فی المدینۃ لافی مکۃ .والدلیل علی کون رجوع الثانی قول ابن حجر فی فتح الباری انما اراد ابن مسعود رجوعہ الثانی وقد ورد المدینۃ والنبی ﷺ یتجھز الی البدر وفی مستدرک حاکم عن ابن مسعود کان بعثنا رسول اللہ ﷺالی النجاشی ثمانین رجلا والحدیث بطولہ الی قولہ فتعجل ابن مسعود فشھدبدرا .

المقدمۃ الرابع :...... ان راوی الحدیث ذوالیدین وھوملقب ذوالشمالین واسمہ الخرباق او العمیر ونسبتہ الخزاعی او السلمی .

دلیلہ :...... روایۃ النسائی فی ھذا الحدیث ذکر ذوالشمالین وفی طبقات ابن سعد ثقاۃ صحیح ابن حبان ذوالیدین ویقال لہ ذو الشمالین ان ذا الیدین وذا الشما لین واحد کلاھما لقب علی الخرباق[۱] وفی کامل المبرد ذوالیدین ھوالشمالین کان یسمی بھما جمیعاوفی الطبرانی ذکر ذوالشمالین الفاظہ ذوالشمالین انقصت الصلوٰۃ یا رسول اللہ قال کذلک یا ذالیدین .

المقدمۃ الخامسۃ :...... ذوالشمالین استشھد ببدر دلیلہ روایۃ محمد بن اسحٰق فی مغازیہ ان ذالشمالین شھد ببدر وقتل بھا وفی سیر ۃابن ھشام ذکر کذلک[۲]

المقدمۃ السادسہ :...... مد ار ھذٰالحدیث زھری اکثر روایات مرویۃ من الزھری نقل فی ابن حبان قول الزھری کان ھذا قبل البدر ثم احکمت الامورثبت من ھذہ المقدمات ان واقعۃ ذی الیدین وقعت فی زمان اباحۃ الکلام فنزلت قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ فنسخ وھذا النسخ ثبت فی المدینۃ قبل البدر .فالاستدلال من ھذٰالحدیث غیر ثابت.

اشکال الاول:...... ان ھذہ القصۃ وقعت بعد النسخ والقرینۃ علیہ ان روایۃ ابی ھریرۃؓ وھو متأخر الاسلام فانہ یقول صلی بنا[۳] فعلم ھذٰاالصلوٰۃ صلیت فی زمان ابی ھریرۃؓ والنسخ

---

[۱] (عمدۃالقاری ص۲۶۴ ج۴) [۲] (عمدۃالقاری ص۲۶۴ ج۴) [۳] (عمدۃالقاری ص۲۶۵ ج۴)

كان قبله فعلم ان هذا وقع بعدالنسخ[1]

والجواب: ...... ان النسبة الى الجمع قد يخرج منه المتكلم .فالمراد من قوله صلى بنا اى بمعشرالمسلمين هذه النسبة مجازية والقرينة رواية الطحاوى من ابن عمرؓ لماذكر حديث ذى اليدين فقال كان اسلام ابى هريرةؓ بعد قتل ذى اليدين فعلم ان ابا هريرةؓ لم يكن معه موجوداً بل يرويه سماعا[2]

اشكال الثانى: ...... ان ذالشمال واليدين ماكانا متحدا الذات .

والجواب: ...... هذاليس بممنوع ان يكون لرجل واحد اسمان ولقبان ونسبتان لاسيما اذا قالوا به العلماء[3]

نوٹ: ...... یہ وہ تقریر ہے جسے استاذ محترم دامت فیوضھم العالیہ نے اپنے استاذ محترم حضرت مولانا خیر محمد نور اللہ مرقدہ سے بخاری شریف پڑھتے وقت لکھی تھی حضرت مولانا خیر محمد صاحب اردو میں تقریر فرماتے تھے استاذ محترم (حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم العالیہ) اسے عربی بنا کر سپرد قرطاس کرتے جاتے تھے اس سے آپ حضرت الاستاذ کی استعداد وذہانت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ (خورشید احمد تونسوی مدظلہم العالی)

مسائل مستبطه: ......

(۱): ...... سہو کے لئے دو سجدے ہیں۔

(۲): ...... سجدہ سہو بعد السلام ہے۔

(۳): ...... عند الضرورۃ تشبیک فی المسجد جائز ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

---

[1] (عمدۃ القاری ص۲٦۵ ج۴) [2] (عمدۃ القاری ص۲٦۵ ج۴) [3] (بیاض صدیقی ص۱٦ ج۱)

(۳۳۰)

﴿باب المساجد التی علی طرق المدینة والمواضع التی صلیٰ فیها النبی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

مدینے کے راستے میں وہ مساجد اور مقامات جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی

ترجمة الباب کی غرض :...... حضرات شراحؒ فرماتے ہیں کہ اس باب سے امام بخاریؒ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو بیان فرمانا چاہتے ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسفار کے راستہ کا حال بھی بیان فرمادیا اور مساجد چونکہ اہم تھیں اس لئے ان پر ترجمہ باندھ دیا[۱] اس باب میں ایک حدیث مفصل اور ایک مجمل ہے۔ مقصود دونوں کا ایک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کن کن مقامات پر نمازیں پڑھیں جب کہ مدینہ منورہ سے مکہ کو سفر کئے ان میں ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی رفیق سفر تھے اور وہ اس بات کی جانچ رکھتے ہیں اور ان کو متبرک سمجھ کر اس جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ حرمین کے درمیان سات دن کا سفر ہوا اور پینتیس (۳۵) نمازیں راستے میں پڑھیں۔

(۴۶۵)حدثنا محمد بن ابی بکر المُقَدَّمِیُّ قال ثنا فضل بن سلیمان قال نا موسیٰ بن عُقبة
ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا کہا کہ ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا کہا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا

[۱] (تقریر بخاری ص ۱۸۱ ج ۲)

قال رأیت سالم بن عبداللہؓ یتحرّٰی اَمَاکِنَ من الطریق فیُصلّی فیھا
کہا کہ میں نے سالم بن عبداللہؓ کو دیکھا کہ وہ (مدینہ سے مکہ تک) راستے میں بعض مخصوص مقامات کو تلاش کر کے وہاں نماز پڑھتے تھے
ویُحَدِّثُ ان اباہ کان یُصَلِّیْ فیھا وانہ رایٔ النبیَ ﷺ یصلی فی تلک الاَمْکِنَة
وہ کہتے تھے کہ ان کے والد (ابن عمرؓ) بھی ان مقامات میں نماز پڑھتے تھے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ان مقامات میں نماز پڑھتے دیکھا تھا
قال وحدثنی نافعٌ عن ابن عمرؓ انہ کان یصلی فی تلک الاَمْکِنَة
اور موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ مجھ سے نافعؒ نے ابن عمرؓ کے متعلق بیان کیا کہ وہ ان مقامات میں نماز پڑھتے تھے
وسألت سالما فلا اعلمه الا وافق نافعا فی الاَمْکِنَة کلھا
اور میں نے سالم سے پوچھا تو مجھے خوب یاد ہے کہ انہوں نے بھی نافع کی حدیث کے مطابق ہی تمام مقامات کا ذکر کیا
الا انھما اختلفا فی مسجدِ بشَرفِ الروحآء (انظر ۱۵۳۵، ۲۳۳۶، ۷۳۴۵)
البتہ مقام شرفِ روحآء کی مسجد کے متعلق دونوں کا بیان مختلف تھا

مطابقته للترجمة ظاهرة.

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ اور چھٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔

ویحدث ان اباہ کان یصلی فیھا:...... سالم بن عبداللہؓ کہتے تھے کہ ان کے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ انہی مقامات میں نمازیں پڑھتے تھے یہ مقولہ موسیٰ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ یہ بیان فرماتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان مقامات میں نماز پڑھتے تھے جہاں انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

حدثنی نافع عن ابن عمر :...... اس حدیث کو ذکر فرما کر موسیٰ بن عقبہ نے یہ بتلا دیا کہ جیسے حضرت سالمؒ نے اپنے باپ حضرت عبداللہؓ سے یہ نقل کیا ہے اسی طرح حضرت ابن عمرؓ کے مولیٰ حضرت نافع نے بھی ان سے یہی نقل کیا ہے تو اس سے حضرت سالم بن عبداللہؓ کی روایت کو تقویت حاصل ہوگئی کہ صرف وہی نہیں بیان فرماتے بلکہ

اور بھی بیان فرماتے ہیں۔ ان دونوں روایات میں صرف اس مسجد میں اختلاف ہے جو شرفِ روحآء پر واقع ہے اور اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسجد کس جگہ واقع ہے۔

(۴۶۶) حدثنا ابراهیم بن المُنذِر الحزامی قال نا انس بن عِیاض
ہم سے سے ابراھیم بن منذر حزامی نے بیان کیا کہا کہ ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا
قال نا موسی بن عقبة عن نافع ان عبدَالله بن عُمَرؓ اخبره
کہا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے نافع کے واسطہ سے بیان کیا کہا کہ انہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی
ان رسول اللهﷺ کانَ یَنزل بِذی الحُلَیفةِ حین یعتمرُ وفی حَجَّتِه
کہ رسول اللہﷺ جب عمرہ کے لئے تشریف لے گئے اور حج کے موقع پر جب حج کے ارادے سے نکلے تو ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا
حین حَجَّ تحت سمُرةٍ فی موضع المسجد الذی بذی الحُلَیفَةِ وکان اذارجع من غزوة
ذوالحلیفہ کی مسجد سے متصل ایک ببول کے درخت کے نیچے اور جب آپﷺ کسی غزوہ سے واپس ہو رہے ہوتے
وکان فی تلک الطریق او حجٍ اوعُمرةٍ هبط بطنَ وادٍ
اور راستہ ذوالحلیفہ سے ہو کر گزرا یا حج یا عمرہ سے واپسی ہو رہی ہوتی تو وادی عقیق کے نشیبی علاقہ میں اترتے
فاذا ظهر من بطن واد اَنَاخَ بالبطحآء التی علٰی شفیر الوادی الشرقیّة
پھر جب وادی کے نشیب سے اوپر آتے تو وادی کے بالائی کنارے کے اس مشرقی حصہ پر پڑاؤ ہوتا جہاں کنکریوں اور ریت کا کشادہ نالا ہے
فعرَّس ثم حتیٰ یصبح لیس عند المسجد الذی بحجارة
یہاں آپﷺ رات کو صبح تک آرام فرماتے تھے اس وقت آپﷺ اس مسجد کے قریب نہیں ہوتے تھے جو پتھروں کی ہے
ولاعلی الاَکَمة التی علیها المسجد کان ثَمَّ خَلِیجٌ یصلی عبدُاللهؓ عنده
آپﷺ اس ٹیلے پر بھی نہیں ہوتے تھے جس پر مسجد بنی ہوئی ہے وہاں ایک گہری وادی تھی عبداللہؓ وہیں نماز پڑھتے تھے

فی بطن کُثُبٍ کان رسول اللہ ﷺ ثم یصلی فدحا فیہ السیلُ بالبطحآء حتی دَفَنَ ذلک المکان الذی کان عبداللہ یصلی فیہ
اس کے نشیب میں ریت کے ٹیلے تھے اور رسول اللہ ﷺ یہیں نماز پڑھتے کنکریوں اور ریت کے کشادہ نالہ کی طرف سے سیلاب نے آکر اس جگہ کے آثار ونشانات کو مٹادیا جہاں عبداللہ بن عمرؓ نماز پڑھا کرتے تھے
وان عبداللہ بنَ عُمر حدثہ ان النبی ﷺ صلی حیث المسجدِ الصغیرُ الذی دونَ المسجد الذی بشَرَفِ الرَّوحآء
اور عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس جگہ نماز پڑھی جہاں اب شرف روحآء والی مسجد کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد ہے
وقد کان عبداللہ یُعلِمُ المکانَ الذی کان صلّٰی فیہ النبی ﷺ
حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس جگہ کی نشان دہی فرماتے تھے جہاں حضرت نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی تھی
یقول ثم عن یمینک حین تقوم فی المسجد تصلی
کہتے تھے کہ یہاں تمہاری داہنی طرف جب تم مسجد میں (قبلہ رو ہوکر) نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے ہو
وذٰلک المسجد علی حافۃ الطریق الیُمنٰی وانت ذاھب الی مکۃ
جب تم مکہ جاؤ (مدینہ سے) تو یہ چھوٹی مسجد راستے کے داہنی جانب پڑتی ہے
بینہ وبین المسجد الاکبر رَمْیَۃٌ بحجر او نحو ذٰلک
اس کے اور بڑی مسجد کے درمیان پتھر کے پھینکنے کی مسافت یا اس کے قریب
وان ابن عمرؓ کان یصلی الی العِرق الذی عند مُنصَرَفِ الروحآء
اور حضرت ابن عمرؓ (مشہور ومعروف وادی) عرق (الظبیہ) میں نماز پڑھتے تھے جو مقام روحاء کے آخر میں ہے
وذلک العرق انتھی طَرَفُہ علٰی حافۃ الطریق دون المسجد
اور اس عرق (الظبیہ) کا کنارہ اس راستے پر جاکر ختم ہوجاتا ہے جو مسجد سے قریب ہے
الذی بینہ وبین المُنصَرَفِ وانت ذاھب الی مکۃ وقَدِ ابتُنِیَ ثم مسجد
مسجد اور روحاء کے آخری موڑ پر مکہ جاتے ہوئے اب یہاں ایک مسجد کی تعمیر ہوگئی ہے

فلم یکن عبداللہ ابنُ عمرؓ یصلی فی ذٰلک المسجد کان یترکہ عن یسارہ وورآءہٖ

عبداللہ بن عمرؓ اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ اس کو اپنے بائیں طرف مقابل میں چھوڑ دیتے تھے اور پیچھے چھوڑ دیتے تھے

ویصلی اَمَامَہ الی العرق نفسِہٖ وکان عبداللہؓ یَرُوُحُ من الروحآء فلایصلی الظھر

اور آگے بڑھ کر خاص وادی عرق الظبیہ میں نماز پڑھتے تھے عبداللہ بن عمرؓ روحاء سے چلتے تو ظہر کی نماز اس وقت تک نہیں پڑھتے تھے

حتی یأتی ذٰلکَ المکانَ فیصلی فیہ الظھرَ واذا اقبل من مکۃ فاِن مَرَّ بہ قبل الصبح بساعۃ

جب تک اس مقام پر نہ پہنچ جائیں جب یہاں آجاتے پھر ظہر پڑھتے اور اگر مکہ کی طرف آگے ہوتے صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے

او من اٰخر السحر عرّس حتی یصلی بھا الصبح

یا سحر کے آخر میں وہاں سے گزرتے تو صبح کی نماز تک وہیں آرام کرتے اور فجر کی نماز پڑھتے

وان عبداللہؓ حدّثہ ان النبی ﷺ کان ینزل تحتَ سرحۃ ضخمۃٍ

اور عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ راستے کے دائی طرف مقابل میں ایک موٹے درخت کے نیچے وسیع اور نرم علاقہ میں قیام فرماتے تھے

دون الرُویثۃ عن یمین الطریق وُجاہَ الطریق فی مکانٍ بَطحٍ سھل

جو قریہ روثیہ کے قریب (پہلے) تھا راستہ کی دائیں جانب اور راستہ کے سامنے نرم نشیبی جگہ میں

حتیٰ تُفضیَ من اَکَمَۃِ دُوَین بَریدِ الرویثۃ بِمِیْلَیْنِ وقد انکسر اعلاھا فَانثَنیٰ فی جوفھا

پھر آپ ﷺ اس ٹیلہ سے جو روثیہ کے راستے تھوڑا سا قریب دو میل کے ہے چلتے تھے اس کے اوپر کا حصہ ٹوٹ کر درمیان میں مڑ گیا ہے

وھی قائمۃ علی ساق وفی ساقھا کُثُبٌ کثیرۃٌ وان عبداللہَ بن عمرؓ حدثہ

درخت کا تنا اب بھی کھڑا ہے اور اس درخت کے ارد گرد ریت کے تودے بکثرت پھیلے ہوئے ہیں اور عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا

ان النبی ﷺ صلیّٰ فی طَرَفِ تَلعۃٍ من ورآء العَرْجِ وانت ذاھب الی ھضبۃٍ عند ذٰلک المسجد

کہ نبی کریم ﷺ نے قریہ عرج کے قریب اس نالے کے کنارے نماز پڑھی جب تو ھضبہ پہاڑ کی طرف جانے والا ہو پہاڑ کی طرف اس مسجد کے پاس

قبران او ثلثة علی القبور رضمٌ من حجارة عن یمین الطریق عند سَلِمَاتِ الطریق بین اولٰئک السَلَماتِ

دو یا تین قبریں ہیں ان قبروں پر پتھروں کے بڑے بڑے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں راستے کی دائیں جانب کیکر کے درختوں کے پاس ان کے درمیان میں ہو کر نماز پڑھی

کان عبدالله یُروح من العَرْج بعدان تمیل الشمسُ بالهاجرة فیصلی الظهرَ فی ذلک المسجد

عبداللہ بن عمرؓ قریہ عرج سے سورج ڈھلنے کے بعد چلتے اور ظہر اسی مسجد میں آ کر پڑھتے تھے

وان عبدالله بن عمرؓ حدثه ان رسول الله ﷺ نزل عند سَرَحات عن یسار الطریق فی مَسیل دون هرشٰی

اور عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے راستے کے بائیں طرف ان موٹے درختوں کے پاس قیام کیا جو ہرشی پہاڑ کے قریب نشیب میں ہیں

ذلک المسیل لاصق بکُراعِ هرشٰی بینه وبینَ الطریق قریب من غَلْوة

یہ ڈھلوان جگہ ہرشی پہاڑ کے ایک کنارے سے ملی ہوئی ہے یہاں سے عام راستہ تک پہنچنے کے لئے تقریباً تیر پھینکنے کا فاصلہ پڑتا ہے

وکان عبدُالله ابنُ عمرؓ یصلی الی سَرحةٍ هی اقربُ السَرَحات الی الطریق وهی اطولهن

عبداللہ بن عمرؓ اس موٹے درخت کے پاس نماز پڑھتے تھے جو ان تمام درختوں میں راستے سے سب سے زیادہ قریب ہے اور سب سے لمبا درخت بھی یہی ہے

وان عبدَاللهَ بن عمرؓ حدثه ان النبی ﷺ کان ینزل فی المَسیل الذی فی ادنٰی مر الظَهر ان

اور عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اس نشیبی جگہ میں اترتے تھے جو وادی مر الظہران کے قریب ہے

قِبَلَ المدینة حین تهبط من الصَّفراوات تنزل فی بطن

مدینہ کے مقابل جب کہ مقام صفراوات سے اتر جائے نبی کریم ﷺ اس ڈھلوان کے بالکل نشیب میں قیام کرتے تھے

ذلک المسیل عن یسار الطریق وانت ذاهب الی مکة لیس بینِ منزل رسول الله ﷺ وبین الطریق الا رَمْیة بحَجَر

یہ راستے کے بائیں جانب پڑتا ہے جب کوئی شخص مکہ جا رہا ہو راستے اور رسول اللہ ﷺ کی منزل کے درمیان صرف ایک پتھر پھینکنے کی مقدار ہے

وان عبدَاللهِ بنَ عمرؓ حدثه ان النبی ﷺ کان ینزل بذی طُوًی ویَبِیْتُ

اور عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مقام ذی طوی میں قیام فرماتے تھے رات یہیں گزارتے تھے

حتی یصبحَ یصلی الصبحَ حین یَقْدَمُ مکۃَ ومصلّٰی رسول اللہ ﷺ ذلک علٰی اکمۃ غلیظۃ
اور صبح ہوتی تو نماز فجر یہیں پڑھتے مکہ جاتے ہوئے یہاں نبی کریم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ ایک بڑے سے ٹیلے پر تھی
لیس فی المسجد الذی بُنِیَ ثَمَّہ ولکن اسفل من ذلک علی اَکَمَۃٍ غلیظۃٍ
اس مسجد میں نہیں جو اب بنی ہوئی ہے بلکہ اس سے نیچے ایک بڑا ٹیلہ تھا
وان عبدَاللہِ بن عمرؓ حدثہ ان النبی ﷺ استقبل فُرَضَتیُ الجبل الذی بینہ وبین الجبل الطویل
اور عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت نافع سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پہاڑ کی ان دو گھاٹیوں کا رخ کیا جو اس کے اور جبل دراز کے درمیان
نحوالکعبۃ فجعل المسجد الذی بنی ثَمَّ یسار المسجد بطرف الاَکَمَۃِ
کعبہ کی سمت میں ہیں آپ اس مسجد کو جو اب وہاں تعمیر ہوئی ہے اپنی بائیں طرف کر لیتے تھے ٹیلے کے کنارے
ومصلی النبی ﷺ اسفل منہ علی الاَکَمَۃِ السوداء
اور نبی کریم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ اس سے نیچے سیاہ ٹیلے پر تھی
تدَعُ من الاَکَمَۃ عشرۃَ اَذْرُعٍ او نحوَھا ثم تصلی مستقبل الفُرَضَتَیْنِ من الجَبَلِ الذی بینک وبین الکعبۃ
ٹیلے سے تقریباً دس ہاتھ چھوڑ کر پہاڑ کی دونوں گھاٹیوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے جو تمہارے اور کعبہ کے درمیان ہے

(انظر ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۷۹۹، ۱۷۶۷، ۱۷۶۹)

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں اور اس حدیث میں دو بحثیں ہیں۔

البحث الاول :...... جب آپ ﷺ نے سفر فرمایا اور نمازیں ادا فرمائیں اس وقت تو مسجدیں نہیں تھیں البتہ بعد میں مسجدیں بن گئیں تھیں اور جب امام بخاریؒ ذکر فرما رہے ہیں اس وقت کچھ بن گئی تھیں کچھ نہیں اس لئے جو بن گئی تھیں ان کو مساجد سے تعبیر فرما دیا اور باقیوں کو مواضع سے تعبیر فرمایا اس طویل حدیث میں جن مقامات میں نبی ﷺ کے نماز پڑھنے کا ذکر ہے ان میں سے اکثر کے آثار ونشانات اب مٹ چکے ہیں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ اب ان میں صرف ذی الحلیفہ اور روحاء کی مساجد جن کی اسی اطراف کے لوگ تعیین کر سکتے ہیں باقی رہ گئی ہیں۔ اس

کے علاوہ باقی اس حدیث میں جن نمازوں کا ذکر ہے وہ دوران سفر ادا کی گئیں اور یہ سفر سات دن تک جاری رہا۔

البحث الثانی :...... مکہ اور مدینہ کا درمیانی سفر سات دن تک جاری رہا اور آپ ﷺ نے پینتیس (۳۵) نمازیں راستے میں پڑھی ہونگی لیکن راویانِ حدیث نے اکثر کا ذکر نہیں فرمایا ہے اس وقت اس کا کس کو خیال تھا کہ ان کو محفوظ کرلیا جائے بعد میں جتنا کچھ معلوم ہوا اس کو بتلا دیا تو وہ سات مقامات یہ ہیں۔

(۱)ذی الحلیفة (۲)شر ف الروحاء (یہ مدینہ سے چھتیس (۳۶)میل دور ھے)(۳) عرق (۴)رو یثه (۵)هرشی (۶)مر الظهران (۷)ذی طوی .

امام بخاریؒ نے مدینہ کے ان مقامات کو ذکر نہیں فرمایا جن میں حضور ﷺ نے نمازیں پڑھیں اس کو وفاء الوفاء کے مصنفؒ نے ضبط فرمایا ہے اور کتاب المراسیل میں مسجد نبوی ﷺ کے علاوہ آٹھ مساجد کا ذکر ہے اور آٹھ مساجد کے نام بھی لکھے ہیں اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت بلال کی اذان سب کو کافی ہوتی تھی اور ان آٹھ مساجد کے نام یہ ہیں۔

(۱) مسجد عمرو بن عوف (مسجد قبا) (۲)مسجد زریق (جہاں سے دوڑ لگی)

(۳) مسجد بنی سلمة(جہاں بعض روایتوں کے مطابق آپ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے کہ تحویل قبلہ کا حکم آیا)

(۴) مسجد غفار (۵)مسجد اسلم (۶)مسجد رایح بن عبد الاشهل

(۷)مسجد بنی عبید (۸)مسجد بنی ساعدہ[۱]

ذی الحلیفة :...... مدینہ منورہ سے تقریباً چار میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے۔

هبط من بطن واد:...... اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہاں نزول فرماتے تھے بلکہ نیچے اترتے کے معنی چلتے ہوئے[۲]

خلیج :...... خاء کے فتحہ اور لام کے کسرہ کے ساتھ ہے اس کا معنی ہے بڑی نہر اور بعض اوقات چھوٹی نہر کو بھی کہا جاتا ہے اور اس کی جمع خلجان آتی ہے خلیج اس حصے کو بھی کہتے ہیں جہاں سے وادی کا آغاز ہو خلیج کا معنی گہری وادی بھی ہے[۳]

کثب:...... بضم الکاف وضم الثاء المثلثة یہ کثیب کی جمع ہے اس کا معنی ہے ریت کا ٹیلا۔

فدحافیه السیل بالبطحاء:...... پس رَو نے اس میں کنکریاں لاکر ڈال دیں اور قاعدہ یہ ہے کہ جب رَو چلتی

---

[۱](بیاض صدیقی ص۱۷۰ ج۲)(عمدۃ القاری ص۲۷۴ ج۴) [۲](تقریر بخاری ص۱۸۲ ج۲) [۳](عمدۃ القاری ص۲۷۱ ج۴)

ہے تو کوڑا کرکٹ اور ریت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتا ہے دوسری جگہ سے تیسری جگہ۔[1]

بطحاء:...... کا معنی **تراب لین مما جرته السیول** اور اس کی جمع بطحاوات آتی ہے۔ اور بطحاء کا معنی کنکریلی زمین بھی آتا ہے۔

حتی دفن ذلک المکان الذی کان عبداللّٰہ یصلی فیه:...... کنکریوں اور ریت کے کشادہ نالہ کی طرف سے سیلاب نے آ کر اس جگہ کے آثار ونشانات کو مٹا دیا جہاں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز ادا فرمایا کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اتباع سنت میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں، لیکن دوسری طرف حضرت عمرؓ کا طرز عمل ہے کہ انہوں نے اپنے سفر میں دیکھا کہ لوگ ایک خاص جگہ نماز پڑھنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے یہاں نماز ادا فرمائی تھی اس پر آپؓ نے فرمایا کہ اگر کسی نماز کا وقت ہو گیا ہے تو پڑھ لیں ورنہ آگے چلیں کیونکہ اہل کتاب اسی لئے ہلاک ہو گئے کہ انہوں نے انبیاءؑ کے آثار کو تلاش کر کے ان پر عبادت گاہیں بنائیں۔ حضرت عمرؓ کا روکنا تو اس لئے تھا کہ انہیں یہ خوف تھا کہ کہیں لوگ ان مقامات پر نماز پڑھنا واجب نہ سمجھ بیٹھیں حضرت ابن عمرؓ جیسے افراد سے اس طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہوسکتا تھا اسی طرح بیعت رضوان جس درخت کے نیچے ہوئی تھی لوگوں نے برکت کے لئے درخت کے نیچے نماز پڑھنا شروع کر دی تو فرمایا کہ اب درخت کی عبادت ہوگی اور یہ کہہ کر کٹوا دیا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ جب حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے آگے بڑھے تو اولاً فرمایا **انی اعلم انک حجر لاتضر ولاتنفع لولا انی رأیت رسول الله ﷺ قبلک ماقبلتک ثُمَّ قبَّلَ**۔[2]

بشرف الروحاء:...... یہ ایک بڑی بستی کا نام ہے۔ مدینہ سے دو دن کی مسافت پر ایک بڑی بستی ہے، اس کے درمیان اور مدینہ کے درمیان چھتیس (۳۶) میل کا فاصلہ ہے۔[3]

العرق:...... **بکسر العین وسکون الراء وبالقاف** . معنی ہے چھوٹی سی پہاڑی۔ **وقال الخلیل العرق الجبل الدقیق من الرمل المستطیل مع الارض** .

دوین:...... یہ دُون کا مصغر ہے اور دُون فوق کی نقیض ہے اور بولا جاتا ہے **هو دون ذاک ای قریب منه**.

---

[1] (تقریر بخاری ص۱۸۲ ج۲) [2] (تقریر بخاری ص۱۸۱ ج۲) [3] (بخاری ص۷۰ حاشیہ۵)

وانت ذاھب الی ھضبه : ...... ھضبۃ اس پہاڑی کو کہتے ہیں جو اونچی نہ ہو۔

رضم من حجارۃ: ...... چھوٹے چھوٹے سفید پتھروں کو رضم کہتے ہیں۔رضم کی جمع رضم اور رضام آتی ہے[1]

عند سلمات الطریق: ...... راستے کی کیکروں کے پاس۔

ھرشیٰ : ...... ایک جگہ کا نام ہے۔ابوعبیدہ نے کہا ہے کہ تہامہ کے شہروں میں ایک پہاڑ ہے۔

سرحۃ: ...... بہت بڑا کیکر کا درخت۔ **بریدالروثیة :** ...... روثیۃ میں ڈاکخانہ۔

بکراع ھرشیٰ: ...... ہرشیٰ (جبل من بلاد تھامة) کا کنارہ۔ **بطن :** ...... پست زمین۔

شقیر: ...... کنارہ۔ **منصرف:** ...... موڑ۔ **کُثُبٌ :** ...... ریت کے ٹیلے۔کثیب کی جمع ہے۔

صفرٰوات : ...... صفراء کی جمع ہے بمعنی وادی[2] **ذی طوی :** ...... مکہ سے ڈھائی تین میل کے فاصلے پر جگہ کا نام ہے۔ **عرج :** ...... چوتھی منزل کا نام ہے۔

(۳۳۱)

﴿باب سترۃ الامام سترۃ من خلفه﴾

امام کا سترہ مقتدیوں کا سترہ ہے

ترجمة الباب کی غرض : ...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتلا رہے ہیں کہ چونکہ امام اور مقتدی کی نماز ایک

[1](عمدۃ القاری ص۲۷۳ ج۴) [2](عمدۃ القاری ص۲۷۴ ج۴)

ہوتی ہے اس لئے امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہوگا۔ مولانا خیر محمد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس باب سے امام مالکؒ کا رد مقصود ہے کیونکہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ امام اور مقتدی کا سترہ الگ الگ ہونا چاہئے۔ مقتدیوں کے لئے سترہ امام کا سترہ نہیں ہوگا بلکہ خود امام مقتدیوں کے لئے سترہ ہوگا تو امام مالکؒ کی تردید کے لئے حدیث نقل فرمائی۔

سوال :...... روایت الباب سے تو سترہ ہی ثابت نہیں، تو **سترة الامام سترة من خلفه** کیسے ثابت ہوگا؟ کیونکہ روایت میں تو **یصلی بالناس الی غیر جدار** ہے۔ امام بیہقیؒ نے اس حدیث پر باب قائم فرمایا ہے **من صلی بغیر سترة**[1]

جواب :...... یہ لفظ غیر صفتی ہے سترہ کی نفی نہیں ہے بلکہ جدار کے سترہ ہونے کی نفی ہے۔

سوال :...... امام کا سترہ تو حدیث الباب سے ثابت ہے لیکن من خلفہ کے لئے ہونا ثابت نہیں؟

جواب (۱) :...... کوئی بات کثیر الوقوع ہو اور نقل کرنے والا کوئی نہ ہو تو نفی کے لئے دلیل بن جاتی ہے اور سترہ من خلفہ کا کہیں علیحدہ ذکر نہیں۔ جب من خلفہ کے لئے الگ سترہ ثابت نہ ہوا تو امام کے سترہ کو من خلفہ کا سترہ قرار دے دیا گیا۔

جواب (۲) :...... روایت الباب حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فمررت بین یدی بعض الصف میں آپ ﷺ کے سامنے بعض صف سے گزرا تو اس سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے کے سترہ کو نمازیوں کا سترہ قرار دیا گیا تھا تب ہی تو ابن عباسؓ نمازیوں کے آگے سے گزر گئے۔

(۴۶۷) حدثنا عبدالله بن یوسف قال نامالک عن ابن شهاب عن عبیدالله بن عبدالله بن عتبة
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہم سے مالک نے ابن شہاب کے واسطہ سے بیان کیا کہ وہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے
ان عبدالله بن عباسؓ انّهٗ قال اقبلت راکبا علی حمار اتان وانا یومئذ قدناهزت الاحتلام
کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اس زمانہ میں میں قریب البلوغ تھا
ورسول الله ﷺ یصلی بالناس بمنی الی غیر جدار
رسول اللہ ﷺ منیٰ میں دیوار کے سوا کسی اور چیز کا سترہ کر کے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے

[1] (عمدۃ القاری ص ۲۷۶ ج ۴)

فمررت بین یدی بعض الصف فنزلت وارسلت الاتان ترتع
صف کے بعض حصے سے گزرکر میں سواری سے اترا گدھی کو میں نے چرنے کے لئے چھوڑ دیا
ودخلت فی الصف فلم ینکر ذلک عَلَیَّ احد (راجع۷٦)
اورصف میں آکر شریک (نماز) ہوگیا کسی نے اس کی وجہ سے مجھ پر اعتراض نہیں کیا

مطابقة هذا الحدیث للترجمة ظاهرة تستنبط من قوله الی غیر جدار لان هذا اللفظ مشعر بان ثمه سترة لان لفظ غیر یقع دائما صفة الخ[1]

(۴٦۸)حدثنا اسحٰق قال نا عبدالله بن نمیر قال نا عبیدالله بن عمر عن نافع
ہم سے اسحٰق نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبیداللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا
عن ابن عمرؓ ان رسول الله کان اذا خرج یوم العید امر بالحربة
وہ حضرت ابن عمرؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ جب عید کے دن (مدینہ سے) باہر تشریف لے جاتے تو چھوٹے نیزہ (حربہ) کو گاڑنے کا حکم فرماتے
فتوضع بین یدیه فیصلی الیها والناس ورآءه وکان یفعل ذلک فی السفر فمن ثم اتخذ هاالأمراء
جب وہ گاڑ دیا جاتا تو آپ ﷺ اس کی طرف رخ انور فرما کر کے نماز ادا فرماتے اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے یہی آپ ﷺ سفر میں بھی کیا کرتے تھے (مسلمانوں کے) خلفاءؒ نے بھی اسی طرز عمل کو اختیار فرمایا

مطابقته للترجمة ظاهرة . (انظر ۴۹۷، ۹۷۲، ۹۷۳)

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام مسلمؒ نے کتاب الصلوۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

سوال: ...... ترجمہ میں ہے سترة الامام سترة من خلفه ہے امام کا سترہ تو حدیث الباب سے ثابت ہے لیکن من خلفه کا ذکر نہیں۔ لہٰذا مطابقت ظاہر نہ ہوئی؟

---

[1] (عمدۃ القاری ص۲٧٦ ج۴)

علامہ بدرالدین عینیؒ نے اس کے تین جواب دے ہیں۔

جواب (۱):...... ابھی اوپر گزرا ہے۔

جواب (۲):...... اسی حدیث پاک میں ہے **فیصلی الیھا والناس ورائہ** یہ عبارت اس بات پر دال ہے کہ مقتدی امام کے سترہ کے تحت داخل ہیں اس لئے کہ وہ تمام افعال میں امام کے تابع ہوتے ہیں اس میں بھی تابع ہوں گے۔

جواب (۳):...... وراءہ کا جملہ بھی اس بات پر دال ہے کہ سترہ کے پیچھے تھے اگر ان کا الگ سترہ ہوتا تو وراء ھا آتا۔ ان تینوں جوابات سے معلوم ہوا کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے سترہ ہوگا[1]

سوال:...... سترہ کی مقدار کیا ہونی چاہئے؟

جواب:...... ایک ہاتھ یا اس سے بڑا ہو۔ حدیث پاک میں ہے طلحہ بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ حضرت نبی پاک ﷺ نے فرمایا **اذا جعلت بین یدیک مثل مؤخرۃ الرحل فلا یضرک من یمر بین یدیک رواہ مسلم** اور ایک انگلی کے برابر موٹا ہونا چاہئے[2]

(۴۶۹) حدثنا ابو الولید قال نا شعبة عن عون بن ابی جحیفة قال سمعت ابی یقول ان النبی ﷺ
ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا عون بن ابی جحیفہؓ سے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ نبی کریم ﷺ
صلی بھم بالبطحآء وبین یدیه عَنَزة الظھر رکعتین والعصر رکعتین
نے ان لوگوں کو بطحآء میں نماز پڑھائی آپ ﷺ کے سامنے عَنَزَہ گاڑ دیا گیا تھا ظہر کی دو رکعت، عصر کی دو رکعت۔
تمر بین یدیه المرأة والحمار (راجع ۱۸۷)
آپ کے سامنے سے عورتیں اور گدھے اس وقت گزر رہے تھے

[1] (عمدۃ القاری ص ۴۷۶ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۴۷۷ ج ۴)

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں، چوتھے راوی حضرت ابوجحیفہؓ ہیں، اوران کا نام وھب بن عبداللہ السوائی ہے۔

امام بخاریؒ اس حدیث کو **کتاب الصلوۃ** میں اور باب **استعمال وضوء الناس** اور **سترۃ العورۃ** اوراذان اور **کتاب صفۃ النبی** ﷺ اور **کتاب اللباس** وغیرھم میں بھی لائے ہیں اورامام مسلمؒ نے کتاب الصلوۃ میں اورامام ابوداؤدؒ اورامام ترمذیؒ اورامام ابن ماجہؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے[1]

(۳۳۲)

﴿باب قدر کم ینبغی ان یکون بین المصلی والسترۃ﴾

مصلی اورسترہ میں کتنا فاصلہ ہونا چاہئے

ترجمۃ الباب کی غرض:...... امام بخاریؒ یہ ثابت فرمارہے ہیں کہ مُصلّی اورسترہ کے درمیان ذراع ڈیڑھ ذراع کا فاصلہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ نمازی کی حفاظت کے لئے ہے اگراس کو دور رکھ دیا تو فائدہ کیا ہوا۔

کم:...... خبریہ ہو یا استفہامیہ، صدر کلام کا تقاضا کرتا ہے۔

سوال:...... کم کو شروع میں لانا چاہئے تھا جب کہ یہاں قدر پہلے ہے؟

جواب:...... لفظ **قدر** کو کم پر اس لئے مقدم کیا کیونکہ مضاف اورمضاف الیہ کلمہ واحدہ کے حکم میں ہوا کرتے

[1] (عمدۃ القاری ص ۲۷۸ ج ۴)

ہیں۔اور کَمْ کا ممیّز محذوف ہے اس لئے کہ فعل تمیز نہیں ہوا کرتا اور تقدیری عبارت اس طرح ہے کم ذراع[1]

مصلی: ...... کے بارے میں دو احتمال ہیں۔

(۱):......باب تفعیل سے اسم فاعل کا صیغہ ہو۔

(۲):......اسم ظرف ہو۔

روایت الباب کے قرینہ سے اسم ظرف کا صیغہ ہونا راجح معلوم ہوتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ مُصلّی (نماز پڑھنے کی جگہ) کی ابتداء مراد ہے یا انتہا۔اگر ابتداء مراد ہو تو کوئی بحث نہیں ہے۔مگر راجح یہ ہے کہ انتہاء مراد ہے کہ موضع سجدہ اور سترہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہونا چاہئے۔امام مالکؒ فرماتے ہیں مُصلّی (موضع صلوۃ) اور سترہ کے درمیان ممر الشاۃ (ایک بکری کے گزرے) کا فاصلہ ہونا چاہئے اور جب سجدے میں جائے تو سجدے کے وقت پیچھے ہٹ جائے۔

لفظ مُصلّی میں مالکیہ اور جمہورؒ کے درمیان اختلاف:......

مالکیہؒ:...... مُصلّی کو اسم فاعل کے وزن پر پڑھتے ہیں۔

جمہورؒ:...... مُصلّی اسم ظرف پڑھتے ہیں جمہورؒ کے نزدیک چونکہ یہ اسم ظرف ہے اس لئے روایت الباب سے معلوم ہوا کہ جتنی دور کے اندر مُصلّی سجدہ کرتا ہے اس کو چھوڑ دے اور اس کے بعد ایک ممر الشاۃ کا فاصلہ ہونا چاہئے اور مالکیہؒ کے نزدیک نمازی اور سترہ کے درمیان ممر الشاۃ کا فاصلہ ہونا چاہئے اب سجدہ کیسے کرے تو مالکیہ فرماتے ہیں کہ سجدے کے وقت پیچھے ہٹ جائے جیسے آپ ﷺ منبر سے نیچے اترتے تھے،سجدہ کرنے کے لئے۔

(۴۷۰)حدثنا عَمر و بن زُرارہ قال نا عبد العزیز بن ابی حازم عن ابیه عن سهل بن سعدؓ
ہم سے عمرو بن زُرارہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے اپنے والد کے واسطہ سے بیان کیا وہ حضرت سہل بن سعدؓ سے
قال کان بین مُصَلّٰی رسول الله ﷺ وبین الجدار مَمَرَّ الشاة (انظر۷۳۳۴)
انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سجدہ کرنے کی جگہ اور دیوار کے درمیان ایک بکری کے گزرنے کا فاصلہ تھا۔

مطابقته للترجمة ظاهرة .

---

[1] (عمدۃ القاری ص۲۷۹ ج۴)

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

(۴۷۱)حدثنا المکی بن ابراهیم قال نا یزید بن ابی عبید عن سَلَمَةؓ
ہم سے مکی بن ابراھیم نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یزید بن ابی عبید نے حضرت سلمہؓ کے واسطہ سے بیان کیا
قال کان جدارالمسجد عند المنبر ماکادت الشاة تجوزها
انہوں نے فرمایا کہ مسجد والی دیوار اورمنبر کے درمیان بکری گزر سکنے کافاصلہ تھا

مطابقته للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں تین راوی ہیں۔امام مسلمؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ثلاثیات بخاریؒ میں سے دوسری حدیث ہے۔

جدارا لمسجد :...... مسجد سے مراد مسجد نبوی ﷺ ہے۔

(۳۳۳)

﴿باب الصلوٰة الی الحَربة﴾

چھوٹے نیزہ (حربہ) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا

ترجمة الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ نے دو باب باندھے ہیں ایک "صلوة الی الحربة" اور دوسرا "صلوة الی العنزة" شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب کی رائے یہ ہے کہ بعض اقوام ہتھیاروں کی پرستش کرتے تھے اس لئے اس سے شبہ ہوتا تھا کہ ہتھیاروں کا سترہ بنانا اور اُن کی طرف

منہ کر کے نماز پڑھنا شاید جائز نہ ہو۔جیسا کہ احناف ؒ کے نزدیک آگ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ممنوع ہے تو امام بخاریؒ نے یہ باب باندھ کر اس کا جواز ثابت فرمادیا مطلب اور خلاصہ یہ ہے کہ ہتھیار سترہ بن سکتے ہیں۔

حَربَة :...... چھوٹا نیزہ جس کے آگے پھل لگا ہوتا ہے اس کو برچھی بھی کہتے ہیں۔

(۴۷۲)حدثنا مسدد قال نا یحییٰ عن عبیداللہ قال اخبرنی نافع عن عبداللہ بن عمرؓ
ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ نے عبیداللہ کے واسطہ سے بیان کیا کہا مجھے نافع نے عبداللہ بن عمرؓ کے واسطہ سے خبردی
ان النبی ﷺ کان یُرکَزُ له الحَربةُ فیصلی الیها (راجع ۴۹۴)
کہ نبی کریم ﷺ کے لئے حَربہ گاڑ دیا جاتا تھا اور آپ ﷺ اس کی طرف رخ انور کر کے نماز ادا فرماتے تھے

مطابقته للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی تشریح یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لے حربہ یعنی چھوٹا نیزہ گاڑ دیا جاتا تھا اور آپ ﷺ اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرماتے تھے۔

(۱)عکارہ (۲)عصا(۳)عنزہ (۴)حربہ (۵)رُمح میں فرق:......

عصا بمعنی لاٹھی جس کے آگے نوک نہ ہو اور پیچھے پھل نہ ہو۔اگر چھوٹی لاٹھی ہو اور پیچھے پھل لگا ہو تو **عنزہ** ۔بڑی لاٹھی ہو اور نیچے پھل ہو تو **عکارہ**۔اور اگر چھوٹی لاٹھی ہو اوپر پھل لگا ہو تو **حربہ** اور اگر بڑی لاٹھی ہو اور اوپر پھل لگا ہو تو **رُمح** کہلاتی ہے۔جو پھل نیچے لگتا ہے اسے **زج** اور جو اوپر لگتا ہے اسے **نصل** کہتے ہیں۔

(۳۳۴)

﴿باب الصلوٰۃ الی العَنزَۃ﴾

عنزہ (وہ لاٹھی جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا ہو) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض :...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ عنزہ مرکوزہ کی طرف رخ کر کے نماز کے جواز کو بیان فرمارہے ہیں۔

عنزہ :...... چھوٹی لاٹھی جس کے نیچے پھل لگا ہوا ہو۔

(۴۷۳) حدثنا ادم قال نا شعبة قال نا عون بن ابی جحیفة

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عون بن ابی جحیفہ نے بیان کیا

قال سمعت ابی قال خرج الینا النبی ﷺ بالھاجرة فاُتِیَ بِوَضوٓء

کہا کہ میں نے اپنے والدؓ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دوپہر کے وقت باہر تشریف لائے آپ کی خدمت میں وضو کا پانی پیش کیا گیا

فتوضأ فصلی بنا الظھرَ والعصرَ

جس سے آپ ﷺ نے وضو کیا پھر ہمیں آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور عصر کی بھی

وبین یدیه عَنزَة والمرأة والحمار یمران من ورآئھا (راجع۱۸۷)

آپ ﷺ کے سامنے عنزہ گاڑ دیا گیا تھا اور عورتیں اور گدھے اس کے آگے سے گزر رہے تھے

مطابقته للترجمة ظاهرة .

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
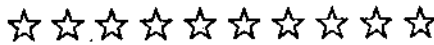
(۴۷۴)حدثنا محمد بن حاتم بن بزیع قال نا شاذانُ عن شعبة عن عطآء بن ابی میمونة
ہم سے محمد بن حاتم بن بزیع نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شاذان نے شعبہ کے واسطے سے بیان کیا وہ عطاء بن ابی میمونہ سے
قال سمعت انس بن مالکؓ قال کان النبی ﷺ اذا خرج لحاجته
کہا کہ میں نے انس بن مالکؓ سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رفع حاجت کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو میں
تبعته انا وغلام و معنا عُکَّازَةٌ اوعصاً اوعَنَزَةٌ ومعنا اِدَاوَة
اور ایک لڑکا آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے جاتے تھے ہمارے ساتھ عکازہ یالاٹھی یاعنزہ ہوتا تھااور ہمارے ساتھ ایک برتن بھی ہوتا تھا
فاذا فرغ من حاجته ناولناه الاداوة (راجع ۱۵۰)
جب آنحضرت ﷺ اپنی حاجت سے فارغ ہوجاتے تو ہم آپ ﷺ کو وہ برتن دیتے تھے

مطابقته للترجمة ظاهرة .

﴿تحقیق وتشریح﴾

سوال : ...... **ومعنا عکازة اوعصاً اوعنزه** میں ''او'' تشکیک کے لئے ہے اور جب شک ہوگیا تو پھر ترجمہ کیسے ثابت ہوا؟

جواب (۱): ...... یہ ہے کہ ان اشیاء کی طرف رخ انور فرما کر کے نماز ادافرماتے تھے جب ہی تو ان شیاء کے درمیان شبہ ہوا، **فثبت المطلوب .**

جواب (۲): ...... شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ''او'' تنویع کے لئے ہے کہ کبھی اس کی طرف، کبھی اس کی طرف، تو اب کوئی اشکال نہیں۔

عکازہ: ...... وہ ڈنڈا جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا ہو۔ **عصا :** ...... کا معنی ہے لاٹھی۔

عنزہ : ...... چھوٹی لاٹھی ہو اور پیچھے پھل لگا ہوا ہو۔ **اِداوۃ :** ...... کا معنی ہے برتن۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ سترہ سے مکۃ المکرمۃ بھی مستثنیٰ نہیں، مکۃ المکرمۃ میں بھی نمازی کے لئے سترہ کا ہونا مستحب ہے جیسے غیر مکی کے لئے مستحب ہے۔

مکہ :...... ترجمۃ الباب میں اس مکہ سے کیا مراد ہے؟ اس میں دو احتمال ہیں اگر تو مراد غیرِ بیت اللہ ہے تو پھر سترہ کے حق میں مکہ اور غیر مکہ برابر ہے اور اگر بیت اللہ مراد ہے تو پھر فرق ہے کہ طواف کرنے والوں کے لئے جائز ہے کہ نمازی کے آگے سے گزریں۔

سوال :...... مکۃ المکرمۃ میں نمازی کے لئے سترہ ہے یا نہیں؟

جواب :...... اس بارے میں اختلاف ہے اور تین مذاہب ہیں۔

مذہب (۱) :...... حنابلہؒ کے نزدیک مکہ میں بغیر سترہ کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ جیسا کہ عبد الرزاقؒ نے اپنے مصنف میں باب باندھا ہے۔

مذہب (۲) :...... بعض علماءؒ کی رائے یہ ہے کہ حدیث پاک کے مطابق بیت اللہ کا طواف بھی نماز ہے لہٰذا طائفین کی جماعت ایسی ہے جیسے نماز کی جماعت اس لئے بیت اللہ کے سامنے نماز پڑھنے والوں کے آگے سے طواف کرنے

والوں کا گزرنا جائز ہے۔

مذھب (۳) :...... احنافؒ کے نزدیک تفصیل ہے کہ وہ مسجد صغیر وکبیر کا فرق کرتے ہیں۔ مسجد کبیر میں سترہ کی ضرورت نہیں اور مسجد صغیر میں سترہ کی ضرورت ہے اور مسجد کبیر کی مثال میں یہ حضرات مسجد مکۃ المکرمۃ، مسجد مدینۃ المنورہ اور مسجد بیت المقدس پیش کرتے ہیں اور ہر وہ شخص جو مکان واسع (کھلی جگہ) میں نماز پڑھ رہا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ سترہ کے سامنے نماز پڑھے خواہ مکہ میں ہو یا غیر مکہ میں، ہاں اگر مسجد حرام (جو مسجد کبیر کا حکم رکھتی ہے) میں نماز پڑھ رہا ہو تو سترہ کی ضرورت نہیں لیکن مسجد حرام کا حکم اس سے منفرد ہے کہ مسجد حرام میں طائفین کے لئے مرور بین یدی المصلی جائز ہے۔

(۴۷۵)حدثنا سلیمان بن حرب قال نا شعبة عن الحَكَم عن ابی جحیفةؓ
ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے حکم کے واسطہ سے بیان کیا وہ ابوجحیفہؓ سے
قال خرج علینا رسول الله ﷺ بالهاجرة فصلّٰی بالبطحآء الظهر والعصر ركعتین
انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس دوپہر کے وقت تشریف لائے اور آپ ﷺ نے بطحاء میں ظہر اور عصر کی دو دو رکعتیں پڑھیں
ونُصِبَ بین یدیه عنزة وتوضأ فجعل الناس یَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضوئهٖ (راجع۱۸۷)
آپ ﷺ کے سامنے عنزہ گاڑ دیا گیا تھا اور جب آپ ﷺ نے وضوء کیا تو لوگ آپ ﷺ کے وضوء کے پانی کو اپنے بدن پر لگانے لگے

مطابقته للترجمة فی قوله "فصلی بالبطحاء" لانها فی مکة .

یتمسحون بوضوئه :...... واؤ کے فتح کے ساتھ ہے لوگ آپ ﷺ کے وضوء کے پانی کو اپنے بدن پر لگانے لگے۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمة الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ جیسے اور چیزوں کو سترہ بنایا جاسکتا ہے ایسے ہی ستون کو بھی سترہ بنایا جاسکتا ہے مسجد کے اندر ستون کو اس لئے سترہ بنانے کا حکم ہے تاکہ گزرنے والوں کو آسانی ہو۔

وقال عمرؓ المصلون احق بالسواری من المتحدثین الیها ورأیٰ ابن عمرؓ رجلا
حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والے ستونوں کے ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں جو اس پر ٹیک لگا کر باتیں کریں ابن عمرؓ نے
یصلی بین اُسطوانتین فادناه الی ساریة فقال صلِّ الیها
ایک شخص کو دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھتے دیکھا تو اسے ایک ستون کے قریب کر دیا اور فرمایا کہ اس کو سامنے کر کے نماز پڑھو

وقال عمرؓ المصلون :...... عمرؓ کے اثر کا مطلب یہ ہے کہ آپؓ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والے ستونوں کے ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں جو ان پر ٹیک لگا کر باتیں کریں۔ اثر کی ترجمة الباب سے مطابقت ظاہر ہے اس لئے کہ سواری سے مراد ستون ہیں اور سواری، ساریہ کی جمع ہے اور ساریہ کا معنی ہے ستون۔

بخاری کی اس تعلیق کو ابوبکر ابن ابی شیبہؒ نے حمدان کے طریق سے موصولاً بیان فرمایا ہے۔ نمازی اور باتیں کرنے والے دونوں کو ستون کی ضرورت ہے باتیں کرنے والے تو اس سے ٹیک لگانے کے محتاج ہیں اور نمازی اس کو

سترہ بنانے کے ضرورت مند ہیں نمازی عبادت میں مصروف ہونے کی وجہ سے زیادہ حقدار ہیں۔

رأی عمر رجلا:...... اس کی بھی ترجمۃ الباب سے مطابقت ظاہر ہے۔ **فادناہ الی ساریۃ** ترجمہ کے مطابق وموافق ہے۔

بین اسطوانتین:...... دوستونوں کے درمیان منفرد کے لئے نماز جائز ہے اور امام کے لئے ناجائز ہے یہی حکم محراب اور دروازے کا ہے اور مقتدیوں کے لئے اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ انقطاع صفوف لازم آتا ہے۔ امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت ھمام ابن تمام نے نقل کی ہے کہ اگر دو آدمی ہوں تو کراہت ہے اور اگر تین آدمی ہوں تو ہر ایک متصل صف ہوگی اور نیل الاوطار میں عن ابی حنیفہؒ یہی روایت علامہ شوکانیؒ نے نقل کی ہے[1]

(۴۷۶) حدثنا المکی بن ابراهیم قال نا یزید بن ابی عبید قال کنت اتی مع سلمۃ بن الاکوع
ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا کہا کہ میں سلمہ بن اکوع کے ساتھ (مسجد نبوی) حاضر ہوا کرتا تھا
فیصلی عندالاسطوانۃ التی عند المصحف فقلت یاابا مسلم اراک
سلمہؓ ہمیشہ اس ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے تھے جو مصحف کے پاس تھا میں نے ان سے کہا کہ اے ابو مسلم میں دیکھتا ہوں
تتحری الصلوٰۃ عندھذہ الاسطوانۃ قال فانی رأیت النبی ﷺ یتحری الصلوٰۃ عندھا
کہ آپ ہمیشہ اسی ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے ہیں انہوں نے اس پر فرمایا کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو خاص طور سے اسی ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے دیکھا تھا

مطابقتہ للترجمۃ فی قولہ فیصلی عندالاسطوانۃ وقولہ یتحری الصلوٰۃ عندھا . امام مسلمؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی کتاب الصلوۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

فیصلی عندالاسطوانۃ التی عندالمصحف:...... **اسطوانہ مُصحف** یہ ایک اصطلاح ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں قرآن پاک کے چند نسخے لکھوائے اور مسجد نبوی ﷺ کے ایک ستون کے پاس رکھوا دیئے تاکہ نماز پڑھنے والوں میں سے جس کا جی چاہے ان میں سے دیکھ کر

[1] (بیاض صدیقی ص۱۸ ج۲)

پڑھ لے تو اس ستون کو اسطوانۃ المصحف کہتے ہیں۔

(۴۷۷)حدثنا قبیصة قال حدث نا سفیٰن عن عمرو بن عامرعن انس بن مالکؓ
ہم سے قبیصہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے سفیان نے عمرو بن عامر کے واسطہ سے بیان کیا وہ انس بن مالکؓ سے
قال لقد ادرکتُ کِبارَ اصحاب النبی ﷺ یبتدرون السوارِیَ عند المغرب
انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے کبار اصحابؓ کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت ستونوں کے سامنے جلدی سے پہنچ جاتے تھے
وزاد شعبة عن عمروؒ عن انسؓ حتی یخرج النبی ﷺ (انظر ۶۲۵)
شعبہ نے عمرو سے وہ انہوں نے انسؓ سے یہ زیادتی بیان کی ہے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لاتے

مطابقة للترجمة ظاهرة.

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔امام نسائیؒ نے بھی نسائی کے اندر اسی باب میں اس کی تخریج فرمائی ہے یبتدرون السواری عند المغرب ،یعنی مغرب کی اذان کے وقت ستونوں کے سامنے جلدی سے پہنچ جاتے تھے مغرب کی اذان اور نماز کے درمیان ہلکی مختصر دو رکعتیں ابتدائے اسلام میں پڑھ لی جاتی تھیں لیکن پھر اس پر عمل کو ترک کر دیا گیا کیونکہ شریعت کو مغرب کی اذان اور نماز میں زیادہ سے زیادہ اتصال مطلوب ہے۔

اختلاف :......

شوافعؒ:...... کے نزدیک اب بھی یہ دو رکعتیں مستحب ہیں۔

مالکیہؒ:...... کے نزدیک مباح ہیں جب کہ **عندالاحنافؒ** :...... مکروہ ہیں لیکن نفسِ جواز ہے۔

(۳۳۷)

﴿باب الصلوٰۃ بین السواری فی غیر جماعۃ﴾

دوستونوں کے درمیان نماز ادا کرنا جب کہ تنہا پڑھ رہا ہو

ترجمة الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ دوستونوں کے درمیان تنہا بدون الجماعۃ نماز پڑھنے کے جواز کو بیان فرمارہے ہیں۔ غیر جماعۃ کی قید لگا کر امام بخاریؒ نے یہ بتلادیا کہ تنہا بدون الجماعۃ نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جماعت کے ساتھ دوستونوں کے درمیان نماز نہیں پڑھ سکتے۔

اختلاف :...... صلوٰۃ بین السواری کے بارے میں حضرات ائمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مذہب مالکیہ :...... امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مطلقاً مکروہ ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ بھی مکروہ کہتے ہیں[۱]

مذہب حنابلہ :...... امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ بین السواری امام کے لئے جائز ہے اور مقتدیوں کے لئے مکروہ ہے، ہاں اگر صف کے اندر کھڑے ہونے میں تنگی ہو تو جائز ہے۔

مذہب شافعیہؒ :...... امام شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے۔

مذہب حنفیہ :...... احناف کے نزدیک امام کے لئے تو مکروہ ہے اور منفرد اور جماعت (تین آدمی امام کے پیچھے سواری کے درمیان ایک صف میں ہوں) کے لئے جائز ہے۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۲۸۶ ج ۴)

مذہبِ امام بخاریؒ :...... امام بخاریؒ نے غیر جماعۃ کی قید لگائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک کوئی منفرداً نماز پڑھے تو جائز ہے اور جماعت کی صورت میں دوستونوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

(۴۷۸)حدثنا موسٰی بن اسمٰعیل قال نا جویریة عن نافع عن ابن عمرؓ
ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا کہ ہم سے جویریہ نے نافع کے واسطے سے بیان کیا وہ ابن عمرؓ سے
قال دخل النبی ﷺ البیتَ واسامةُ بنُ زید وعثمانُ بنُ طلحة وبلالٌ
کہ نبی کریم ﷺ بیت اللہ کے اندر تشریف لے گئے اسامہ بن زیدؓ، عثمان بن طلحہؓ اور بلالؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے
فاطال ثم خرج وکنت اول الناس دخل علی اَثَرِه فسألت بلالا
آپ ﷺ دیر تک اندر رہے پھر باہر تشریف لائے اور میں وہ پہلا شخص تھا جو آپ ﷺ کے بعد داخل ہوا میں نے بلالؓ سے پوچھا
این صلی فقال بین العمودَ ین المُقدَّمین (راجع ۳۹۷)
کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے کہاں نماز ادا فرمائی تھی انہوں نے بتایا کہ پہلے دوستونوں کے درمیان

مطابقته للترجمة فی قوله فسألت بلالا الخ .

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ امام بخاریؒ اس حدیث کو **باب الابواب والغلق للکعبة والمساجد** میں بھی لائے ہیں جو گزر چکی ہیں۔

(۴۷۹)حدثنا عبداللهِ بنُ یوسف قال انامالک بن انس عن نافع عن عبدالله بن عمرؓ
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہمیں مالک بن انس نے خبر دی نافع کے واسطہ سے وہ عبداللہ بن عمرؓ سے
ان رسول الله ﷺ دخل الکعبةو اسامةُ بن زید وبلال وعثمانُ بن طلحه الحجبی فاغلقها علیه
کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور اسامہ بن زیدؓ، بلالؓ اور عثمان بن طلحہ حجبی بھی پھر دروازہ بند کر دیا
ومکث فیها فسألت بلالا حین خرج ماصنع النبی ﷺ قال
اور اس میں ٹھہرے رہے جب بلالؓ باہر تشریف لائے تو میں نے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے اندر کیا کیا تھا انہوں نے کہا

جعل عمودا عن يساره وعمودا عن يمينه وثلثة اعمدة ورآء ه وكان البيت يومئذ على ستة اعمدة
کہ آپ ﷺ نے ایک ستون کو تو بائیں طرف چھوڑا اور ایک کو دائیں طرف اور تین کو پیچھے اور اس زمانہ میں بیت اللہ کے چھ ستون تھے
ثم صلّى وقال لنا اسمٰعيل حدثني مالك فقال عمودين عن يمينه (راجع ۳۹۷)
پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور ہم سے اسمٰعیل نے کہا کہ مجھ سے مالک نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ دائیں طرف آپ ﷺ نے دو ستون چھوڑے تھے

مطابقته للترجمة في قوله فجعل عمودا الخ.

ستة اعمدة :...... بیت الله کے ستونوں کی تعداد :...... آپ ﷺ کے زمانہ میں چھ تھی جیسا کہ حدیث پاک سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۳۳۸)

﴿باب﴾
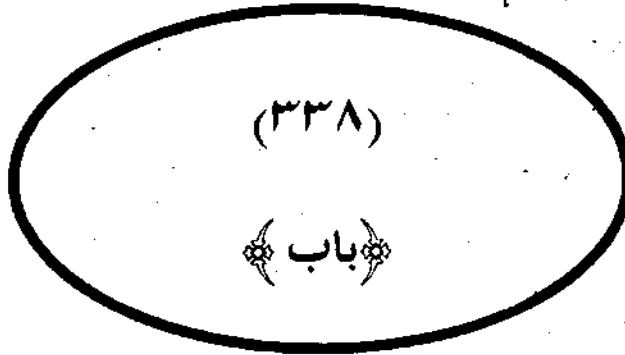
یہ باب پہلے باب کے لئے بمنزل فصل کے ہے، اور پہلے باب کا تتمہ ہے۔ پہلے باب میں جیسے صلوٰۃ بین العمودین ثابت فرمایا اس باب سے صلوٰۃ بین السواری کا اثبات بطریق التزام کے فرمایا ہے یہ علامہ عینیؒ کی رائے تھی۔ حافظ ابن حجرؒ کی رائے یہ ہے کہ پہلے باب میں حضور ﷺ کے قیام فی الکعبہ کو باعتبار عمود کے بتلایا تھا اور اس باب میں قیام باعتبارِ مسافت کو بیان فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ کا کعبہ کی دیوار سے کتنا بُعد تھا یعنی آپ ﷺ نے دیوار کعبہ سے کتنی دور کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی تھی۔

(۴۸۰)حدثنا ابراهيم بنُ المُنذِرِ قال نا ابوضُمرة قال نا موسى بن عقبةَ عن نافع
ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابوضمرہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا نافع کے واسطہ سے

ان عبداللّٰہؓ کان اذا دخل الکعبۃَ مشٰی قِبَل وجھہ حین یدخلُ وجعل الباب قِبَل ظَھرہ

کہ عبداللہ بن عمرؓ جب بیت اللہ میں داخل ہوتے تو چند قدم آگے کی طرف بڑھتے اور دروازہ پشت کی طرف ہوتا

فمشٰی حتی یکون بینہ وبین الجدار الذی قِبَل وجھہ قریبا من ثلٰثۃ اَذْرُعٍ صلّٰی

اور آپؓ آگے بڑھتے جب ان کے اور ان کے سامنے کی دیوار کا فاصلہ تقریباً تین ہاتھ رہ جاتا تو نماز ادا فرماتے

یتوخّٰی المکان الذی اخبرہ بہ بلال ان النبی ﷺ صلّٰی فیہ

اس طرح آپؓ اس جگہ نماز پڑھنا چاہتے تھے جس کے متعلق حضرت بلالؓ نے آپ کو بتایا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے یہیں نماز پڑھی تھی

قال ولیس علٰی اِحدنا بأسٌ ان صلی فی ای نواحی البیت شآء (راجع۳۹۷)

آپؓ فرماتے تھے کہ بیت اللہ میں جس جگہ بھی ہم چاہیں نماز ادا کر سکتے ہیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے

مطابقۃ ھٰذا الحدیث للترجمۃ بطریق الاستلزام وھو ان الموضع المذکور من کونہ مقابلا للباب قریبا من الجدار یستلزم کون صلاتہ بین الساریتین[1]

﴿تحقیق وتشریح﴾

قریبا من ثلاثۃ اذرع :...... ان کے اور ان کے سامنے کی دیوار کا فاصلہ تقریباً تین ہاتھ رہ جاتا۔

سوال :...... ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے مصلّٰے اور دیوار کے درمیان ممر الشاۃ (بکری کے گزرنے جتنا راستہ) کا فاصلہ تھا، تو بظاہر دونوں روایتوں میں تعارض ہے[2]

جواب (۱) :...... ثلثۃ اذرع (تین ہاتھ) کا فاصلہ داخل کعبہ کا واقعہ ہے اور ممر الشاۃ والا واقعہ خارج کعبہ کا ہے لہٰذا کوئی تعارض نہیں اگر خارج کعبہ کے بارے میں بھی کوئی ثلثۃ اذرع کے فاصلہ کی روایت ہو تو تطبیق یہ ہے کہ ثلثۃ اذرع حالت انفراد پر محمول ہوگی اور ممر الشاۃ والی روایت حالت جماعت پر محمول ہوگی۔

جواب (۲) :...... حالت افراد اور حالتِ جماعت کے اعتبار سے فرق ہے آنحضرت ﷺ جب منفرد ہوتے تو ثلثۃ اذرع کا فاصلہ ہوتا اور جب صحابہ کرامؓ جماعت کے ساتھ ہوتے تو ممر الشاۃ کا فاصلہ ہوتا۔

[1] (عمدۃ القاری ص ۲۸۵ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۲۸۶ ج ۴)

﴿تحقیق وتشریح﴾

ترجمۃ الباب کی غرض :...... یہ ہے اس باب سے امام بخاریؒ حیوان وغیرہ کے سترہ بنانے کے جواز کو بیان فرما رہے ہیں یعنی تعمیم بیان کرنا مقصود ہے کہ ان سب چیزوں کو سترہ بنایا جا سکتا ہے ایسے ہی اور چیزوں کو بھی۔

حیوان کو سترہ بنانے کے بارے میں اختلاف :...... حضرات ائمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف ہے کہ حیوان کو سترہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس بارے میں چند مذاہب ہیں۔

مذہبِ مالکیہؒ وشوافعؒ :...... امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے کہ حیوان کو سترہ بنانا مکروہ ہے اس لئے کہ مقصود گزرنے والوں کی سہولت ہے تو اس جانور کا کیا اعتبار جب چاہے اٹھ کر چلا جائے۔

مذہبِ جمہورؒ :...... یہ ہے کہ حیوان کا سترہ بنانا جائز ہے حضرت امام بخاریؒ یہ باب لا کر جمہورؒ کی تائید فرما رہے ہیں۔ جب کہ شوافع اور مالکیہ پر رد کرنا مقصود ہے۔

سوال :...... ترجمۃ الباب میں تو چار چیزوں کا ذکر ہے اور روایت الباب میں صرف راحلہ اور رحل کا تذکرہ ہے

تو روایت الباب ترجمۃ الباب کے مطابق نہ ہوئی۔

جواب :...... امام بخاریؒ کا اصل مقصد حیوان کے سترہ بنانے کے جواز کو بیان کرنا تھا اور رحل لکڑی کی ہوتی ہے اس لئے اس سے شجر کا استنباط فرمالیا اور رحل کو روایت میں ہونے کی وجہ سے ترجمہ میں ذکر فرمادیا اور شجر کو استنباطاً ذکر فرمادیا۔ حاصل یہ ہے کہ راحلہ تو روایت سے ثابت ہے اور اس سے مراد بعیر ناقہ ہے اسی طرح شجر کو رحل پر قیاس کرلیا جائے گا کیونکہ دونوں لکڑی کے ہیں۔

(۴۸۱)حدثنا محمد بن ابی بکر المُقدمی البصری قال نا معتمرُ بن سلیمان عن عبیداللہ بن عمر
ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی بصری نے بیان کیا کہا کہ ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا عبیداللہ بن عمر کے واسطہ سے
عن نافع عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ انه کان یُعَرِّض راحلَته
وہ نافع سے وہ ابن عمرؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے کہ آپ ﷺ اپنی سواری کو سامنے کرکے عرض میں کرلیتے تھے
فیصلی الیها قلت افرأیت اذا هبَّتِ الرکاب
اور اس کی طرف رخ انور کرکے نماز ادا فرماتے تھے عبیداللہ بن عمرؓ نے نافع سے پوچھا کہ جب سواری اچھلنے کودنے لگتی تو اس کے متعلق آپؐ کا کیا خیال ہے
قال کان یاخذ الرَّحلَ فیُعَدِّلُه فیصلی الیٰ اٰخِرَتِهٖ او قال مُؤخِّرہ و کان ابن عمرؓ یفعله
نافع نے جواب دیا کہ اس وقت کجاوے کو اپنے سامنے کرلیتے تھے اور اس کے آخری حصے کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے ابن عمرؓ بھی اسی طرح کرتے تھے

مطابقته للترجمة یعرض راحلته فیصلی الیها وفی قوله کان یا خذ الرحل الخ .(راجع ۴۳۰)

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔ امام مسلمؒ نے کتاب الصلوۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

راحلہ:...... بمعنی سواری اور رحل بمعنی کجاوا۔

﴿تحقیق و تشریح﴾

لفظ سریر کبھی فرش پر کبھی فروش پر اور کبھی اصل سریر پر بولا جاتا ہے[۱] علامہ عینیؒ اور علامہ کرمانیؒ کی رائے یہ ہے کہ ''الیٰ'' ''علیٰ'' کے معنی میں ہے مطلب یہ ہے کہ سریر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا[۲] حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ الصلوٰۃ الی السریر کا مطلب یہ ہے کہ سریر کو سترہ بنالے یہی مطلب زیادہ واضح ہے اس لئے کہ اگر الیٰ کو علیٰ کے معنی میں لیا جائے تو پھر اس باب کا سترہ کے بابوں سے تعلق نہیں رہے گا بلکہ وہاں ہوگا جہاں صلوٰۃ علی السطح کو امام بخاریؒ نے بیان فرمایا ہے۔

(۴۸۲) حدثنا عثمان ابن ابی شیبہ قال نا جریر عن منصور عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ رضؓ
ہم سے عثمان بن ابی شیبہؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے جریرؒ نے بیان کیا منصورؒ کے واسطہ سے وہ ابراھیمؒ سے وہ اسودؒ سے وہ عائشہؓ سے
قالت أعَدَ لتمونا بالکَلْب والحمار لقد رأیتنی مضطجعة علی السریر فیجیء النبی صلی اللہ علیہ وسلم
آپ نے فرمایا تم لوگوں نے ہم عورتوں کو کتوں اور گدھوں کے برابر بنادیا حالانکہ میں چارپائی پر لیٹی ہوئی تھی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے

[۱] (بیاض صدیقی ص ۱۹ ج ۲) [۲] (عمدۃ القاری ص ۲۸۷ ج ۴)

فیتوسَّط	السریر	فیصلی	فاکرہ	ان	اَسنحهُ
چارپائی کو اپنے سامنے کرلیا پھرنماز ادافرمائی مجھے اچھا نہیں لگا کہ میں سامنے آجاؤں					
فانسل من قبل رجلی السریر حتی انسَلَّ من لحافی (راجع ۳۸۲)					
اس لئے میں چارپائی کے پایوں کی طرف سے کھسک کراپنے لحاف سے باہر آگئی					

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔اورامام بخاریؒ پانچ بابوں کے بعدعمروبن حفصؒ سے اس حدیث کو دوبارہ لائے ہیں اورامام مسلمؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

اعتدلتمونابالکلب والحمار :...... کیاتم لوگوں نے ہم عورتوں کوکتوں اورگدھوں کے برابر بنادیا۔ ہمزہ استفہام انکاری ہے عرب میں چارپائی کھجورکی پتلی شاخوں اوررسی سے بنتے تھے یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ چارپائی کوبطورسترہ کے استعمال کرتے تھے حضرت عائشہؓ چارپائی پرلیٹی ہوئی تھیں اورآپ ﷺ نے ان کے لیٹے رہنے میں کوئی حرج محسوس نہیں فرمایا۔خودحضرت عائشہؓ فرماتی ہیں مجھے اچھانہیں معلوم ہواکہ میراجسم سامنے آجائے اس لئے میں چارپائی کے پایوں کی طرف سے آہستہ سے نکل کراپنے لحاف سے باہرآگئی۔

فیتوسط السریر فیصلی :...... علامہ عینیؒ فرماتے ہیں **الی السریر** میں **الیٰ** بمعنی **علیٰ** ہے حدیث کے الفاظ **فیتوسط السریر فیصلی** اس بات پردال ہے کہ **یصلی علی السریر** ہےاوربعض نسخوں میں **باب الصلوٰۃ علی السریر** آیاہےاورحروف جارہ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے رہتے ہیں لہٰذا یہاں بھی **الیٰ** بمعنیٰ **علیٰ** ہے علامہ ابن حجرؒ کی رائے یہ ہے کہ حضور ﷺ سریر سے نیچے نماز پڑھتے تھے اوردرمیان سریرکوسترہ بناتے تھےامام بخاریؒ کی تبویب **باب الصلوٰۃ الی السریر** بظاہراس کی تائیدکرتا ہے **ابواب السترہ** میں بھی اس کاذکرکرنااس بات کی تائید ہے کہ سریرکوسترہ بنایاسریرپرنمازنہیں پڑھی بظاہر یہی راجح ہے[۱]

مسئلہ :......نمازی کے آگے سے اگرعورت گزرجائے تونمازنہیں ٹوٹتی اس لئے کہ حضرت عائشہؓ کاچارپائی کے

۱؎ تقریربخاری ص۷۹،۱۸۸ج۲حاشیہ۲)

پایوں کی طرف سے آہستہ سے نکل کر اپنے لحاف سے باہر آ جانا مرور (گزرنا) ہی تو ہے اس سے آپ ﷺ کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑا((اعدلتمونا)) سے حضرت عائشہؓ تقطع الصلوٰۃ المرأۃ والکلب والحمار والی روایت کا جواب ارشاد فرما رہی ہیں کہ میں آنحضرتؐ کے سامنے لیٹی ہوئی تھی آنحضرت ﷺ نماز ادا فرماتے تھے۔عزیز طلباء یاد رکھئے تقطع الصلوٰۃ کا مطلب ومفہوما، تقطع خشوع الصلوٰۃ ہے۔غلام جیلانی برق نے تقطع الصلوٰۃ والی روایت پر طنز کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کیا عورت اور گدھی نماز توڑتی ہے حدیث میں آتا ہے تقطع الصلوٰۃ والمرأۃ والحمار والکلب اس سے معلوم ہوا کہ عورت اور گدھی اور کتا نماز کو توڑ دیتے ہیں لیکن اگر عائشہؓ ہو تو پھر نہیں توڑتی اور اگر ابن عباسؓ کی گدھی ہو تو پھر نماز نہیں توڑتی ۔ اس پر ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے۔غلام جیلانی برق نے دو اسلام میں احادیث کے درمیان تعارض ڈال کر احادیث کا انکار کرنے کی ناکام کوشش کی ہے غلام جیلانی برق کا اعتراض جہالت پر مبنی ہے اس لئے کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ خشوع صلوٰۃ کو توڑتی ہے نماز کو نہیں توڑتی۔[1]

(۳۴۱)

﴿باب لیرد المصلی من مر بین یدیه﴾

نماز پڑھنے والا اپنے سامنے سے گزرنے والے کو روک دے

﴿تحقیق وتشریح﴾

امام بخاریؒ نے حدیث کے الفاظ ہی کو ترجمۃ الباب بنایا ہے۔

ترجمة الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ یہ باب باندھ کر فرما رہے ہیں کہ نماز پڑھنے والا اپنے

[1] (عمدۃ القاری ص۲۷۹ ج۴)

سامنے سے گزرنے والے کو روکے۔

حکم دفع المار :...... اب روکنا مباح ہے یا مستحب یا واجب۔اس بارے میں آئمہ کرام کے درمیان اختلاف ہے اور اختلاف کی وجہ ترجمۃ الباب میں آنے والے لفظ "لیرد" ہے کہ لیرد کا امر کیسا ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟

احناف :...... حنفیہ فرماتے ہیں کہ امر اباحت کے لئے ہے۔

آئمہ ثلاثہ :...... کے نزدیک امر استحباب کے لئے ہے۔

ظاھریہ :...... کے نزدیک امر وجوب کے لئے ہے۔

امام بخاریؒ نے اختلاف کی طرف اشارہ فرمانے کے لئے الفاظ حدیث کو ترجمہ قرار دیا۔امام بخاریؒ نے جو روایات ذکر فرمائی ہیں ان کا تقاضا یہ ہے کہ امام بخاریؒ حرمت کے قائل نہیں تو کم از کم استحباب کے قائل تو ہیں۔

خلاصہ :...... یہ ہے کہ **مرور بین یدی المصلی** گناہ ہے آگے امام بخاریؒ نے **اثم المار بین یدی المصلی** کا باب بھی قائم فرمایا ہے۔

روکنے کے طریقے :......

احنافؒ کے نزدیک روکنے کے لئے ایسا طریقہ اپنائے کہ جس میں عمل کثیر نہ ہو روکنا جائز ہے۔

(۱):......اگر جہری نماز پڑھ رہا ہو تو ذرا سی اونچی آواز کرکے گزرنے والے کو روکنے کی کوشش کرے۔

(۲):......اگر سری نماز پڑھ رہا ہے تو ایک آیت زور سے پڑھ دے۔

(۳):......سبحان اللہ کہہ دے۔

(۴):......اگر متوجہ ہو تو اشارہ کردے پھر بھی نہ رکے تو نماز سے فارغ ہو کر اس کو تنبیہ کردے اور اس طریقہ سے روکنا کہ جدال تک نوبت آجائے کہ وہ گزرنا چاہتا ہے اور آپ روکتے ہیں یا اس کو روکنے کے لئے آپ **مشی فی الصلوٰۃ** کا ارتکاب کرلیتے ہیں تو آپ کا گناہ زیادہ ہے اور گزرنے والے کا کم۔اس بات پر تو اتفاق ہے کہ ہتھیار کے ساتھ اور ایسی چیز کے ساتھ جو **مؤدی الی الھلاک** (ہلاکت کی طرف لے جانے والی) ہو روکنا جائز نہیں اور

اگر اس کے علاوہ کسی چیز سے روکا اور گزرنے والا ہلاک ہوگیا تو قصاص نہیں آئے گا[1] **ماربین الیدی المصلی** کے بارے میں روایتوں میں جو شدت معلوم ہوتی ہے کہ اس کو نرم کرنے کے لئے ہم نے یہ تفصیل بیان کی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے گزرنے والے سے لڑائی کے متعلق جو فرمایا ہے اسے احنافؒ مبالغہ پر محمول کرتے ہیں یعنی احنافؒ نماز کی حالت میں گزرنے والے سے مزاحمت کی اجازت نہیں دیتے لیکن شوافعؒ اس کی بھی اجازت دیتے ہیں[2]

فائدہ :...... عزیز طلباء میں نے پہلے آپ کو بتایا تھا کہ قائل اور فاعل کے بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں تو اب معلوم ہوا کہ محل کے لحاظ سے بھی معنی بدل جاتے ہیں۔

ورد ابن عمر فی التشهد وفی الکعبة وقال ان ابیٰ الا ان یقاتله قاتله
حضرت ابن عمرؓ نے کعبہ میں جب کہ آپ تشہد کے لئے بیٹھے ہوئے تھے روک دیا تھا اور اگر وہ لڑائی پر اتر آئے تو اس سے لڑنا بھی چاہئے

مطابقته' للترجمة ظاهرة .

سوال :...... کعبہ کے اندر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے آگے سے گزرنے والے کون تھے؟

جواب :...... عبدالرزاقؒ نے اپنے مصنّف میں اور ابن ابی شیبہؒ نے اپنے مصنّف میں گزرنے والے کا نام عمرو بن دینارؒ بتایا ہے[3]

وفی الکعبة :...... علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں واؤ عاطفہ ہے اور اس کا عطف تقدیری عبارت پر ہے اور وہ اس طرح ہے **رد المار بین یدیه عند کونه فی الصلوٰة وفی غیر الکعبة وفی الکعبة ایضا**[4] اور یہ بھی احتمال ہے کہ ایک ہی حالت میں روکنا مقصود ہو یعنی تشہد کی حالت میں کعبہ کے اندر، تو پھر عبارت مقدر ماننے کی ضرورت نہیں[5]

(۴۸۳)حدثنا ابومعمر قال نا عبد الوارث قال نا یونس عن حُمید بن هِلال
ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبدالوارثؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یونس نے حمید بن ہلالؒ کے واسطہ سے بیان کیا
عن ابی صالح ان ابا سعیدؓ قال قال النبی ﷺ ح وحدثنا ادم بن ابی ایاس
وہ ابوصالحؒ سے کہ ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تحویل اور ہم سے آدم ابی ایاسؒ نے بیان کیا کہا کہ

[1] (عمدۃ القاری ص۲۹۲ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص۲۹۲ ج ۴) [3] (عمدۃ القاری ص۲۸۹ ج ۴) [4] (عمدۃ القاری ص۲۸۹ ج ۴) [5] (عمدۃ القاری ص۲۸۹ ج ۴)

نا سلیمان بن المغیرہ قال نا حُمید بن ھِلال ن العَدَوی قال نا ابو صالح السَمَّانُ
ہم سے سلیمان بن مغیرہؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حمید بن ہلال عدویؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابوصالحؒ سمان نے بیان کیا
قال رأیت اباسعید الخدریؓ فی یوم جُمُعة یصلی الی شئی یستُرہ من الناس
کہا کہ میں نے ابوسعید خدریؓ کو جمعہ کے دن نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ کسی چیز کی طرف رخ کئے ہوئے لوگوں کے لئے اسے سترہ بنائے ہوئے تھے
فاراد شآبٌ من ابی مُعَیط ان یجتاز بین یدیه فدفع ابوسعیدؓ فی صدرہ
ابومعیط کے خاندان کے ایک نوجوان نے چاہا کہ آپ کے سامنے سے ہوکر گزر جائے حضرت ابوسعید خدریؓ نے اس کو باز رکھنا چاہا
فنظر الشاب فلم یجد مساغا الابین یدیه فعاد لیجتاز
نوجوان نے چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن کوئی راستہ سوائے سامنے سے گزرنے کے نہ ملا اس لئے وہ پھر اسی طرف سے نکلنے کے لئے لوٹا
فدفعه ابوسعیدؓ اَشدَّ من الاولی فنال من ابی سعیدؓ
اس دفعہ حضرت ابوسعیدؓ نے پہلے سے بھی زیادہ زور سے روکا اسے حضرت ابوسعیدؓ سے شکایت ہوئی
ثم دخل علی مروان فشکا الیه مالقی من ابی سعیدؓ ودخل ابو سعیدؓ خلفه علی مروان
اوروہ اپنی شکایت مروان کے پاس لے گیا اس کے بعد حضرت ابوسعیدؓ بھی تشریف لے گئے
فقال مالک ولابن اخیک یا ابا سعیدؓ قال سمعت النبی ﷺ
مروان نے کہا اے ابوسعیدؓ آپ میں اور آپ کے بھائی کے بچے میں کیا معاملہ پیش آیا آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے
یقول اذاصلی احدکم الی شئی یسترہ من الناس
آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب کوئی شخص کسی چیز کی طرف رخ کر کے نماز پڑھے اور اس چیز کو سترہ بنارہا ہو
فاراد احد ان یجتازبین یدیه فلیدفعه فان ابی فلیتقاتله فانما هو شیطان (انظر ۳۲۷۴)
پھر بھی اگر کوئی سامنے سے گزرنا چاہے تو اسے روک دے اگر اب بھی اسے انکار ہو تو اس کو سختی سے روک دے کیونکہ وہ شیطان ہے

مطابقته للترجمة ظاهرة .

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں آٹھ راوی ہیں۔آٹھویں روای حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں جن کا نام سعد بن مالکؓ ہے۔
امام بخاریؒ اس حدیث کو صفت ابلیس میں بھی لائے ہیں امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ نے کتاب الصلٰوۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

فاراد شاب من بنی ابی معیط :...... ابومعیط کے خاندان کے ایک جوان نے چاہا کہ آپ کے سامنے سے ہوکر گزر جائے۔

فقال مالک ولا بن اخیک یااباسعیدؓ :...... مروان نے کہا اے ابوسعیدؓ آپ میں اور آپ کے بھائی کے بچے میں کیا معاملہ پیش آیا عرب کے اندر رواج ہے کہ بڑے کو چچا اور چھوٹے کو ابن الاخ کہہ دیتے ہیں ورنہ یہ حضرت ابوسعید خدریؓ کے حقیقی بھتیجے نہیں تھے۔

فان ابٰی فلیقاتله :...... اس جملے کے کئی مطلب ہوسکتے ہیں۔

(۱):......احنافؒ چونکہ جواز الدفع بالقھر کے قائل نہیں اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب نماز کے اندر یہ فعال جائز تھے اور جب قُومُوا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ[۱] آیت شریفہ نازل ہوئی تو یہ سب منسوخ ہوگئے[۱]

(۲):......مالکیہؒ قتال کے معنی کو بددعا پر محمول کرتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے قُتِلَ الْخَرّٰاصُوْنَ[۲]

(۳):......اکثر شراحؒ نے اس کو بعد الصلٰوۃ پر محمول کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے بعد تنبیہ کرے کیونکہ لڑائی عمل کثیر ہے اور عملِ کثیر نماز کے اندر ممنوع ہے[۳]

(۴):......بعض حضراتؒ کی رائے یہ ہے کہ یہ متمرد پر محمول ہے جو کسی حال میں مانتا ہی نہ ہو۔

خلاصه :...... **المنع عندنا الا باحة ،وعند الجمهور مستحب وعند الظاهرية واجب.**

فانما هو شیطان :...... گزرنے والے کو شیطان اس لئے کہا کہ وہ خدا اور بندے کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کررہا ہے جو شیطان کا کام ہے[۵]

---

[۱] (تقریر بخاری ص۱۸۹ ج۲) [۲] (پارہ۲۶ آیت۱۰ سورۃ الذاریت) (عمدۃ القاری ص۲۹۲ ج۴) [۳] (عمدۃ القاری ص۲۹۲ ج۴) [۴] (پارہ۲ سورۃ البقرہ) [۵] (عمدۃ القاری ص۲۹۲ ج۴)

سترہ کے بارے میں چند مسائل:......

(۱):......واجب ہے یا نہیں اس بارے میں اختلاف ہے جواوپر گزرا۔

(۲):......وہ مقدار جہاں سے گزرنا مکروہ ہے کتنی ہے؟

شمس الآئمہ سرخسیؒ،شیخ الاسلامؒ اور قاضیخانؒ : ...... موضعِ سجود تک مراد لیتے ہیں۔

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ : ...... نے تین ہاتھ مراد لئے ہیں۔

(۳):......نمازی کے لئے صحراء میں سترہ مستحب ہے۔

(۴):......سترہ کی مقدار ایک ہاتھ ہونی چاہئے۔

(۵):......انگلی کے برابر موٹا ہونا چاہئے۔

(۶):......سترہ کے قریب کھڑا ہونا چاہئے۔

(۷):......سترہ اس کی دائیں ابرو یا بائیں ابرو کے سامنے ہو۔

(۸):......امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہے۔تفصیل گزر چکی ہے۔

(۹):......سترہ کو گاڑھنا ضروری ہے ڈالنا اور خط کھینچنا کافی نہیں۔

(۱۰):......مغصوبہ چیز کو اگر سترہ بنایا جائے تو ہمارے نزدیک یہ (سترہ) معتبر ہے اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ اس کی نماز بھی باطل کردے گا۔[۱]

۞۞۞۞۞۞

[۱] (عمدۃ القاری ص۲۹۲ ج۴)

(۳۴۲)

﴿باب اثم المآر بین یدی المُصَلّی﴾

مصلی کے سامنے سے گزرنے پر گناہ

ترجمۃ الباب کی غرض :...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتلا رہے ہیں کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا گنہگار رہوگا۔

(۴۸۴)حدثنا عبداللّٰہ بن یوسف قال انامالک عن ابی النضر مولٰی عمر بن عبید اللّٰہ
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہم سے مالک نے عمر بن عبیداللہ کے مولیٰ ابو النضرؒ سے بیان کیا
عن بسر بن سعید ان زید بن خالد ارسلہ الٰی اَبِیْ جُھیمؓ یسألہ
وہ بُسر بن سعیدؒ سے کہ زید بن خالدؒ نے انہیں حضرت ابوجہیمؓ کی خدمت میں ان سے پوچھنے کے لئے بھیجا
ماذا سمع من رسول اللہ ﷺ فی المآر بین یدی المصلی
کہ انہوں نے نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گزرنے والے کے متعلق حضرت نبی کریم ﷺ سے کیا سنا ہے؟
فقال ابو جُھیمؓ قال رسول اللہ ﷺ لویعلم المآر بین یدی المصلی ماذا علیہ
ابوجھیمؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اگر مصلی کے سامنے سے گزرنے والا جانتا کہ اس (گزرنے) کا گناہ کتنا بڑا ہے

لكان ان يقف اربعين خيرا له من ان يمر بين يديه قال ابو النضرؒ
تو اس کے سامنے سے گزرنے پر چالیس وہیں کھڑا رہنے کو ترجیح دیتا ابو النضر نے کہا
لا ادری قال اربعين يوما او شهرا اوسنة
مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے چالیس دن کہا یا مہینہ یا سال

مطابقته للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی سند میں چھ روای ہیں۔

ماذا عليه :...... ای من الاثم والخطية ان يقف اربعين . ابن ماجہ کی روایت میں سنةً اور شهراً اور صباحاًاو ساعةً ہےاورمسند بزاز کی روایت میں اربعين خريفاً ہے۔

حدیث کاحاصل :...... یہ ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو پتہ ہوتا کہ اس کا گناہ کتنا بڑا ہے تو اس کے سامنے سے گزرنے پر چالیس (سال) وہیں کھڑے رہنے کو ترجیح دیتا آگے سے نہ گزرتا۔ اوسط طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو شخص نمازی کے آگے سے جان بوجھ کر گزرتا ہے وہ قیامت کے دن تمنا کرے گا کہ وہ خشک درخت ہوتا[1]

قال ابو النضر :...... علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ عبارت یا تو مالکؒ کا کلام ہے لہٰذا مسند ہے یا پھر تعلیقاتِ بخاریؒ سے ہے۔ علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ مالکؒ کا کلام ہے تعلیقِ بخاریؒ نہیں ہے[2]

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۲۹۴ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۲۹۴ ج ۴)

(۳۴۳)

﴿باب استقبال الرَجُلِ الرجل وهو يصلي﴾

نماز پڑھنے میں ایک مصلی کا دوسرے شخص کی طرف رخ کرنا

وكره عثمانؓ ان يستقبل الرجل وهو يصلي و هٰذا اذا اشتغل به فاما اذالم يشتغل
اور مکروہ قرار دیا عثمانؓ نے نمازی کے سامنے سے استقبال کیا جائے اور یہ اس وقت ہے جب نمازی سامنے بیٹھنے والے کی وجہ سے مشغول ہوجائے اور اگر مشغول نہ ہو
به فقد قال زيد بن ثابتؓ ما باليت ان الرجل لايقطع صلوٰة الرجل
تو زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں مجھے کوئی پرواہ نہیں بے شک مرد ، مرد کی نماز کو نہیں توڑتا

ترجمة الباب كي غرض: ...... غرض بخاریؒ میں تفصیل ہے اگر بیٹھنے والے نے چہرہ نمازی کی طرف کیا ہوا ہے تو اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر پشت کیے ہوئے ہے تو جائز ہے اگر سامنے آدمی ہونے کی وجہ سے اس کی طرف مشغول ہونے اور نماز سے دھیان کے ہٹنے کا خطرہ ہے تو مکروہ ہے اصل منشاء اشتغال ہے۔ امام بخاریؒ نے تو کوئی حکم نہیں لگایا کیونکہ دونوں طرح کی روایات ہیں۔

وكره عثمانؓ: ...... حضرت عثمانؓ کی طرح حضرت عمرؓ سے بھی کراہت منقول ہے اور یہ اپنے اطلاق کی وجہ سے جمہورؒ کی تائید ہے اور چونکہ یہ مطلق تھا اور امام بخاریؒ اس کے قائل نہیں اس لئے انہوں نے اس کا مطلب بیان فرمادیا[۱]

وانما هذا اذا اشتغل به: ...... صاحب التوضیح" فرماتے ہیں کہ یہ امام بخاریؒ کا مقولہ ہے۔ اور اس کلام میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ امام بخاریؒ کے مذہب میں تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ **استقبال الرجل الرجل**

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۲۹۵ ج ۴)

فی الصلوٰۃ اس وقت مکروہ ہے جب مصلّی کے اشتغال کا خطرہ ہو۔

(۴۸۵)حدثنا اسمٰعیل بن خلیل قال اناعلی بن مسهر عن الاعمش عن مسلم عن مسروق
ہم سے اسمٰعیل بن خلیلؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے علی بن مسہرؒ نے بیان کیا اعمشؒ کے واسطہ سے وہ مسلمؒ سے وہ مسروقؒ سے
عن عائشةؓ انه ذكر عندها ما يقطع الصلوٰة فقالوا يقطعها الكلبُ والحمارُ والمرأةُ
وہ عائشہؓ سے کہ ان کے سامنے تذکرہ چلا کہ نماز کو کیا چیزیں توڑ دیتی ہیں لوگوں نے کہا کہ کتا، گدھا اور عورت نماز کو توڑ دیتی ہے
فقالت لقدجعلتمونا كلابا لقد رأيت النبى ﷺ يصلى
عائشہؓ نے فرمایا کہ تم نے ہمیں کتوں کے برابر بنادیا حالانکہ میں جانتی ہوں نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے
وانى لبينه وبين القبلة وانا مضطجعة على السرير فتكون لى الحاجة واَكرَهُ
میں آپ ﷺ کے قبلہ کے درمیان چارپائی پر لیٹی ہوئی تھی مجھے ضرورت پیش آئی تھی اور یہ بھی اچھا معلوم نہیں ہوتا تھا
ان استقبله فانسَلُّ اِنسلالاًوعن الاعمش عن ابراهيم عن الاسود عن عائشةؓ نحوه (راجع ۳۸۲)
کہ خود کو آپ ﷺ کے سامنے کروں اس لئے میں آہستہ سے نکل آئی تھی اعمش نے ابراہیم سے اس نے اسود سے اس نے عائشہؓ سے اسی طرح حدیث بیان کی ہے

لقد رأيت النبى ﷺ وانى لبينه وبين القبلة :......

سوال :...... ترجمۃ الباب میں تو استقبال الرجل الرجل ہے جب کہ روایت الباب میں استقبال الرجل المرأۃ ہے تو بظاہر روایت الباب کو ترجمۃ الباب سے مناسبت نہیں؟

جواب (۱) :...... یا تو یہ امام بخاریؒ کے توسعات میں سے ہے کہ مرد اور عورت کا حکم ان کے ہاں ایک ہے۔

جواب (۲) :...... یا امام بخاریؒ نے قیاس کیا ہے کہ اگر عورت سامنے ہو اور اشتغال نہ ہو تو نماز پڑھنا جائز ہے جیسا کہ روایت الباب میں ہے اور اگر مرد سامنے ہو اور اشتغال نہ ہو تو بدرجہ اولی جائز ہوگا۔

فاكره ان استقبله :...... امام بخاریؒ کا استدلال اس سے اس طرح ہے کہ یہ حضرت عائشہؓ کی طرف سے

سامنے ہونے سے کراہت ہے آنحضرت ﷺ سے اس کی کراہت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ حضور ﷺ نے تو ان کو منع نہیں فرمایا، جمہورؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے درست فرمایا کہ یہ حضرت عائشہؓ کا فعل ہے مگر انہوں نے استقبال کہاں کیا؟ جس کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کو ممانعت کی نوبت آتی وہ تو خود یہ فرما رہی ہیں کہ میں یہ مکروہ سمجھتی تھی اور چپکے سے پیچھے کو کھسک جاتی تھی۔ سامنے ہونے کو ناپسند سمجھتی تھی۔ سامنے لیٹنے کو ناپسند نہیں سمجھتی تھی۔ قرینہ اس پر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو پاؤں دبا دیتے اور میں پاؤں سمیٹ لیا کرتی تھی آئندہ باب میں یہی حدیث آرہی ہے۔ (مرتب)

وعن الاعمش عن ابراھیم:...... علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کے متعلق دو احتمال ہیں۔

(۱) تعلیق ہو (۲) علی بن مسہر سے روایت ہو۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا ماقبل پر عطف ہے اور امام بخاریؒ اس بات پر تنبیہ فرمارہے ہیں کہ علی بن مسہر نے اس حدیث کو اعمشؒ سے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۱):...... **عن مسلم عن مسروق عن عائشہؓ.** (۲):...... **عن ابراھیم عن الاسود عن عائشہؓ**[۱]

(۳۴۴)

﴿باب الصلوٰۃ خلف النائم﴾

سوئے ہوئے شخص کے سامنے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا

صلوٰۃ خلف النائم مکروہ امام مالکؒ کے نزدیک ہے[۲] اور امام بخاریؒ نے کوئی حکم نہیں لگایا یعنی امام بخاریؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۲۹۶ ج۴) [۲] (عمدۃ القاری ص۲۹۷ ج۴)

عندالجمہورؒ مکر وہ لغیرہ ہے کیونکہ نائم کبھی مغطط (خراٹے لے رہا) ہوتا ہے اور کبھی مضرط (ریح کا اخراج کرنے والا) ہوتا ہے جس سے نمازی کی نماز میں خلل واقع ہو سکتا ہے ابوداؤد شریف اور ابن ماجہ میں ہے ان النبی ﷺ قال لا تصلوا خلف النائم ولا المحدث[۱] اسی وجہ سے امام مالکؒ صلوٰۃ خلف النائم کو مکروہ فرماتے ہیں[۲] اور جمہورؒ کے نزدیک فی ذاتہٖ کوئی کراہت نہیں ہے۔

حضرت امام بخاریؒ نے جمہورؒ کی تائید فرمائی ہے اور امام مالکؒ پر رد فرمائی ہے

اور ابوداؤد کی حدیث کا محمل یہ ہے کہ نائم کے سامنے ہونے میں تشویش کا احتمال ہے اس لئے کہ شاید اس کو ضراط وغیرہ خارج ہو تو خشوع میں فرق پڑے۔

(۴۸۶) حدثنا مسدد قال نا یحیٰ قال نا ھشام قال حدثنی ابی
ہم سے مسددؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یحییٰؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ھشامؒ نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے میرے والدؒ نے
عن عائشة قالت کان النبی ﷺ یصلی وانا راقدة معترضة علیٰ فراشه
حضرت عائشہؓ کے واسطہ سے بیان کیا وہ فرماتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے رہتے تھے اور میں عرض میں اپنے بستر پر سوئی رہتی
فاذا اراد ان یوتر ایقظنی فاوترت (راجع ۳۸۲)
جب وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے جگادیتے اور میں بھی وتر پڑھ لیتی تھی

مطابقته للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

سوال:......ترجمۃ الباب میں خلف النائم ہے اور حدیث پاک میں خلف النائمۃ ہے مطابقت کیسے ہے؟

جواب (۱):......مرد وعورتیں احکام شرعیہ میں برابر ہیں الّا یہ کہ کسی کے لئے دلیل خصوص پائی جائے۔

جواب (۲):......بطریق قیاس ثابت فرمایا ہے کہ جب صلوٰۃ خلف النائمۃ جائز ہے تو خلف النائم تو بدرجہ اولیٰ جائز ہوگی۔

جواب (۳):......نائم سے مراد شخص نائم لے رہے ہیں اور شخص مذکر اور مؤنث دونوں کو عام ہے[۳]

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۳۱۷ ج ۴) [۲] (عمدۃ القاری ص ۲۹۷ ج ۴) [۳] (عمدۃ القاری ص ۲۹۷ ج ۴)

ترجمة الباب کی غرض :...... ای هذا باب فی بیان حکم صلوٰة التطوع خلف المرأة یعنی یجوز .

روایات میں آتا ہے کہ یقطع الصلوٰة المرأة والکلب والحمار .امام بخاریؒ اس کے خلاف ثابت فرمارہے ہیں کہ ان کے نمازی کے آگے آنے اور گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی ۔ روایت الباب میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کے سامنے ہوجایا کرتی تھی میرے پاؤں آپ ﷺ کی طرف پھیلے ہوئے تھے جب آپ ﷺ سجدہ میں تشریف لے جاتے تو پاؤں کو ہلکا سا دبادیتے اور سو میں انہیں اکٹھا کرلیتی جب آپ ﷺ قیام فرماتے تو میں انہیں پھیلا دیتی اس زمانہ میں گھروں میں چراغ نہیں تھے۔

(۴۸۷)حدثنا عبدالله بن یوسف قال انا مالک عن ابی النضر مولٰی عمر بن عبیدالله
ہم سے عبداللہ بن یوسفؒ نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالک نے خبر دی عمر بن عبیداللہؒ کے مولی ابوالنضرؒ کے واسطہ سے
عن ابی سلمة بن عبدالرحمٰن عن عائشةؓ زوج النبی ﷺ انها قالت
وہ ابوسلمہ عن عبدالرحمٰنؒ سے وہ حضرت نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے کہ آپ نے فرمایا
کنت انا بین یدی رسول الله ﷺ و رجلای فی قبلته فاذا سجد
میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سوجایا کرتی تھی میرے پاؤں آپ ﷺ کے سامنے ہوتے تھے پس جب آپ ﷺ سجدہ کرتے

غمزنی فقبضت رجلی فاذا قام بسطتها قالت والبیوت یومئذ لیس فیها مصابیح (راجع ۳۸۲)
تو پاؤں کو معمولی سا دبا دیتے اور میں انہیں اکٹھا کر لیتی پھر جب آپ ﷺ قیام فرماتے تو میں انہیں پھیلا لیتی اس زمانہ میں گھروں کے اندر چراغ نہیں تھے

یہ حدیث بعینہٖ اسی سند کے ساتھ باب الصلوٰۃ علی الفراش میں گزر چکی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ وہ اسمٰعیل عن مالک ہے یہاں عبداللہ بن یوسف عن مالک ہے۔[1]

(۳۴۶)

﴿باب من قال لا یقطع الصلوٰۃَ شئ﴾

جس نے یہ کہا کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی

مسلم شریف وغیرہ میں ہے یقطع المرأۃ والکلب الاسود اور ابن ماجہ میں ہے یقطع الصلوٰۃ الکلب الاسود والمرأۃ الحائض[2] امام بخاریؒ نے یہ باب باندھ کر اس کے خلاف ثابت فرمادیا[3]

شئی :...... شئی سے مراد عام نہیں ہے بلکہ اشیاء ثلاثہ ہیں جن کا روایت الباب میں ذکر آرہا ہے یعنی حمار، کلب اور امرأۃ مراد ہیں۔

(۳۸۸) حدثنا عمر بنُ حفص بنِ غیاثٍ ثنا ابی قال نا الاعمش
ہم سے عمر بن حفص بن غیاثؒ نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے میرے والدؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے اعمشؒ نے بیان کیا

[1] (عمدۃ القاری ص۲۹۷ ج۴) [2] (عمدۃ القاری ص۲۹۹ ج۴) [3] (تقریر بخاری ص۱۹۱ ج۲)

قال نا ابراهیم عن الاسود عن عآئشةؓ ح قال الاعمش وحدثنی مسلم عن مسروق
کہا ہم سے ابراہیمؒ نے اسودؒ کے واسطہ سے بیان کیا وہ عائشہؓ سے تحویل اور اعمشؒ نے کہا کہ مجھ سے مسلمؒ نے مسروقؒ کے واسطہ سے بیان کیا
عن عآئشةؓ ذُكِرَ عندها مايقطع الصلٰوة الكلبُ والحمارُ والمرأةُ فقالت
وہ عائشہؓ سے کہ ان کے سامنے ان چیزوں کا ذکر چلا جو نماز کو توڑ دیتی ہیں یعنی کتا، گدھا اور عورت اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا
شبهتمونا بالحُمُر والكِلاب والله لقدرأيت النبی ﷺ يصلی وانی علی السرير
کہ تم لوگوں نے ہمیں گدھوں اور کتوں کی طرح بنادیا اللہ کی قسم میں نے نبی کریم ﷺ اس طرح نماز پڑھتے دیکھا کہ میں چارپائی پر
بينه وبين القبلة مضطجعة فتبدولی الحاجة فاكَرهُ ان اجلس
آپ ﷺ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی تھی مجھے کوئی ضرورت پیش آتی تو میں ناپسند سمجھتی کہ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھوں
فاوذی النبی ﷺ فانسَلُّ من عند رجليه (راجع ٣٨٢)
اور اس طرح آپ ﷺ کو تکلیف ہو اس لئے میں آپ کے پاؤں کی طرف سے خاموشی کے ساتھ نکل جاتی تھی

مطابقته للترجمة ظاهرة .

فقالت شبهتمونا بالحمر والكلاب :...... حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ہمیں گدھوں اور کتوں کی طرح بنادیا اور امام بخاریؒ کی ایک اور روایت میں ہے لقد جعلتمونا كلبا اور مسلم شریف کی ایک اور روایت میں ہے قالت عد لتمونابالكلاب والحمار مسلم شریف کی ایک اور روایت میں لقد شبهتمونا بالحمير والكلاب ہے [1]

تعارض :...... روایت الباب کا مسلم شریف اور ابن ماجہ شریف کی ان روایات سے بظاہر تعارض ہے جن سے معلوم ہو رہا ہے کہ عورت، کالے کتے اور گدھے کے نمازی کے سامنے آجانے یا گذرنے سے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ بظاہر تعارض ہے۔

---

[1] (عمدة القاری ص۲۹۹ ج ۴)

دفع تعارض : ...... بعض علماءؒ کی رائے یہ ہے کہ قطع صلوٰۃ والی روایات ابتداء اسلام پر محمول ہیں **لا یقطع الصلوٰۃ شئی** متاخر ہے لہٰذا یہ حدیث اس کے لئے ناسخ ہے اکثر علماءؒ اور فقہاءؒ کی رائے یہ ہے کہ قطع صلوٰۃ والی روایت متاول ہے کہ قطع خشوع پر محمول ہے عورت کا قاطعِ خشوع ہونا ظاہر باہر ہے اور کتے کی عادت یہ ہے کہ وہ زبان لگاتا ہے تو اس سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں منہ نہ لگا دے اور ناپاک نہ کر دے اور گدھے کی عادت قاعدہ یہ ہے کہ جہاں کوئی چیز دیکھتا ہے اپنے بدن کو اس سے کھجانا شروع کر دیتا ہے اور اس سے اُلجھتا ہے لہٰذا ڈر ہے کہ کہیں نمازی سے آ کر کھجانے نہ لگ جائے[1]

(۴۸۹)حدثنی سحق بن ابراهیم قال نا یعقوب بن ابراهیم قال نا ابنُ اخی ابنُ شهاب
ہم سے اسحٰق بن ابراہیمؒ نے بیان کیا کہا کہ ہمیں یعقوب بن ابراہیمؒ نے خبر دی کہا کہ ہم سے میرے بھتیجے ابن شہابؒ نے بیان کیا
انه سأل عمَّه عن الصلوٰة یقطعهاشئی قال لا یقطعها شئی
کہ انہوں نے اپنے چچا سے پوچھا کہ کیا نماز کو کوئی چیز توڑ دیتی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں اسے کوئی چیز نہیں توڑتی
اخبرنی عروة بن الزبیر ان عآئشةؓ زوج النبی ﷺ قالت
مجھے عروہ بن زبیرؓ نے خبر دی کی حضرت نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت عآئشہؓ نے فرمایا
لقد کان رسول الله یقوم فیصلی من الیل وانی لمعترضة بینه وبین القبلة علی فراش اهله
کہ حضرت نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے تھے اور میں سامنے عرض میں گھر کے بستر پر لیٹی رہتی تھی

مطابقة الحدیث للترجمة صریحة من قول الزهری .(راجع ۳۸۲)

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ اس حدیث سے علماء کرامؒ نے استدلال کیا ہے کہ عورت مرد کی نماز کو نہیں توڑتی۔ عورت اگر سامنے لیٹی ہو اور فتنے کا خوف بھی نہ ہو اور قلب کے اشتغال کا خدشہ بھی نہ ہو تو اس کے رخ پر نماز پڑھنی جائز ہے اور بعض حضراتؒ نے غیر نبی ﷺ کے لئے اس کو مکروہ قرار دیا ہے[2]

[1] (تقریر بخاری ص ۱۹۱ ج ۲) [2] (عمدۃ القاری ص ۳۰۱ ج ۴)

(۳۴۷)

﴿باب اذا حمل جاریةً صغیرةً علٰی عنقه فی الصلوٰة﴾

نماز میں اگر کوئی اپنی گردن پر کسی بچی کو اٹھالے

ترجمة الباب کی غرض :...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ دو مسئلے بیان فرمانا چاہتے ہیں۔

المسئلة الاولیٰ :...... کہ عمل کثیر مفسد صلوٰۃ نہیں استدلال روایت الباب سے ہے کہ آپ ﷺ نے امامہ بنت زینبؓ یعنی اپنی نواسی کو نماز کے اندر اٹھا لیتے تھے تو اٹھانا اور اتارنا عمل کثیر ہے تو معلوم ہوا کہ عمل کثیر سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

امام شافعیؒ کے نزدیک بچے اور بچی وغیرھما کو فرض اور نفل نماز میں امام اور منفرد کے لئے اٹھانا جائز ہے۔
اور احنافؒ کے ہاں عمل کثیر کے پائے جانے کے خدشے کے پیشِ نظر جائز نہیں۔تو جب احنافؒ کے نزدیک عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو احنافؒ اس حدیث کے کئی جواب دیتے ہیں۔

جوابِ اول :...... آپ ﷺ کا بچی کو اٹھانا عملِ کثیر کے درجے کو نہیں پہنچتا تھا اس لئے کہ بچی آپ ﷺ سے چمٹ جاتی تھی آپ ﷺ اسے سہارا دے دیتے کہ گرے نہیں۔

جواب ثانی :...... بعض حضراتؒ کہتے ہیں کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

المسئلة الثانیه :...... حاملِ نجاست کی نماز جائز ہے کیونکہ آپ ﷺ نے بچی کو اٹھایا اور عموماً چھوٹے بچوں کے کپڑے ناپاک ہوتے ہیں۔

جواب اول :...... بچی کے کپڑے تین حال سے خالی نہیں ۔(۱) یقیناً پاک (۲) یقیناً ناپاک (۳) مشتبہ الحال۔ اب اگر بچی کے کپڑوں کے بارے میں یقین ہو کہ پاک ہیں یا مشکوک ہوں تو کوئی اشکال نہیں اور اگر یقیناً ناپاک ہوں تو پھر اس حدیث سے استدلال ہوسکتا ہے مگر نجاست پر تو کوئی دلیل نہیں ہے کہ مدعیٰ ثابت ہوسکے۔

جواب ثانی:...... اگر بچی کے کپڑے ناپاک ہیں تو دو حال سے خالی نہیں اگر مُصلّی نے سنبھالا ہوا ہے تو نماز فاسد کیونکہ حاملِ نجاست ہوگا اور اگر وہ خود لپٹی ہے تو حامل نجاست نہیں لہٰذا نماز ہوجائے گی آپ ﷺ حقیقت میں حاملِ نجاست نہیں تھے بلکہ بچی آپ ﷺ کو خود لپٹی اور چپکی تھی اس لئے آپ ﷺ حاملِ نجاست کے حکم میں نہ ہوئے۔

مسئلہ :...... اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جب امامہ بنت زینبؓ (بچی) آپ ﷺ کو چمٹی ہوگی تو آپ ﷺ رفع یدین نہ کرسکے ہونگے تو ترک رفع یدین ثابت ہوگیا تو اہل حدیث (غیر مقلد) کا دائمہ مطلقہ کا دعویٰ کرنا باطل ہوگا[1]

مسئلہ ضمنیہ :...... اگر کسی نے ایسا عمامہ باندھ رکھا ہو کہ اس کی ایک طرف نجس ہے اور ایک طرف پاک اور عمامہ اتنا طویل ہے کہ پاک طرف تو سر پر باندھی ہوئی ہے نجس جانب زمین پر ہے اگر طرف نجس میں تحرک نہیں آتا تو نماز درست ہے کیونکہ حاملِ نجاست شمار نہیں ہوگا البتہ تحرک کی صورت میں نماز جائز نہیں ہوگی کیونکہ اس وقت وہ حامل نجاست سمجھا جائے گا۔

(۴۹۰) حدثنا عبدالله بنُ یوسف قال انا مالک عن عامر بن عبدالله بن الزبیر عن عمرو بن سلیم الزرقی
ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہمیں مالک نے عامر بن عبداللہ بن زبیر کے واسطہ سے خبر دی وہ عمرو بن سلیم زرقی سے
عن ابی قتادة الانصاریؓ ان رسول الله ﷺ کان یصلی وھو حامل امامة بنت زینب بنت رسول الله ﷺ
وہ ابوقتادہ انصاریؓ سے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ امامہ بنت زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے وقت اٹھائے رہتے تھے
و لابی العاص بن ربیعة بن عبد شمس فاذا سجد وضعها و اذا قام حملها (انظر ۵۹۹٦)
ابوالعاص بن ربیعہ بن عبدالشمسؓ کی حدیث میں ہے کہ جب سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھا لیتے

مطابقته للترجمة ظاهرة .

[1] (بیاض صدیقی ص ۱۹ ج ۲)

سوال :...... مطابقت کیسے ظاہر ہے جب کہ ترجمۃ الباب میں گردن پر بچی اٹھانے کا ذکر ہے اور روایت الباب میں مطلق اٹھانے کا ذکر ہے یعنی حدیث کے الفاظ عموم پر دلالت کرتے ہیں۔

جواب:...... امام بخاریؒ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ حدیث اور طرق سے بھی مروی ہے مسلم شریف میں بکیر بن اشجؒ کے طریق سے عنق (گردن) کی صراحت ہے اور اسی طرح ابوداؤد شریف میں ہے **فصلی رسول اللہ ﷺ وھی علی عاتقہ** اور بعض روایات میں **علی رقبتہ** کے الفاظ بھی ہیں[1]

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت ابوقتادہ انصاریؓ ہیں اور ان کا نام حارث بن ربعی سلمیؓ ہیں اور بعض حضراتؒ نے ان کا نام نعمانؓ بتایا ہے **ھشیم بن عدی** کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اڑتیس (۳۸) ھجری کو کوفہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی[2]

امام بخاریؒ اس حدیث کو کتاب الادب میں بھی لائے ہیں امام مسلمؒ نے کتاب الصلوات میں اور امام ابوداؤدؒ نے اور امام نسائیؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

زینبؓ :...... آپ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ ہیں اور سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراؓ ہیں آپ ﷺ کے تمام بچے اور بچیاں حضرت خدیجہؓ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے سوائے ابراھیم کے۔ کہ وہ ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے زینبؓ کا نکاح ابوالعاص بن ربیعؓ سے ہوا ان سے ایک بچہ علیؓ اور ایک بچی امامہؓ پیدا ہوئیں حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی وفات کے بعد خلیفہ رابع حضرت علی بن ابی طالبؓ نے حضرت امامہ رضی اللہ عنھا سے شادی کی جس سے محمدؒ پیدا ہوئے[3]

❁❁❁❁❁❁

[1] (عمدۃ القاری ص ۳۰۱ ج ۴) [2] (عمدۃ القاری ص ۳۰۱ ص ۴) [3] (عمدۃ القاری ص ۳۰۲ ج ۴)

جب صلوٰۃ علیٰ فراش الحائض قاطع نہیں تو مرور حائض تو بدرجۂ اولیٰ قاطع نہیں ہوگا۔

ترجمة الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ یہ بیان فرمارہے ہیں کہ حائض سامنے بسترے پر قبلہ رخ لیٹی ہو اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی جائز ہے[1]

(۴۹۱)حدثنا عمرو بن زُرارة قال نا هُشیم عن الشیبانی عن عبدالله بن شداد بن الهاد
ہم سے عمرو بن زرارہؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہشیمؒ نے شیبانیؒ کے واسطہ سے بیان کیا وہ عبداللہ بن شداد بن ہادؒ سے
قال اخبرتنی خالتنی میمونة بنت الحارث قالت کان فراشي حِیالَ مُصلَّی النبی ﷺ
انہوں نے کہا کہ مجھے میری خالہ میمونہ بنت الحارثؓ نے خبر دی کہ میرا بستر نبی کریم ﷺ کے مُصلّی کے برابر میں ہوتا تھا
فربما وقع ثوبه عَلَيَّ وانا علیٰ فراشي (راجع ۳۳۳)
اور اکثر آپ ﷺ کا کپڑا میرے اوپر آجاتا تھا میں اپنے بستر ہی میں ہوتی تھی

مطابقته للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔اس حدیث کی تفصیل **باب اذا ما اصاب ثوب المصلی امرأته فی السجود** میں گزرچکی ہے۔

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۳۰۴ ج ۴)

(۴۹۲)حدثنا ابوالنعمان قال ناعبد الواحد بن زیادقال نا الشیبانیُ سلیمانُ

ہم سے ابونعمانؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شیبانی سلیمانؒ نے بیان کیا

قال نا عبدالله بن شداد بن الهاد قال سمعت میمونةؓ تقول

کہا کہ ہم سے عبداللہ بن شداد بن ہادؒ نے بیان کیا کہا کہ میں نے حضرت میمونہؓ سے سنا وہ فرماتی تھیں

کان النبی ﷺ یصلی وانا علٰی جنبه نائمة فاذا سجد اصابنی ثوبه وانا حائض (راجع ۳۳۳)

کہ نبی کریم ﷺ نماز ادا فرماتے ہوتے اور میں آپ ﷺ کے برابر میں سوتی رہتی جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو آپ ﷺ کا کپڑا مجھ کو چھو جاتا تھا

یہ دوسرا طریق ابوالنعمان سے ہے بعینہ یہ حدیث اس سند سے باب مباشرة الحائض میں گزر چکی ہے۔

حائض :...... بمعنی حائضہ ہے اصل تو حائضہ واحد مؤنث اسم فاعل ہے حیض آنا چونکہ عورت کی خصوصیت ہے اور تاء کو ترک کرنے کی صورت میں التباس کا بھی کوئی خطرہ نہیں اس لئے حائض مذکر کے صیغہ کے ساتھ آتا ہے[۱]

(۳۴۹)

﴿باب هل یغمز الرجل امرأته عند السجود لکی یسجد﴾

کیا مرد اپنی بیوی کو سجدہ کرتے وقت سجدہ کی گنجائش پیدا کرنے کے لئے چھو سکتا ہے

ترجمة الباب کی غرض :...... امام بخاریؒ یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ جب غمزہ اور عورت کو ہاتھ سے چھونا اور ہٹانا قاطع صلوٰۃ نہیں تو کیا مرور یعنی نمازی کے سامنے عورت کا گذرنا قاطع صلوٰۃ نہیں یا قاطع صلوٰۃ ہوگا؟

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۳۰۵ ج ۴)

سوال : ...... روایت الباب میں غمزہ کی تصریح ہے ترجمۃ الباب میں لفظ ھل کیوں لائے؟

جواب: ...... جہاں کوئی اختلاف وغیرہ ہوتا ہے تو امام بخاریؒ اس کی طرف باب میں لفظ ھل لاکر اشارہ فرمادیتے ہیں اور چونکہ عورت کا چھونا آئمہ ثلاثہؒ کے نزدیک مفسدِ صلوٰۃ ہے لہٰذا اس کی طرف اشارہ فرمادیا اور مس مرأہ حنفیہؒ کے نزدیک وضوء کو توڑنے والا نہیں۔ اور امام بخاریؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔

(۴۹۳)حدثنا عمرو بن علی قال نا یحیی قال نا عبیدالله قال نا القاسم
ہم سے عمرو بن علیؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یحیٰ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبیداللہؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے قاسمؒ نے بیان کیا
عن عائشة ؓ قالت بئسما عدلتمونا بالكلب والحمار
حضرت عائشہؓ کے واسطہ سے آپؓ نے فرمایا ہمیں کتوں گدھوں کے برابر بنا کر تم نے بُرا کیا
لقد رأيتنى ورسول الله ﷺ يصلى وانا مضطجعةٌ بينه وبين القبلة فاذا اراد ان يسجد
خود نبی کریم ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے میں آپ ﷺ کے سامنے لیٹی ہوئی تھی جب سجدہ فرمانا چاہتے
غمز رجلى فقبضتهما (راجع ۳۸۲)
تو میرے پاؤں کو چھو دیتے تھے اور میں انہیں اکٹھا کر لیتی تھی

مطابقته للترجمة ظاهرة.

اس باب میں امام بخاریؒ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اگر عورت کا بعض جسم نمازی کو لگ جائے تو نماز صحیح ہوگی اور گزشتہ باب میں یہ بتایا تھا کہ اگر عورت کا کپڑا نمازی کو لگ جائے تو تب بھی نماز میں فرق نہیں آتا۔

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور پانچویں حضرت عائشہؓ ہیں۔

غمز رجلی : ...... غمز سے مراد ہاتھ سے چھونا ہے۔

(۳۵۰)

﴿باب المرأة تَطرَحُ عن المصلّی شیئا من الاذٰی﴾

عورت جو نماز پڑھنے والے سے گندگی کو ہٹا دے

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ اس باب میں امام بخاریؒ نے سلا جزور والی روایت ذکر فرمائی ہے جس میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ آئیں اور انہوں نے اونٹ کی اوجھڑی کو دھکیل کر نبی کریم ﷺ کی کمر مبارک سے اتار دیا جب کہ دھکیلتے وقت میں مس ضرور ہوا ہوگا تو جب مسّ مرأة للمصلی مفسدِ صلوٰۃ نہیں تو مرور کیونکر مفسد صلوٰۃ ہوگیا[1]

(۴۹۴) حدثنا احمد بن اسحٰق السرماری ماری قال ناعبید الله بن موسٰی قال نااسرائیل

ہم سے احمد بن اسحٰق سرماریؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبیداللہ بن موسیٰؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے اسرائیلؒ نے

عن ابی اسحٰق عن عمر و بن میمون عن عبداللهؓ قال بینما رسول الله ﷺ قائم یصلی عند الکعبة

ابو اسحٰقؒ کے واسطہ سے بیان کیا وہ عمرو بن میمونؒ سے وہ عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس کھڑے نماز ادا فرما رہے تھے

وجمع قریش فی مجالسهم اذقال قآئل منهم الاتنظرون الٰی هٰذا المُرآئی

اور قریش اپنی مجالس میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک قریشی بولا اس ریا کار کو نہیں دیکھتے ؟

ایکم یقوم الی جَزُور اٰل فلان فیَعْمِدُ الی فرثها ودمها وسلاها فیجیٔ به ثم یمهله

کیا کوئی ہے جو بنی فلاں کے ذبح کئے ہوئے گوبر، خون اور جیل لائے پھر یہاں انتظار کرے

[1] تقریر بخاری ص۱۹۲ ج ۲، الخیر الساری ص ۲۸۳ ج ۲)

حتی اذا سجد و ضعه بین کتفیه فانبعث اشقاھم فلما سجد رسول اللہ ﷺ

جب یہ سجدہ میں جائیں تو گردن پر رکھ دے ان میں کا سب سے زیادہ بد بخت شخص اٹھا اور جب رسول اللہ ﷺ سجدہ میں گئے

وضعه بین کتفیه وثبت النبی ﷺ ساجدا

تو اس نے آپ ﷺ کی گردن مبارک پر یہ غلاظتیں ڈال دیں ان کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ سجدہ ہی کی حالت میں سر کو کئے رہے

فضحکوا حتی مال بعضھم علی بعض من الضحک فانطلق

مشرکین ہنسے اور مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر لوٹنے پوٹنے لگے ایک شخص چلا

منطلق الی فاطمةؓ وھی جویریة فاقبلت تسعی وثبت النبی ﷺ

فاطمہؓ کے پاس آیا اور آپؓ ابھی بچی تھیں آپؓ دوڑتی ہوئی تشریف لائیں اور حضور اکرم ﷺ ابھی

ساجداحتی القته عنه واقبلت علیھم تسبھم فلما قضی رسول اللہ ﷺ

سجدہ میں تھے یہاں تک کہ ان غلاظتوں کو آپ ﷺ کے اوپر سے ہٹایا اور مشرکین کو مخاطب کر کے انہیں بُرا کہا پھر جب آپ ﷺ

الصلوٰة قال اللھم علیک بقریش اللھم علیک بقریش

نے نماز پوری کر لی تو فرمایا اے اللہ قریش پر عذاب نازل کر۔ اے اللہ ! قریش پر عذاب نازل کر

اللھم علیک بقریش ثم سمّی اللھم علیک بعمرو بن ھشام

اے اللہ! قریش پر عذاب نازل کر۔پھر نام لئے اے اللہ ہلاک کردے عمرو بن ہشام کو

وعتبة بن ربیعة وشیبة بن ربیعة والولید بن عتبة

اورعتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اورولید بن عتبہ

وامیه بن خلف وعقبه بن ابی معیط وعمارة بن الولید قال عبداللہؓ

اورامیہ بن خلف اورعقبہ بن ابی معیط او رعمارہ بن ولید کو عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا

فواللّٰہ لقد رأیتھم صرعٰی یوم بدر ثم سُحِبُوا الی القلیب بدر
اللہ کی قسم میں نے ان سب کو بدر کی لڑائی میں خاک وخون میں پایا پھر انہیں گھسیٹ کر بدر کے کنوئیں میں پھینک دیا گیا
ثم قال رسول اللہ ﷺ واُتبعوا اصحاب القلیب لعنۃ (راجع ۲۴۰)
پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کنوئیں والے اللہ کی رحمت سے دور کردیئے گئے ان کے پیچھے لعنت کردی گئی

السر ماری:...... احمد بن اسحٰق ؒ سرمار بستی کے رہنے والے تھے جو بخارا کی بستیوں میں سے ایک ہے، بہت بڑے بہادر تھے ان کی بہادری ضرب المثل تھی ایک ہزار ترکیوں کو قتل کیا، دوسو بیالیس ھجری (۲۴۲ھ) میں آپؒ کا انتقال ہوا۔

فانبعث اشقاھم:...... قوم کا بد بخت اٹھا، اور اس بد بخت کا نام عقبہ بن ابی معیط ہے۔

جویریہ:...... اس کا معنی ہے صغیرہ، اور یہ جاریہ کی تصغیر ہے۔ جس وقت یہ واقعہ پیش آیا تو اس وقت حضرت فاطمہؓ کم سن بچی تھیں۔

یہ روایت بخاری شریف ص ۳۷ ج ا پر گزر چکی ہے اور اس کی تحقیق وتشریح الخیر الساری ص ۲۷۹ تا ۲۸۵ ج ۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

کتاب مواقیت الصلوٰۃ

ماقبل سے ربط:...... لمافرغ من بیان الطھارۃ بانواعھاالتی ھی شرط الصلوٰۃ شرع فی بیان الصلوٰۃ بانواعھا التی ھی المشروط والشرط مقدم علی المشروط (عمدۃ القاری ص۲ ج۵ م دار الفکر)

مواقیت:...... میقات بروزن مفعال کی جمع ہے اور اس کی اصل مِوقات ہے۔

(۳۵۱)

باب مواقیت الصلوٰۃ و فضلھا

نماز کے اوقات اور ان کے فضائل

﴿تحقیق وتشریح﴾

اشکال: ...... باب اور کتاب جُدا جُدا ہوتے ہیں لیکن یہاں ایک ہی معنی میں ہیں۔

جواب (۱): ...... **کتاب مواقیت الصلوٰۃ** عام ہے اور (باب) خاص ہے یعنی وہ مواقیت مراد ہیں جو وحی سے ثابت ہوں۔

جواب (۲): ...... کتاب میں فضل کی قید نہیں اور باب میں فضل کی قید ہے۔

ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں۔

(۱) مواقیت الصلوٰۃ (۲) فضل مواقیت الصلوٰۃ

سوال: ...... ترجمۃ الباب کا جزء ثانی (فضلھا) حدیث سے ثابت نہیں ہے؟

جواب: ...... جس وقت کو بتلانے کے لئے جبرئیلؑ دس مرتبہ تشریف لے آئیں تو یہ ان اوقات کی فضیلت نہیں ہے تو اور کون سی فضیلت ہوگی۔

فضلھا: ...... **فضلھا** کی مؤنث ضمیر لفظ صلوٰۃ کی طرف راجح ہو یا لفظ **مواقیت** کی طرف، بہر حال دونوں سے یہاں فضیلت ثابت ہو جاتی ہے۔ (اتنی بات جزء ثانی سے متعلق تھی آگے ''جزء اوّل'' سے متعلق ہے)

و قولہ تعالیٰ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰباً مَوْقُوْتاً موقتاوقتہ علیھم.
خداوند تعالیٰ کا قول ہے۔ بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے یعنی خدا تعالیٰ نے ان کے اوقات کی تعیین کر دی ہے

وقوله تعالٰی ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتا[1]

وقته علیهم :......امام بخاریؒ نے **مواقیت الصلوٰۃ** پر دو دلیلیں ذکر فرمائی ہیں۔

دلیل اوّل:...... قرآنی آیت **اِنَّ الصلوٰۃَ کانتْ علیَ المؤمنینَ کتاباًموقوتاً**[2] امام بخاریؒ نے "**موقوتا**" کی تفسیر **وقته علیهم** سے فرمائی ہے اکثر روایات میں **موقتا وقته علیهم** ہے بعض نسخوں میں **موقتا** کا لفظ نہیں ہے[3]

دلیل ثانی :...... حدیثِ امامتِ جبرئیلؑ۔قرآن کریم کی آیت سے اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ نمازوں کے اوقات مقررہ ہیں۔

چند بحثیں :......

البحث الاول :...... تمام **مواقیت الصلوٰۃ** قرآن سے ثابت نہیں ہیں صرف دو نمازوں کے آخری اوقات قرآن سے ثابت ہیں باقیوں کی طرف اشارہ ہے[4] فجر کا آخری وقت طلوع الشمس اور عصر کا آخری وقت قبل الغروب یہ قرآن سے ثابت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔**فاصبر علی مایقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب**[5] یا فجر کا ابتدائی وقت لفظ **فجر** (سے مفہوم ہوتا ہے۔اسی طرح **عشاء یکون**[6] لفظ عشاء سے عشاء کے وقت کی طرف اشارہ ہے)اور ظہر کا وقت **تظهرون**[7] کے لفظ سے ثابت ہے۔

البحث الثانی :...... اوقاتِ صلوٰۃ مختلف فیہ ہیں یا متفق علیہ؟۔کل اوقات دس ہیں اس لئے کہ نمازیں پانچ ہیں تو اوّل وآخر کے لحاظ سے دس اوقات بن جائیں گے ان میں پانچ مختلف فیہ ہیں اور پانچ متفق علیہ۔

اوقات متفقه:...... (۱) فجر کا ابتدائی وقت (۲) فجر کا انتہائی وقت (۳) ظہر کا ابتدائی وقت (۴) عصر کا انتہائی وقت (۵) مغرب کا ابتدائی وقت ۔ یہ اوقات خمسہ متفق علیہ ہیں[8]

اوقات مختلفه :......

(۱) ظہر کا انتہائی وقت (۲) عصر کا ابتدائی وقت (۳) مغرب کا انتہائی وقت (۴) عشاء کا ابتدائی وقت (۵) عشاء

---

[1] (پارہ۵سورۃ النساء آیت ۱۰۳) [2] (پارہ۵سورۃ النساء آیت ۱۰۳) [3] (عمدۃ القاری ص۲ ج۵) [4] (فیض الباری ص۹۳ ج۲) [5] (پارہ۲۶سورۃ قٓ آیت ۳۹)
[6] (پارہ۱۲سورۃ یوسف آیت ۱۶) [7] (پارہ۲۱سورۃ روم آیت ۱۸) [8] (فیض الباری ص۹۴ ج۲)

کا انتہائی وقت۔ یہ اوقات خمسہ مختلف فیہ ہیں۔

تفصیل اوقات اختلافیہ خمسہ:......

مذہبِ جمہورؒ:...... جمہورؒ کہتے ہیں کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک ہے اور اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے صاحبینؒ جمہورؒ کے ساتھ ہیں[۱]

مذہبِ امام اعظم ابو حنیفہؒ:...... امام اعظم ابوحنیفہؒ سے اس سلسلے میں چار روایتیں منقول ہیں۔

(۱) ایک مثل تک۔ جیسا کہ جمہورؒ کا مذہب ہے (۲) دو مثل تک (۳) ربع مثل مہمل یعنی پونے دو مثل تک۔ عصر کا وقت اس کے بعد شروع ہوتا ہے۔ (۴) ظہر ایک مثل تک۔ عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے مثل ثانی مہمل، اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ ظہر ایک مثل ختم ہونے سے پہلے اور عصر دوسری مثل کے ختم ہونے کے بعد پڑھی جائے[۲] حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ دوسری مثل کو مشترک مان لیا جائے یعنی ظہر اور عصر دونوں کا وقت مان لیا جائے بجائے مہمل مان لینے کے کہ معذور اور مسافر ظہر بھی پڑھ لے اور عصر بھی اس تفصیل سے ظہر کی انتہا معلوم ہوگی اور عصر کی ابتدا بھی معلوم ہوگی[۳]

انتہاءِ وقتِ عصر:...... حنفیہؒ کے نزدیک عصر کے آخری وقت کے افضل اور غیر افضل ہونے میں تین قسمیں ہیں (۱) ابتدائی وقت میں جائز ہے (۲) تاخیر مستحب ہے (۳) اصفرار کے بعد سے مکروہ ہے۔ شافعیہؒ کے نزدیک پانچ قسمیں ہیں (۱) اول وقت میں فضیلت، مستحب (۲) درمیانے وقت میں مختار (۳) آخری وقت میں جائز ہے (۴) اصفرار کے بعد مکروہ ہے۔ (۵) عند العذر جمع حقیقی کے طور پر ظہر کے وقت میں پڑھ لی جائے[۴]

انتہاءِ وقتِ مغرب:...... اس بات پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ مغرب کا آخری وقت غروب شفق تک ہے۔

(۱) اقلِ قلیل:...... حضرت امام شافعیؒ کے مشہور مذہب کے مطابق وقت مغرب اتنا ہے کہ اطمینان سے وضو کر کے جس میں تین رکعتیں پڑھ لے[۵]

(۲):...... امام صاحبؒ کے نزدیک شفق سے مراد شفق ابیض ہے اور عند الجمہور شفق سے مراد شفق احمر ہے تو افضل یہ ہوا کہ مغرب کی نماز غروب شفق احمر سے پہلے پڑھ لی جائے اور عشاء کو غروب شفق ابیض کے بعد پڑھا جائے۔

---

[۱] (تقریر بخاری ص ۱۴ ج ۵) (فیض الباری ص ۹۴ ج ۲) [۲] (فیض الباری ص ۹۵ ج ۲) [۳] (عمدۃ القاری ص ۳۳ ج ۵) [۴] (فیض الباری ص ۹۹ ج ۲) [۵] (تقریر بخاری ص ۱۷ ج ۳)

انتہاءِ وقتِ عشاء :......

(۱):......عندالجمہورؒ عشاء کا آخری وقت طلوع فجر ہے۔

(۲):......عندالبعضؒ نصف اللیل ہے۔

عندالجمہورؒ ثلث اول میں مستحب ہے، نصف لیل تک جائز ہے اور طلوع فجر تک تاخیر مکروہ ہے۔

(۴۹۵) حدثنا عبد الله بن مسلمة قال قرأت علی مالک عن ابن شهاب
ہم سے عبداللہ بن مسلمہؒ نے بیان کیا کہا کہ میں نے مالکؒ کے سامنے (یہ حدیث) پڑھی ابن شہابؒ کے واسطہ سے
ان عمر بن عبد العزیز اخر الصلوٰة یوما ودخل علیه عروة بن الزبیر
کہ عمر بن عبد العزیزؒ نے ایک دن نماز میں تاخیر کی ۔ پھر عروہ بن زبیرؓ ان کے پاس گئے
فاخبره ان المغیرة بن شعبة اخر الصلوٰة یوما و هو بالعراق
اور بتایا کے (اسی طرح) مغیرہ بن شعبہؓ نے ایک دن نماز میں تاخیر کی تھی حب وہ عراق میں (گورنر) تھے
ودخل علیه ابو مسعود الانصاری فقال ما هٰذا یا مغیرة الیس قد علمت
اس کے بعد ابومسعود انصاریؓ ان کی خدمت میں گئے اور فرمایا۔ اے مغیرہؓ: آخر یہ کیا قصہ ہے۔ کیا آپؓ کو معلوم نہیں ہے
ان جبریل علیه السلام نزل فصلی فصلی رسول الله صلی الله علیه وسلم
کہ جب جبریل علیہ السلام آئے تو انھوں نے نے نماز پڑھی او ر رسول اللہ ﷺ نے بھی نماز پڑھی
ثم صلی فصلی رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم ثم صلی فصلی رسول ﷺ
پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ نے بھی نماز پڑھی۔ پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ نے بھی نماز پڑھی
ثم صلی فصلی رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم صلی فصلی رسول الله ﷺ
پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ نے بھی نماز پڑھی۔ پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ نے بھی نماز پڑھی

ثم قال بهذا امرت فقال عمر لعروة
پھر جبریل علیہ السلام نے کہا کہ مجھے اسی طرح حکم ہوا ہے ۔ اس پر عمر بن عبد العزیزؒ نے عروہؒ سے کہا
اعلم ما تحدث به او ان جبريل هو اقام لرسول الله صلى الله عليه وسلم وقت الصلوٰة
معلوم بھی ہے کیا بیان کررہے ہو۔کیا جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو نماز کے اوقات (اپنے عمل کے ذریعہ) بتائے تھے
قال عروة كذلك كان بشير بن ابى مسعود يحدث عن ابيه
عروہؒ نے فرمایا کے ہاں اسی طرح بشیر بن ابی مسعودؒ اپنے والد کے واسطہ سے بیان کرتے تھے
قال عروة و لقد حدثتني عائشة ان رسول الله صلى الله عليه و سلم كان يصلي العصر
عروہؒ نے فرمایا کے مجھ سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھ لیتے تھے
و الشمس في حجرتها قبل ان تظهر
جب ابھی دھوپ ان کے حجرہ میں ہوتی تھی دیوار پر چڑھنے سے پہلے

(انظر ۳۲۲۱،۵۴۴،۵۴۵،۵۴۶،۴۱۰۳)

مطابقته للترجمة في قوله (ان جبرئيل عليه السلام نزل فصلى) الى آخره وهي خمس مرات فدل على ان الصلوٰة موقتة بخمس اوقات .

اس حدیث کی سند میں نو راوی ہیں۔نویں راویہ حضرت عائشہؓ ہیں۔

امام بخاریؒ نے اسی حدیث کو بدء الخلق میں ابوقتیبہؒ سے اور مغازی میں ابوالیمانؒ سے نقل کیا ہے اور امام مسلمؒ ،امام ابوداؤدؒ،امام نسائیؒ نے اور ابن ماجہؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

جبرئیلؑ نے دودن امامت کرائی اس حدیث کا نام حدیث امامتِ جبرئیل ہے پہلے دن شروع اوقات میں نمازیں پڑھائیں اور دوسرے دن آخری اوقات میں اور پھر فرمایا الوقت بين هذين الوقتين[1]

سوال :...... حضرت جبرئیلؑ نے کس جگہ امامت کروائی؟

---

[1] (ابوداؤد ص۶۲ ج۱)

جواب:...... **انہ أمہ عند المقام تلقاء الباب** یعنی مقام ابراھیمؑ کے پاس بیت اللہ شریف کے دروازے کے سامنے امامت کروائی[1]

قولہ فصلی رسول اللہ ﷺ :......

(۱) محمد بن اسحٰقؒ مغازی میں کہتے ہیں کہ جبرئیلؑ نے جو نماز پڑھائی یہ معراج والی رات کے بعد صبح کی نماز ہے[2]

(۲) لیکن مشہور روایات میں مذکور ہے کہ جبرئیلؑ نے آپ ﷺ کو پہلے دن ظہر کی نماز پڑھائی[3] ظہر کی تخصیص اس لئے ہے کہ اس میں ظہورِ ناس آسانی سے ہو جاتا ہے دوسری وجہ تسلسل اوقات ہے کہ ان کے درمیان وقت فارغ نہیں آتا اسی وجہ سے ظہر کی نماز کو پہلی نماز کہا جاتا ہے۔

سوال :...... فاء تعقیب مع الوصل کے لئے ہے جس سے معلوم ہوا کہ جبرئیلؑ نے پہلے نماز پڑھی پھر آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی تو یہ روایت ایک دوسری روایت (جس میں **أمّني جبرنیل عند البیت** ہے) کے معارض ہوگئی[4]

جواب اوّل:...... فا تعقیب کے لئے ہے مگر کل صلوٰۃ کے اعتبار سے نہیں بلکہ اجزاء کے اعتبار سے ہے کہ جبرئیلؑ نے پہلے نماز شروع کی پھر آپ ﷺ نے نماز شروع کی پھر جبرئیلؑ نے رکوع کیا اس کے بعد آپ ﷺ نے رکوع کیا **الی آخرہ**[5]

سوال:...... بخاری شریف کے علاوہ دیگر کتب میں ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے آپ ﷺ کو دو دن اوّل، آخر وقت میں امامت کروائی ہے اور روایت الباب تو ایسے نہیں؟

جواب (۱):...... راوی نے اقتضاء واختصار سے کام لیا ہے۔

جواب (۲):...... فعل مطلق مرۃ واحدہ پر اُسی طرح صادق آتا ہے جیسے الف مرۃ پر صادق آتا ہے[6]

جواب ثانی :...... یا یہ فاء جمع کے لئے ہے۔

جواب ثالث :...... ان الفاء قولہ فصلی لبیان صلوتہ فی عمرہ یعنی ان النبی ﷺ صلی فیم بعد کما کان جبرئیلؑ علمہ[7]

قولہ ثم قال بھذا اُمرت :...... یہ جبرئیلؑ کا مقولہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہو کہ مجھے تعلیم کا حکم

[1] (فیض الباری ص ۸۸ ج ۲) [2] (عمدۃ القاری ص ۴ ج ۵) [3] (فیض الباری ص ۸۸ ج ۲) [4] (عمدۃ القاری ص ۳۳ ج ۵) (ابو داؤد ص ۶۲ ج ۱) [5] (عمدۃ القاری ص ۴ ج ۵) (تقریر بخاری ص ۸ ج ۳) (فیض الباری ص ۸۹ ج ۲) [6] (فیض الباری ص ۸۹ ج ۲) [7] (فیض الباری ص ۸۹ ج ۲)

کیا گیا ہے اور آپ ﷺ کا مقولہ بھی ہوسکتا ہے [۱]

قولہا علم:...... امر کا صیغہ ہے یا متکلم کا؟ راجح یہ ہے کہ یہ امر کا صیغہ ہے (**بصیغة الامر تنبیه من عمر بن عبدالعزیز العروۃ انکارہ ایاہ وقال القرطبی ظاهرہ الانکار**) [۲] بظاہر اس میں انکار کا عنوان ہے منشاء انکار تین چیزیں ہیں (۱) امامت جبرئیل کہ غیر افضل کو افضل کا امام بنایا جارہا ہے۔

جواب:...... یہ جزوی فضیلت ہے اس سے افضلیت لازم نہیں آتی۔

(۲) یا انکار اس بات پر ہے کہ تعیینِ اوقات جبرئیلؑ نے بتلائی ہے۔

جواب:...... یہ ہے کہ جبرئیل کی طرف تعیین اوقات کی نسبت مجازی ہے حقیقت میں تعیین کرنے والے اللہ ہیں۔

(۳) یا یہ مطلب ہے کہ یہ بات سند کے ساتھ بیان کرو اس صورت میں اَعلِم ہوگا اور آگے سند کی طرف متوجہ ہونا اس پر دلیل ہے۔

قولہ والشمس فی حجرتها قبل ان تظهر:......

سوال:...... اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عصر بہت جلد پڑھ لیتے تھے۔

جواب:...... احناف کہتے ہیں اس سے تو تاخیر ثابت ہوتی ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ کے حجرہ اقدس کی دیواریں چھوٹی چھوٹی تھیں [۳] ان پر سایہ بہت دیر سے چڑھتا تھا [۴]

(۳۵۲)

باب قول اللّٰہ عز و جل منیبین الیه واتقوہ واقیموا الصلٰوۃ ولا تکونوا من المشرکین

خداوند تعالیٰ کا قول ہے۔ اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور ڈرو اور نماز قائم کرو اور مشرکین کے طبقہ میں نہ شامل ہو جاؤ

(۴۹۶) حدثنا قتیبة بن سعید قال نا عباد و هو ابن عباد
ہم سے قتیبہ بن سعیدؒ نے بیان کیا کہ ہم سے عبادؒ نے بیان کیا اور یہ عبادؒ کے لڑکے ہیں

[۱] (عمدۃ القاری ص۵ ج۵) [۲] (عمدۃ القاری ص۵ ج۵) [۳] (عمدۃ القاری ص۶ ج۵) [۴] (فیض الباری ص۹۰ ج۲)

عن ابی جمرة عن ابن عباسؓ قال قدم و فد عبد القیس علی رسول الله ﷺ
ابو جمرہؒ کے واسطہ سے وہ ابن عباسؓ سے انھوں نے فرمایا کے عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا
فقالوا انا هذا الحی من ربیعة و لسنا نصل الیک الا فی الشهر الحرام
انھوں نے عرض کی کہ ہم اس ربیعہ کے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں حاضر ہو سکتے ہیں
فمرنا بشیء ناخذه عنک و ندعوا الیه من ورآءنا
اس لئے آپ کسی ایسی بات کا ہمیں حکم دیجئے جسے ہم سیکھ لیں اور اپنے قبیلہ کے دوسرے لوگوں کو بھی اس کی دعوت دیں
فقال آمرکم باربع و انهاکم عن اربع الایمان بالله
آپ ﷺ نے فرمایا کے تمھیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں (حکم دیتا ہوں) خدا پر ایمان لانے کا
ثم فسرها لهم شهادة ان لا اله الا الله و انی رسول الله
پھر آپ نے اس کی تفصیل فرمائی ان کیلئے کہ اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں
و اقام الصلٰوة و ایتآء الزکوٰة و ان تؤدوا الی خمس ما غنمتم
اور نماز کے قائم کرنے کا زکوٰة دینے کا اور جو مال تمھیں غنیمت میں ملے اس میں سے خمس ادا کرنے کا (حکم دیتا ہوں)
و انهاکم عن الدبآء و الحنتم و المقیر و النقیر (راجع ۵۳)
اور تمھیں میں کدو کا برتن (سبز رنگ کی مرتبان جیسی گھڑیا جس پر روغن لگا ہوا ہو) اور مقیر یعنی رال ایک قسم کا تیل جو بصرہ سے لایا جاتا تھا) لگے ہوئے برتن اور نقیر (کھجور کی جڑ سے کھود کر بنایا ہوا برتن) کے استعمال سے روکتا ہوں

حدثنا قتیبة بن سعیدؒ الخ :......

مطابقة هذ الحدیث للترجمة ظاهرة .

آیت الباب میں ہے ''اور نماز قائم کرو اور مشرکین سے مت ہو جاؤ'' مفہوم مخالف کے قائلین نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ تارکِ صلوٰة کافر ہے سلف کی ایک جماعت کی رائے یہی ہے اور امام احمد بن حنبلؒ سے بھی یہی

منقول ہے[۱] اور شاہ عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ (نماز عبادت ہے) عبادت کا چھوڑنا اتباع ھوٰی ہے جو شرک کی نوع ہے اسی لئے ولا تکونوا من المشرکین فرمایا[۲]

اس باب کا فضائل صلوٰۃ کے ساتھ تعلق:...... اس طرح ہے کہ اقیموا لصلوٰۃ میں اقامۃ کی تفسیر اداء الصلوٰۃ بارکانھا وشرائطھا ومستحباتھا وآدابھا کے ساتھ کی جائے اس تفسیر کی بناپر اس کے اندر وقت خود بخود داخل ہوگیا[۳] لہٰذا اب جہاں اقامت کا لفظ آئے گا وہاں مواقیت خود بخود نکل آئے گا۔

سوال:...... حدیث الباب آیت الباب کے مطابق نہیں؟ اس لئے کہ آیت الباب میں نفی شرک کا اقامت صلوٰۃ کے ساتھ اقتران کا بیان ہے جب کہ حدیث الباب میں اقامتِ صلوٰۃ کے ساتھ توحید کے اثبات کا اقتران ہے نفی اور اثبات تو ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہیں لہٰذا مناسبت نہ پائی گئی۔

جواب:...... جہت تضاد ہی کے لحاظ سے دونوں میں موافقت ومناسبت پائی جارہی ہے[۴]

فائدہ:...... حدیث کی تشریح وتفصیل الخیر الساری ج۱ ص۳۳۴ پر ملاحظہ فرمائیں (مرتب)

(۳۵۴)

باب البیعۃ علی اقام الصلوٰۃ

نماز قائم کرنے پر بیعت

البیعۃ:...... اہل عرب بیع کرتے وقت مصافحہ کیا کرتے تھے تو بیعت کا معنیٰ بیع ہوگا لیکن یہاں بیع والا معنیٰ اس سے الگ وجدا کرلیا گیا ہے اور اب یہاں مُطلق معاہدہ کے معنیٰ میں استعمال ہورہا ہے[۵]

(۴۹۷) حدثنا محمد بن المثنی قال ثنا یحیٰ قال حدثنا اسمٰعیل قال
ہم سے محمد بن مثنیٰؒ نے بیان کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ ہم سے یحیٰؒ نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ ہم سے اسمٰعیلؒ نے بیان فرمایا

[۱] (تقریر بخاری ص۷ ج۳) [۲] (فیض الباری ص۱۰۰ ج۲) [۳] (تقریر بخاری ص۷ ج۳) [۴] (عمدۃ القاری ص۷ ج۵) [۵] (فیض الباری ص۱۰۱ ج۲)

ثنا قیس عن جریر بن عبدا للہ قال بایعت النبی صلی اللہ علیہ و سلم
کہ ہم سے قیسؒ نے جریر بن عبد اللہؓ سے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے
علی اقام الصلوٰۃ وایتا الزکوٰۃ و النصح لکل مسلم (راجع ۵۷)
نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی

مطابقته للترجمة ظاهرة . یہ حدیث کتاب الایمان کے آخری باب **قول النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام الدین النصیحۃ للہ ولرسولہ** میں گزر چکی ہے الخیر الساری فی تشریحات البخاری ص ۳۴۱ ج ا پر اس کی تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: ...... اس حدیث سے نماز کی اہمیت اور تاکد معلوم ہوتا ہے اور ضمناً فضل صلوٰۃ کا علم بھی ہو گیا لیکن اس کا مواقیت صلوٰۃ سے کیا تعلق ہے؟

جواب: ...... جب اقامت کی تفسیر یہ کی جائے کہ نماز کو ارکان، شرائط، مستحبات اور آداب کی رعایت کے ساتھ ادا کرنا تو اس میں نماز کا وقت خود بخود آ گیا لہٰذا سوال ہی نہ رہا۔

(۳۵۴)
باب الصلوٰۃ کفارۃ
نماز کفارہ ہے

اس باب کا تعلق فضائل کے ساتھ تو بالکل واضح ہے اور اس کو **مواقیت الصلوٰۃ** میں ذکر فرما کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ وہی نمازیں کفارہ بنیں گی جو اپنے اوقات کے اندر ادا کی گئی ہوں۔

(۴۹۸) حدثنا مسدد قال حدثنا یحیٰ عن الاعمش
ہم سے مسددؒ نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ ہم سے یحیٰؒ نے اعمشؒ کے واسطہ سے بیان کیا

قال حدثنی شقیق قال سمعت حذیفۃ قال کنا جلوسا عند عمر رضی اللہ عنہ

اعمش ؒ نے کہا کہ مجھ سے شقیق ؒ نے بیان کیا شقیق ؒ نے کہا کہ میں نے حذیفہ ؓ سے سنا کہ حذیفہ ؓ نے فرمایا کہ ہم حضرت عمر ؓ کی خدمت میں حاضر تھے

فقال ایکم حفظ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فی الفتنۃ

عمر ؓ نے پوچھا کہ فتنے سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو تم میں سے کس نے یاد رکھی ہے ؟

قلت انا کما قالہ قال انک علیہ او علیہا لجریٔ قلت

میں نے کہا کہ میں نے (اسی طرح یاد رکھا ہے) جیسے آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا ۔ عمر ؓ نے فرمایا

فتنۃ الرجل فی اھلہ و مالہ وولدہ

تم رسول اللہ ﷺ سے فتن کو معلوم کرنے میں بہت نڈر تھے میں نے کہا انسان کے گھر والے مال اور اس کی اولاد اور اس کے پڑوسی فتنے (آزمائش کی چیزیں ہیں

و جارہ تکفرھا الصلوٰۃ و الصوم و الصدقۃ و الامر و النھی

نماز ، روزہ ، صدقہ اچھی باتوں کے لئے لوگوں سے کہنا اور بری باتوں سے روکنا ان کا کفارہ ہیں

قال لیس ھٰذا ارید و لکن الفتنۃ التی تموج کما یموج البحر

عمر ؓ نے فرمایا کہ میں تم سے اس کے متعلق نہیں پوچھتا مجھے تم اس فتنہ کہ متعلق بتاؤ جو سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا بڑھے گا

قال لیس علیک منھا باس یا امیر المؤمنین ان بینک و بینھا

اس پر میں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین : آپ اس سے خوف نہ کھایئے آپ کے اور اس فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ ہے

لبابا مغلقا قال ایکسر ام یفتح قال یکسر

ایک بند دروازہ ہے ۔ پوچھا کیا وہ دروازہ توڑ دیا کا جائے گا یا (صرف) کھولا جائے گا ۔ میں نے کہا توڑ دیا جائے گا

قال اذا لا یغلق ابدا قلنا اکان عمر یعلم الباب

عمر ؓ پکارا ٹھے کہ پھر تو کبھی بند نہیں ہوسکتا ۔ شقیق نے کہا کہ ہم نے حذیفہ سے پوچھا کیا عمر ؓ اس دروازہ کے متعلق علم رکھتے تھے

قال نعم کما ان دون الغد اللیلۃ

تو انھوں نے کہا کہ ہاں بالکل اس طرح جیسے دن کے بعد رات آنے کا یقین ہوتا ہے

انی حدثته بحدیث لیس بالاغالیط فهبنا ان نسال حذیفةؓ
میں نے تم سے ایک ایسی حدیث بیان کی ہے جو غلط قطعاً نہیں ہے ہمیں اس کے متعلق حذیفہؓ سے کچھ پوچھنے میں خوف ہوتا تھا
فامرنا مسروقاً فساله فقال الباب عمر (انظر ۱۴۳۵،۱۸۹۵،۳۵۸۶،۷۰۹۶)
اس لئے ہم نے مسروقؒ سے کہا (کہ وہ پوچھیں) انھوں نے دریافت کیا تو آپؓ نے بتایا کہ دروازہ خود عمرؓ ہی ہیں

حدثنامسدد الخ :...... **مطابقته هذاالحدیث للترجمة فی قوله (تکفرها الصلوٰة)** اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں جب کہ پانچویں حضرت حذیفہ بن یمانؓ ہیں۔

امام بخاریؒ نے **کتاب الزکوٰۃ** میں قتیبہؒ سے اور **علامات نبوی** ﷺ میں عمر بن حفصؒ سے اور **کتاب الصوم** میں علی بن عبداللہؒ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور امام مسلمؒ نے **باب الفتن** میں، ابن نمیرؒ وغیرہ سے اور امام ترمذیؒ نے **باب الفتن** میں اور بن ماجہؒ نے بھی **باب الفتن** میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے[۱]

قوله انک علیه اوعلیها :...... ''او'' شک راوی ہے اگر (**علیه**) فرمایا ہے تو نقل قولِ رسول ﷺ کی طرف ضمیر راجع ہوگی اور اگر **علیها** فرمایا ہے تو شراح مقالہ کی طرف ضمیر راجع کرتے ہیں مولانا زکریاؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک **فتنه** کی طرف ضمیر راجع کرنا اولیٰ ہے[۲]

قال ایکسر ام یفتح :...... **یکسر** سے مراد قتل ہے اور **یفتح** سے مراد طبعی موت ہے۔

قوله فتنة الرجل فی اهله وماله وولده وجاره :...... اہل کا فتنہ یہ ہے کہ ان کی وجہ سے ایسا قول اور عمل کرے جو حلال نہیں[۳] اور مال کا فتنہ یہ ہے کہ اس کو غیر ماٰخذ سے حاصل کرے اور اسے غیر مصرف میں خرچ کرے، اور اولاد کا فتنہ یہ ہے کہ اولاد کی فرط محبت اور کثرت مشغولیت کی وجہ سے بہت ساری بھلائیوں سے محروم رہے اور ان کے لئے کمانے میں غلو سے کام لے حلال وحرام کی پرواہ نہ کرے، اور پڑوسی کا فتنہ یہ ہے کہ **فتنة الرجل فی جاره ان یتمنی ان یکون حاله مثل حاله ان کان متسعًا قال تعالیٰ " وجعلنا بعضکم لبعض فتنه "** حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ انسان ان کی وجہ سے دین میں نقائص داخل کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے[۴]

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۸ ج۵) [۲] (تقریر بخاری ص۹ ج۳) (عمدۃ القاری ص۹ ج۵) [۳] (عمدۃ القاری ص۹ ج۵) [۴] (فیض الباری ص۱۰۱ ج۲)

قوله لیس بالاغالیط :...... جمع اغلوطة وهی مایغالط بها قال النوویؒ معناه حدثته حدیثا صدقا محققاً من احادیث رسول اللهﷺ لامن اجتهاد رأی ونحوه[1]

قولهمسروقاً :...... یہ مسروق بن اجدعؒ ہیں۔

(۴۹۹)حدثنا قتیبة قال حدثنا یزید بن زریع عن سلیمان التیمی
ہم سے قتیبہؒ نے بیان کیا ۔کہا کہ ہم سے یزید بن زریعؒ نے بیان کیا ۔سلیمان تیمیؒ کے واسطہ سے
عن ابی عثمان النهدی عن ابن مسعود ان رجلا اصاب من امرئةقبلة
وہ ابو عثمان نہدیؒ سے وہ ابن مسعودؓ سے کہ ایک شخص نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا
فاتی النبی صلی الله علیه و سلم فاخبره فانزل الله عزوجل
اور پھر نبی کریمﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکراس کی اطلاع دیدی۔اس پر خداوندتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی
اقم الصلٰوة طرفی النهار روزلفا من اللیل ان الحسنٰت یذهبن السیاٰت
(ترجمہ) نمازدن کے دونوں جانبوں میں قائم کرو اور کچھ رات گئے اور بلاشبہ نیکیاں برائیوں کوختم کردیتی ہیں
فقال الرجل یا رسول الله الی هٰذا قال لجمیع امتی کلهم (انظر۴۶۸۷)
اس شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ: کیایہ صرف میرے لئے ہےتو آپﷺ نے فرمایانہیں۔میری پوری امت کے لئے

مطابقته للترجمة فی قوله "اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ" حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔

امام بخاریؒ نے کتاب التفسیر میں مسددؒ سےاورامام مسلمؒ نے توبه میں قتیبہؒ اورابی کاملؒ سےاورامام ترمذیؒ نے کتاب التفسیر میں محمد بن بشارؒ اورامام نسائیؒ نے قتیبہؒ اورابن ابی عدیؒ اوراسمٰعیل بن مسعودؒ اورابن ماجہؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں سفیان بن وکیعؒ سےاور کتاب الزهد میں اسحٰق بن ابراہیمؒ سےاس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

قوله ان رجلاً:...... رجل سے مراد ابوالیسرؒ (بفتح الیاء) ہیں جیسا کہ امام ترمذیؒ نے ترمذی شریف میں اس کی

[1] (عمدۃ القاری ص۱۰ج۵)

تصریح فرمائی ہے ترمذی میں عن ابی الیسر قال اتتنی امرأۃ تبتّع تمرا فقلت ان فی البیت تمرا اطیب منه فدخلت معنی فی البیت فاهویت الیها فقبلتها الخ[۱]

ان الحسنات :...... حسنات سے مراد پانچوں نمازیں ہیں۔

الی هٰذا :...... ہمزہ استفہام کے لئے ہے اور هذا مبتداء ہے اور لی خبر مقدم ہے اور اس تقدیم کا فائدہ تخصیص ہے[۲]

(۳۵۵)

باب فضل الصلوٰة لوقتها

نماز وقت پر پڑھنے کی فضیلت

(۵۰۰) حدثنا ابو الولید هشام بن عبد الملک قال حدثنا شعبه
ہم سے ابوالولید ہشام بن عبد الملکؒ نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے شعبہؒ نے بیان کیا
قال الولید بن العیزار اخبرنی قال سمعت ابا عمرو الشیبانی یقول
کہا ولید بن عیزارؒ نے مجھے خبر دی کہ ابو عمرو شیبانیؒ سے میں نے سنا وہ کہتے تھے کہ
حدثنا صاحب هٰذه الدار واشار الی دار عبد اللهؓ قال سالت النبی ﷺ
میں نے اس گھر کے مالک سے سنا آپ عبداللہ بن مسعودؓ کے گھر کی طرف اشارہ کر رہے تھے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا
ای العمل احب الی اللّٰه قال الصلوة علٰی وقتها
کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے وقت پر نماز پڑھنا
قال ثم ایٌّ قال ثم بر الوالدین قال ثم
پوچھا اس کے بعد فرمایا کہ پھر والدین کے ساتھ حسنِ معاملت رکھنا۔ پوچھا اس کے بعد آنحضور ﷺ نے فرمایا

[۱] (عمدۃ القاری ص ۱۱ ج ۵) [۲] (عمدۃ القاری ص ۲ ج ۵)

ای قال الجهاد فی سبیل اللّٰہ قال حدثنی بهن ولو استزدته لزادنی

کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ابن مسعودؓ نے فرمایا آنحضورﷺ نے مجھے یہ تفصیل بتائی اور اگر میں مزید سوالات کرتا تو آپ اور زیادہ بتادیتے

مطابقة هذا الحديث للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں اور پانچویں حضرت عبداللہؓ ہیں اور عبداللہ سے مراد عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔
امام بخاریؒ نے ادب میں ابوالولیدؒ سے اور توحید میں سلیمان بن حربؒ سے اور جہاد میں حسن بن صباحؒ سے اور توحید میں عباد بن عوامؒ سے اور امام مسلمؒ نے ایمان میں عبیداللہ معاذؒ وغیرہ سے اور امام ترمذیؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں قتیبہؒ سے اور امام نسائیؒ نے صلوٰۃ میں عمرو بن علیؒ وغیرہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

الولیدبن العیزار :...... عیزار عین کے فتح اور یاء کے سکون کے ساتھ ہے۔ عیزار کے باپ حُریث کوفی ہیں[۱]

علیٰ وقتها :...... روایت الباب میں الصلوٰۃ علی وقتها ہے اور ترجمۃ الباب میں لوقتها ہے تو یہ ترجمۃ الباب ترجمہ شارحہ ہوگا۔ حروف جارہ ایک دوسرے کے معنیٰ میں استعمال ہوتے رہتے ہیں۔

ای العمل احب :...... احب اسم تفضیل ہے اکثر اسم فاعل کے معنیٰ میں آیا کرتا ہے اور یہاں احب بمعنی محبوب اسم مفعول کے معنیٰ میں ہے [۲]

(۳۵۶)

باب الصلوٰات الخمس کفارة للخطایا اذا صلاهن لوقتهن فی الجماعة وغیرها

پانچوں وقت کی نمازیں گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں جب ان کو ان کے وقت پر ادا کریں جماعت کے ساتھ یا بغیر جماعت کے

اعتراض :...... باب الصلوٰۃ کفارۃ اور اس باب میں تکرار پایا جارہا ہے کیونکہ دونوں سے مقصود ایک ہی ہے یعنی نماز کا کفارہ بننا، اور تکرار اچھا نہیں؟

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۱۳ ج۵) [۲] (فیض الباری ص۱۰۴ ج۲)

جواب (۱) :...... پہلے باب میں اجمال ہے اور اس میں تفصیل ہے۔

جواب (۲) :...... پہلا باب مطلقاً ہے اور یہ مقید بالخمس ہے حاصل یہ ہے کہ پہلا باب عام ہے اور دوسرا خاص ہے [۱]

جواب (۳) :...... باب سابق میں نفس نماز کے کفارہ ہونے کا بیان ہے اور اس میں جماعت اور غیر جماعت دونوں کے کفارہ ہونے کا بیان ہے لہٰذا تکرار نہ ہوا [۲]

(۵۰۱) حدثنی ابراھیم بن حمزۃ قال حدثنا ابن ابی حازم والدراوردی عن یزید بن عبد اللہ
ہم سے ابراہیم بن حمزہؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابن ابی حازمؒ اور دراوردیؒ نے یزید بن عبد اللہؒ کے واسطہ سے بیان کیا
عن محمد ابن ابراھیم عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن ابی ھریرۃ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہ محمد بن ابراہیمؒ سے وہ ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے وہ ابو ہریرہؓ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
یقول ارایتم لو ان نھرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمسا ما تقول ذلک
کہ اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ مرتبہ نہائے تو تمہارا کیا خیال ہے
یبقی من درنہ قالوا لا یبقی من درنہ شیئا قال فذلک
کیا اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی رہ سکتا ہے صحابہ نے عرض کیا نہیں (یا رسول اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی حال
مثل الصلوٰت الخمس یمحو اللہ بھا الخطایا
پانچ وقت کی نمازوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے گناہوں کو دھو دیتا ہے

حدثنا ابراھیم بن حمزہ الخ...... مطابقتہ للترجمۃ ظاھرۃ.

اس حدیث کی سند میں سات راوی ہیں ساتویں حضرت ابو ہریرہؓ ہیں۔

امام مسلمؒ نے الصلوٰۃ میں قتیبہؒ سے امام ترمذیؒ نے امثال میں قتیبہؒ سے اور امام نسائیؒ نے صلوٰۃ میں قتیبہؒ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے [۳] حضرت ابو ہریرہؓ کا اصل نام عبد الرحمٰن بن صخر ہے ۵ ہجری میں مشرف باسلام ہوئے۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۱۵ ج ۵) [۲] (تقریر بخاری ص ۱۱ ج ۳) [۳] (عمدۃ القاری ص ۱۵ ج ۵)

یمحو اللّٰہ بہ الخطایا :...... **محو خطایا** سے مراد صغائر ہیں کیونکہ ان کا تعلق ظاہر سے ہوتا ہے بخلاف کبائر کے کہ ان کا تعلق دل سے ہوتا ہے کیونکہ گناہ کرنے سے قلب پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اگر بندہ توبہ نہ کرے تو وہ نقطہ آہستہ آہستہ دل کو گھیر لیتا ہے جب کبائر کا تعلق دل سے ہوا تو توبہ کی ضرورت پڑے گی۔

(۳۵۷)

باب فی تضییع الصلوٰۃ عن وقتھا

وقت سے نماز کو ضائع کرنا

اس سے **فَخَلَفَ من بعدھم خلف اضاعو الصلوٰۃ واتبعو االشھوات** (الآیۃ)[۱] کی طرف اشارہ ہے۔

اضاعت سے مراد کیا ہے؟ اس بارے میں تین قول ہیں۔

۱: **اخراج الصلوٰۃ عن وقتھا**

۲: **اخراج الصلوٰۃ عن الوقت المستحب**

۳: **اخراج الصلوٰۃ عن کل الوقت**

امام بخاریؒ تیسرے نمبر کے قائل ہیں۔ روایات سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔

(۵۰۲) حدثنا موسیٰ بن اسمعیل قال حدثنا مھدی عن غیلان عن انسؓ
ہم سے موسیٰ بن اسمعیلؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے مہدیؒ نے غیلانؒ کے واسطہ سے بیان کیا وہ حضرت انسؓ سے
قال ما اعرف شیئا مما کان علی عھدی النبی صلی اللہ علیہ و سلم قیل الصلوٰۃ
آپ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے عہد کی کوئی بات اس زمانہ میں نہیں پاتا۔ لوگوں نے کہا کہ نماز تو ہے
قال الیس صنعتم ما صنعتم فیھا
فرمایا کہ اس کے ساتھ بھی تم نے کیا کچھ نہیں کر ڈالا ہے

[۱] (سورۃ مریم آیت ۵۹ رکوع ۴)

حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیلؒ الخ:...... **وجه مطابقته للترجمة فی قوله " الیس صنعتم ماصنعتم فیها"**

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں چوتھے حضرت انسؓ ہیں۔

(۵۰۳)حدثنا عمر و بن زرارة قال اخبرنا عبد الواحد بن واصل ابو عبیدة الحداد
ہم سے عمر و بن زرارہ نے بیان کیا ۔ کہا کہ ہمیں عبد الواحد بن واصل ابو عبیدہ حداد نے
عن عثمان بن ابی رواد اخی عبد العزیز قال سمعت الزهری
عبد العزیز کے بھائی عثمان بن ابی رواد کے واسطہ سے خبر دی انھوں نے کہا کہ میں نے زہری سے سنا
یقول دخلت علی انس ابن مالک بد مشق و هو یبکی
کہا کہ میں دمشق میں انس بن مالک کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اس وقت آپ رو رہے تھے
فقلت ما یبکیک فقال لا اعرف شیئا مما ادرکت الا هٰذه الصلوٰة
میں نے عرض کی کہ آپ کیوں رورہے ہیں؟ فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد کی کوئی چیز اس نماز کے علاوہ اب نہیں پاتا
وهٰذه الصلوٰة قد ضیعت وقال بکر بن خلف حدثنا محمد بن بکر البر سانی
اور اس کو بھی ضائع کیا جا رہا ہے اور بکر بن خلفؒ نے کہا کہ ہم سے محمد بن بکر برسانیؒ نے بیان کیا
قال اخبرنا عثمان بن ابی روادنحوه
کہا کہ ہم سے عثمان ابن ابی روادؒ نے اسی طرح حدیث بیان کی

حدثنا عمروبن زُرارة الخ ...... **مطابقته للترجمة فی قوله "ضیعت"**

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں پانچویں حضرت انسؓ ہیں۔

دِمشـــق:...... دال کے کسرہ اور میم کے فتحہ کے ساتھ ہے[۱] اس کے بانی کا نام دماشق ہے اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے دمشق کہتے ہیں۔

وھویبکی:...... اس حال میں وہ رونے لگے۔قصہ یہ ہے کہ حضرت انسؓ اس نیت سے دمشق تشریف لے گئے کہ وہاں

---

[۱](عمدۃ القاری ص۱۷ ج۵)

جا کر ولید بن عبدالملک کے پاس حجاج بن یوسف کی شکایت کریں، وہاں جا کر دیکھا کہ ان لوگوں نے جس طرح اور چیزوں کو ضائع کر رکھا تھا نماز کو بھی ضائع کر رکھا تھا اپنے وقت پر ادا نہیں کرتے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت انسؓ رونے بیٹھ گئے[۱]

اشکال: ...... **فقال لااعرف شیاً مما ادرکت الا هذه الصلوٰة الخ** اور بخاری ص ۱۰۰ پر حضرت انسؓ سے ہی منقول ہے **ماانکرت شیاً الا انکم لاتقیمون الصفوف** تو دونوں میں بظاہر تعارض ہے اس لئے کہ اس باب کی روایت کا تقاضا تو یہ ہے کہ انہوں نے سب کچھ ضائع کر دیا اور بخاری ص ۱۰۰ کی روایت کا تقاضا یہ ہے کہ سب کچھ ٹھیک تھا صرف صفوں میں خرابی تھی؟

جواب: ...... روایت الباب جس میں مطلقاً ساری اشیاء کی اضاعت کا ذکر ہے یہ دمشق کا واقع ہے جیسا کہ روایات میں تصریح ہے اور جہاں صفوں کے اندر کوتاہی کا ذکر ہے تو وہ مدینہ منورہ کا واقع ہے[۲]

قال بکر بن خلف حدثنا محمد بن بکر البُرسانی قال اخبر عثمان بن ابی روّادنحوه
بکر بن خلفؒ نے کہا کہ ہمیں محمد بن بکر بُرسانیؒ نے بیان کیا کہا کہ ہمیں عثمان بن ابی روّادؒ نے اسی طرح خبر دی

اور یہ تعلیق ہے اس کو اسمٰعیلؒ نے موصولاً ذکر کیا ہے[۳] اس کو جلی قلم سے لکھنا چاہئے تھا اور لفظ حدثنا باریک۔ اس لئے کہ روایت کی ابتداء لفظ قال سے ہے (حدثنا) سے نہیں اور جن نسخوں میں اس کے خلاف ہے وہ غلط ہے اور وہم ہے[۴]

بُرسانی: ...... **منسوب الی بُرسان بطن ازد**[۵]

(۳۵۸)

باب المصلّی يناجی ربه

نماز پڑھنے والا اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے

اس باب کو **کتاب مواقیت الصلوة** سے اس طرح مناسبت ہے کہ اس سے اس بات کا بیان ہے کہ نمازوں کی ادائیگی کے اوقات اللہ پاک سے مناجات کے اوقات ہیں تو ان کو اوقات میں ادا کرنے کا اہتمام ہونا چاہئے حضرت شیخ

---

[۱] (تقریر بخاری ص ۱۲ ج ۳) (عمدة القاری ص ۱۷ ج ۵) [۲] (فیض الباری ص ۱۰۲ ج ۲) [۳] (تقریر بخاری ص ۱۲ ج ۳) [۳] (عمدة القاری ص ۱۸ ج ۵) [۴] (تقریر بخاری ص ۱۲ ج ۳) [۵] (عمدة القاری ص ۱۸ ج ۵)

الحدیث مولانا زکریاؒ لکھتے ہیں کہ اللہ پاک کی دوشانیں ہیں۔(۱)شان مالکیت (۲)شان محبوبیت۔

اب اگر کوئی شخص بادشاہ تک رسائی حاصل کرلے اوراس سے بات کرنے کا موقعہ مل جائے اور بات شروع ہوجائے اور وہ پھر ادھر اُدھر دیکھنے لگے تو بادشاہ اس کو نکال دے گا اور مطرود ومردود کردے گا بس یہی حال وہاں کا ہے اسی طرح کوئی ہزار عرق ریزیوں کے بعد محبوب تک پہنچے اور محبوب بات کرنے کو تیار ہوجائے اور پھر وہ ادھر اُدھر دیکھنے لگے تو محبوب کیا کرے گا اس کے منہ پر تھوک کر دوسری طرف متوجہ ہوجائے گا یہی حال حضرت باری کا بھی ہے بلکہ اس سے اعلیٰ وارفع واولیٰ ہے کیونکہ وہ تو احب المحبوبین ہیں اور ملک الملوک ہیں۔[۱]

چنانچہ اگر کسی سرکاری عہدہ دار سے ملنا ہو تو پہلے اس کی تیاری کی جاتی ہے اور جب وقت قریب آجاتا ہے تو پھر نظر ہر وقت گھڑی پر رہتی ہے تو احکم الحاکمین ومالک الملوک کے دربار میں حاضری اوران سے مناجات کے لئے کتنا اہتمام کرنا چاہئے وہ ظاہر ہے۔[۲]

(۵۰۴)حدثنا مسلم بن ابراھیم قال حدثنا ھشام عن قتادۃؓ عن انسؓ
ہم سے مسلم بن ابراہیمؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہشامؒ نے قتادہؒ کے واسطہ سے بیان کیا وہ حضرت انسؓ سے
قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم ان احدکم اذا صلی یناجی ربہ
کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا رہتا ہے
فلا یتفلن عن یمینہ و لکن تحت قدمہ الیسری (راجع ۲۴۱)
اس لئے اسے اپنی داہنی جانب نہ تھوکنا چاہیے۔اور لیکن بائیں پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے

اذا صلی یناجی ربہ فلا یتفلن عن یمینہ الخ:......

اشکال :...... بخاری ص ۵۸وص ۵۹ پر روایت گزری ہے اور وہاں دائیں طرف تھوکنے کی ممانعت کی علت یہ بیان فرمائی ہے کہ دائیں طرف فرشتہ ہوتا ہے اوراس روایت میں علت رب ذوالجلال سے سرگوشی کو قرار دیا گیا ہے تو بظاہر تعارض ہے؟

جواب :...... کوئی تعارض نہیں کیونکہ ایک چیز کی متعدد علتیں ہوسکتی ہیں۔[۳]

---

[۱](تقریر بخاری ص ۱۳ ج ۳) [۲](عمدۃ القاری ص ۱۸ ج ۵) [۳](تقریر بخاری ص ۱۳ ج ۳)

وهذا لحديث قد مضى في باب حك البزاق باليد من المسجد باطول منه[1]

وقال سعيدٌ الخ: ...... سعید سے مراد ابن ابی عروبہؒ ہیں ای قال سعیدٌ عن قتادةٌ بالاسناد المذكور وطريقه موصولة عندالامام احمدٌ وابن حبانٌ .

وقال شعبةٌ الخ: ...... اى قال شعبة بن الحجاجٌ عن قتادةٌ بالاسناد ايضاً وقد اوصله البخاريٌ ايضاً فيما تقدم عن آدم عنه .

وقال حميدٌ الخ: ...... اوصله البخاريٌ ايضاً فيما تقدم ولكن ليس في تلك الطريقة قوله ولاعن يمينه وقال الكرمانيٌ هذه تعليقات لكنها ليست موقوفة على شعبةٌ ولا على قتادةٌ ويحتمل الدخول تحت الاسناد السابق بان يكون معناه الخ[2]

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تمام کی تمام موصولہ ہیں احتمال کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

(٥٠٥) حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا يزيد بن ابراهيم
ہم سے حفص بن عمرؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یزید بن ابراہیمؒ نے بیان کیا
قال حدثنا قتاده عن انسؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم
کہا ہم سے قتادہؒ نے انس بن مالکؓ کے واسطہ سے بیان کیا۔ آپ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے تھے
انه قال اعتدلوا في السجود ولا يبسط احدكم ذراعيه كالكلب
آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ سجدہ کرنے میں اعتدال رکھو اور کوئی شخص اپنے بازؤں کو کتے کی طرح نہ پھیلائے
و اذا بزق فلا يبزقن بين يديه ولا عن يمينه فانه يناجي ربه
جب کسی کو تھوکنا ہی ہو تو سامنے یا داہنی طرف نہ تھوکے کیونکہ وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا رہتا ہے
و قال سعيد عن قتاده لا يتفل قُدّامه او بين يديه و لكن عن يساره
سعیدؒ نے قتادہؒ سے روایت کر کے بیان کیا کہ آگے یا سامنے نہ تھوکے البتہ بائیں طرف تھوک سکتا ہے

[1] (عمدۃ القاری ص ۱۸ ج ۵) [2] (عمدۃ القاری ص ۱۸ ج ۵)

او تحت قدمه و قال شعبة لا يبزق بين يديه
یا اپنے قدموں کے نیچے اور شعبہؒ نے کہا کہ اپنے سامنے اور نہ اپنی دائیں طرف
و لا عن يمينه و لكن عن يساره او تحت قدمه
اورنہ ہی اپنی بائیں طرف اور لیکن اپنی بائیں طرف یااپنے قدموں کے نیچے
و قال حميد عن انس عن النبى صلى الله عليه و سلم لا يبزق فى القبلة
اورکہا حمیدؒ نے انس بن مالکؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قبلہ کی طرف نہ تھوکے
ولا عن يمينه و لكن عن يساره او تحت قدمه (راجع ۲۴۱)
اور نہ دائیں طرف البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے

حدثنا حفص بن عمر الخ:...... مطابقته للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی تشریح الخیر الساری ص ۱۷۲،۱۷۳ ج ۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۵۹)

باب الابراد بالظهر فى شدة الحر

گرمی کی شدت میں ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنا

اشکال:......ظہر کا وقت ذکر کرنے سے پہلے امام بخاریؒ نے اس کے اوصاف کو کیوں شروع فرمادیا حالانکہ اوصاف موصوف کے تابع ہوتے ہیں؟

جواب:......حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ جب ابراد کا حکم دے دیا تو زوال تو خود اس میں آگیا۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ شدت اہتمام ابراد بالظہر کی وجہ سے اس کو مقدم فرمایا[۱]

غرض بخاری :...... بہت ممکن ہے کہ ظہر کے اندر تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے جو مختلف اقوال ہیں ان پر رد کرنا ہو چنانچہ حنفیہؒ کے نزدیک موسم گرما میں تاخیر کرنا اولیٰ ہے اور موسم سرما میں تعجیل۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ علت تاخیر حر (گرمی) کا ہونا ہے لہٰذا اگر گرمی کے موسم میں کہیں گرمی نہ ہو رہی ہو جیسے سلمہ یا منصوری (یا مری و بالاکوٹ) پر کوئی رہنے والا ہو تو تاخیر نہ کرے حضرت امام بخاریؒ ان دونوں پر رد فرماتے ہیں کہ موسم اور مکان کی کوئی تخصیص نہیں ہے بلکہ وجہ ابراد شدت حر ہے[۲]

حنفیہؒ کے نزدیک گرمیوں میں ابراد بالظہر مستحب ہے اور سردیوں میں تقدیم مستحب ہے[۳] امام بخاریؒ کا بھی یہی مذہب ہے کیونکہ نفسِ وقت کے بیان سے پہلے ابراد بالظہر کا باب قائم فرمایا۔

ایک بحث :...... گرمی کی سختی یاسردی کی زیادتی کس وجہ سے ہے؟

جواب :...... یہ ہے کہ ہر چیز کے دو سبب ہوتے ہیں۔ (۱) ظاہری (۲) باطنی۔ یہاں بھی ایسے ہی ہے۔

سبب ظاہری :...... تو وہ ہے جو سائنس والے بیان کرتے ہیں کہ سورج جب کسی زمین کے قریب سے گزرتا ہے اور زیادہ دیر تک رہتا ہے تو گرمی زیادہ ہوتی ہے جیسے خط استواء ہے کہ وہ سورج کے زیادہ قریب ہے اور جب سورج دور سے گزرتا ہے تو سردی ہوتی ہے کیونکہ پہلی گرمی ابھی باقی ہوتی ہے رات ابھی تک اسے زائل نہیں کرپاتی کہ دن آجاتا ہے اور سردیوں میں دن ابھی رات کی سردی کو زائل نہیں کرپاتا کہ پھر رات آجاتی ہے۔

سبب باطنی:...... سبب باطنی گرمی **فیح جهنم** سے ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ آگ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی کہ **اکل بعضی بعضا الحدیث**[۴] تو اللہ تعالیٰ نے جہنم کو دو سانس لینے کی اجازت دی ان میں سے ایک سانس اس وقت ہوتا ہے جب کہ گرمی ہوتی ہے جیسا کہ بخاری شریف میں حدیث قریب آرہی ہے[۵]

اشکال ثانی :...... اوپر والی تقریر سے ایک دوسرا اشکال بھی رفع ہو گیا کہ ٹھنڈے علاقوں میں کیا جہنم سانس نہیں لیتی؟ تو جواب یہی ہے جو علاقے سورج کی طرح جہنم کے منہ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں وہاں گرمی زیادہ ہوتی ہے اور جہنم کی گرمی خدا کے غضب سے ہے۔

[۱] (تقریر بخاری ص۱۳ ج۳) [۲] (تقریر بخاری ص۱۴ ج۳) [۳] (عمدۃ القاری ص۲۱ ج۵) [۴] (تقریر بخاری ص۱۴ ج۳) [۵] (بخاری ص۷۷ ج۱)

سوال: ...... سورج میں گرمی کہاں سے آتی ہے؟

جواب: ...... جہنم سے۔ کیونکہ سورج اور جہنم کے درمیان مناسبت اور جوڑ ہے سورج جہنم سے گرمی حاصل کرتا ہے

اس سبب ظاہری و باطنی کو مثال سے سمجھیں۔

مثال اوّل: ...... اس کی مثال بارش ہے کہ گرمی کی وجہ سے بخارات اٹھتے ہیں اوپر جا کر ٹھنڈی ریح (ھوا) لگتی ہے تو کثیف ہو جاتے ہیں اور بارش برستی ہے۔

مثال ثانی: ...... عمل تقطیر اس کو کہتے ہیں جیسے کسی چیز کا عرق نکالتے وقت دیکھتے ہیں۔

سبب باطنی کی مثال: ...... آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ فضا میں سمندر مخفوف ہے اس سے بادلوں میں پانی آتا ہے اور اسی سے بارش برستی ہے۔

مثال ثانی: ...... گاڑیوں کا حادثہ ہو جائے آپس میں ٹکرا جائیں تو لوگ کہتے ہیں کہ حادثہ کانٹے بدلنے والے کی غلطی سے پیش آیا لیکن حقیقت میں گناہوں کا اثر ہے آپ ﷺ نے فرمایا پانچ چیزوں کا عذاب پانچ چیزوں سے آتا ہے۔ (۱) مال غنیمت میں خیانت کرنے سے اللہ تعالیٰ دلوں میں دشمنوں کا خوف پیدا کر دیتے ہیں۔ (۲) زنا سے اموات (وباؤں) کی کثرت ہوتی ہے۔ (۳) ناپ تول میں کمی سے قحط آتا ہے۔ (۴) ناحق فیصلہ کرنے یا بغیر علم کے فیصلہ کرنے سے اللہ تعالیٰ قتل و غارت کو زیادہ کر دیتے ہیں۔ (۵) وعدہ خلافی کرنے سے اللہ تعالیٰ دشمن کو مسلط کر دیتے ہیں[1]

ہمارا دعویٰ ہے کہ جب تک اعمال درست نہیں کرو گے حالات پر قابو نہیں پاسکو گے ابھی تو ملک عزیز پاکستان میں استغفار، توبہ کرنے والے موجود ہیں سب سے زیادہ وبائیں امریکہ میں واقع ہوتی ہیں سب سے زیادہ خودکشی مغربی جرمنی میں ہوتی ہے روس میں ہر سال فی لاکھ ۱۸ آدمی امریکہ میں فی لاکھ ۲۱ آدمی اور مغربی جرمنی میں فی لاکھ ۲۳ آدمی خودکشی کرتے ہیں۔

ملک عزیز پاکستان میں ہونے والے فسادات پر طرح طرح کے تبصرے کئے جاتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ فسادات سندھیوں کے تعصب کی وجہ سے ہیں کوئی کچھ بتلاتا ہے اور کوئی کچھ کہتا ہے لیکن یہ کوئی نہیں کہتا کہ پورا ملک اجتماعی طور پر بے غیرتی دکھلا رہا ہے عورت کی حکمرانی ہے (یہ سبق بے نظیر کے دور میں پڑھایا گیا) اور عورت کی حکمرانی عذاب ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے **لن یفلح قوم ولو امرھم امرأۃ** (سنن النسائی المجتبیٰ جز ۸ ص ۲۲۷ بیروت)

---

[1] (مشکوٰۃ ص ۴۵۹ ج ۲)

(۵۰۶)حدثنا ایوب بن سلیمان قال حدثنا ابو بکر عن سلیمان
ہم سے ایوب بن سلیمانؒ نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے ابو بکرؒ نے بیان کیا سلیمانؒ کے واسطہ سے
قال صالح بن کیسانؒ حدثنا الاعرج عبد الرحمنؒ و غیرہ عن ابی ہریرۃؓ
صالح بن کیسانؒ نے کہا کہ ہم سے اعرج عبدالرحمٰنؒ وغیرہ نے حدیث بیان کی وہ ابو ہریرۃؓ سے روایت کرتے تھے
و نافع مولی عبد اللہ بن عمر عن عبد اللہ بن عمر
عبداللہ بن عمرؓ کے مولی نافع عبد اللہ بن عمرؓ سے اس حدیث کی روایت کرتے تھے
انہما حدثاہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم انہ قال
کہ ان دونوں صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی یہ کہ آپ نے فرمایا
اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰۃ فان شدۃ الحر من فیح جہنم (انظر ۵۳۶)
جب گرمی شدید ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی آگ کے بھڑکنے سے ہوتی ہے

مطابقتہ للترجمۃ من حیث ان المراد بقولہ فابردوا بالصلوٰۃ

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں آٹھ راوی ہیں اور آٹھویں حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔

فان شدۃ الحر :...... فاء تعلیلیہ ہے ابراد کی علت گرمی کی شدت بتاتی ہے۔

سوال:......تاخیر میں کیا حکمت ہے؟

جواب:......علامہ عینیؒ نے دو حکمتیں لکھیں ہیں۔

۱: دفع مشقت ہے کیونکہ گرمی کی شدت میں خشوع باقی نہیں رہتا۔

۲: جہنم کے دہکائے جانے کا وقت ہے چنانچہ مسلم شریف میں عمرو بن عبسہؓ سے مروی ہے کہ ان کو آپ ﷺ نے فرمایا اقصر عن الصلوٰۃ عند سواء الشمس فانہا ساعۃ تسجر فیہا جہنم[1]

---

[1] (عمدۃ القاری ص۲۰ ج۵)

(۵۰۷) حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر حدثنا شعبة
ہم سے محمد بن بشارؒ نے بیان کیا کہا ہم سے غندرؒ نے بیان کیا ان سے شعبہؒ نے
عن المهاجر ابی الحسن سمع زید بن وهبؓ عن ابی ذرؓ
مہاجر ابو الحسنؒ کے واسطہ سے بیان کیا انھوں نے زید بن وہبؒ سے سنا ابو ذرؓ سے روایت کرتے ہیں
قال اذن مؤذن النبی ﷺ الظهر فقال ابرد ابرد
کہ نبی کریم ﷺ کے موذن نے اذان دی نماز ظہر کی تو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دو، ٹھنڈا ہونے دو
او قال انتظر انتظر وقال شدة الحر من فیح جهنم
یا یہ فرمایا ٹھہر جاؤ ٹھہر جاؤ اور فرمایا گرمی کی شدت جہنم کی آگ بھڑکنے سے ہے
فاذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوٰة
اس لئے جب گرمی شدید ہو جائے تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو
حتی راینا فیء التلول (انظر ۵۳۹، ۶۲۹، ۳۲۵۸)
(پھر ظہر کی اذان اس وقت کہی گئی) جب ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھ لئے

مطابقته للترجمة ظاهرة .

﴿تحقیق وتشریح﴾

حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں چھٹے حضرت ابوذر غفاریؓ ہیں جن کا نام جندب بن جنادہؓ ہے۔

امام بخاریؒ نے صلوٰۃ میں آدمؒ سے اور مسلم بن ابراہیمؒ سے اور صفة النار میں ابوالولیدؒ سے اس کو نقل کیا ہے۔ اور امام مسلمؒ نے صلوٰۃ میں ابوموسیٰؒ سے اور ابوداؤدؒ نے صلوٰۃ میں ابوالولیدؒ سے اور امام ترمذیؒ نے صلوٰۃ میں محمود بن غیلانؒ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے [1]

---

[1] (عمدۃ القاری ص۲۲ ج۵)

اذّن مؤذن النبی ﷺ :...... مؤذن حضرت بلالؓ ہیں۔

فقال ابرد ابرد:......سوال:...... گرمی جب جہنم کی وجہ سے ہے اور جہنم کی گرمی غضب خداتعالیٰ کی وجہ سے تو پھر ایسے وقت میں تو عبادت ہونی چاہئے اور دُعا مانگی جانی چاہئے۔

جواب (۱):...... ٹھیک ہے غضب کا تقاضا دعاء وعبادت میں مشغولی ہے یعنی غضب سے بچنے کے لئے عبادت کرنی چاہئے لیکن ادب کا تقاضا ہے کہ غضب کے وقت مواجہہ نہ کیا جائے۔

جواب (۲):...... یعمریؒ فرماتے ہیں کہ اس کو قبول کرلینا چاہئے اگر چہ اس کا معنی سمجھ میں نہ آئے[۱]

تلول :...... تل کی جمع ہے بمعنی ٹیلہ **والتل من الرمل کومة منه**[۲]

(۵۰۸) حدثنا علی بن عبد الله المدینی قال حدثنا سفیان قال حفظناه من الزهری
ہم سے علی بن عبداللہ مدینیؒ نے کہا ہم سے سفیانؒ نے بیان کیا کہا کہ اس حدیث کو ہم نے زہریؒ سے سن کر یاد کیا
عن سعید ابن المسیب عن ابی هریرة عن النبی ﷺ انه قال
وہ سعید ابن میتب کے واسطے سے بیان کرتے ہیں وہ ابو ہریرہؓ سے وہ نبی ﷺ سے کہ فرمایا
اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰة فان شدة الحر من فیح جهنم
جب گرمی شدید ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی تیزی جہنم کی آگ کی تیزی کی وجہ سے ہے
واشتکت النار الٰی ربها فقالت یا رب اکل بعضی بعضا
جہنم نے اپنے رب سے شکایت کی کہ اے میرے رب (آگ کی شدت کی وجہ سے) میرے بعض نے بعض کو کھالیا
فاذن لها بنفسین نفس فی الشتآء و نفس فی الصیف
اس پر خداوند تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں
وهو اشد ما تجدون من الحر و هو اشد ما تجدون من الزمهریر (راجع ۵۳۳، وانظر ۳۲۶۰)
اور وہ انتہائی سخت گرمی اور انتہائی سخت سردی ہے جو تم لوگ محسوس کرتے ہو

مطابقته للترجمة ظاهرة .

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۲۰ ج ۵) [۲] (عمدۃ القاری ص ۲۲ ج ۵)

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

امام نسائیؒ نے صلوٰۃ میں قتیبہؒ اور محمد بن عبداللہؒ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

مسائل مستنبطہ:......

۱: گرمیوں میں ظہر کی نماز میں ابراد مستحب ہے۔

۲: جہنم کو پیدا کیا جاچکا ہے اس سے معتزلہ کی تردید ہوجاتی ہے۔ جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہنم کو قیامت کے دن بنائے گا۔[۱]

(۵۰۹) حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا ابی قال حدثنا الاعمش
ہم سے عمر ابن حفصؒ نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے اعمشؒ نے بیان کیا
قال حدثنا ابو صالح عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہا کہ ہم سے ابو صالحؒ نے ابو سعید خدریؓ کے واسطے سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ابردوا بالظھر فان شدة الحر من فیح جھنم
کہ ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی آگ کی تیزی سے پیدا ہوتی ہے
تابعہ سفیان ویحییٰ و ابوعوانة عن الاعمش (انظر ۳۲۵۹)
اس حدیث کی متابعت سفیانؒ، یحییٰؒ اور ابو عوانہؒ نے اعمشؒ کے واسطہ سے بیان کی

مطابقته للترجمة ظاهرة .

﴿تحقیق وتشریح﴾

ابر دوا بالظھر:...... سوال :...... خبابؓ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گرمی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شکایت نہیں سُنی یعنی گرمی میں ہی نماز پڑھنے کا حکم دیا۔[۲]

جواب (۱):...... ابراد کی روایات کثیر ہیں جو کہ استحبابِ ابراد پر دلالت کرتی ہیں لہٰذا حضرت خبابؓ کی روایت اس پر محمول ہوگی کہ انہوں نے اس سے بھی زیادہ تاخیر کی تمنا کی۔[۳]

[۱] (عمدۃ القاری ص۲۴ ج۵) [۲] (عمدۃ القاری ص۲۴ ج۵) [۳] (عمدۃ القاری ص۲۴ ج۵)

جواب ثانی :...... حضرت خبابؓ نے عرض کیا تھا کہ ظہر کو اس کے وقت ہی سے مؤخر کر دیا جائے اس لئے آپ ﷺ نے ان کی بات نہیں مانی۔

جواب ثالث :...... حضرت خبابؓ کی روایت ابراد والی روایت سے منسوخ ہے ابوبکرؒ الاثرم **کتاب الناسخ والمنسوخ** میں اسی طرف مائل ہوئے ہیں [۱]

تابعه سفیانؒ ویحیٰؒ وابو عوانۃؒ عن الاعمشؒ :...... ''ہ'' ضمیر کا مرجع حفص بن غیاثؒ ہے جو عمرؒ کے والد ہیں ای **تابع حفص بن غیاثؒ** [۲] حفص بن غیاث کی متابعت (۱) سفیان ثوریؒ (۲) یحیٰی بن سعید القطانؒ (۳) ابوعوانہ وضاح بن عبداللہؒ نے کی ہے۔

(۳۶۰)

باب الابراد بالظهر فی السفر

سفر میں ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنا

غرضِ بخاری:...... اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ابراد بالظہر حضر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سفر میں بھی ابراد بالظہر مستحب ہے۔

(۵۱۰) حدثنا آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا مهاجر ابو الحسن مولٰی لبنی تیم الله
ہم سے آدمؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے بنی تیم اللہ کے مولی مہاجر ابو الحسنؒ نے بیان کیا
قال سمعت زید بن وهب عن ابی ذر الغفاری قال کنا مع رسول الله ﷺ فی سفر
کہا کہ میں نے زید بن وہبؒ سے سنا وہ ابوذر غفاریؓ سے روایت کرتے تھے کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے
فاراد المؤذن ان یؤذن للظهر فقال النبی ﷺ ابرد
مؤذن نے چاہا کہ ظہر کی اذان دے لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دو

[۱] (عمدۃ القاری ص۲۴ ج۵) [۲] (عمدۃ القاری ص۲۴ ج۵)

ثم اراد ان یؤذن فقال له ابرد
مؤذن نے (تھوڑی دیر بعد) پھر دوبارہ چاہاکہ اذان دے لیکن پھر آپ ﷺ فرمایا ٹھنڈا ہونے دو
حتی راینا فیء التلول فقال النبی ﷺ ان شدة الحر من فیح جهنم
جب ٹیلے کا سایہ ہم نے دیکھ لیا (تب اذان کہی گئی) پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گرمی کی تیزی جہنم کی بھاپ سے ہے
فاذااشتد الحر فابردوا بالصلوۃ
اس لئے جب گرمی سخت ہو جایا کرے تو ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو
وقال ابن عباسؓ یتفیؤا یتمیل (راجع ۵۳۵)
ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یتفیا کے معنی یتمیل (جھکنا) مائل ہونا ہے (یعنی حدیث میں جو لفظ فی (سایہ) آتا ہے وہ تفیا سے مشتق ہے اور تفیا کے معنی جھکنے کے ہیں، سایہ چونکہ ایک طرف سے دوسری طرف جھکتا اور مائل ہوتا رہتا ہے اس لئے اس کو فی کہا گیا)

﴿تحقیق و تشریح﴾

حتی رأینا فیء التلول :...... بخاری شریف کتاب الاذان میں حتی ساوی الظل التلول کے الفاظ ہیں جس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک باقی رہتا ہے، اس لئے کہ تلول (ٹیلے) عام طور پر منبطحه یعنی منبسطه ہوتے ہیں شاخصه (یعنی پہاڑوں کیطرح بلند و بالا) کم ہوتے ہیں ان کا سایہ بڑی دیر بعد ظاہر ہوتا ہے قاعدہ ہے کہ جب منبسطه چیز کا سایہ اُس کے سایہ کے برابر ہو جائے تو عمودی چیز کا سایہ مثلین (دوگنا) ہو جایا کرتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ظہر کا وقت مثلین تک باقی رہتا ہے[1]

یہ حدیث ماقبل میں گزر چکی ہے اس کی تشریح وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

وقال ابن عباسؓ یتفیؤا یتمیل :...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ قرآنی آیت یَتَفَیَّؤُا ظِلٰلُه کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یتمیل (مائل ہوتا ہے) ہے۔

سوال :...... اس کو کتاب التفسیر میں ذکر کیا جاتا تو بہتر تھا اس کو اس مقام سے کیا مناسبت ہے اس کو یہاں

---

[1] (فیض الباری ص۱۰۹ ج۲)

کیوں ذکر فرمایا؟

جواب :...... حدیث الباب میں ((حتی رأینا فئی التلول)) کے الفاظ ہیں۔ لفظ فئی کی مناسبت سے (یتفیأ) کی تفسیر یہاں بیان کردی [1]

وقال ابن عباسؓ : یہ تعلیق ہے ابن ابی حاتمؒ نے اپنی تفسیر میں اس کو موصولاً ذکر فرمایا ہے [2]

(۳۶۱)

باب وقت الظهر عند الزوال

ظہر کا وقت زوال کے وقت

وقال جابر كان النبي ﷺ يصلي بالهاجرة
حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ بھری دوپہر میں (ظہر کی) نماز پڑھا کرتے

ماقبل سے ربط :...... پہلے مستحب وقت کا بیان تھا یہاں سے ابتداءِ وقت کو بیان فرما رہے ہیں۔

وقال جابرؓ كان النبي ﷺ يصلي بالهاجرة :......

یہ تعلیق ہے امام بخاریؒ نے باب وقت المغرب میں اس کو موصولاً بیان فرمایا ہے۔

يصلي بالهاجرة :...... هاجرة کا معنیٰ نصف النهار عندا شتداد الحر ہے۔

اشکال :...... حدیث الباب ان روایات کے معارض ہے جن میں ابراد کا ذکر ہے۔

جواب (۱) :...... حدیث الباب فعلی ہے اور حدیث الابراد فعلی وقولی دونوں ہیں لہٰذا حدیث الابراد کو ترجیح دی جائے گی۔

جواب (۲) :...... حدیث الباب حدیث الابراد سے منسوخ ہے اس لئے کہ وہ اس سے مؤخر ہے [3]

يصلي بالهاجرة :...... توجیہ یہی ہے کہ ابتداءِ وقت بیان کرنے کے لئے ہے۔

[1] (عمدۃ القاری ص۲۶ ج۵) [2] (عمدۃ القاری ص۲۶ ج۵) [3] (عمدۃ القاری ص۲۶ ج۵)

(٥١١)حدثنا ابو الیمان قال حدثنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی انس بن مالک

ہم سے ابوالیمانؒ نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے شعیبؒ نے زہریؒ کے واسطہ کے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے انس بن مالکؓ نے خبر دی

ان رسول اللہ ﷺ خرج حین زاغت الشمس فصلی الظهر فقام علی المنبر

یہ کہ جب سورج مغرب کی طرف جھکا تو نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر ممبر پر تشریف لائے

فذکر الساعة و ذکر ان فیها اموراً عظاماً ثم قال من احب أن یسئل عن شیٔ

اور قیامت کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک قیامت میں بڑے عظیم حوادث پیش آئیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کو کچھ پوچھنا ہو

فلیسئل فلاتسئلونی عن شیٔ الا اخبرتکم ما دمت فی مقامی هذا

تو پوچھ لے، کیونکہ جب تک میں اپنی اس جگہ پر ہوں تم مجھ سے جو بھی سوال کرو گے میں اس کا جواب دوں گا

فاکثر الناس فی البکاء و اکثران یقول سلونی

لوگ بہت زیادہ آہ وزاری کرنے لگے اور آپ ﷺ برابر فرماتے جاتے تھے کہ جو کچھ پوچھنا ہو پوچھو

فقام عبداللہ ابن حذافة السهمی فقال من ابی قال

عبد اللہ بن حذافہ سہمیؓ کھڑے ہوئے اور دریافت کیا کہ میرے باپ کون ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا

ابوک حذافة ثم اکثر ان یقول سلونی فبرک عمرؓ علی رکبتیه

کہ تمھارے باپ حذافہ ہیں آپ برابر فرمارہے تھے کہ پوچھو کیا پوچھتے ہو اتنے میں حضرت عمرؓ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے

فقال رضینا باللہ ربا وبا لاسلام دینا و بمحمد نبیاً

اور انھوں نے فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد (ﷺ) کے نبی ہونے سے خوش اور راضی ہیں

فسکت ثم قال عرضت علی الجنة والنار انفا

اس پر آنحضور ﷺ چپ ہوگئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی میرے سامنے جنت اور دوزخ پیش کی گئی تھیں

فی عرض هذا الحائط فلم ارکالخیر و الشر (راجع ٩٣)

اس کی دیوار پر۔ خیر (جنت میں) شر (جہنم میں) جیسا میں نے اس مقام میں دیکھا اور کہیں نہیں دیکھا تھا

﴿تحقیق وتشریح﴾

حدثنا ابو الیمان الخ:......

مطابقته للترجمة فی قوله (خرج حین زاغت الشمس فصلی الظهر)

فلا تسالو نی عن شئی الا اخبر تکم ما دمت فی مقامی هذا.

سوال : اس سےتو بظاہر آپ ﷺ کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے اس کے متعدد جوابات دیئے جاتے ہیں۔

جواب (۱):...... امور عظام جنت جہنم وغیرہ مراد ہیں۔

جواب (۲):...... کثیر روایات معارض ہیں۔

جواب (۳):...... یہ خبر واحد ہے اور عقیدہ ثابت کرنے کے لئے دلیل قطعی الثبوت وقطعی الدلالت ہونی چاہئے۔

جواب (۴):...... نیز **مادمت فی مقامی هذا** کی قید ہے۔

فاکثر الناس فی البکاء :...... لوگوں کا رونا نبی ﷺ کی ناراضگی پر نزول عذاب کے خوف سے تھا[1]

واکثر ان یقول :...... کلمہ ان مصدریہ ہے تقدیری عبارت اس طرح ہے **واکثر النبی ﷺ القول بقوله سلونی.**

(۵۱۲) حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبة عن ابی المنهال عن ابی برزة
ہم سے حفص بن عمرؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہؒ نے بیان کیا۔ ابو منہالؒ کے واسطہ سے وہ ابو برزہؓ سے
قال کان النبی ﷺ یصلی الصبح واحدنا یعرف جلیسه
انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب ہم میں سے کوئی اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو پہچانتا تھا
و یقرأ فیها ما بین الستین الی المائة و یصلی الظهر اذا زالت الشمس
صبح نماز میں حضورؐ ساٹھ سے سو تک آیتیں پڑھتے تھے اور آپ ظہر اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا
و العصر و احدنا یذهب الی اقصی المدینة رجع والشمس حیة
اور عصر کی نماز اس وقت ہوتی کہ ہم مدینہ منورہ کی آخری حد تک (نماز پڑھنے کے بعد) جاتے اور پھر واپس آ جاتے لیکن دن ابھی بھی باقی رہتا تھا
ونسیت ماقال فی المغرب ولا یبالی بتاخیر العشآء الی ثلث اللیل
اور مغرب کا حضرت انسؓ نے جو وقت بتایا تھا وہ مجھے یاد نہیں رہا اور آنحضور ﷺ صلوٰۃ العشاء کو تہائی رات تک مؤخر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے

[1] (عمدۃ القاری ص ۲۷ ج ۵)

ثم قال الی شطر اللیل

پھر ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نصف شب تک (مؤخر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے)

و قال معاذؓ قال شعبۃ ثم لقیتہ مرۃ فقال او ثلث اللیل (انظر ۵۴۱،۵۶۸،۵۹۹،۷۷۱)

اور معاذؓ کا بیان ۔ یہ کہ شعبہؒ نے فرمایا کہ پھر میں دوبارہ ابومنہالؒ سے ملا تو انہوں نے (شک کے کیساتھ) فرمایا" یا تہائی تک

مطابقتہ للترجمۃ فی قولہ (ویصلی الظھر اذا زالت الشمس)

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں چوتھے حضرت ابوبرزہؓ ہیں آپ کا نام نضلہ بن عبیدؓ ہے ابتداء اسلام میں مشرف باسلام ہوئے آنحضرتؐ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے مرو یا بصرہ یا سجستان کے جنگل میں ۶۴ھ میں آپؓ کا انتقال ہوا۔ امام بخاریؒ نے ان کی مرویات میں سے چار کو بخاری شریف میں ذکر فرمایا ہے [۱]

امام بخاریؒ نے **آدم بن ابی الیاسؒ عن شعبۃؒ** اور **محمد بن مقاتلؒ عن عبداللہؒ و عن مسددؒ عن یحییٰ کلاھما عن عوفؒ** کی سند سے اس حدیث کی تخریج بھی فرمائی ہے۔ امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ اور ابن ماجہؒ نے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

واحدنا یعرف جلیسہ : تعارض :...... ابوداؤد ص ۶۴ ج ۱ **باب وقت صلوۃ النبی ﷺ وکان یصلیھا** میں ہے (**ومایعرف احدنا جلیسہ الذی کان یعرفہ وکان یقرأ فیھا من الستین الی المائۃ**) اور مسلم شریف (ص ۲۳۰ ج ۱) میں بخاری کی سند کے ساتھ یہی حدیث مذکور ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں **فیصرف الرجل الرجل فینظر الی وجہ جلیسہ الذی یعرفہ فیعرفہ** ۔ لہٰذا بخاری و مسلم کی روایتیں ابوداؤد کی روایت کے متضاد ہیں؟

جواب :...... یہی قصہ اسی سند کے ساتھ شیخین اور امام ابوداؤد سے مروی ہے **ومایعرفہ الخ** کے الفاظ فقط ابوداؤد میں ہیں بخاری و مسلم میں نہیں لہٰذا رواۃ میں سے کسی ایک کا وہم ہے [۲]

واحدنا یذھب الی اقصیٰ المدینۃ رجع :...... لفظ رجع سے تو آنے جانے کی مسافت معلوم ہوتی ہے اور یہ عصر کی شدت تعجیل پر دال ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ آنے والے باب کی روایت جانب واحد کی مسافت بتلا رہی ہے

---

۱ (عمدۃ القاری ص ۲۷ ج ۵) ۲ (فیض الباری ص ۱۱۱ ج ۲)

اُس میں فیأتیهم والشمس مرتفعة کے الفاظ ہیں تو رجع کا مطلب ہوگا رجوع الی اهله فی اقصیٰ المدینة لاالی المدینة جیسا چند احادیث بعد حضرت سیار کی روایت میں ہے ثم یرجع احدنا الی آحله فی اقصیٰ المدینة والشمس حیة [۱]

والشمس حیة :...... وحیاة الشمس عبارة عن بقاء حرها لم یغیر وبقاء لونها لم یتغیر وانما ید خلها التغیر بدنو المغیب کانه جعل مغیبها موتالها [۲] یہ جملہ اُس وقت بولا جاتا ہے جب کہ تاخیر کی طرف اشارہ ہو۔

وقال معاذ :...... اس سے معاذ بن معاذ بن نصر بن حسان العنبری التمیمی قاضی البصرہ مراد ہیں۔

ثم لقیته :...... ای ابا المنهال .

(۵۱۳)حدثنا محمد بن مقاتل قال اخبرنا عبد الله قال حدثنا خالد بن عبد الرحمن
ہم سے محمد بن مقاتلؒ نے بیان کیا کہا کہ ہمیں عبد اللہؒ نے کہا کہ ہم سے خالد بن عبد الرحمٰنؒ نے بیان کیا
قال حدثنی غالب القطان عن بکر ابن عبد الله المزنی عن انس بن مالک
کہا کہ مجھ سے غالب قطانؒ نے بکر بن عبد اللہ مزنیؒ کے واسطہ سے بیان کیا کہ وہ انس بن مالکؓ سے
قال کنا اذا صلینا خلف رسول الله ﷺ بالظهائر سجدنا علی ثیابنا اتقآء الحر (راجع۳۸۵)
آپؓ نے فرمایا کہ جب ہم (گرمیوں میں) نبی کریم ﷺ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھتے تو گرمی سے بچنے کے لئے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے

مطابقته للترجمة من حیث ان صلاتهم خلف النبی ﷺ بالظهائر تدل علی انهم کانوا یصلون الظهر فی اول وقته وهو وقت اشتدادا لحر عند زوال الشمس کمامر فی باب الاول عن جابرؓ [۳]

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

امام بخاریؒ نے صلوۃ میں ابوالولید ہشام بن عبد الملکؒ وغیرہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ امام مسلمؒ نے صلوۃ میں یحیٰی بن یحیٰیؒ سے اور ابوداؤدؒ نے صلوۃ میں احمد بن حنبلؒ سے اور امام ترمذیؒ نے صلوۃ میں احمد بن محمدؒ سے اور نسائیؒ نے صلوۃ میں سوید بن نصرؒ سے اور ابن ماجہؒ نے اسحٰق بن ابراہیمؒ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

بالظهائر :...... ظهیرة کی جمع ہے واراد بها الظهر وجمعها نظراً الی ظهر الایام [۴]

---

[۱] (فیض الباری ص ۱۱۱ ج ۲) [۲] (عمدۃ القاری ص ۲۸ ج ۵) [۳] (عمدۃ القاری ص ۲۹ ج ۵) [۴] (عمدۃ القاری ص ۳۰ ج ۵)

(۳۶۲)

باب تاخیر الظهر الی العصر

ظہر کی نماز کو مؤخر کرنا عصر کے وقت تک

(۵۱۴)حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زید عن عمرو بن دینار
ہم سے ابونعمانؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حماد بن زیدؒ نے بیان کیا عمرو بن دینارؒ کے واسطہ سے
عن جابر بن زید عن ابن عباس ان النبی ﷺ صلی بالمدینة سبعا
وہ جابر بن زیدؒ سے وہ ابن عباسؓ سے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں سات رکعتیں (ایک ساتھ)
و ثمانیا الظهر و العصر و المغرب و العشآء
اور آٹھ رکعتیں (ایک ساتھ) پڑھیں۔ظہر اور عصر (کی آٹھ رکعتیں) اور مغرب اور عشاء (کی سات رکعتیں)
فقال ایوب لعله فی لیلة مطیرة قال عسی (انظر۵۶۲،۱۱۷۴)
ایوب نے پوچھاشاید برسات کا موسم رہا ہو۔ جابر بن زید نے جواب دیا کہ غالباً ایسا ہی ہو گا

مطابقته للترجمة فی قوله ((سبعا وثمانیاً))

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

امام بخاریؒ نے صلوٰۃ اللیل میں علی بن عبداللہؒ سے اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے۔امام مسلمؒ نے صلوٰۃ اللیل میں ابوبکر بن ابی شیبہؒ سے اور ابوداؤدؒ نے سلیمان بن حربؒ وغیرہ سے اور نسائیؒ نے صلوٰۃ اللیل میں قتیبہ وغیرہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

سبعاً وثمانیاً:...... سبعاً سے مراد مغرب اور عشاء ہے اور ثمانیاً سے ظہر وعصر ہے۔

اغراض بخاری (۱):...... امام بخاریؒ اس باب میں حنفیہ کی تائید کررہے ہیں کہ جمع حقیقی جائز نہیں ہے۔

اختلاف:...... جمہور کے نزدیک جمع حقیقی جائز ہے۔

دلیل: حدیث الباب ہے۔

احناف کے نزدیک جمع حقیقی جائز نہیں۔

حدیث الباب کا جواب:...... علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ بغیر سفر، بغیر عذر ومطر وغیرہ کے جمع بین الصلوٰتین جائز نہیں، اور یہاں پر کسی عذر کا ذکر نہیں ہے۔

جمہورؒ کہتے ہیں کہ یہاں کوئی نہ کوئی عذر ہوگا۔ ایوبؒ اس کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شاید یہ عذر مطر کی وجہ سے ہوگا۔

فائدہ:...... یاد رہے کہ یہ وہی حدیث ہے جس کے بارے میں امام ترمذیؒ **کتاب العلل** میں فرماتے ہیں کہ یہ معمول بہا نہیں[۱] وہاں تو جواب یہ ہے کہ احنافؒ کا اس پر بھی عمل ہے وہ اس طرح کہ اس سے مراد جمع صوری ہے اور احناف جمع صوری کے قائل ہیں احنافؒ کہتے ہیں کہ بوقت عذر سفر ہو یا حضر ہو جمع صوری جائز ہے گو خلاف اولیٰ ہوگا لیکن ممکن تو ہے کہ جمع صوری ہو تو پھر معمول بہا ثابت ہوئی، امام بخاریؒ بھی اس مسئلہ میں احنافؒ کے قول کے موافق ہیں کہ حضر میں جمع کو جائز نہیں سمجھتے اس لئے ترجمۃ الباب میں احناف والی تاویل فرمارہے ہیں کہ **تاخیر الظهر الى العصر** فرمارہے ہیں تو انہوں نے تاویل کرکے معمول بہا بنادیا، جو لوگ جمع کو جائز کہتے ہیں وہ سفر کا عذر یا سفر ومطر کا عذر یا سفر ومطر ومرض کے عذر کو بیان کرتے ہیں اس لئے حدیث کی توجیہ شوافعؒ وحنابلہؒ پر بہت مشکل ہوگئی کیونکہ مطر کا عذر ایک روایت سے ممنوع ثابت ہوتا ہے تو اس بنا پر امام ترمذیؒ کا قول یہ ہوگا کہ جمع حقیقی بلاعذر کسی کے نزدیک معمول بہا نہیں۔ غیر مقلدین خلاف اجماع اس کے قائل ہیں کہ وہ جمع حقیقی کو بلاعذر جائز سمجھتے ہیں۔

شاہ ولی اللہؒ نے اس کی توجیہ اس طرح فرمائی ہے کہ بالمدینہ کا لفظ راوی کا کی طرف سے اضافہ ہے اصل میں **من غیر سفر** ہے اور سفر دو قسم پر ہے (۱) سفر سیر (۲) سفر نزولی۔ تو جمع حقیقی تو سیر میں بھی جائز ہے سفر نزولی میں جائز نہیں مگر جمع صوری وہاں بھی جائز ہے۔

---

[۱] (تقریر ترمذی ص ۱۱ ج) (ترمذی ص ۲۳۳ ج ۲)

تو اصل واقعہ یہ ہے کہ آپ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس آ رہے تھے تو صلوۃ کو سفر نزولی میں جمع کیا تو جمع صوری تھی تو راوی نے من غیر سفر کی نفی کی اس سے مراد من غیر سفر سیر تھا مگر رُواۃ نے اس نفی کو عام سمجھ کر کہہ دیا کہ نفی الاقامۃ ہے اور بعض نے کہہ دیا کہ آپ ﷺ کی اقامت مدینہ میں تھی اس لئے صلی بالمدینة بول دیا [۱]

فائدہ:...... ابوداؤد نے تصریح فرمائی ہے جمع تقدیم کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں [۲]

غرض ثانی:...... حنفیہؒ کی رد مقصود ہے جو کہتے ہیں کہ مثل ثانی ظہر اور عصر کے درمیان مشترک ہے۔

غرض ثالث:...... ان لوگوں پر رد ہے جو مثل ثانی کے مہمل ہونے کے قائل ہیں۔

حاصل یہ کہ تین مسائل کی نفی کی ہے۔

۱: ادخال وقت کی نفی ہے۔

۲: اشتراک وقت کی نفی کی ہے۔

۳: اہمال وقت کی نفی ہے [۳]

فقال ایوب:...... ایوب سے مراد سختیانی ہیں [۴]

قال عسیٰ:...... ای قال جابر بن زید عسیٰ ذلک کان فی اللیلة المطیرة.

باب وقت العصر الاولیٰ:......

اس لئے کہ یہ سب سے پہلی نماز (ظہر) ہے کہ جبرئیل نے آپ ﷺ کو جس کی امامت کرائی [۵]

سوال:...... اس تخصیص کی وجہ کیا ہے؟

جواب (۱):...... رات کو سفر کیا تھا اس لئے صبح آرام کیا۔

جواب (۲):...... مقصود تعلیم تھی اور ظہر میں سارے شریک ہو سکتے تھے۔

جواب (۳):...... سورج نکلنے تک اوقات کا تسلسل ظہر سے چلتا ہے۔

---

[۱] (بیاض صدیقی ص۲۲ ج۳) [۲] (فیض الباری ص۱۱۱ ج۲) (ابوداؤد ص۱۷۹ ج۱) [۳] (تقریر بخاری ص۱۸ ج۳ مکتبۃ الشیخ کراچی)
[۴] (عمدۃ القاری ص۳۰ ج۵) [۵] (عمدۃ القاری ص۳۵ ج۵)

(۳۶۳)

باب وقت العصر

عصر کا وقت

(۵۱۵)حدثنا ابراهیم بن المنذر ثنا انس بن عیاض عن هشام عن ابیه
ہم سے ابراہیم بن منذرؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے انس بن عیاضؒ نے ہشامؒ کے واسطہ سے بیان کیاوہ اپنے والد سے
ان عائشة قالت کان النبی ﷺ یصلی العصرو الشمس لم تخرج من حجرتها
کہ عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ ان کے حجرہ میں ابھی دھوپ باقی رہتی تھی

مطابقته للترجمة ظاهرة .

﴿تحقیق وتشریح﴾

اور یہ حدیث باب مواقیت الصلوٰۃ میں گزرچکی ہے۔اس کی تشریح ماقبل میں ملاحظہ فرمائیں۔

والشمس لم تخرج من حجرتها : ...... اس میں اختلاف ہے کہ یہ جملہ حدیث احنافؒ کی دلیل ہے یا غیر احنافؒ کی۔امام طحاویؒ نے اس کو تاخیر عصر کے مسئلہ میں احنافؒ کی دلیل بتلائی ہے[1]

قال الطحاویؒ : ...... ان الشمس لم تکن تخرج من حجرتها الا بقرب غروبها لقصر حجرتها فلا دلالة فیه علی التعجیل [2]

والشمس : ...... واؤ حالیہ ہے اور شمس سے مراد سورج نہیں بلکہ دھوپ ہے من حجرتها. ای من حجرة عائشةؓ وکان القیاس ان یقال من حجرتی .

---

[1] (تقریر بخاری ص۱۹ ج۳)(عمدۃ القاری ص۳۳ ج۵) [2] (فیض الباری ص۱۱۳ ج۲)

(۵۱۶)حدثنا قتیبة قال حدثنا اللیث عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة
ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے لیث نے ابن شہاب کے واسطہ سے بیان کیا، وہ عروہ سے وہ عائشہؓ سے
ان رسول الله ﷺ صلی العصر و الشمس فی حجرتها لم یظهر الفئی من حجرتها(راجع ۵۲۲)
کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی تو دھوپ ان کے حجرہ ہی میں تھی ۔ سایہ دیوار پر بھی نہ چڑھا تھا

﴿تحقیق و تشریح﴾

سوال: ...... امام بخاریؒ نے وقت عصر کا باب باندھا اور اس پر جتنی احادیث لائے ان میں ایک بھی عصر کے ابتدائی وقت پر دال نہیں۔

جواب: ...... شراح فرماتے ہیں کہ مثل اور مثلین کا جھگڑا امام بخاریؒ کی شرط کے مطابق نہیں ہے یعنی امام بخاریؒ کو اپنی شرائط کے مطابق ایسی حدیث نہیں ملی تھی جس کو یہاں ذکر فرماتے [۱]

وقال اُسامةٌ عن هشامٍ من قعر حجرتها: ......

اور اُسامہؓ نے ہشامؒ سے **من قعر حجرتها** (کے الفاظ نقل کئے ہیں) ہے۔

یہ تعلیق ہے اور اسماعیلؒ نے اس کو ابن ماجہؒ وغیرہ سے مسنداً بیان کیا ہے حضرت عائشہؓ سے **فی قعر حجرتی** کے الفاظ منقول ہیں [۲]

(۵۱۷) حدثنا ابو نعیم قال حدثنا ابن عیینة عن الزهری عن عروة عن عائشة
ہم سے ابونعیمؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابن عیینہؒ نے زہریؒ کے واسطے سے بیان کیا، وہ عروہؒ سے وہ عائشہؓ سے
قالت کان النبی ﷺ یصلی صلوٰة العصر و الشمس طالعة فی حجرتی
آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب عصر کی نماز پڑھتے تھے تو سورج ابھی میرے حجرے میں ظاہر ہوتا تھا
و لم یظهر الفیٔ بعد قال ابو عبد اللّٰه وقال مالک و یحییٰ بن سعید و شعیب
ابھی سایہ چڑھا بھی نہ ہوتا تھا ۔ ابوعبد اللہؒ (امام بخاریؒ) کہتا ہے کہ مالک اور یحیٰی بن سعیدؒ اور شعیب

[۱] (عمدۃ القاری ص۳۳ ج۵) (تقریر بخاری ص۳) [۲] (عمدۃ القاری ص۳۴ ج۵)

و ابن ابی حفصۃ و الشمس قبل ان تظھر
اور ابن ابی حفصہؒ کی روایت میں (زہریؒ سے) والشمس قبل ان تظھر کے الفاظ ہیں
(مطلب وہی ہے۔ دونوں روایتوں کی توجیہ حافظ ابن حجرؒ نے تفصیل سے بیان کی ہے۔ عربی دان اصحاب اُس سے ملاحظہ کرسکتے ہیں)

﴿تحقیق و تشریح﴾

والشمس طالعة: ...... ای ظاھرة والواؤ فیہ للحال.

بعد: ...... مبنی علی الضم ہے۔

قال ابو عبداللہ: ...... امام بخاریؒ مراد ہیں۔ مذکورہ چار کا نام لے کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے حدیث مذکور کو اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۵۱۸) حدثنا محمد بن مقاتل قال اخبرنا عبد اللہ
ہم سے محمد بن مقاتلؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبد اللہؒ نے خبر دی
قال اخبرنا عوف عن سیار بن سلامة قال دخلت انا و ابی علی ابی برزة الاسلمی
کہا کہ ہمیں عوفؒ نے خبر دی سیار بن سلامہؒ کے واسطہ سے انھوں نے بیان کیا کہ میں اور میرے باپ ابو برزہ اسلمیؓ پر داخل ہوئے
فقال لہ ابی کیف کان رسول اللہ ﷺ یصلی المکتوبة
پس کہا ان کو میرے باپ نے کہ نبی کریم ﷺ فرض نمازیں کس طرح پڑھتے تھے
فقال کان یصلی الھجیر التی تدعونھا الاولیٰ حین تدحض الشمس ویصلی العصر
پس کہا کہ دوپہر کی نماز جسے تم "نماز اولیٰ" کہتے ہو سورج ڈھلنے کے بعد پڑھتے تھے اور جب عصر پڑھتے
ثم یرجع احدنا الی رحلہ فی اقصی المدینة و الشمس حیة
اس کے بعد کوئی شخص مدینہ کے انتہائی کنارہ پر اپنے گھر واپس آجاتا اور سورج اب بھی موجود ہوتا تھا
و نسیت ما قال فی المغرب و کان یستحب ان یؤخر من العشآء التی تدعونھا العتمة
مغرب کے وقت سے متعلق آپ نے جو کچھ کہا تھا مجھے وہ یاد نہیں رہا اور عشاء جسے تم "عتمہ" کہتے ہو

وکان یکرہ النوم قبلھا والحدیث بعدھا
اس میں تاخیر کو پسند فرماتے تھے اس سے پہلے ہونے کو اس کے بعد بات کرنے کو ناپسند فرماتے تھے
وکان ینفتل من صلوٰۃ الغداۃ حین یعرف الرجل جلیسہ
اور صبح کی نماز سے اس وقت فارغ ہو جاتے تھے جب آدمی اپنے قریب بیٹھے ہوئے دوسرے شخص کو پہچان سکتا
ویقرأ بالستین الی المائۃ (راجع ۵۴۱)
اور (صبح کی نماز میں) آپ ﷺ ساٹھ سے سو تک آیتیں پڑھتے تھے

مطابقتہ للترجمۃ فی قولہ ((ویصلی العصر ثم یرجع احدنا الی رحلہ فی اقصی المدینۃ))

﴿تحقیق وتشریح﴾

امام بخاریؒ نے باب وقت الظھر عند الزوال میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں انما سمیت اولی لکونھا اول صلوٰۃ امّ فیھا جبرئیلؑ ولھذا بدأ محمدؒ کتاب المواقیت من وقت الظھر علی خلاف دأب المتأخرین[1]

والحدیث بعدھا: ...... عشاء کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند سمجھتے تھے اس لئے کہ شریعت مطہرہ کا تقاضا یہ ہے کہ فاتحہ وخاتمہ (ابتداء واختتام) خیر کے ساتھ ہو عشاء کی نماز پڑھ لینے کے بعد کسی اور عبادت کے لئے جاگنا ہو تو بیدار رہے ورنہ سو جائے[2]

(۵۱۹) حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالک عن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ
ہم سے عبد اللہ بن مسلمہؒ نے بیان کیا، مالکؒ کے واسطہ سے وہ اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحہؒ سے
عن انس بن مالکؓ قال کنا نصلی العصر ثم یخرج الانسان الی بنی عمرو بن عوف فیجدھم یصلّون العصر
وہ انس بن مالکؓ سے انھوں نے فرمایا کہ ہم عصر کی نماز پڑھ چکتے اور اس کے بعد کوئی انسان بنوعمرو بن عوف (قبا) کی مسجد میں جاتا تو لوگ ابھی عصر پڑھ رہے ہوتے

(انظر ۵۵۰، ۵۵۱، ۷۳۲۹)

[1] (فیض الباری ص ۱۱۴ ج ۲) [2] (فیض الباری ص ۱۱۴ ج ۲)

مطابقة هذا الحديث ومطابقة احاديث الباب للترجمة من حيث ان دلالتها على تعجيل العصر وتعجيله لايكون الا في اول وقته وهو عند صيرورة ظل كل شئى مثله او مثليه على الخلاف [1]

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔

امام بخاریؒ نے عبداللہ بن یوسفؒ سے اور امام مسلمؒ نے صلوٰة میں یحیٰی بن یحیٰیؒ سے اور امام نسائیؒ نے سوید بن نصرؒ سے صلوٰة میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

(٥٢٠) حدثنا ابن مقاتل قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا ابو بكر بن عثمان بن سهل بن حنيف
ہم سے ابن مقاتلؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبداللہؒ نے خبر دی کہا کہ ہمیں ابوبکرؒ بن عثمان بن سہل بن حنیف نے خبر دی
قال سمعت ابا امامة يقول صلّينا مع عمر بن عبد العزيز الظهر
کہا کہ میں نے ابو امامہؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم نے عمر بن عبد العزیزؒ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی
ثم خرجنا حتى دخلنا على انس بن مالك فوجدناه يصلي العصر
پھر واپسی میں حضرت انس بن مالکؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے کیا دیکھا کہ آپؓ عصر کی نماز پڑھ رہے ہیں
فقلت يا عم ما هذه الصلوة التي صلّيت قال العصر و هذه صلوٰة رسول الله ﷺ التي كنا نصلي معه
میں نے عرض کیا کہ اے چچا جان! یہ کونسی نماز آپ پڑھ رہے تھے فرمایا کہ عصر اور اسی وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ نماز پڑھتے تھے

﴿تحقیق وتشریح﴾

ابن مقاتلؒ: ...... سے مراد محمد بن مقاتلؒ ہیں۔

امام مسلمؒ نے صلوٰة میں منصور بن مزاحمؒ سے اور امام نسائیؒ نے صلوٰة میں سوید بن نصرؒ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

---

[1] (عمدة القاری ص۳۵ ج۵)

فوجدناه يصلي العصر: ...... حضرت انسؓ نے آپ ﷺ کی اتباع فرمائی۔

سوال: ...... حضرت انسؓ کا عصر کی نماز کو مقدم پڑھنا بظاہر مسلک احناف کے خلاف معلوم ہوتا ہے؟

جواب: ...... احناف کہتے ہیں کہ یہ تقدیم عوارض کی وجہ سے تھی (اور وہ عوارض انصار کا زراعت پیشہ ہونا ہے) اور جب یہ عوارض نہیں رہے تو تقدیم بھی نہیں رہی اس سلسلہ میں احناف نے بہت سارے دلائل پیش فرمائے ہیں صاحب ہدایہ **فئی تلول** والی روایت سے استدلال کرتے ہیں اور شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے حضرت عمرؓ کے قول سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے اپنے عمال کو لکھا تھا **صل الظهر اذا كان ظلك مثلك والعصر اذا كان ظلك مثليك** اگر ظہر کا وقت ایک مثل پر ختم ہو جاتا ہے تو گویا حضرت عمرؓ نے سارے ہی لوگوں کو اپنے زمانہ خلافت میں قضاء نماز پڑھوائی حالانکہ یہ **بمحضر من الصحابه** ہوا ہے کسی سے اس پر نکیر منقول نہیں باوجودیکہ صحابہ کرامؓ ایک چادر پر حضرت عمر سے **اسمعوا واطيعوا** کے جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں **لانسمع ولا نطيع** نماز جیسی مہتم بالشان فریضہ کے بارے میں یہ حضراتؓ انکار نہ کریں یہ تو عجیب اور بعید بات ہے[1]

(۵۲۱) حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن ابن شهاب عن انس ابن مالك

ہم سے عبداللہ بن یوسفؒ نے بیان کیا، کہ ہمیں مالکؒ نے ابن شہابؒ کے واسطہ سے خبر دی وہ انس بن مالکؓ سے

قال كنا نصلي العصر ثم يذهب الذاهب منا الى قبآء فيأتيهم و الشمس مرتفعة (راجع ۵۴۸)

کہ آپؓ نے فرمایا ہم عصر کی نماز پڑھتے (نبی کریم ﷺ کے ساتھ) اس کے بعد کوئی شخص قبا جاتا اور جب وہاں پہنچ جاتا تو سورج ابھی بلندی پر ہوتا تھا

(۵۲۲) حدثنا ابو اليمان قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال حدثني انس بن مالك

ہم سے ابو یمانؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں شعیبؒ نے زہریؒ کے واسطے سے خبر دی انھوں نے کہا کہ مجھ سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا

قال كان رسول الله ﷺ يصلي العصر و الشمس مرتفعة حية

انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب عصر کی نماز پڑھتے تو سورج بلندی پر اور روشن ہوتا تھا

فيذهب الذاهب الى العوالي فياتيهم و الشمس مرتفعة و بعض العوالي من المدينة على اربعة اميال او نحوه (راجع ۵۴۸)

پھر ایک شخص مدینہ کے بالائی علاقہ کی طرف جاتا حالانکہ وہاں پہنچنے کے بعد بھی سورج بلند رہتا تھا اور مدینہ کے بالائی علاقہ کے بعض مقامات تقریباً چار میل دور ہیں

---

[1] (تقریر بخاری ص ۳۰ ج ۳)

﴿تحقیق وتشریح﴾

امام مسلمؒ، امام ابوداؤد، امام نسائیؒ اور امام بن ماجہؒ نے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

عوالی :...... عالیۃ کی جمع ہے **وھی القریٰ التی حول المدینۃ نجد وامامن جھۃ تھامۃ فیقال لھا السافلۃ** (عمدۃ القاری ص۳۷ ج۵) **تسمی العمرانات التی فی مشرق المدینۃ بالعوالی والتی فی جانب غربھا بالسوافل**[1]

(۳۶۴)

باب اثم من فاتتہ العصر

عصر کے چھوٹ جانے پر گناہ

(۵۲۳) حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر
ہم سے عبداللہ بن یوسفؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں مالک نے نافعؒ کے واسطہ سے خبر پہنچائی وہ عبداللہ بن عمرؓ سے
ان رسول اللہ ﷺ قال الذی تفوتہ صلوٰۃ العصر فکانما وتر اھلہ ومالہ
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی نماز عصر چھوٹ گئی گویا اس کا گھر اور مال ضائع ہو گیا

﴿تحقیق وتشریح﴾

حدثنا عبداللہ بن یوسف الخ:......

امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ اور امام نسائیؒ نے اس اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

سوال :...... اس باب اور آئندہ باب میں کیا فرق ہے؟

[1] (فیض الباری ص۱۱۴ ج۲)

جواب: ...... اس باب میں بلاقصد عصر کے فوت ہو جانے پر نقصان کا بیان ہے اور اگلے باب میں قصداً نماز چھوڑنے پر نقصان کا بیان ہے۔

فائدہ: ...... فوات کی تفسیر میں اختلاف ہے بعض نے **فوات الجماعة** سے اور بعض نے **دخولها فی الاصفرار** سے تفسیر کی ہے **کما فسر به الاوزاعی**[۱]

قال ابو عبدالله یترکم اعمالکم وترت الرجل اذا قتلت له قتیلا او اخذت له مالاً
امام بخاریؒ نے فرمایا ضائع کردے گا تمہارے اعمال کو، ہلاک کیا میں نے مرد کو (اُس وقت بولتے ہیں) جب تو اُسے قتل کردے یا تو اُس سے مال چھین لے

چونکہ حدیث پاک میں **وتر اهله وماله** اس لئے امام بخاری نے سورۃ محمد پارہ ۲۶ کی آیت شریفہ **لن یترکم اعمالکم** کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ بھی اسی معنی میں ہے اور پھر اہل عرب کا محاورہ **وترت الرجل الخ** بیان فرمادیا۔

حدیث میں **وتر اهله وماله** اس لئے فرمایا گیا ہے کہ نماز عصر جو قضا ہوتی ہے تو اکثر انہی دو چیزوں کی وجہ سے قضا ہوتی ہے[۲]

سوال: ...... فوت کے دو معنی ہیں۔

۱: بلاعمد کے چھوٹ جانا

۲: ترک کا معنی میں کہ قصداً اور عمداً چھوڑ دینا۔ جب فوت بلاعمد کے ہو تو اس پر اثم (گناہ) کیوں ہے؟

جواب: ...... فوت ہونے میں کچھ تو کوتاہی ہوگی۔

سوال: ...... عصر کی نماز ضائع ہو جانے پر اس قدر وعید کیوں؟ اور اس کی تخصیص کیوں کی؟ جب کہ دیگر نمازوں کے چھوڑنے کے بارے میں بھی وعید آئی ہے۔

جواب (۱): ...... سائل کے لحاظ سے تخصیص ہے ممکن ہے سائل نے اسی نماز کے بارے میں پوچھا ہو اس لئے عصر کو ذکر کردیا[۳]

جواب (۲): ...... اُس وقت مشاغل کا ہجوم ہوتا ہے جس سے عصر کے فوت ہو جانے کا زیادہ احتمال ہے اس لئے اس کی تخصیص فرمائی کہ عصر کی نماز نہیں پڑھو گے تو کچھ نہیں بچے گا گویا اہل و مال ہلاک ہو گئے۔

---

[۱] (فیض الباری ص۱۱۴ ج۲) [۲] (تقریر بخاری ص۲۱ ج۳) [۳] (فیض الباری ص۱۱۵ ج۲)

(۳۶۵)

باب اثم من ترک العصر

نمازِ عصر قصداً چھوڑ دینے پر گناہ

(۵۲۴) حدثنا مسلم بن ابراھیم قال حدثنا ھشام قال اخبرنا یحییٰ بن ابی کثیر
ہم سے مسلم بن ابراہیمؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہشامؒ نے بیان کیا کہا کہ ہمیں یحییٰ بن ابی کثیرؒ سے
عن ابی قلابة عن ابی الملیح قال کنا مع بریدة فی یوم ذی غیم
انہوں نے ابوقلابہؒ کے واسطہ سے خبر دی وہ ابوملیحؒ سے کہا کہ ہم بریدہؓ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے، بارش کا دن تھا
فقال بکروا بصلوٰة العصر فان النبی ﷺ قال من ترک صلوٰة العصر فقد حبط عمله
آپ فرمانے لگے کہ عصر کی نماز سویرے پڑھ لو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل ضائع ہو جاتا ہے

(انظر ۵۹۴)

مطابقته للترجمة ظاهرة .

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

امام بخاریؒ نے معاذ بن فضالہؒ سے اور امام نسائیؒ نے صلوٰۃ میں عبیداللہؒ بن سعید سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

سوال :...... اس باب کا بظاہر کوئی فائدہ نہیں کیونکہ باب سابق کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہتی تو پھر امام بخاریؒ اس کو کیوں لائے؟

جواب :...... تفویت اور ترک کے معنی میں فرق ہے اول میں بلا قصد اور ثانی میں بالقصد والا معنی ملحوظ ہے اس دقیق فرق کو بیان کرنے کے لئے دوسرا باب باندھا[1]

الغیم :...... بادل (کے دن میں تعجیل افضل ہے)

---

[1] (عمدۃ القاری ص ۳۹ ج ۵) (فیض الباری ص ۱۱۵ ج ۲)

(۳۶۶)

باب فضل صلوٰۃ العصر

نمازِ عصر کی فضیلت

(۵۲۵) حدثنا الحمیدی قال حدثنا مروان بن معاویۃ قال حدثنا اسمٰعیل عن قیس
ہم سے حمیدیؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے مروان بن معاویہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے اسمٰعیل نے قیس کے واسطہ سے بیان کیا
عن جریر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی ﷺ فنظر الی القمر لیلۃ فقال
وہ جریر بن عبداللہ سے، کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ پس آپ ﷺ نے چاند پر ایک نظر ڈالی پھر فرمایا
انکم سترون ربکم کما ترون ھذا القمر لا تضآمُّون فی رؤیتہ
کہ تم اپنے رب کو (آخرت میں) اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اس دیکھنے میں کوئی بھیڑ نہیں ہوگی
فان استطعتم ان لا تغلبوا علی صلوٰۃ قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا
پس اگر تم ایسا کر سکتے ہو کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے (فجر) اور اور سورج غروب ہونے سے پہلے (عصر) کی نمازوں سے تمہیں کوئی چیز نہ روک سکے
فافعلوا ثم قرء فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ
تو ایسا ضرور کرو۔ پھر آپ ﷺ نے تلاوت کی (ترجمہ) پس اپنے رب کی حمد کی تسبیح کر و سورج طلوع ہونے
وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ قال اسمٰعیلؒ فعلوا لا تفوتنَّکم
اور غروب ہونے سے پہلے اسمٰعیلؒ (راوی حدیث) نے کہا کہ ایسا کرلو کہ (عصر اور فجر کی نمازیں) چھوٹنے نہ پائیں

(انظر ۵۷۳، ۴۸۵۱، ۷۴۳۴، ۷۴۳۵، ۷۴۳۶)

﴿تحقیق وتشریح﴾

امام بخاریؒ نے صلوٰۃ اور تفسیر اور توحید میں اور امام مسلمؒ نے صلوٰۃ میں اور امام ابوداودؒ نے سنت میں اور امام ابن ماجہؒ نے سنت میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

مطابقته للترجمة توخذ من قوله (وقبل غروبها)

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

اشکال:...... شراح یہاں اشکال کرتے ہیں کہ روایت میں تو عصر اور فجر دونوں کا ذکر ہے تو پھر ترجمۃ الباب میں عصر ہی کو کیوں ذکر کیا؟

جواب (۱):...... حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب کا مطلب ہے **باب فضل صلوۃ العصر علی سائر الصلوۃ الا الفجر** . اور علامہ عینیؒ اسکا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ **سرابیل تقیکم الحر** کے قبیل سے ہے یعنی یہاں پر بھی ((والفجر)) محذوف ہے [۱]

جواب (۲):...... شھودِ ملائکہ جیسے عصر کے وقت میں ہوتا ہے ایسے ہی فجر میں بھی ہوتا ہے لیکن فجر کا ذکر قرآن میں ہے عصر کا نہیں اسلئے اسکو خصوصیت سے ذکر کیا۔

انکم سترون ربکم :...... اھل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رویئت جنت میں ہونا برحق ہے (عمدہ القاری ص۴۳ ج۵) جبکہ معتزلہ اور خوارج اور بعض مرجیہ نے اسکا انکار کیا ہے۔

دلائل اھل سنت (۱):...... حدیث الباب ہے۔

دلائل اھل سنت (۲):...... ارشاد باری تعالیٰ ہے **وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة ○**

دلائل اھل سنت (۳):...... **كلا انهم عن ربهم يوميذ لمحجوبون** یہ کفار کے متعلق ہے کہ رویۃ باری تعالیٰ سے روکے جائیں گے تو معلوم ہوا کہ مؤمنین کو رویۃ باری ہوگی۔

فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس اس آیت سے احناف اسفار فجر پر استدلال فرماتے ہیں۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۴۱ ج۵)

(۵۲۶)حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال حدثنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج
ہم سے عبد اللہ بن یوسفؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے مالکؒ نے ابوزنادؒ کے واسطہ سے بیان کیا وہ اعرجؒ سے
عن ابیھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال یتعاقبون فیکم ملآ ئکۃ باللیل و ملآ ئکۃ بالنھار
وہ ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات اور دن میں ملائکہ کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں
و یجتمعون فی الصلوۃ الفجر و صلوۃ العصر
اور فجر اور عصر کی نمازوں میں (ڈیوٹی پر آنے والوں اور رخصت پانے والوں) ان کا اجتماع ہوتا ہے
ثم یعرج الذین باتوا فیکم فیسألھم ربّھم
پھر تمہارے پاس رہنے والے ملائکہ جب رب کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو خداوند تعالیٰ پوچھتے ہیں
و ھو اعلم بھم کیف ترکتم عبادی
حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے متعلق جانتے ہیں کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا
فیقولون ترکناھم و ھم یصلون و اتیناھم و ھم یصلون
وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے جب انہیں چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس گئے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے

(انظر ۳۲۲۳، ۷۴۲۹، ۷۴۸۶)

مطابقۃ للترجمۃ فی قولہ (ویجتمعون فی صلوۃ العصر)

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

﴿تحقیق وتشریح﴾

امام بخاریؒ نے توحید میں اسماعیلؒ اور قتیبہؒ سے اور امام مسلمؒ نے صلوٰۃ میں یحییٰ ابن یحییٰؒ سے اور امام نسائیؒ نے صلوۃ اور بعوث قتیبہؒ اور حارث ابن سعیدؒ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

يتعاقبون فيكم ملائكة في اليل وملائكة في النهار:......

سوال:...... کون سے ملائکہ مراد ہیں۔ ملائکہ حفظہ یا ملائکہ کاتبین؟

جواب:...... دونوں کے بارے میں قول ہیں۔

۱: اکثر علماءؒ کے نزدیک ملائکہ حفظہ مراد ہیں۔

۲: بعض حضراتؒ کے نزدیک دوسرے فرشتے مراد ہیں۔

ثم یعرج:...... یہ عرج، یعرج، عروجا باب نصر سے صعود (چڑھنا) کے معنی میں ہے۔[۱]

(۳۶۷)

باب من ادرک رکعة من العصر قبل الغروب

جو عصر کی ایک رکعت غروب سے پہلے پہلے پڑھ سکا

(۵۲۷) حدثنا ابو نعیم قال حدثنا شیبان عن یحییٰ عن ابی سلمة عن ابی هریرة
ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شیبان نے یحییٰ کے واسطے سے بیان کیا وہ ابوسلمہ سے وہ ابو ہریرہؓ سے
قال قال رسول اللهﷺ اذا ادرک احدکم سجدة من صلوٰة العصر قبل ان تغرب الشمس
کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ اگر عصر کی نماز کی ایک رکعت بھی کوئی شخص سورج غروب ہونے سے پہلے پڑھ سکے
فلیتم صلوته واذا ادرک سجدة من صلوٰة الصبح قبل ان تطلع الشمس فلیتم صلوته
تو پوری نماز پڑھے۔ اسی طرح اگر سورج طلوع ہونے سے پہلے صبح کی نماز کی ایک رکعت پڑھ سکے تو پوری نماز پڑھے

(انظر ۵۷۹، ۵۸۰)

مطابقة للترجمة ظاهرة.

[۱] (عمدة القاری ص ۳۵ ج ۵)

﴿تحقیق و تشریح﴾

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

سوال:...... ترجمۃ الباب میں رکعۃ کا لفظ ہے اور حدیث الباب میں سجدۃ ہے لھذا دونوں میں مطابقت نہ رہی؟

جواب:...... روایت الباب میں سجدۃ سے مراد رکعۃ ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے قال رسول اللہ ﷺ **من ادرک من العصر سجدۃ قبل ان تغرب الشمس او من الصبح قبل ان تطلع فقد ادرکھا**[1]

اختلاف:...... جس شخص نے عصر کی ایک رکعت پڑھ لی سلام پھیرنے سے پہلے وقت ختم ہو گیا اسکی نماز بالاجماع باطل نہیں ہوگی بلکہ اسے مکمل کرلے[2] اور ایسی صورت اگر صبح کی نماز میں پیش آئی تو اس بارہ میں ائمہؒ کے درمیان اختلاف ہے جسکی تفصیل یہ ہے۔

مذھب جمھورؒ:...... امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک عصر کی طرح صبح کی نماز بھی باطل نہ ہوگی[3]

مذھب احنافؒ:...... امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک طلوع شمس سے فجر کی نماز باطل ہو جائے گی[4]

دلیل جمھور:...... حدیث الباب ہے۔

جواب:...... علامہ عینیؒ فرماتے ہیں جو شخص امام اعظمؒ کے اصول اور ضابطے پر آگاہی رکھتا ہے وہ تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ حدیث امام صاحبؒ کے خلاف حجت نہیں اور امام صاحبؒ کے اصول کو ابھی بیان کر دیا ہے[5]

اشکال:...... روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے عصر کی ایک رکعۃ غروب سے پہلے پڑھ لی تو اسکی نماز صحیح اور پوری ہوگی اور یہی الفاظ فجر کے بارے میں بھی آئے ہیں جب کہ دیگر روایات میں ان اوقات میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے۔ تو بظاہر تعارض ہوا؟

جواب:...... عارض کے وقت کبھی ترجیح کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے اور کبھی تطبیق کا۔

طریقہ ترجیح (۱):...... امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کا روایاتِ نہی کے ساتھ تعارض ہے اور نہی والی

---

[1] (عمدۃ القاری ص۴۸ ج۵) [2] (فیض الباری ص۱۱۸ ج۲) [3] (فیض الباری ص۱۱۸ ج۲) [4] (فیض الباری ص۱۱۸ ج۲) [5] (عمدۃ القاری ص۴۸ ج۵)

روایات مستفیض اور مشہور ہیں۔روایت الباب ان کے معارض نہیں ہوسکتی لہذا سورج کے طلوع وغروب کی صورت میں نماز توڑ دی جائے گی۔

طریقہ ترجیح (۲):...... علامہ ابن قیم حنبلیؒ نہی والی روایات اس حدیث سے منسوخ مانتے ہیں لہذا طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھ سکتے ہیں تو ایک نے نہی والی روایات کو ترجیح دی اور دوسرے نے اباحت والی روایات کو جمہور اباحت والی روایات کو ترجیح دیتے ہیں، صاحبینؒ بھی جمہورؒ کے ساتھ ہیں، لیکن فقہ حنفی میں جزئیہ لکھا ہے کہ اگر فجر کی نماز میں سورج طلوع ہوجائے تو نماز فاسد ہوجائیگی اور اگر عصر کی نماز میں غروب ہوجائے تو پوری کرلے اور دلیل وہ احادیث مبارکہ ہیں جن میں ان اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ آیا ہے[۱]

اعتراض:...... امام صاحبؒ کے مذہب پر اعتراض ہوگا کہ **تؤمنون ببعض الحدیث وتنکرون ببعض الحدیث**،، امام طحاویؒ والا مذہب اختیار کرویا ابن قیمؒ والا،، حدیث کے بعض حصے کو مان لینا اور بعض کا انکار کرنا یا بعض کو چھوڑ دینا تو اچھا نہیں؟

جواب:...... فقہاء کرامؒ نے اس کی مختلف توجیہات کی ہیں۔توجیہات کے علاوہ تطبیق کی کوشش بھی کی ہے طریقہ ترجیح تو بیان ہوچکا اب تطبیقات سمجھیں۔

تطبیق (۱):...... حدیث الباب میں بیانِ وقتِ صلوۃ نہیں ہے بلکہ بیانِ وجوبِ صلوۃ ہے کہ اگر کوئی شخص نابالغ شخص بالغ ہوجائے یا غیر مسلم مشرف باسلام ہوجائے یا حائضہ طاہرہ ہوجائے اور ایک رکعت کا وقت باقی ہے تو پوری نماز پڑھیں گے[۲]

تطبیق (۲):...... قال البعض یہ محمول علی المسبوق ہے کہ امام کے ساتھ جب ایک رکعت پالی تو اپنی نماز پوری کرلے تو اسے جماعت کا ثواب مل جائے گا[۳]

قرینہ:...... مسلم شریف کی وہ روایت ہے جسمیں ((مع الامام)) کے لفظ بھی ہیں **عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال من ادرک رکعۃ من الصلوۃ مع الامام فقد ادرک الصلوۃ**[۴] اور دارقطنی میں ہے من

[۱](بیاض صدیقی ص۲۲ ج۳) [۲](تقریر بخاری ص۲۳ ج۳)(عمدۃ القاری ص۴۹ ج۵)(فیض الباری ص۱۱۹ ج۲) [۳](نسائی ص۹۵ ج۲ باب من ادرک رکعۃ من الصلوۃ)(فیض الباری ص۱۲۱ ج۲) [۴](مسلم شریف ص۲۲۱ ج۱) نسائی شریف ص۶۵ اور ص۱۶۰)(ابوداؤد شریف ص۲۰۹)

ادرک من الصلوۃ رکعۃ قبل ان یقیم صلبه فقد ادرکھا الحدیث توان سے ثابت ہوا کہ جماعت کی صلوۃ مراد ہے اور مسبوق کے بارے میں ہے مانحن فیہ سے خارج ہے [۱]

اعتراض:...... تو پھر **قبل ان تغرب الشمس وقبل ان تطلع الشمس** کہنے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب:...... یہ قید نہیں ہے بلکہ یہ نماز کا لقب ہے اور یہ بدل ہے نہ کہ غایت کہ **قبل ان تطلع الشمس** والی نماز یعنی فجر کی نماز، **علی ھذا القیاس** عصر کی نماز۔

اعتراض:...... تو پھر ان دو نمازوں ہی کو بیان کرنے میں کیا خصوصیت ہے؟

جواب (۱):...... اول فریضہ ہونے کی وجہ سے ان کو خاص کیا کیونکہ پہلے یہی دو نمازیں فرض ہوئیں تھیں۔

جواب (۲):...... زیادۃ فضیلت کی وجہ سے ان کو خاص طور سے ذکر فرمایا۔

جواب (۳):...... یا تنویع کیلئے ان دو کا ذکر کر کے تعمیم کی طرف اشارۃ ہے۔

اس لئے کہ فجر ثنائی ہے اور مغرب ثلاثی اور مراد یہ ہے کہ جو نماز بھی ثنائی ہو یا ثلاثی یا رباعی سب کا یہی حکم ہے باقی ائمہ کے مذہب پر تو بات واضح ہوگئی لیکن امام صاحب کے مذہب پر اشکال باقی ہے اسلئے کہ امام صاحب فجر اور عصر میں فرق کے قائل ہیں عصر میں تو پوری کرے اور فجر میں نماز ٹوٹ جائیگی اسے نئے سرے سے پڑھنی پڑے گی۔

اصول الامام:...... امام ابوحنیفہؒ اسی حدیث کی بناء پر اپنا مذہب بناتے ہیں کہ یہ حدیث وقت ہی کو بیان کرنے کے لے ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ جب دو روایتوں میں تعارض ہو جائے تو رجوع الی القیاس ہوگا اور یہاں اتنا تعارض ہوا کہ ترجیح میں بھی اختلاف ہو گیا، روایات کا اختلاف بھی ہے لہذا اب تو رجوع الی القیاس بدرجہ اولی ہوگا۔

ایک ادب:...... منطقیوں سے طلباء نے سنا ہوتا ہے **اذا تعارضا تساقطا**، یاد رکھئے حدیث کے بارے میں یہ لفظ کبھی نہ بولنا، حدیث کو ساقط نہ کہنا چاہئے بلکہ یوں کہنا چاہئے **اذا تعارضا رجعنا الی القیاس ای رجحنا بالقیاس**، یعنی رجوع الی القیاس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم حدیثوں کو چھوڑ دینگے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایک حدیث کو قیاس کی وجہ سے دوسری حدیث پر ترجیح دینگے۔ (آمدیم برسر مطلب) قاعدۃ کلیہ یہ ہے کہ **ان الاداء مثل**

---

[۱] (بیاض صدیقی ص۲۲ ج۳)

الوجوب ۔اب دیکھنا یہ ہے کہ فجر میں وجوب کامل ہے یا ناقص تو یاد رکھیئے کہ فجر کا سارا وقت کامل ہے لہذا وجوب بھی کامل ہوگا۔ جب وجوب کامل ہوا تو ادا بھی کامل ہونی چاہئے ۔اب درمیان میں سورج نکل آیا تو ادا کامل نہ ہوئی لہذا نماز فاسد ہوگئی ۔اور عصر کی نماز کا آخری وقت چونکہ مکروہ ہے لہذا وجوب ناقص ہوگا اور جب وجوب ناقص ہوا تو ادا ناقص کفایت کر جائیگی۔

نکتہ:...... اب رہی یہ بات کہ اسمیں نکتہ کیا ہے کہ فجر کا سارا وقت کامل اور عصر کا آخری وقت ناقص یہ کیوں؟

جواب:...... یہ ہے کہ فجر کا وقت طلوع شمس تک ہے جب سورج کا ایک کنارہ بھی طلوع ہوگیا تو فجر کا وقت بھی ختم ہوگیا اور عصر کا وقت غروب شمس ہے تو جب ایک کنارہ بھی باقی ہوگا تو اسوقت تک غروب نہیں سمجھا جائے گا لیکن بعض شمس تو غروب ہو چکا اس لئے یہ وقت ناقص ہوگیا لیکن چونکہ عصر یومہ کی قید بھی ہے اس لئے کہ اس دن کی عصر ادا ہو جائی گی۔

تطبیق (۳):...... اس تطبیق کو اکابر علمائے دیوبند نے پسند کیا ہے۔اس سے حنفیت بھی متاثر نہیں ہوتی، اور وہ یہ ہے کہ روایات نہی ابتدائے صلوۃ پر محمول ہیں کہ ایسے وقت میں نماز شروع نہ کرو۔ لیکن اگر پہلے سے شروع کی ہوئی ہے اور یہ وقت آجائے تو یہ بھی نہیں کہ پوری ہی نہ کرو۔ بلکہ پوری کرلو تو یہ روایت بیانِ اتمام پر محمول ہے نہ کہ بیان ابتدائے وقت کیلئے۔ ہمارے استاذ (مولانا عبدالرحمن صاحبؒ) فرمایا کرتے تھے اگر کوئی ایسے وقت میں نماز پڑھنے لگے تو اسے بلاؤ اور کہو کہ آئندہ ایسے وقت میں نماز نہ پڑھا کرو کیونکہ ایسے وقت میں نماز نہیں ہوتی۔ یہ مت کہو کہ تماری نماز نہیں ہوئی، ورنہ اسنے اسوقت سے پہلے آنا نہیں اگر تم نے کہہ دیا کہ اس وقت نماز نہیں ہوتی تو کل کو آوے گا ہی نہیں۔

(۵۲۸) حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنی ابراهیم عن ابن شهاب
ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہؒ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم نے ابن شہابؒ کے واسطہ سے حدیث بیان کی
عن سالم ابن عبد اللہ عن ابیه انه اخبره انه سمع رسول اللہ ﷺ
وہ سالم بن عبداللہؒ سے وہ اپنے والد سے کہ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا
یقول انما بقاؤکم فیما سلف قبلکم من الامم
آپ ﷺ فرماتے تھے کہ تم سے پہلے کی امتوں کے مقابلہ میں تمہاری زندگی (مثلاً صرف) اتنی ہے

کما بین صلوۃ العصر الی غروب الشمس اوتی اهل التوراۃ فعملوا

جتنا عصر سے سورج غروب ہونے تک کا وقت ہوتا ہے توراۃ والوں کو توراۃ دی گئی تو انہوں نے اس پر عمل کیا

حتی اذا انتصف النهار عجزوا فاعطوا قیراط قیراطا

آدھے دن تک وہ بے بس ہو چکے تھے ان لوگوں کو ان کے عمل کا بدلہ ایک ایک قیراط (بقول بعض دینار کا 4/6 حصہ اور بعض کے قول کے مطابق دینار کا بیسواں حصہ) دیا گیا

ثم اوتی اهل الانجیل الانجیل فعملوا الی صلوٰۃ العصر ثم عجزوا

پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی انہوں نے (آدھے دن سے) عصر تک اس پر عمل کیا اور عاجز ہو گئے

فأعطوا قیراطا قیراطا ثم اوتینا القرآن فعملنا الی غروب الشمس

انہیں بھی ایک ایک قیراط عمل کا بدلہ دیا گیا پھر (عصر کے وقت) ہمیں قرآن دیا گیا ہم نے اس پر سورج کے غروب تک عمل کیا

فاعطینا قیراطین قیراطین فقال اهل الکتابین ای ربنا اعطیت هوء لآء قیراطین قیراطین

اور ہمیں دودو قیراط ملے اس پر ان دو کتابوں والوں نے کہا کہ اے ہمارے رب انہیں تو آپ نے دودو قیراط دے دیئے

واعطیتنا قیراطا قیراطا ونحن کنا اکثر عملا قال اللّٰه عزوجل

اور ہمیں صرف ایک ایک قیراط۔ حالانکہ عمل ہم نے ان سے زیادہ کیا تھا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا

هل ظلمتکم من اجرکم من شئ قالوا لا قال وهو فضلی اوتیه من اشاء

کیا میں نے اجر دینے میں تم پر کچھ زیادتی کی ہے انہوں نے عرض کی کہ نہیں۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر یہ (زیادہ اجر دینا) میرا فضل ہے جسے چاہوں دے سکتا ہوں

(انظر ۲۲۸۶، ۲۲۶۹، ۲۲۵۹، ۵۰۲۱، ۷۴۶۷، ۷۵۳۳)

مطابقت هذا الحدیث للترجمة فی قوله ((الی غروب الشمس))

﴿تحقیق وتشریح﴾

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

امام بخاریؒ نے باب الاجارۃ الی نصف النهار میں سلیمان بن حربؒ سے باب فضل القرآن میں مسددؒ سے اور توحید میں ابوالیمانؒ سے اور باب ماذکر عن بنی اسرآئیل میں قتیبہؒ سے اس حدیث کو ذکر

فرمایا ہے، اور امام مسلمؒ اور امام ترمذیؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے، کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کا وقت بعد المثلین شروع ہوتا ہے۔

سوال: ...... حدیث الباب بظاہر ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں؟

جواب: ...... یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے ادنی مناسبت کی وجہ سے اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے، اور وہ مناسبت یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ باوجود آخر ہونے مدرک کمال اول ہوگی اور ترجمۃ الباب کا حاصل بھی یہی ہے کہ آخر صلوۃ کا مدرک اول صلوۃ کا مدرک ہوگا۔[۱]

نحن کنا اکثر عملا: ...... یہ دلیل ہے کہ عصر کی نماز میں تاخیر کرنی چاہئے ورنہ اکثر عملا نہ ہوگا۔[۲]

(۵۲۹) حدثنا ابو کریب حدثنا ابو اسامة عن برید عن ابی بردة عن ابی موسیٰ
ہم سے ابو کریبؒ نے بیان کیا، ان سے ابو اسامہؒ نے بیان کیا، بریدؒ کے واسطے سے وہ ابو موسیٰ اشعریؓ سے
عن النبی ﷺ قال مثل المسلمین و الیهودِ والنصاری کمثل رجل
وہ نبی کریم ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایک ایسے شخص کی سی ہے
استاجر قوما یعملون له عملا الی اللیل فعملوا الیٰ نصف النهار
جس نے کچھ لوگوں سے اجرت پر رات تک کام کرنے کے لئے کہا، انہوں نے آدھے دن تک کام کیا
فقالوا لاحاجة لنا الی اجرک فاستأجر اخرین
اور پھر جواب دے دیا کہ ہمیں تمہاری اجرت کی ضرورت نہیں، پھر اس شخص نے دوسرے لوگوں کو اجرت پر کام کے لئے تیار کیا
فقال اکملوا بقیة یومکم ولکم الذی شرطت
اور ان سے کہا کہ دن کا جو حصہ باقی بچ گیا ہے (یعنی آدھا دن) اس کو پورا کر دو۔ مقررہ مزدوری تمہیں ملے گی
فعملوا حتی اذا کان حین صلوٰة العصر قالوا لک ما عملنا فاستأجر قوما
انہوں نے بھی کام شروع کیا لیکن عصر تک وہ بھی جواب دے بیٹھے پھر ایک تیسری قوم کو اجرت پر مقرر کیا

[۱] (بیاض صدیقی ص۲۴۰ ج۲) [۲] (تقریر بخاری ص۲۳ ج۳)

فعملوا بقية يومهم حتى غابت الشمس فاستكملوا اجر الفريقين (انظر ٢٢٧١)

اورانہوں نے دن کے اس باقی حصہ کو پورا کیا اور سورج غروب ہوگیا۔ پس اس تیسرے گروہ نے پہلے دو گروہوں کے کام کی پوری اجرت کا اپنے آپ کو مستحق بنالیا

مطابقة هذا الحديث للترجمة بطريق الاشارة لا با لتصريح . بيان ذالک ان وقت العمل ممتد الى غروب الشمس واقرب الاعمال المشهورةبهذا الوقت صلوة العصر وانما قلنابطريق الاشارةبان هذاالحديث قصد به بيان الاعمال لا بيان الاوقات[1]

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

وقالوا لاحاجة لنا الى اجرک:...... علماء کی رائے ہے کہ دونوں روایتیں ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں البتہ فرق یہ ہے کہ روایتِ سابقہ کے اندر عجزو ا آیا ہے اور اس روایت میں فقالوا الا حاجة لنا کے الفاظ ہیں، مشائخؒ نے دونوں کے درمیان جمع اسطرح فرمادیا کہ پہلی حدیث میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے توراۃ انجیل پر عمل کیا اور اس حدیث میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے توراۃ، انجیل کو چھوڑ دیا۔

وقال عطآء يجمع المريض بين المغرب والعشآء

عطاءؒ نے فرمایا ہے کہ مریض عشاء اور مغرب کو ایک ساتھ پڑھ سکتا ہے

غرض بخاریؒ:...... اس سے مقصود ان اصحاب کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ مغرب کا وقت غیر ممتد ہے۔ اسپر استدلال کیلئے حضرت عطاء ابن ابی رباح کے قول کو ذکر کیا کہ مریض مغرب اور عشاء میں جمع صوری کرلے[2] اور یہ تب ہوگی جب

---

[1] (عمدۃ القاری ص ٥٣ ج ٥) [2] (فیض الباری ص ١٢٨ ج ٢)

مغرب غروب شفق کے متصل پڑھی جائے، اس سے معلوم ہوا کہ وقت مغرب ممتد ہے، پس قول کی مناسبت معلوم ہوگئی۔

وقت مغرب کے متعلق اختلاف :...... تفصیل سے تو اختلاف بیان کردیا ہے، اجمالاً یہ ہے۔

۱: عندالاحناف وقت مغرب کی ابتداء غروب شمس ہے اور انتھاء غروب شفق۔

۲: امام شافعیؒ کے مشہور قول پر وقت مغرب اتنا ہے کہ تین رکعات یا پانچ رکعات پڑھی جاسکیں یعنی مغرب کے وقت میں امتداد نہیں۔

۳: امام احمدؒ اور اسحاقؒ اور بعض شافعیہؒ کے نزدیک مغرب اور عشاء کا وقت ایک ہے،

۴: جمہورؒ کے نزدیک دونوں کے اوقات الگ الگ ہیں اسلئے کہ اصل وقتوں میں علیحدگی ہے نہ کہ اشتراک، پھر جمہور میں اختلاف ہے۔ اکثر حضرات کے نزدیک غروب احمر تک ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک غروب ابیض تک ہے۔

۵: مذھب امام بخاریؒ، امام بخاریؒ اس باب سے حضرت امام شافعیؒ کے مشہور قول پر رد فرمارہے ہیں۔

وقال عطاء الخ:...... یہ تعلیق ہے عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں ابن جریجؒ سے اس کو موصولاً ذکر کیا ہے۔

سوال...... اس اثر کو ترجمۃ الباب سے کیا مناسبت ہے؟

جواب...... اس اثر سے یہ ثابت ہورہا ہے کہ مغرب کا وقت عشاء تک ممتد ہے اور ترجمۃ الباب مغرب کے وقت کو قائم کرنے کے لئے ذکر کیا گیا ہے۔

(۵۳۰) حدثنا محمد بن مهران قال حدثنا الوليد قال حدثنا الاوزاعی
ہم سے محمد بن مہرانؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ولیدؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے اوزاعیؒ نے بیان کیا
قال حدثنی ابو النجاشی اسمه عطآء بن صهيب مولٰی رافع بن خديج
کہا کہ مجھ سے ابونجاشی نے بیان کیا، ان کا نام عطاءؒ بن صہیب ہے اور یہ رافع بن خدیج کے مولی ہیں
قال سمعت رافع بن خديج يقول كنا نصلی المغرب مع النبی ﷺ
انہوں نے کہا کہ میں نے رافع بن خدیجؓ سے سنا، آپؓ نے فرمایا کہ ہم مغرب کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھ کر
فينصرف احدنا وانه ليبصر مواقع نبله
جب واپس ہوئے تو (اتنا اجالا پھر بھی باقی رہتا تھا کہ ہم سے ہر) ایک شخص تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتا تھا

مطابقته للترجمة من حيث انه يدل بالاشارة لابالتصريح .

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں راوی حضرت رافعؓ بن خدیج انصاری اوسی مدنی ہیں۔

امام مسلمؒ نے اور امام ابن ماجہؒ نے کتاب الصلوۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

مواقع نبله:...... اس سے معلوم ہوا کہ قرات مغرب کے بارے میں سنت متواترہ چھوٹی سورتیں ہیں اگر چہ بعض وقتوں میں تطویل (بڑی سورتیں پڑھنا) بھی ثابت ہے[1]

(۵۳۱) حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد بن جعفر
ہم سے محمد بن بشارؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محمد بن جعفرؒ نے بیان کیا
قال حدثنا شعبة عن سعد عن محمد بن عمرو بن الحسن بن علي
کہا کہ ہم سے شعبہؒ نے سعدؒ کے واسطہ سے بیان کیا وہ محمد بن عمرو بن حسن بن علیؓ سے
قال قدم الحجاج فسألنا جابر بن عبد اللّٰه
انہوں نے کہا کہ حجاج کا دور آیا (اور وہ نماز بہت تاخیر سے پڑھایا کرتا تھا) ہم نے جابر بن عبد اللہؓ سے
فقال كان النبي ﷺ يصلي الظهر بالهاجرة
اس کے متعلق دریافت کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز دوپہر کو پڑھایا کرتے تھے
والعصر والشمس نقية والمغرب اذا وجبت والعشاء احيانا
ابھی سورج صاف اور روشن ہوتا تو عصر پڑھاتے، مغرب پڑھاتے جب سورج غروب ہوتا اور عشاء کو کبھی جلدی پڑھا دیتے
و احیانا اذا رآهم اجتمعوا عَجَّلَ واذا رآهم ابطاؤا اخر و الصبح كانوا او كان النبي ﷺ يصليها بغلس (انظر ۵۶۵)
کبھی تاخیر سے جب دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے تو پڑھا لیتے اور اگر لوگ جلدی جمع نہ ہوتے تو نماز میں تاخیر فرماتے (اور لوگوں کا انتظار کرتے) اور صبح کی نماز صحابہ یا (یہ کہا) نبی کریم ﷺ اندھیرے میں پڑھتے تھے

مطابقته للترجمة مثل مطابقة الحديث الاول .

---

[1] (فیض الباری ص ۱۲۸ ج ۲)

﴿تحقیق وتشریح﴾

حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں اور چھٹے جابر بن عبداللہ انصاری ہیں۔

قدم الحجاج فسئنا لنا: ...... حجاج سے مراد حجاج بن یوسف ثقفی والئی عراق ہیں۔

حجاج بن یوسف عبدالملک بن مروان کی جانب سے ۷۴ ھجری کو والی بن کر مدینہ منورہ آیا اس کو عبدالملک نے حرمین شریفین کا امیر مقرر کیا تھا تو ہم نے جابر بن عبداللہؓ سے اوقاتِ صلوۃِ رسول اللہ علیہ السلام کے متعلق سوال کیا۔ صحیح ابو عوانہ میں ابی النضر عن شعبۃ سے طریق سے مروی ہے **سألنا جابر بن عبدالله في زمن الحجاج وكان يؤخر الصلوٰة عن وقت الصلوٰة.** منشاءِ سوال امراءِ بنوامیہ کا تاخیر سے نماز پڑھنا تھا[1]

والشمس نقية : ...... نقية کا معنی خالصة صافية ہے یعنی ابھی تک اس میں زردی اور تغیر پیدا نہیں ہوا تھا۔

والمغرب اذا وجبت : ...... مغرب کی باء پر نصب ہے تقدیری عبارت اسطرح ہے **وكان يصلي المغرب اذا وجبت اذا غابت الشمس** [2] اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ مغرب کا وقت غروب شمس کے بعد فوراً شروع ہو جاتا ہے۔ واجب کو واجب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ **ساقط عن درجة الفرضية ودليل الفرضية** ہے اسکا اصل معنی سقوط ہے،،

فائدہ : ...... یہ ایک ایسی حدیث ہے جسکو امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اوقات ثلاثہ میں مدار بنایا ہے کہ اصل نماز کیلئے استحباب وقت تکثیر مصلین ہے ۔

اذا رآهم : ...... اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ امام کو قوم کے حال کی رعایت رکھنی چاہئے بیہقی میں ہے **ان النبي ﷺ كان يقوم للصلوٰة فاذا رآهم لم يجتمعوا قعد** [3] اور ابوداؤد **باب الصلوٰة تقام الخ** میں ہے **كان رسول الله ﷺ حين تقام الصلوٰة في المسجد اذا رآهم قليلاً جلس لم يصل واذا رآهم جماعة صلى** [4]

كانوا وكان النبي ﷺ : ...... یہ اوشک راوی کیلئے ہے یا تنویع کیلئے علامہ کرمانیؒ کہتے ہیں کہ یہ اوشک

---

[1] (عمدۃ القاری ص۵۶ ج۵) (تقریر بخاری ص۲۴ ج۳) [2] (عمدۃ القاری ص۵۷ ج۵) [3] (فیض الباری ص۱۲۸ ج۲) [4] (فیض الباری ص۱۲۹ ج۲)

راوی کیلئے ہے۔ ضمیر صحابہؓ کی طرف راجع ہے یا آپ ﷺ کی طرف "کانوا" اور "کان" میں "کانوا" کی خبر تو مفقود ہے اور "کان" کی خبر **یصلیھا بغلس** ہے۔ اس جملہ کے متعلق علامہ عینیؒ اور علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ "او" شک راوی ہے کہ آیا استاذ نے **والصبح کانوا یصلیھا بغلس** کہا تھا یا **والصبح کان النبی ﷺ یصلیھا بغلس** کہا تھا۔ درحقیقت ان دونوں کے اندر کوئی تعارض نہیں اسلئے کہ حضرات صحابہ کرامؓ اور حضور اکرم ﷺ صبح کی نماز ایک ساتھ پڑھا کرتے تھے تو جب حضور ﷺ نے نماز پڑھی تو صحابہؓ نے بھی پڑھی اور جب صحابہؓ نے پڑھی تو حضور ﷺ نے بھی پڑھی اور اگر لفظ کانوا ہوتو یصلیھا سے اسپر اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ **کان النبی ﷺ** کی وجہ سے فرمادیا اگر یہ نہ ہوتا تو یصلونھا لکھتے۔

قدماء شراح نے او تنویع کیلئے مانا ہے [۱]

یصلیھا بغلس:...... یہ ابتداء زمانہ کی بات ہے جب عورتیں نماز پڑھنے مسجد جایا کرتی تھیں تو عورتوں کی رعایت کی وجہ سے غلس (اندھیرے) میں نماز کو اداء کیا جاتا تھا یا تقلیلِ جماعت کا اندیشہ نہ تھا اسلئے کہ صحابہ کرامؓ عموماً شب بیداری کرتے تھے [۲]

(۵۳۲) حدثنا المکی بن ابراھیم قال حدثنا یزید بن ابی عبید عن سلمۃ
ہم سے مکی بن ابراہیمؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یزید بن ابی عبیدؒ نے بیان کیا سلمہؓ کے واسطہ سے
قال کنا نصلی مع النبی ﷺ المغرب اذا توارت بالحجاب
فرمایا کہ ہم نماز مغرب نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈوب جاتا تھا

مطابقتہ للترجمۃ ظاھرۃ .

حدیث کی سند میں تین راوی ہیں۔

امام مسلمؒ نے صلوٰۃ میں قتیبہؒ سے اور امام ابوداودؒ نے عمرو بن علیؒ سے اور ترمذیؒ نے قتیبہؒ سے اور ابن ماجہؒ یعقوب بن حمیدؒ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کا ابتدائی وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے: اور انتہائی وقت میں

---

[۱] (تقریر بخاری ص ۲۵ ج ۳) [۲] (بیاض صدیقی ص ۲۴ ج ۳)

اختلاف ہے جس کو تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔

(۵۴۳) حدثنا آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا عمرو بن دینار
ہم سے آدمؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عمرو بن دینارؒ نے بیان کیا
قال سمعت جابر بن زید عن ابن عباس قال النبی ﷺ
کہا کہ میں نے جابر بن زیدؒ سے سنا وہ ابن عباسؓ کے واسطہ سے بیان کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا
سبعا جمیعا و ثمانیا جمیعا (راجع ۵۴۳)
نبی کریم ﷺ نے سات رکعت (مغرب اور عشاء کی نمازیں) ایک ساتھ اور آٹھ رکعت (ظہر اور عصر کی نمایں زد) ایک ساتھ پڑھیں

مطابقته للترجمة انما تاتی اذا حمل الجمیع فی هذا علی جمیع التاخیر.

اور یہ حدیث **باب تاخیر الظهر الی العصر** میں گزر چکی ہے۔

سبعاً : ...... سات رکعتیں مراد ہیں اور یہ مغرب اور عشاء کی رکعتیں ہیں۔

ثمانیاً : ...... یہ آٹھ رکعتیں مراد ہیں اور یہ ظہر اور عصر کی رکعتیں ہیں [1]

(۳۶۹)

من کره ان یقال للمغرب العشآء

مغرب کو عشاء کہنا ناپسندیدہ ہے

(۵۴۴) حدثنا ابو معمر هو عبد الله بن عمرو قال حدثنا عبدالوارث عن الحسین
ہم سے ابو معمرؒ نے بیان کیا، وہ عبد اللہ بن عمروؒ ہیں کہا کہ ہم سے عبد الوارثؒ نے حسینؒ کے واسطہ سے بیان کیا

[1] (عمدۃ القاری ص ۵۸ ج ۵)

قال حدثنا عبد اللہ بن بریدۃ قال حدثنی عبداللہ المزنی ان النبی ﷺ
کہا کہ عبد اللہ بن بریدہؒ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ مزنیؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے
قال لایغلبنکم الأعراب علی اسم صلوتکم المغرب قال ویقول الاعراب ھی العشآء
تم پر اعراب غالب نہ آئیں تمہاری مغرب کی نماز کے نام رکھنے پر کے متعلق فرمایا کہ اعراب (بدوی) مغرب کو عشاء کہتے تھے

مطابقتہ للترجمۃ ظاھرۃ .

﴿تحقیق وتشریح﴾

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں حضرت عبداللہ بن مغفل مزنیؓ ہیں۔ انکی کل مرویات تنتالیس ہیں۔ امام بخاریؒ نے ان میں سے پانچ کو بخاری شریف میں ذکر فرمایا ہے۔ ساٹھ ھجری میں انکا انتقال ہوا[1]

لاتغلبنکم الاعراب : ...... یعنی یہ دیہات کے لوگ تم پر غلبہ نہ پاجائیں اس بات میں کہ جیسے وہ مغرب کو عشاء کہتے ہیں حالانکہ وہ مغرب ہے اور تم بھی عشاء کہنے لگو۔ اس لئے کہ قرآن وحدیث میں اسکا نام مغرب آیا ہے [2]

عشاء کی نماز اس امت کی خصوصیت ہے تو اس نام کو بھی باقی رکھنا نہ کہ مغرب کو عشاء کہنا شروع کردینا۔

بیاض صدیقی میں ہے کہ اس باب سے شرعی کراہت بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ کراہتِ ادبی ہے کہ ادب کے خلاف ہے کہ شریعت کے مجوزہ ناموں کو چھوڑ کر اور نام لئے جائیں۔ تو مغرب کو عشاء کہنا آدابِ الفاظ شرعیہ کے خلاف ہے [3] حضرت انورشاہ صاحبؒ نے فرمایا **ھذا من باب تعلیم الآداب لا من باب الامر والنھی** [4]

(۳۷۰)

باب ذکر العشآء والعتمۃ ومن راٰہ واسعاً

عشاء اور عتمہ کا ذکر اور جو یہ دونوں نام لینے میں حرج خیال نہیں کرتے

غرض بخاریؒ : ...... اس باب سے اس بات کی طرف اشارۃ کرنا مقصود ہے کہ شرعی نام عشاء ہے اور عتمہ

---

[1] (عمدۃ القاری ص۵۹ ج۵) [2] (تقریر بخاری ص۲۶ ج۳) [3] (بیاض صدیقی ص۲۴ ج۳) [4] (فیض الباری ص۱۲۹ ج۲)

نام لغت کے اعتبار سے ہے۔ شرعی نام عشاء ہی ہے۔ اور مستحب بھی یہی ہے کہ عشاء کے لفظ کا اطلاق کیا جائے[۱]
بعض حضرات نے کہا کہ عتمہ نام رکھنا صحیح نہیں۔ کیونکہ اسکا معنی ہے تاخیر کرنا۔ اندھیرا کرنا[۲] عشاء چونکہ دیر سے پڑھی جاتی ہے اسلئے اس کو عتمہ کہ دیتے ہیں۔

امام بخاریؒ نے اس قول کے بعض دلائل نقل کئے ہیں۔

وقال ابو هريرةؓ عن النبی ﷺ
ابو ہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ کے واسطہ سے فرمایا
اثقل الصلوٰة على المنافقين العشآء والفجر وقال لويعلمون مافى العتمة والفجر
کہ منافقین پر عشاء اور فجر تمام نمازوں سے زیادہ گراں ہیں اور آپ نے فرمایا کہ کاش وہ سمجھ سکتے کہ عتمہ (عشاء) اور فجر کی نمازوں میں کتنا بڑا ثواب ہے
قال ابو عبدالله والاختيار ان يقول العشآء لقول الله تعالىٰ وِمن بُعدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ
ابوعبداللہ (بخاریؒ) کہتے ہیں عشاء کہنا ہی پسندیدہ ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے ومن بعد صلوٰۃ العشاء (پس قرآن نے اس کا جو نام رکھدیا ہے اسی سے پکارنا چاہئے)
ويذكر عن ابى موسىٰ قال كنا نتنا وب النبى ﷺ عند صلوٰة العشآء
ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ ہم نے عشاء کی نماز نبی کریم ﷺ کی مسجد میں پڑھنے کے لئے باری مقرر کر لی تھی
فاعتم بها وقال ابن عباس وعائشةؓ اعتم النبی ﷺ بالعشآء
ایک مرتبہ آپ نے اسے بہت رات گئے بعد پڑھا اور ابن عباسؓ اور عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کو تاخیر سے پڑھا
وقال بعضهم عن عآئشةؓ اعتم النبی بالعتمة وقال جابر كان النبی ﷺ يصلى العشآء
بعض نے حضرت عائشہؓ کے حوالہ سے کہا ہے کہ نبی ﷺ نے عتمہ کو تاخیر سے پڑھا جابرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ عشاء پڑھتے تھے
وقال ابوبرزة كان النبی ﷺ يؤخر العشآء وقال انس اخر النبی ﷺ العشآء الأخرة
اور ابوبرزہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ عشاء میں تاخیر کرتے تھے انسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ آخری عشاء کو دیر سے پڑھتے تھے
وقال ابن عمر وابو ايوب وابن عباس صلى النبی ﷺ المغرب والعشآء
اور ابن عمر، ابو ایوبؓ اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مغرب اور عشاء پڑھی

[۱] (بیاض صدیقی ص ۴۴ ج ۳) [۲] (عمدۃ القاری ص ۶۰ ج ۳)

﴿تحقیق و تشریح﴾

من راٰہ واسعًا: ...... عشاء کو عتمۃ کہنا دو وجہ سے جائز ہے۔

۱: مغرب پر عشاء کا اطلاق کرنے میں تو التباس ہے؛ اور عشاء پر عتمہ کا اطلاق کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔

۲: مغرب کے بارے میں کوئی روایت ایسی نہیں جس سے اس پر عشاء کا اطلاق جائز معلوم ہوتا ہو، بخلاف عشاء کے کہ کثرت سے روایات میں عشاء پر عتمہ کا اطلاق کیا گیا ہے لیکن چونکہ قرآن پاک میں **من بعد صلوۃ العشاء** (پارہ نمبر ۱۸ سورۃ النور) مذکور ہے اسلئے امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ مختار یہ ہے کہ عشاء کو عتمۃ کہا جائے۔[۱]

آثار نقل کرنے کامقصد: ...... امام بخاریؒ کا مقصود ان آثار کو نقل کرنے سے یہ بتلانا ہے کہ اطلاق عتمہ علی العشاء جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔[۲]

وقال ابوھریرۃؓ الخ: ...... یہ امام بخاریؒ **فضل العشاء فی جماعۃ** میں مسنداً لائے ہیں اور ثانی کو باب الآذان میں مسنداً لائے ہیں۔

قال ابو عبداللہ الخ ...... ابوعبداللہ سے مراد خود امام بخاریؒ ہیں، اور فرماتے ہیں کہ قرآن میں آنے کی وجہ سے مختار اور پسندیدہ یہ ہے کہ عتمہ کی بجائے عشاء کہا جائے۔

ویذکر عن ابی موسیٰ الخ ...... یہ تعلیق ہے امام بخاریؒ نے اس باب کو **فضل العشاء** میں مطولاً بیان فرمایا ہے۔[۳]

سوال: ...... امام بخاریؒ کے نزدیک جب عتمہ کا اطلاق عشاء پر صحیح ہے تو "یذکر" "فعل مجہول لانے کی کیا ضرورت تھی؟

جواب: ...... غرض بخاری یہ ہے کہ عشاء اور عتمہ اطلاق کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں، خواہ بصیغہ تمریض ہو (یذکر فعل مجہول) یا بصیغہ تصحیح ہو (یَذْکُرُ فعل معروف)۔[۴]

وقال ابن عباسؓ وعائشۃؓ الخ: ...... یہ تعلیق ہے امام بخاریؒ نے اس کو بصیغہ تصحیح **(قال اعتم)** ذکر فرمایا ہے، اس کے بعد آنے والے چھوٹے باب "**باب النوم قبل العشاء**" میں حدیث ابن عباسؓ کو موصولاً نقل کیا ہے (عمدۃ القاری ص ۶۰ ج ۵) اور حدیث عائشہ کو **باب فضل العشاء** میں موصولاً نقل کیا ہے اور اسی طرح **باب النوم قبل**

---

[۱] (تقریر بخاری ص ۲۶ ج ۳) [۲] (عمدۃ القاری ص ۶۰ تقریر بخاری ص ۲۶ ج ۳) [۳] (عمدۃ القاری ص ۶۰ ج ۵) [۴] (عمدۃ القاری ص ۶۰ ج ۵)

العشاء میں اس کو موصولاً ذکر کیا ہے۔

وقال بعضهم عن عائشةؓ الخ : ...... یہ تعلیق ہے امام بخاریؒ نے اس کو باب خروج النساء الی المساجد باللیل میں موصولاً ذکر فرمایا ہے۔

فائدہ : ...... یاد رکھیں کہ امام بخاریؒ نے مذکورہ بالا تعلیقات تین صحابہ (۱) ابو موسیٰؓ اشعری، (۲) ابن عباسؓ، (۳) حضرت عائشہؓ کے حوالہ سے ذکر فرمائیں جن میں عشاء پر عتمہ کا اطلاق کیا گیا ہے آگے پانچ صحابہ کرام سے تعلیقاً ان آثار کو لا رہے ہیں، جن میں عشاء کا لفظ بولا گیا ہے عتمہ کا لفظ نہیں اور پانچ صحابہ کرامؓ کے نام یہ ہیں۔

(۱) ابو برزہؓ (۲) انسؓ۔ (۳) ابن عمرؓ (۴) ابو ایوبؓ۔ (۵) ابن عباسؓ۔

وقال جابرؓ الخ : ...... یہ تعلیق ہے کہ جس میں مغرب کے بعد آنے والی نماز پر عشاء کا لفظ بولا گیا ہے، اور اس تعلیق کو امام بخاریؒ باب وقت المغرب میں موصولاً بیان کیا ہے [۱]

وقال انس : ...... یہ تیسری تعلیق ہے جس میں لفظ عشاء کا لفظ بولا گیا ہے، امام بخاریؒ نے باب وقت االعشاء الی نصف الیل (جو کہ چار باب بعد آ رہا ہے) اس کو موصولاً بیان فرمایا ہے۔

وقال ابن عمر و ابو ایوب و ابن عباس رضی اللہ عنہم یہ تعلیق ہے جو تین صحابہؓ کے حوالہ سے ہے امام بخاریؒ نے حدیث ابن عمر (حج) میں موصولاً بیان فرمایا اور حدیث ابو ایوب کو جمع النبی ﷺ فی حجة الواع بین المغرب و العشاء میں موصولاً ذکر فرمایا اور حدیث ابن عباس کو بتاخیر الظهر الی العصر میں موصولاً بیان فرمایا [۲]

(۵۳۵) حدثنا عبدان قال اخبرنا عبدالله قال اخبرنا یونس عن الزهری قال سالم
ہمیں عبدانؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم عبداللہؒ نے خبر دی کہا کہ ہمیں یونسؒ نے خبر دی زہریؒ کے واسطہ سے کہ سالمؒ نے کہا
اخبرنی عبدالله قال صلی لنا رسول الله لیلة صلوٰة العشآء
کہ مجھے عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی کہ ایک رات نبی کریم ﷺ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی
وهی التی یدعوا الناس العتمة ثم انصرف فاقبل علینا فقال ارایتکم لیلتکم هذه
یہی جسے لوگ عتمہ کہتے ہیں پھر ہمیں خطاب فرمایا آپ نے فرمایا کہ تم اس رات کو جانتے ہو؟

[۱] (عمدۃ القاری ص۱۴۱ ج۵) [۲] (عمدۃ القاری ص۱۶۱ ج۵)

فان رأس مائة سنة منها لایبقٰی ممن هو الیوم علٰی ظهر الارض احد (راجع ۱۱۶)
آج لوگ زندہ ہیں ایک سو سال کے بعد روئے زمین پر ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا

مطابقته للترجمة ظاهرة .

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث پاک میں عشاء اور عتمہ دونوں کا ذکر ہے۔ حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔ چھٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو کتاب العلم باب السمر بالعلم میں بیان فرمایا ہے امام مسلمؒ نے فضائل میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔[۱]

لایبقی ممن هو علی ظهر الارض احد:......

۱: انسان مراد ہیں پھر وہ انسان جو زمین پر اور آباد علاقہ میں رہتے ہیں یا حضرت محمد ﷺ کی امت مراد ہے اور جو امت نہیں وہ مراد نہیں۔

۳: یا ارض مدینہ مراد ہے اور ممن الخ سے ارض مدینہ کے باشندے مراد ہیں۔

۴: یا اکثریت مراد ہیں لہٰذا وفات عیسیٰ علیہ السلام اور وفات دجال علیہ اللعنۃ اور نفی شیطان پر استدلال درست نہیں“[۲]

(۳۷۱)

باب وقت العشآء اذا اجتمع الناس اوتاخروا

عشاء کا وقت جب لوگ جمع ہو جائیں یا تاخیر کریں

(۵۳۶) حدثنا مسلم بن ابراهیم قال حدثنا شعبة عن سعد بن ابراهیم عن محمد بن عمرو
ہم سے مسلم بن ابراہیمؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہؒ نے سعد بن ابراہیمؒ کے واسطہ سے بیان کیا وہ محمد بن عمروؒ سے

[۱] (عمدۃ القاری ص۶۱ ج۵) [۲] (تفصیل کے لئے (عمدۃ القاری ص۶۲ ج۵) (فیض الباری ص۱۳۰ ج۲)

وھو ابن الحسن بن علیؓ بن ابی طالب قال سألنا جابر بن عبداللہ عن صلوٰۃ النبی ﷺ
اور وہ حسنؓ بن علی بن ابوطالب کے صاحبزادے ہیں فرمایا کہ ہم نے جابر بن عبداللہ سے نبی کریم ﷺ کی نماز کے بارے میں دریافت کیا
فقال کان النبی ﷺ یصلی الظھر بالھاجرۃ والعصر والشمس حیۃ
آپؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ ظہر دوپہر میں پڑھتے تھے اور جب عصر پڑھتے تو سورج صاف او رروشن ہوتا
والمغرب واذا وجبت والعشآء اذا اکثر الناس عجل
اور مغرب پڑھتے جب سورج غروب ہوتا اور عشاء میں اگر لوگ جلد زیادہ تعداد میں جمع ہوجاتے تو جلدی پڑھتے
واذا اقلوا آخر والصبح بغلس (راجع ۵۶۰)
اور اگر ابھی نماز کے لئے آنے والوں کی تعداد کم ہوتی تو نماز پڑھنے میں تاخیر کرتے اور صبح منہ اندھیرے پڑھتے

غرض بخاریؒ اوّل: ...... امام بخاریؒ عشاء کی نماز کے متعلق یہ بیان فرمار ہے ہیں کہ عشاء کی نماز میں کوئی تحدید نہیں بلکہ جب لوگ جمع ہوجائیں اسی وقت پڑھادی جائے۔

غرض بخاریؒ دوم: ...... کچھ حضراتؒ نے کہا تھا کہ عشاء کی نماز جلدی پڑھی جائے تو اس کو عشاء کہتے ہیں اور اگر تاخیر سے پڑھی جائے تو اس کو عتمہ کہتے ہیں۔امام بخاریؒ نے انکار فرمایا ہے کہ خواہ مؤخر ہو یا معجّل بہرصورت اس کو عشاء ہی کہتے ہیں [۱] حدیث الباب باب وقت المغرب میں گزرچکی ہے۔اس کی تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۷۲)

باب فضل العشاء

عشاء کی فضیلت

(۵۳۷) حدثنا یحییٰ بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شھاب عن عروۃ
ہم سے یحییٰ بن بکیرؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے لیثؒ نے عقیلؒ کے واسطہ سے بیان کیا وہ ابن شھابؒ سے وہ عروہؓ سے

[۱] (تقریر بخاری ص۲۷ ج۴)

ان عـآئشة اخبـرتـه قـالـت اعتم رسـول الـلـه ليلة بـالـعشـآء
کہ عائشہؓ نے انہیں خبردی فرمایا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھی
وذلک قبـل ان يـفشـو الاسـلام فـلـم يـخـرج
یہ اسلام کے (اطراف عرب میں) پھیلنے سے پہلے کا واقعہ ہے آپ ﷺ اس وقت تک باہر تشریف نہیں لائے
حتـى قـال عـمـرؓ نـام الـنسـاء والـصبيـان فـخـرج فـقـال
جب تک حضرت عمرؓ نے یہ نہ فرمایا کہ عورتیں اور بچے سوگئے پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا
لاهـل الـمسـجد مـاينـتـظـر هـا احـد مـن اهـل الارض غيـركـم (انظر ۵۶۹،۸۶۲،۸۶۴)
مسجد والو کو کہ تمہارے علاوہ دنیا کا کوئی فرد بھی اس نماز کا انتظار نہیں کرتا

﴿تحقیق وتشریح﴾

حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔امام بخاریؒ نے **باب النوم قبل العشاء** میں اور امام مسلمؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے [۱]

اعتم :…… **ای دخل فی العتمة ومعناه آخر صلوة العتمة**'

قبل ان يفشو الاسلام :……کیونکہ غیر مدینہ میں اسلام فتح مکہ کے بعد پھیلا اور عام ہوا۔

مـاينـتظـرهـا:…… آپ ﷺ نے یہ جملہ تسلی کیلئے ارشاد فرمایا کہ تم ایسے لوگ ہو کہ تمارے سوا کوئی انتظار نہیں کرتا ایک تو اسوقت مدینہ سے باہر مسلمان نہیں تھے۔دوسرا یہ کہ باقی ادیان میں اسوقت نماز نہیں پڑھی جاتی تھی [۲] طحاوی شریف ص ۱۰۴ باب الصلوٰۃ الوسطیٰ میں ہے **ان اول من صلى العشاء الآخرة نبينا** ﷺ [۳]

۱: حصر کفار کے لحاظ سے ہے ۲: ہیئت مخصوصہ یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مدینہ کے علاوہ کہیں اور نہیں۔حافظ ابن حجرؒ نے یہی فرمایا ہے ۳: مسجد نبوی کے لحاظ سے فرمایا یعنی مسجد نبوی کے علاوہ ہیں کہیں اور اس طرح لوگ جماعت کے انتظار میں نہیں [۴]

[۱] (عمدۃ القاری ص ۶۳ ج ۵) [۲] (عمدۃ القاری ص ۶۴ ج ۵) [۳] (فیض الباری ص ۱۳۰ ج ۲) [۴] (فیض الباری ص ۱۳۱ ج ۲)

(۵۳۸)حدثنا محمد بن العلاء قال حدثنا ابو اسامة عن برید عن ابی بردة عن ابی موسیٰ
ہم سے محمد بن علاءؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابواُسامہؒ نے بیان کیا بریدؒ کے واسطہ سے وہ ابو بردہؒ سے وہ ابوموسیٰؓ سے
کنت انا واصحابی الذین قدموا معی فی السفینة نزولا فی بقیع بطحان
آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ان ساتھیوں کی معیت میں جو کشتی میں میرے ساتھ (حبشہ سے) آئے تھے بقیع بطحان میں قیام کیا
والنبی ﷺ بالمدینة فکان یتناوب النبی ﷺ عند صلوٰة العشآء کل لیلة نفر منهم
اس وقت نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے ہم میں سے کوئی نہ کوئی عشاء کی نماز میں روزانہ باری مقرر کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا
فوافقنا النبی ﷺ انا واصحابی وله بعض الشغل فی بعض امره
اتفاق سے میں اور میرے ایک ساتھی ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ اپنے کسی کام میں مشغول تھے (مسلمانوں کے کسی معاملے میں)
فاعتم بالصلوٰة حتی ابهار اللیل ثم خرج النبی ﷺ فصلی بهم
جس کی وجہ سے نماز میں تاخیر ہوئی اور تقریباً آدھی رات ہوگئی پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور نماز پڑھائی
فلما قضی صلوٰته قال لمن حضره علی رسلکم ابشروا
نماز پوری کر چکے تو حاضرین سے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ اپنے حال پر بیٹھے رہو اورایک بشارت سنو!
ان من نعمة الله علیکم انه لیس احد من الناس یصلی هذه الساعة غیرکم
بے شک تم پر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہے کہ تمہارے سوا دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس وقت نماز پڑھتا ہو
او قال ما صلی هذه الساعة احد غیرکم لایدری ای الکلمتین قال
یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ تمہارے سوا اس وقت کسی نے بھی نماز نہیں پڑھی تھی یہ یقین نہیں کہ آپ ﷺ نے ان دونوں جملوں میں سے کون سا جملہ فرمایا تھا
قال ابوموسیٰ فرجعنا بما سمعنا من رسول الله ﷺ
کہا کہ ابو موسیٰ نے فرمایا پس ہم نبی کریم ﷺ سے یہ سن کر بہت خوش خوش لوٹے

مطابقته للترجمة مثل مطابقة الحديث الاول .

﴿تحقیق و تشریح﴾

امام مسلمؒ نے صلوۃ میں ابوبکر بن ابی شیبہؒ سے اور ابن ماجہؒ نے ابوسعیدؒ سے اس حدیث کی تخریج کی ہے

سوال : …… روایات الباب ترجمہ الباب کے مطابق نہیں کیونکہ ذکر کردہ روایات سے عشاء کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی، بلکہ انتظار عشاء کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جبکہ باب **فضل العشاء** ہے؟

جـــواب : …… باب میں مضاف مقدر ہے علامہ عینیؒ نے تقدیری عبارت اسطرح ذکر فرمائی ہے باب فضل انتظار العشاء[۲] اور علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے باب فضل صلوۃ العشاء التی تشرع لھا الانتظار[۱]

قدموا معی فی السفینة…… مطلب یہ ہے کہ یہ حضرات اصحاب الہجرتین تھے حبشہ کی طرف ہجرت کی جب مدینہ منورہ آئے تو کشتی میں بیٹھ کر آئے [۳]

نزولا : …… نازل کی جمع ہے جیسے **شھودا شاھد** کی جمع ہے۔

بقیع بطحان، بقیع بفتح الباء وکسر الکاف وسکون الیاء ہے **وھو من الارض المکان المتسع ولیسمی بقیعا الا وفیه شجر او اصولھا بطحان** بضم الباء وسکون الطاء ہے۔ مدینہ منورہ کی ایک وادی کا نام ہے[۴] اور اہل لغت نے اسے باء کے فتح کے ساتھ پڑھا ہے۔

بعض الشغل : …… معجم طبرانی میں بعض شغل کی تصریح ہے **کان فی تجھیز جیش**. لشکر کی تیاری میں مصروف تھے [۵]

اعتم بالصلوۃ ای اخرھا عن اول وقتھا:……

ابھار اللیل راء کی تشدید کے ساتھ افعیلال یعنی احمار کے وزن پر ہے معنی آدھی رات گزر چکی تھی

رسلکم : …… راء کے کسرہ اور فتح دونوں کے ساتھ ہے لیکن کسرہ زیادہ فصیح ہے اسکا معنی ہے اپنی ہیئت پر رہو۔

مسئلۂ مستنبطه :……

۱: عشاء کے بعد باتیں کرنا جائز ہے لوگ انتظار کر سکتے ہوں تو عشاء کی تاخیر مباح ہے۔

۱(تقریر بخاری ص۲۷ ج۳) ۲(عمدۃ القاری ص۶۳ ج۵) ۳(تقریر بخاری ص۱۲ ج۳) ۴(عمدۃ القاری ص۶۵ ج۵) ۵(عمدۃ القاری ص۶۵ ج۵)

فائدہ : …… فجر حضرت آدم علیہ السلام پر اور ظہر حضرت عزیر علیہ السلام پر اور عصر حضرت یونس علیہ السلام اور مغرب حضرت داود علیہ السلام پر فرض تھی اور عشاء کے متعلق مشہور ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیمات پر فرض ہوئی [1]

(۳۷۳)

باب مایکرہ من النوم قبل العشآء

عشاء سے پہلے سونا مکروہ ہے

نوم قبل العشاء کے متعلق دونوں طرح کی روایات وارد ہوئی ہیں۔

(۱) نہی کی۔ (۲) جواز کی امام بخاریؒ فرماتے ہیں نیند کا غلبہ نہ ہو تو قبل العشاء سونا مکروہ ہے اور جب نیند کا غلبہ ہو کہ بجائے دعاء کے بددعاء نکلے تو قبل العشاء سونا جائز ہے [2] حضرت انور شاہ صاحبؒ نے فرمایا **ولا باس به اذا کان عنده من یوقظه او کان من عادته أنه لایستغرق وقت الاختیار بالنوم وحمل الطحاوی الرخصة علی ما قبل دخول وقت العشاء والکراهة علی مابعد دخوله** [3]

امام بخاریؒ نے اگلے باب میں قبل العشاء سونے کے جواز کو بیان کیا ہے۔

(۵۳۹) حدثنا محمد بن سلام قال حدثنا عبد الوهاب الثقفی قال حدثنا خالد الحذاء
ہم سے محمد بن سلامؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبدالوہاب ثقفیؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے خالد حذاءؒ نے بیان کیا
عن ابی المنهال عن ابی برزةؓ ان رسول الله ﷺ کان یکره النوم قبل العشاء
ابومنہالؒ کے واسطہ سے وہ ابو برزہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے
والحدیث بعدها (راجع ۵۴۱)
اوراس کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے

مطابقته للترجمة ظاهرة .

---

[1] (تقریر بخاری ص ۲۷، ۲۸ ج ۳) [2] (تقریر بخاری ص ۲۸ ج ۱۳) [3] (فیض الباری ص ۱۳۱ ج ۲)

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

حدیث پاک میں دو باتوں سے منع کیا گیا ہے۔

۱: نوم قبل العشاء ۲: محادثہ بعد العشاء۔

یاد رکھئے عشاء کے بعد ایسی باتیں مکروہ ہیں جن میں کوئی مصلحت نہو اگر ان میں دینی یا دنیوی مصلحت ہو تو پھر کوئی حرج نہیں[۱] امام ترمذیؒ نے فرمایا[۲] کہ اکثر اہل علم حضرات نے نوم قبل العشاء کو مکروہ قرار دیا ہے۔

(۳۷۴)

باب النوم قبل العشآء لمن غلب

اگر نیند کا غلبہ ہو جائے تو عشاء سے پہلے بھی سویا جا سکتا ہے

(۵۴۰) حدثنا ایوب بن سلیمان قال حدثنی ابو بکر عن سلیمان قال صالح بن کیسان
ہم سے ایوب بن سلیمانؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابو بکرؒ نے سلیمانؒ کے واسطہ سے بیان کیا ان سے صالح بن کیسانؒ نے بیان کیا
اخبرنی ابن شهاب عن عروة ان عآئشة قالت اعتم رسول الله ﷺ بالعشآء
کہ مجھے ابن شہابؒ نے عروہؒ کے واسطہ سے خبر دی کہ عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی
حتی ناداه عمر الصلوة نام النسآء والصبيان فخرج فقال
آخر کار حضرت عمرؓ نے پکارا نماز! عورتیں اور بچے سو گئے تب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا
ماينتظرها من اهل الارض احد غيركم قال ولا يصلي يومئذ الا بالمدينة
کہ روئے زمین پر تمہارے علاوہ اور کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا فرمایا کہ اس وقت یہ نماز مدینہ کے سوا اور کہیں نہیں پڑھی جاتی تھی
قال وكانوا يصلون فيما بين ان يغيب الشفق الى ثلث الليل الاول (راجع ۵۶۶)
کہا اور صحابہؓ اس نماز کو شفق کے غائب ہونے کے بعد رات کے پہلے تہائی حصہ تک پڑھتے تھے

[۱] (عمدۃ القاری ص۶۶ ج۵) [۲] (ترمذی شریف ص۴۲ ج۱)

مطابقته للترجمه فی قوله نام النساء والصبیان.

حدیث کی سند میں سات راوی ہیں یہ حدیث باب فضل العشاء میں گزر چکی ہے اسکی تشریح وتفصیل وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۵۴۱) حدثنا محمود قال حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا ابن جریج
ہم سے محمود نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا کہا کہ ہمیں ابن جریج نے خبر دی
قال اخبرنی نافع قال حدثنا عبدالله بن عمران رسول الله ﷺ شغل عنها لیلة
کہا کہ مجھے نافع نے خبردی کہا کہ مجھے عبداللہ بن عمر نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات کسی کام میں مشغول ہوگئے
فاخرها حتی رقدنا فی المسجد ثم استیقظنا ثم رقدنا ثم استیقظنا
اور بہت دیر کی ہم نماز کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے مسجد ہی میں سوگئے پھر بیدار ہوئے پھر سوگئے پھر بیدار ہوئے
ثم خرج علیه النبی ﷺ ثم قال لیس احد من اهل الارض ینتظر الصلوٰة غیر کم
پھر کہیں جاکر نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ دنیا کا کوئی شخص بھی تمہارے سوا اس نماز کا انتظار نہیں کرتا
وکان ابن عمر لایبالی اقدمها ام اخرها اذا کان لایخشی ان یغلبه النوم عن وقتها
اگر نیند کے غلبہ کا ڈر نہ ہوتو ابن عمر نماز عشاء کو پہلے پڑھنے یا بعد میں پڑھنے کو اہمیت نہیں دیتے تھے
وقد کان یرقد قبلها قال ابن جریج قلت لعطاء قال سمعت ابن عباس
نماز سے پہلے آپ سو بھی لیتے تھے ابن جریج نے بیان کیا کہ میں نے عطاء سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا تھا
یقول اعتم رسول الله ﷺ لیلة بالعشآء حتی رقد الناس واستیقظوا ورقدوا واستیقظوا
کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز میں دیر کی جس کے نتیجہ میں لوگ مسجد ہی میں سوگئے پھر بیدار ہوئے پھر سوگئے پھر بیدار ہوئے
فقام عمر بن الخطاب فقال الصلوٰة قال عطآء قال ابن عباس فخرج نبی الله ﷺ
آخر عمر بن خطابؓ اٹھے اور پکارا! نماز! عطاء نے بیان کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے
کانی انظر الیه الاٰن یقطر راسه مآء واضعا یده علی راسه
وہ منظر میری نظروں کے سامنے ہے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور آپ ﷺ ہاتھ سر مبارک پر رکھے ہوئے تھے

فقال لولا ان اشق علی امتی لامرتھم ان یصلو ھاھکذا
آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری امت کے لئے دشواری نہ ہوجاتی تو میں انہیں حکم دیتا کہ عشاء کو اسی وقت پڑھیں
فاستثبت عطآء کیف وضع النبی ﷺ علیٰ راسہ یدہ کما انباہ
میں نے عطاء سے مزید تحقیق چاہی کہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ سر پر رکھنے کی کیفیت کیا تھی
ابن عباس فبددلی عطآء بین اصابعہ شیئا من تبدید ثم وضع اطراف اصابعہ علیٰ قرن الرأس
ابن عباسؓ نے انہیں اس سلسلے میں کس طرح بتایا تھا اس پر حضرت عطاء نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں تھوڑی سی کھول دیں
ثم ضمنھا یمرھا کذالک علی الرأس حتی مست ابھامہ
اور انہیں سر کے ایک کنارے پر رکھا پھر انہیں ملاکر یوں سر پر پھیرنے لگے کہ ان کا انگوٹھا
طرف الاذن مما یلی الوجہ الصدغ وناحیۃ اللحیۃ لایقصر ولا یبطش
کان کے اس کنارے پر جو چہرے سے متصل ہے اورداڑھی سے جالگا نہ سستی کی اورنہ جلدی
الا کذلک وقال لولا ان اشق علی امتی لامرتھم ان یصلوا ھکذا (انظر ۷۲۳۹)
بلکہ اسی طرح کیا اور فرمایا کہ اگر میری امت پر شاق نہ گزرتا تو میں حکم دیتا کہ اس نماز کو اسی وقت پڑھو

مطابقتہ للترجمۃ فی قولہ حتی رقدنا فی المسجد"

﴿تحقیق وتشریح﴾

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں امام مسلمؒ نے صلوۃ میں محمد بن رافعؒ سے اورامام ابوداوُدؒ نے طہارت میں احمد بن حنبلؒ سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

فبدد: ...... ای فرق کیونکہ تبدید کا معنی تفریق ہے۔

مسائل مستنبطہ: ......

۱: جس پر نیند کا غلبہ ہوتو اس کیلئے قبل العشاء سونا جائز ہے۔

۲: یہ حدیث عشاء کی فضیلت پر دال ہے[1]

[1] (عمدۃ القاری ص۶۹ ج۵)

(۳۷۵)

باب وقت العشآء الی نصف اللیل

عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے

وقال ابوبرزة كان النبی ﷺ يستحب تاخيرها
ابوبرزہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اس میں تاخیر پسند فرماتے تھے

عشاء کے وقت اخیر کے بارے میں اختلاف ہے۔

۱: بعض نے کہا ثلث اللیل تک ہے

۲: بعض نصف اللیل تک کے قائل ہیں۔

۳: جمہور علماءؒ اس بات پر متفق ہیں کہ عشاء کا وقت صبح تک ہے کذا قال الکرمانیؒ [۱]

۴: امام بخاریؒ نصف اللیل تک عشاء پڑھنے کے جواز کے قائل ہیں جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ثابت ہے اور اگر امام بخاریؒ کا وہی مذہب تسلیم کیا جائے جو جمہور کا ہے تو پھر یہ کہنا پڑے گا کہ امام بخاریؒ وقت مستحب کو بیان فرمارہے ہیں۔ کذا قال العینیؒ [۲]

آخرِ وقتِ عشاء تین قسم پر ہے۔

۱: ثلث اللیل تک مستحب ہے آپ ﷺ کا معمول بھی یہی تھا۔

۲: نصف اللیل تک بلا کراہت جائز ہے[۳]

۳: آخر لیل یعنی صبح صادق تک عشاء کا وقت کراہت تنزیہیہ میں داخل ہے۔

وقال ابوبرزةؓ: ...... یہ حدیث ابی برزہؓ کا حصہ ہے جو باب وقت العصر میں گزر چکی ہے۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۶۹ ج۵) [۲] (عینی ص۶۹ ج۵) [۳] (فیض الباری ص۱۳۲ ج۲)

سوال ...... یہ تو ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں تو پھر امام بخاریؒ نے اس کو یہاں کیوں ذکر فرمایا۔

جواب ...... اس بارہ میں دوطرح کی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

۱: وہ جو ثلث اللیل کے ساتھ مقید ہیں۔

۲: اور وہ جو نصف اللیل کے ساتھ مقید ہیں تو نصف اللیل غایتِ تاخیر ہوئی اور ترجمۃ الباب میں بھی نصف اللیل ہی ہے لھذا دونوں میں واضح طور پر مطابقت ہوئی ۔[۱]

(۵۴۲) حدثنا عبدالرحیم المحاربی قال حدثنا زآئدة عن حمید الطویل عن انس
ہم سے عبدالرحیم محاربیؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے زائدہؒ نے بیان کیا حمید طویلؒ سے وہ انسؓ سے
قال اخر النبی ﷺ صلوٰۃ العشآء الٰی نصف اللیل ثم صلی ثم قال
آپ ﷺ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن عشاء کی نماز نصف شب میں پڑھی اور فرمایا
قد صلی الناس ونامو اما انکم فی صلوۃ ماانتظر تموھا وزاد ابن مریم
لوگ نماز پڑھ کر سو گئے ہوں گے اور تم جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے نماز ہی پڑھتے رہے ابن مریمؒ نے اس میں یہ زیادتی کی ہے
قال اخبرنا یحیٰی بن ایوب قال حدثنی حمید سمع انسا
کہ ہمیں یحیٰی بن ایوبؒ نے خبر دی کہا کہ مجھ سے حمیدؒ نے بیان کیا انہوں نے انسؓ سے یہ سنا
کانّی انظر الٰی وبیص خاتمہ لیلتئذ (انظر ۶۰۰، ۶۶۱، ۸۴۷، ۵۸۶۹)
گویا اس رات آپ کی انگوٹھی کی چمک کا منظر اس وقت میری نظروں کے سامنے تھا

مطابقت للترجمة ظاهرة صريحا .

حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔

اما انکم ...... میم کی تخفیف کے ساتھ حرف تنبیہ ہے۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۶۹ ج ۵)

وزاد ابن ابی مریم ...... یہ تعلیق ہے اور امام بخاریؒ نے اس تعلیق کو لباس میں بھی ذکر فرمایا ہے اور امام مسلمؒ نے اس کی تخریج فرمائی ہے علامہ بغویؒ نے اس کو موصولاً ذکر فرمایا ہے۔

خاتم ...... اس کو چار طرح پڑھا جاتا ہے۔(۱) خاتِم (بکسر التاء)(۲) خاتَم (بفتح التاء)(۳) خاتام (۴) ختیام[۱]

لیلتئذ: ...... **ای لیلة اذ اخر الصلوة . والتنوین عوض عن المضاف الیه .**

(۳۷۶)
باب فضل صلوٰة الفجر والحديث
نماز فجر کی فضیلت اور باتیں کرنا

والحدیث : ...... یہ بھی چیستانوں میں سے ہے۔ حدیث سے مراد حدیث اصطلاحی ہے یا لغوی؟ اور عطف صلوۃ پر ہے یا فضل پر کل چار احتمال بن گئے ہیں۔

۱: حدیث اصطلاحی مراد ہو اور عطف صلوۃ پر ہو تو معنی یہ ہوگا **فضل صلوٰة الفجر وفضل الحديث الوارد فيه** یعنی فضیلت حدیث مقصود ہے اور فضیلت اس حدیث کی اس میں وارد ہے جس میں رویت باری تعالیٰ کا ذکر ہے۔

۲: **فضل صلوة** پر عطف ہو تو عبارت اس طرح ہوگی **باب فضل صلوة الفجر وبيان حديث الوارد فيه** ۔اور یہ صحیح نہیں ہے۔اس لئے کہ ہر باب میں حدیث ہوتی ہے۔

۳: عطف تو فضل پر ہی ہو **باب فضل صلوة الفجر والحديث الوارد فيه هو الحديث الذى ورد فى العصر .**

۴: گزشتہ تین معنیٰ تو حدیث کے اصطلاحی معنی کے اعتبار سے ہیں اور اگر لغوی معنی مراد لئے جائیں تو بتلانا چاہتے ہیں کہ فجر کے بعد باتیں کرنا صحیح ہے۔

والحديث: ......**سوال:** ...... اس جملے کا ماقبل سے تعلق معلوم نہیں ہوتا؟

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۷۰ ج ۵)

جواب (۱):۔...... بعض نے کہا کہ یہ کاتب کا وہم ہے[۱]

جواب (۲):...... اس جملے کا ماقبل سے ربط ہے وہ اس طرح کہ تقدیری عبارت یہ ہے **والحدیث الوارد فی صلوٰۃ الفجر** کیونکہ جس حدیث میں فجر کی فضیلت مذکور ہے اسی میں عصر کا ذکر بھی ہے[۲]

جواب (۳):...... علامہ انور شاہؒ نے اس کی توجیہ میں فرمایا **والحدیث ای الحدیث بعد العشاء** اگر چہ مناسب نہیں مگر اس کو انجاز اً ذکر فرمایا[۳]

سوال:...... پھر تو **العصر** بھی کہنا چاہئے تھا؟ **والعصر** کیوں نہیں کہا؟

جواب:...... چونکہ عصر کی فضیلت کا باب پہلے مذکور ہو چکا تھا تو تکرار کا اندیشہ ہے[۴] علامہ عینیؒ نے کہا ہے کہ اس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ **والحدیث فی فضائل الفجر مشهورة**[۵] یاد رکھیں کہ امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ حدیثِ مستدل سے جو بات مفہوم ہو اس کو کبھی کبھی علیحدہ باب میں ذکر کرنے کی بجائے دوسرے باب کے تحت ذکر کر دیتے ہیں تو اس جگہ مقصود یہ ہوگا **والحدیث بعد الفجر** کہ بعد الفجر کلام جائز ہے کیونکہ حدیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ کلام بعد الفجر جائز ہے[۶]

(۵۴۳) حدثنا مسدد قال حدثنا یحییٰ عن اسمٰعیل قال حدثنا قیس قال
ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یحییٰ نے اسمٰعیل کے واسطہ سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے قیسؒ نے بیان کیا کہا
قال لی جریر بن عبداللّٰہ کنا عند النبی ﷺ اذا نظر الی القمر لیلة البدر
کہ مجھ سے جریر بن عبداللہ نے بیان کیا کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے چاند کی طرف نظر اٹھائی ماہ کامل تھا
فقال اما انکم سترون ربکم کما ترون هذا لاتضامون
پھر فرمایا کہ تم لوگ اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو کسی مزاحمت کی ضرورت نہیں ہوگی
اولا تضاهون فی رؤیته فان استطعتم ان لا تغلبوا علیٰ صلوٰۃ قبل طلوع الشمس وقبل غروبها
یا یہ فرمایا کہ تمہیں اس کی رویت میں شبہ نہ ہوگا اس لئے اگر تم میں اس کی قدرت ہو کہ سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے کی نمازوں میں کوتاہی نہ ہو سکے

[۱] (بیاض صدیقی ص ۲۵ ج ۳) [۲] (فیض الباری ص ۱۳۲ ج ۲) [۳] (فیض الباری ص ۱۳۳ ج ۲) [۴] (بیاض صدیقی ص ۲۵ ج ۳) [۵] (عمدۃ القاری ص ۷۰ ج ۵)
[۶] (بیاض صدیقی ص ۲۵ ج ۳) (فیض الباری ص ۱۳۳ ج ۲)

فافعلوا ثم قال فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا
تو ایسا ضرور کرو پھر تلاوت فرمائی "پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھو سورج نکلنے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے
قال ابو عبداللہ زاد ابن شهاب عن اسمٰعیل عن قیس عن جریر
ابو عبداللہؒ نے کہا کہ ابن شہابؒ نے اسمٰعیلؒ کے واسطہ سے وہ قیسؒ سے بواسطہ جریرؓ کے یہ زیادتی کی
قال النبی ﷺ سترون ربکم عیانا (راجع ۵۵۴)
کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اپنے رب کو صاف دیکھو گے

مطابقته للترجمة فی قوله علٰی صلوٰۃ قبل طلوع الشمس .

یہ حدیث **باب فضل صلوٰۃ العصر** میں گزر چکی ہے۔ اس کی تفصیل و تشریح وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

تضاهون :...... یہ مضاھات سے مشتق ہے اور اس کا معنی مشابہت ہے۔ **کنا عند النبی ﷺ** ۔ظاہر یہ ہے کہ جریر بن عبداللہؓ عشاء کی نماز کے آپ ﷺ کے پاس بیٹھنے کو بتلا رہے ہیں [۱]

(۵۴۴) حدثنا هدبة بن خالد قال حدثنا همام قال حدثنی ابو جمرة عن ابی بکر بن ابی موسیٰ
ہم سے ہدبہ بن خالدؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہمامؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابو جمرہؒ نے بیان کیا ابوبکر و بن ابو موسیٰؒ کے واسطہ سے
عن ابیه ان رسول اللہ ﷺ قال من صلی البردین دخل الجنة
وہ اپنے والد سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں پڑھیں تو وہ جنت میں جائے گا
وقال ابن رجآء حدثنا همام عن ابی جمرة ان ابابکر بن عبداللہ ابن قیسؓ اخبره بهذا
ابن رجاءؒ نے کہا کہ ہم سے ہمامؒ نے ابو جمرہؒ کے واسطہ سے بیان کیا کہ ابوبکر بن عبداللہ بن قیسؓ نے انہیں یہ حدیث پہنچائی

مطابقته للترجمة ظاهرة .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

البردین :...... برد کا تثنیہ ہے۔ اس سے فجر اور عصر کی نماز مراد ہے۔ کیونکہ یہ دونوں ٹھنڈے وقت میں پڑھی جاتی ہیں [۲]

---

[۱] (فیض الباری ص ۱۳۳ ج ۲) [۲] (عمدۃ القاری ص ۷۱ ج ۵)

قال ابن رجاء الخ :......

یہ تعلیق ہے۔طبرانی نے اپنی معجم میں اس کو موصولاً بیان فرمایا ہے **اورد البخاری هذا التعليق عن شيخ عبدالله بن رجاء (بفتح الراء والجيم وبالمد) الغداني البصري يفيد بذلك ان نسبة ابی بكر الى ابيه ابی موسیٰ الاشعری لان الناس اختلفوا فيه** [۱]

(۵۴۵) حدثنا اسحٰق قال حدثنا حبان قال ثنا همام
ہم سے اسحٰقؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے حبانؒ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہمامؒ نے بیان کیا
قال حدثنا ابوجمرة عن ابی بكر بن عبدالله عن ابيه عن النبی ﷺ مثله
کہا کہ ہم سے ابوجمرہؒ نے بیان کیا ابوبکر بن عبداللہؒ کے واسطہ سے وہ اپنے والد سے وہ نبی کریم ﷺ سے پہلی حدیث کی طرح

اشار البخاری بهذا بأن شيخ ابی حمزه هو ابوبكر بن عبدالله بن قيس وهو ابو موسیٰ الاشعری رداً علی من زعم انه ابن عمارة بن رؤيبة [۲]

اسحٰق :...... غسانی نے اپنی کتاب تقیید میں لکھا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس سے اسحٰق بن منصور مراد ہوں۔
ابن السکن کہتے ہیں کہ بخاری شریف میں جہاں بھی اسحٰق بغیر نسبت کے آئے تو مراد اسحٰق بن راہویہ ہوتے ہیں۔
علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اصح یہ ہے کہ یہاں اسحٰق بن منصور مراد ہیں [۳]

مثله :...... **ای مثل هذا الحديث المذكور .**

(۳۷۷)
باب وقت الفجر
فجر کا وقت

ما قبل سے ربط:...... **لما فرغ عن فضلها شرع فی وقتها.**

۱ (عمدۃ القاری ص۲۷ ج۵) ۲ (عمدۃ القاری ص۲۷ ج۵) ۳ (عمدۃ القاری ص۲۷ ج۵)

(۵۴۶)حدثنا عمرو بن عاصم قال حدثنا همام عن قتادة عن انس
ہم سے عمرو بن عاصمؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے ہمامؒ نے حدیث بیان کی قتادہؒ کے واسطہ سے وہ حضرت انسؓ سے کہ
ان زيد بن ثابت حدثه انهم تسحروا مع النبى ﷺ
زید بن ثابتؓ نے ان سے بیان فرمایا کہ ان لوگوں نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سحری کھائی
ثم قاموا الى الصلوٰة قلت كم بينهما قال قدر خميسن او ستين يعنى اية (انظر۱۹۲۱)
پھر نماز کے لئے کھڑے ہوگئے میں نے دریافت کیا کہ ان دونوں کے درمیان میں کتنا فاصلہ رہا ہوگا فرمایا کہ پچاس یا ساٹھ آیت

مطابقته للترجمة من حيث انهم قاموا الى الصلوٰة بعد ان تسحروا بمقدار قراءة خميس آية اونحوهاوذلک اول مايطلع الفجر وهو اول وقت الصبح واستدل البخارى بهذا ان اول وقت الصبح وهو طلوع الفجر فحصل التطابق بين الحديث والترجمة[۱]

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

امام بخاریؒ نے صوم میں مسلمؒ بن ابراھیم سے اور امام مسلمؒ نے صوم میں ابی بکر بن ابی شیبہؒ سے اور امام ترمذیؒ نے صوم میں یحیٰی بن موسیٰؒ سے اور امام نسائیؒ نے اسحٰق بن ابراھیمؒ سے اور امام ابن ماجہؒ نے علی بن محمدؒ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

کم بینهما: ...... اس سے اشارہ ہے کہ آپ ﷺ سحری کو مؤخر اور فجر کو مقدم کرتے تھے یہ عادت اکثر رمضان المبارک رہتی تو اکثر روایات رمضان المبارک پر محمول ہوں گی کیونکہ رمضان المبارک میں تقلیل جماعت کا اندیشہ نہیں ہوتا[۲] علامہ انور شاہؒ فرماتے ہیں **هكذا ينبغى عندنا اذا اجتمع الناس وعليه العمل فى دار العلوم بديوبند من عهد الأكابر**[۳]

(۵۴۷)حدثنا الحسن بن الصباح سمع روح بن عبادة قال حدثنا سعيد عن قتادة
ہم سے حسن بن صباح نے حدیث بیان کی انہوں نے روح بن عبادہ سے سنا کہ ہم سے قتادہ کے واسطہ سے حدیث بیان کی

[۱] (عمدۃ القاری ص۲۷ ج۵) [۲] (بیاض صدیقی ص۲۵ ج۳) (فیض الباری ص۱۳۶ ج۲) [۳] (فیض الباری ص۱۳۶ ج۲)

عن انس بن مالک ان النبی ﷺ وزید بن ثابت تسحرا فلما فرغا من سحورهما قام النبی ﷺ الی الصلوۃ
وہ انس بن مالکؓ سے کہ نبی کریم ﷺ اور زید بن ثابت نے سحری کھائی اس سے فارغ ہوکر نبی کریم ﷺ نماز کے لئے اٹھے
فصلی قلنا لانس کم کان بین فراغهما من سحورهما ودخولهما فی الصلوٰۃ
اورنماز پڑھی ہم نے انسؓ سے پوچھا کہ سحری سے فراغت اورنماز کی ابتداء میں کتنا فاصلہ رہا ہوگا
قال قدر مایقرؤ الرجل خمسین اٰیۃ (انظر۱۱۳۴)
توانہوں نے فرمایا کہ اتنا کہ ایک شخص پچاس آیتیں پڑھ سکے

مطابقته للترجمة مثل مطابقة الحديث السابق .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

(۵۴۸)حدثنا اسمٰعیل بن ابی اویس عن اخیه عن سلیمان عن ابی حازم
ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویسؒ نے حدیث بیان کی اپنے بھائی کے واسطہ سے وہ سلیمانؒ سے وہ ابی حازمؒ سے
انه سمع سهل بن سعد یقول کنت اتسحر فی اهلی
کہ انہوں نے سہل بن سعدؓ سے سنا آپؓ نے فرمایا کہ میں اپنے گھر سحری کھاتا تھا
ثم تکون سرعة بی ان ادرک صلوٰۃ الفجر مع رسول الله ﷺ (انظر۱۹۲۰)
پھر نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز فجر پڑھنے کے لئے مجھے جلدی کرنی پڑتی تھی

مطابقته للترجمة بطريق الاشارة ان اول وقت صلوٰة الفجر طلوع الفجر .

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

(۵۴۹)حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شهاب
ہم سے یحیٰی بن بکیرؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے لیثؒ نے حدیث بیان کی عقیلؒ کے واسطہ سے وہ ابن شہابؒ سے
قال اخبرنی عروة بن الزبیر ان عآئشةؓ اخبرته قالت کن نسآء المؤمنات
فرمایا کہ مجھے عروہ بن زبیرؒ نے خبر دی کہ عائشہؓ نے انہیں خبر دی فرمایا کہ مسلمان عورتیں

یشهدن مع رسول الله ﷺ صلوٰة الفجر متلفعات بمروطهن
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز فجر پڑھنے چادریں اوڑھ کر آتی تھیں
ثم ینقلبن الی بیوتهن حین یقضین الصلوٰة لایعرفهن احد من الغلس (راجع ۳۷۲)
پھر نماز سے فارغ ہو کر جب اپنے گھروں کو واپس ہوتیں تو انہیں اندھیرے کی وجہ سے کوئی شخص پہچان نہیں سکتا تھا

﴿تحقیق وتشریح﴾

امام بخاریؒ اس حدیث کو باب کم تصلی المرأة من الثیاب میں ابوالیمانؒ سے ذکر کر چکے ہیں اس کی تشریح الخیر الساری ص ۱۲۳ ج ۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال:...... نماز صبح غلس میں یا اسفار میں؟ جب کہ احادیث الباب تو غلس پر دال ہیں۔

جواب (۱):...... علامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نماز صبح کی ابتداء غلس سے ہوتی اور اُس کی انتہا اسفار میں ہوا کرتی تھی[۱]

جواب (۲):...... ابتداء اسلام میں بڑی سختی سے اسلام پر عمل کیا جاتا تھا اور صحابہ کرامؓ صلوٰة اللیل کے شیدائی تھے جب اسلام پھیلا، مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا مسلمانوں میں سستی اور کمزوری آنے لگی تو صحابہؓ کے زمانہ میں ہی اسفار میں صبح کی نماز ادا کی جانے لگی تا کہ تقلیل جماعت نہ ہو[۲]

جواب (۳):...... مایعرفن الغلس میں لفظ غلس حضرت عائشہؓ سے مروی نہیں بلکہ کسی اور راوی کا قیاس ہے جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے الفاظ ہیں وتعنی من الغلس[۳]

خلاصہ:......

غلس واسفار دونوں میں صبح کی نماز درست ہے احنافؒ کے نزدیک مختار اور پسندیدہ یہ ہے کہ اسفار میں صبح کی نماز پڑھنی چاہئے حضرت علیؓ وغیرہ کا عمل اسی طرح تھا[۴]

---

[۱] (فیض الباری ص ۱۳۵ ج ۲) [۲] (فیض الباری ص ۱۳۶ ج ۲) [۳] (فیض الباری ص ۱۳۶ ج ۲) [۴] (فیض الباری ص ۱۳۵ ج ۲)

(۳۷۸)

باب من ادرک من الفجر رکعة

فجر کی ایک رکعت کا پانے والا

(۵۵۰)حدثنا عبدالله بن مسلمةِ عن مالک عن زید بن اسلم عن عطآء بن یسار
ہم سے عبداللہ بن مسلمہؒ نے بیان کیا مالکؒ کے واسطہ سے وہ زید بن اسلمؒ سے وہ عطاء بن یسارؒ
وعن بسر بن سعید وعن الاعرج یحدثونه عن ابی ہریرةؓ ان رسول الله ﷺ قال
بسر بن سعیدؒ اور اعرجؒ سے کہ انہوں نے ابوہریرہؓ کے واسطہ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
من ادرک من الصبح رکعة قبل ان تطلع الشمس فقد ادرک الصبح
کہ جس نے فجر کی ایک رکعت (جماعت کے ساتھ) سورج طلوع ہونے سے پہلے پالی اس نے فجر کی نماز (کے وجوب) کو پالیا
ومن ادرک رکعة من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادرک العصر (راجع ۵۵٦)
اور جس نے عصر کی ایک رکعت (جماعت کے ساتھ) سورج غروب ہونے سے پہلے پالی اس نے عصر کی نماز (کے وجوب (کو پالیا

مطابقته للترجمة ظاهرة.

اس کی تشریح باب من ادرک رکعة من العصر میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۷۹)

باب من ادرک من الصلوٰة رکعة

نماز میں ایک رکعت کا پانے والا

(۵۵۱)حدثنا عبدالله بن یوسف قال حدثنا مالک عن ابن شهاب
ہم سے عبداللہ بن یوسفؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے مالکؒ نے ابن شہابؒ کے واسطہ سے حدیث بیان کی

عن ابی سلمة بن عبدالرحمٰن عن ابی هریرةؓ ان رسول الله قال من ادرک رکعة من الصلوة فقد ادرک الصلوة
وہ ابوسلمہ بن عبدالرحمنؒ سے وہ ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایک رکعت نماز (باجماعت) پالی اس نے نماز (کے وجوب کو) پالیا

(راجع ۵۵۶)

مطابقته للترجمة ظاهرة .

گزشتہ باب اور اس میں فرق یہ ہے کہ یہ باب خاص ہے اور وہ عام۔ اس لئے کہ صلوٰۃ لفظ پانچوں نمازوں کو شامل ہے۔ علامہ انور شاہ فرماتے ہیں **اخرجه اولاً بتخصیص العصر ثم بتخصیص الفجر ثم اخرجه مطلقاً باب من ادرک من الصلوٰة رکعة فامکن ان یکون اشارة الی ان الحدیث فی العصر والفجر ایضاً فی حق المسبوق کالحدیث المطلق**[1]

(۳۸۰)

باب الصلوٰة بعدالفجر حتی ترتفع الشمس

فجر کے بعد سورج بلند ہونے تک نماز نہ پڑھنی چاہئے

(۵۵۲) حدثنا حفص بن عمرؓ قال حدثنا هشام عن قتادة عن ابی العالیة عن ابن عباسؓ
ہم سے حفص بن عمرؓ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے ہشامؒ نے قتادہؒ کے واسطہ سے حدیث بیان کی وہ ابوالعالیہؒ سے
قال شهد عندی رجال مرضیون
وہ ابن عباسؓ سے فرمایا کہ میرے پاس چند پسندیدہ حضرات حاضر تھے
وارضاهم عندی عمر ان النبی ﷺ نهی عن الصلوٰة بعدالصبح
اور جن میں سب سے زیادہ میرے محبوب حضرت عمرؓ تھے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد
حتّٰی تشرق الشمس وبعد العصر حتی تغرب
سورج بلند ہونے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا

[1] (فیض الباری ص ۱۳۶ ج ۲)

مطابقته للترجمة ظاهرة .

سوال :...... حدیث تو فجر اور عصر دونوں پر مشتمل ہے تو جمۃ الباب میں فجر پر کیوں اختصار واقتصار فرمایا؟

جواب :...... **لان الصبح هی المذکورة اوّلا فی سائر احادیث الباب ولان العصر صلی بعدها النبی ﷺ بخلاف الفجر** [۱]

﴿تحقیق وتشریح﴾

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ اور امام ترمذیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

مسائل مستنبطه:......

۱:......صلوۃ الفجر کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک نوافل مکروہ ہیں۔

۲:......نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک نوافل مکروہ ہیں۔

تعارض :...... بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، فرمایا **لم یکن رسول الله ﷺ یدعها سرا ولا علانیة رکعتان قبل صلوة الصبح ورکعتان بعد العصر** [۲] جبکہ روایات الباب سے بعد العصر دو رکعتوں کی نہی وارد ہے تو بظاہر تعارض ہوا؟

جواب (۱) :...... بعد العصر دو رکعتوں کے ذکر والی اکثر روایات حضرت عائشہؓ سے مروی ہیں۔ اور ان میں اضطراب ہے لہذا قابل حجت نہیں [۳]

جواب (۲) :...... آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

جواب (۳) :...... روایات مبیحہ مرجوح ہیں نفی کے مقابلہ میں [۴]

علامہ عینیؒ لکھتے ہیں **استقرت القاعدة ان المبیح والحاضر اذا تعارضا جعل الحاضر متأخراً وقد ورد نهی کثیر فی احادیث کثیرة** [۵]

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۷۶ ج۵) [۲] (عمدۃ القاری ص۷۸ ج۵) [۳] (بیاض صدیقی ص۲۵ ج۳) [۴] (بیاض صدیقی ص۲۵ ج۳) [۵] (عمدۃ القاری ص۷۸ ج۵)

جواب (۴):...... قبل النہی پر محمول ہے[1]

جواب (۵):...... آپ ﷺ سے معلوم کرنے سے قبل پر محمول ہے۔

فائدہ:...... ابراھیم نخعیؒ نے بعد العصر دو رکعتوں کو بدعت فرمایا ہے۔

(۵۵۴) حدثنا مسدد قال حدثنا یحییٰ عن شعبة عن قتادة
ہم سے مسددؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے یحییٰؒ نے شعبہؒ کے واسطہ سے بیان کیا وہ قتادہؒ سے
سمعت ابا العالیة عن ابن عباسؓ قال حدثنی ناس بھذا (انظر ۵۷۵، ۵۸۹، ۱۱۹۲، ۱۶۲۹، ۳۲۷۳)
کہ میں نے ابوالعالیہؒ سے سنا وہ ابن عباسؓ کے واسطے سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے فرمایا مجھ سے چند لوگوں نے یہ حدیث بیان کی (جو اوپر مذکور ہوئی)

﴿تحقیق و تشریح﴾

امام بخاریؒ یہاں سے حدیث الباب کا دوسرا طریق بیان فرما رہے ہیں اور اس سے مقصد بتلانا ہے کہ قتادہؒ نے اس حدیث کو ابوالعالیہؒ سے خود سنا ہے پہلے طریق میں اس کی تصریح نہیں ہے۔

امام بخاریؒ نے یہاں سے اوقاتِ منہیہ کے ابواب ذکر فرمائے ہیں۔ اوقاتِ منہیہ میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں۔

اوقاتِ منہیہ پانچ ہیں۔

۱: طلوع آفتاب ۲: غروب آفتاب ۳: استواء آفتاب ۴: بعد صلوٰة الفجر ۵: بعد صلوٰة العصر[2] یاد رکھئے کہ پہلے تین اوقات اور آخری دو میں فرق ہے اور ائمہ کے درمیان اس میں اختلاف ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

اختلاف ائمہ:......

مذھب احناف:...... پہلے تین اوقات میں فرض، نفل، نماز جنازہ، سجدہ تلاوت، سب مکروہ تحریمی ہیں اور آخری دو میں نفل مکروہ ہیں فرض مکروہ نہیں[3]

مذھب امام مالکؒ:...... امام مالکؒ کے نزدیک استواء شمس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ باقی چار اوقات میں فرائض کو جائز کہا ہے[4]

---

[1] (عمدة القاری ص ۷۸ ج ۵) [2] (فیض الباری ص ۱۳۷ ج ۲) [3] (عمدة القاری ص ۷۷ ج ۵) (فیض الباری ص ۱۳۷ ج ۲) [4] (فیض الباری ص ۱۳۷ ج ۲)

دلیل مالکیہ:...... یصلی بالھاجرۃ. اوراس کا ترجمہ استواءِ شمس کرتے ہیں۔

جواب (۱) دلیلِ امام مالکؒ:...... ھاجرۃ سے مراد استواءِ شمس نہیں بلکہ اول وقت مراد ہے۔

جواب (۲) دلیلِ امام مالکؒ:...... یہ کہنا ہے کہ نماز جلدی پڑھتے تھے۔

مذھب امام شافعیؒ:...... امام شافعیؒ جمعہ کے دن کی تخصیص کرتے ہیں یعنی باقی ایام میں استواءِ شمس کے وقت نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں لیکن جمعہ کے دن مکروہ نہیں۔

دوسری تفصیل:...... ان کے نزدیک یوں ہے کہ مذکورہ تمام اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن فرائض مکروہ نہیں، اسی طرح نوافل بھی جو ذوات الاسباب ہیں وہ بھی مکروہ نہیں[۱] یعنی جن کے اسباب پائے گئے ہوں مثلاً وضو کرلیا ہے تو اب تحیۃ الوضو پڑھ لیے، طواف کرلیا ہے تو دو رکعت طواف کے بعد والی پڑھ لے مسجد میں داخل ہوا تو تحیۃ المسجد پڑھ لے، اسی طرح اگر سجدہ والی آیت پڑھی ہے تو سجدہ تلاوت کرلے یعنی جن کے اسباب مقتضی ہوں کو ان اوقات میں کرلینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

(۵۵۴) حدثنا مسددؒ قال حدثنا یحیٰ بن سعید عن ھشام قال اخبرنی ابی قال اخبرنی ابن عمرؓ قال

ہم سے مسددؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے یحیٰ بن سعیدؒ نے ہشامؒ کے واسطہ سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ مجھے میرے والد نے خبردی انہوں نے کہا کہ مجھے ابن عمرؓ نے خبردی انہوں نے فرمایا

قال رسول اللہ ﷺ لاتحروا بصلوتکم طلوع الشمس ولا غروبھا

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے کے لئے سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہونے کے انتظار میں نہ بیٹھے رہو (کہ سورج ابھی طلوع ہونے یا غروب ہونے کے قریب ہے)

قال وحدثنی ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ اذا طلع حاجب الشمس فاخروا الصلوٰۃ

حضرت عروہ نے کہا کہ مجھ سے ابن عمر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ظاہر ہوجائے سورج کا کنارہ تو مؤخر کردو نماز کو

حتی ترتفع واذا غاب حاجب الشمس فاخروہ الصلوٰۃ حتی تغیب تابعہ عبدۃ

یہاں تک کہ وہ بلند ہوجائے اور جب سورج غروب ہونے لگے اس وقت بھی نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ غروب ہوجائے اس حدیث کی عبدہ نے متابعت کی ہے

[۱] (عمدۃ القاری ص۸۷ ج۵) (فیض الباری ص۱۳۸ ج۲)

مطابقته للترجمة ظاهرة.

﴿تحقیق و تشریح﴾

امام بخاریؒ نے صفۃ ابلیس میں محمد بن عبدۃؒ اورامام مسلمؒ نے صلوٰۃ میں اور امام نسائیؒ نے صلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے [۱]

وقال حدثنی ابن عمر الخ :......

ای قال عروۃ وحدثنی ابن عمرؓ.

یہ بھی اول کی طرح مستقل حدیث ہے۔

سوال :...... گزشتہ حدیث میں تو اخبرنی ابن عمرؓ ہے اور یہاں **حدثنی ابن عمرؓ** ہے، ایسا کیوں؟

جواب :...... فرق کی رعایت نہ کرتے ہوئے ایسے کہا کیوں کہ ان کے ہاں **حدثنا** اور **اخبرنا** میں کوئی فرق نہیں [۲]

حاجب الشمس :...... جوہری نے **حاجب الشمس** کا معنی نواحیھا کیا ہے۔

تابعه عبدة :...... ''ہ'' ضمیر کا مرجع **ای تابع عبدة بن سلیمان یحییٰ بن سعید القطان علی روایته لهٰذا الحدیث عن هشام وروایة عبدة هذه اوصلها البخاری فی بدء الخلق** [۳]

(۵۵۵)حدثنا عبید بن اسمٰعیل عن ابی اُسامة عن عبیدالله عن خبیب بن عبدالرحمٰن
ہم سے عبید بن اسمٰعیلؒ نے ابی اسامہؒ کے واسطہ سے حدیث بیان کی وہ عبید اللہؒ سے وہ خبیب بن عبدالرحمٰنؒ سے
عن حفص بن عاصم عن ابی هریرةؓ ان رسول الله ﷺ نهٰی عن بیعتین وعن لبستین
وہ حفص بن عاصمؒ سے وہ ابوہریرہؓ سے کہ نبی کریم ﷺ نے دوطرح کی بیع وفروخت اور دوطرح کے لباس
وعن صلوٰتین نهٰی عن الصلوٰة بعد الفجر حتی تطلع الشمس
اور دوطرح کی نمازوں سے منع فرمایا ہے۔نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک
وبعد العصر حتی تغرب الشمس وعن اشتمال الصمّآء وعن الاحتبآء فی ثوب واحد
اور نماز عصر کے بعد غروب ہونے تک (نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور کپڑوں میں) اشتمال صماء اور ایک کپڑا اپنے اوپر اس طرح لپیٹ لینا

[۱] (عمدۃ القاری ص۹۷ ج۵) [۲] (عمدۃ القاری ص۹۷ ج۵) [۳] (عمدۃ القاری ص۹۷ ج۵)

یفضی بفرجه الی السماء وعن المنابذة والملامسة (راجع ۲۰۱۸)
کہ شرمگاہ کھل جائے سے منع فرمایا (اور بیع وفروخت میں) آپ ﷺ نے منابذہ اور ملامسہ سے منع فرمایا

مطابقته للترجمة ظاهرة.

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

امام بخاریؒ نے لباس میں محمد بن بشارؒ سے اور امام مسلمؒ نے بیوع میں ابی بکر بن ابی شیبہؒ سے اور نسائیؒ نے بیوع میں محمد بن عبد الاعلیٰ سے اور ابن ماجہ نے صلوٰۃ اور تجارات میں ابی بکر بن ابی شیبہؒ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

بیعتین :...... بیعۃ کا تثنیہ ہے اس سے مراد (۱) لماس (۲) نباذ ہے۔

یہ دونوں زمانہ جاہلیت کی دو بیعیں ہیں یعنی بیع منابذہ، بیع ملامسہ۔

منابذہ:...... تو یہ ہے کہ کنکری پھینک کر بیع کرتے تھے۔

ملامسہ :...... خاص طور پر چھو دیتے تھے جس سے بیع تام سمجھی جاتی۔

دونوں کی تفصیل باب مایستر من العورۃ میں گزر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

لبستین :...... **بکسرا للام الهیئة والحالة** ۔اور وہ دو یہ ہیں۔

۱: اشتمال صماء ۲: احتباء۔

اشتمال صماء :...... تو یہ ہے کہ اس طرح سے ایک کپڑے کو لپیٹے کہ اس میں ہاتھ وغیرہ نہ نکل سکیں یعنی خوب لپیٹ لے۔

احتباء :...... یہ ہے کہ گوٹھ مار کر بیٹھ جائے۔

مزید تفصیل باب مایستر من العورۃ الخیر الساری ص ۳۷ ج ۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

صلاتین :...... **(۱) الصلوۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس (۲) بعد العصر حتی تغرب الشمس.**

(۳۸۱)

باب لاتتحری الصلوٰۃ قبل غروب الشمس

سورج ڈوبنے سے پہلے نماز نہ پڑھنی چاہئے

اشکال:...... بعض روایات میں جو ارتفاعِ شمس وغروبِ شمس کا ذکر ہے اُس کا تعلق فجر وعصر دونوں سے ہے ایسے ہی جن روایات میں تحری سے ممانعت ہے وہ ممانعت بھی فجر وعصر دونوں کو شامل ہے تو جب دونوں جگہ یعنی فجر اور عصر میں دونوں فعلوں کو شامل ہیں تو پھر امام بخاریؒ نے صلوٰۃ فجر کا باب باندھ کر اس میں تو طلوع کا صیغہ استعمال کیا اور صلوٰۃ العصر کا جو باب باندھا اس میں تحری کا صیغہ استعمال کیا حالانکہ احادیث کے مضمون کا تقاضا ہے کہ سب ایک ہیں لہٰذا جیسے یہ باب قائم کیا کہ **الصلوٰۃ بعد العصر حتی ترفع** تو ایسے ہی عصر میں اس طرح باب قائم فرماتے کہ **باب الصلوٰۃ بعد العصر حتی تغرب** یا پھر جیسے یہ باب قائم کیا کہ **باب لاتتحری الصلوٰۃ قبل غروب الشمس** اسی طرح یہ باب قائم فرماتے، الغرض کہ امام بخاریؒ نے یہ جدت کیوں اختیار فرمائی؟

جواب(۱):...... مشائخ فرماتے ہیں کہ تفننِ عبارت ہے۔

جواب(۲):...... اختلاف علماء کی طرف اشارہ ہے باب اول سے جمہورؒ کے مذہب کی طرف اشارہ ہے اور اس باب سے ظاہر یہ ہے کے مذہب کی طرف اشارہ ہے۔

جواب (۳):...... مولانا زکریاؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام بخاریؒ مجتہد ہیں اور روایاتِ تحری ومطلقہ دونوں طرح کی وارد ہیں الخ[۱]

ائمہ کے نزدیک وجوہ ترجیح:......

امام مالکؒ:...... اہل مدینہ کے عمل کو ترجیح دیتے ہیں۔

---

[۱] (تقریر بخاری ص۳۳ ج۳)

احناف: ...... اوفق بالقرآن اور راوی کے افقہ ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔

شوافع: ...... سند کے قوی ہونے یا رواۃ کے ثقہ ہونے کو ترجیح دیتے ہیں[1]

جواب (۴): ...... علامہ انور شاہ فرماتے ہیں امام بخاریؒ تحری اور عدم میں تفصیل کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ حدیث پاک میں لایتحری یعنی تحری کا لفظ آ جانے پر ترجمۃ الباب میں وہی لفظ ذکر کر دیا ہے[2]

(۵۵۶)حدثنا عبداللّٰہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن نافع عن ابن عمر
ہم سے عبداللہ بن یوسفؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہمیں مالکؒ نے نافعؒ کے واسطہ سے خبر دی وہ ابن عمرؓ سے
ان رسول اللّٰہ ﷺ قال لایتحرّی احدکم فیصلّی عند طلوع الشمس ولاعند غروبھا (راجع ۵۸۲)
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص انتظار میں نہ بیٹھا رہے کہ سورج طلوع ہوتے ہی نماز کے لئے کھڑا ہو جائے اسی طرح سورج کے ڈوبنے کے انتظار میں بھی نہ رہنا چاہئے

مطابقتہ للترجمۃ فی قولہ (ولا عند غروبھا)

یہ حدیث گزشتہ باب میں گزر چکی ہے۔

(۵۵۷)حدثنا عبدالعزیز بن عبداللہ قال حدثنا ابراھیم بن سعد عن صالح
ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے ابراھیم بن سعدؒ نے صالحؒ کے واسطہ سے حدیث بیان کی
ابن شھاب قال حدثنی عطآء بن یزید الجندعی انہ سمع اباسعید الخدریؓ
وہ ابن شھاب سے کہا کہ مجھ سے عطاء بن زید جندعیؒ نے حدیث بیان کی کہ انہوں ابوسعید خدریؓ سے سنا
یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقوم لاصلوٰۃ بعد الصبح حتی ترتفع الشمس
انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز سورج کے بلند ہونے تک نہ پڑھنی چاہئے
ولاصلوٰۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس (انظر ۱۱۸۸،۱۱۹۷،۱۸۶۴،۱۹۹۲،۱۹۹۵)
اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سورج کے ڈوبنے تک کوئی نماز نہ پڑھنی چاہئے

مطابقتہ للترجمۃ بطریق الاشارۃ لانہ یلزم من نفی الصلوٰۃ بعد الصبح قبل ارتفاع الشمس وبعد العصر قبل غروبھا ان لایتحراھا فی ھذین الوقتین[3]

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں اور چھٹے حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں جن کا نام سعد بن مالکؓ ہے۔

---

[1] (تقریر بخاری ص ۳۴ ج ۳) [2] (فیض الباری ص ۱۳۹ ج ۲) [3] (عمدۃ القاری ص ۸۱ ج ۵)

(۵۵۸) حدثنا محمد بن ابان قال حدثنا غندر قال ثنا شعبة
ہم سے محمد بن ابانؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے غندرؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے شعبہؒ نے حدیث بیان کی
عن ابی التیاح قال سمعت حمران بن ابان یحدث عن معاویةؓ
ابوالتیاحؒ کے واسطہ سے انہوں نے کہا کہ میں نے حمران بن ابانؒ سے سنا وہ معاویہؓ کے واسطہ سے حدیث بیان کرتے تھے
قال انکم لتصلون صلوٰة لقد صحبنا رسول اللہ ﷺ
کہ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایک نماز پڑھتے ہو ہم رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں
فما رأیناه یصلیهما ولقد نهٰی عنهما
لیکن ہم نے کبھی آپ ﷺ کو وہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا آپ ﷺ نے تو اس سے منع فرمایا تھا
یعنی الرکعتین بعد العصر
حضرت معاویہؓ کی مراد عصر کے بعد دو رکعتیں تھیں (جسے آپ ﷺ کے زمانہ میں بعض لوگ پڑھتے تھے)

مطابقته للترجمة ظاهرة.

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

(۵۵۹) حدثنا محمد بن سلام قال اخبرنا عبدة عن عبید اللہ عن خبیب
ہم سے محمد بن سلامؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہمیں عبدہؒ نے عبید اللہؒ کے واسطہ سے خبر دی وہ خبیبؒ سے
عن حفص بن عاصم عن ابی هریرةؓ قال نهٰی رسول اللہ ﷺ عن صلوتین بعد الفجر
وہ حفص بن عاصمؒ سے وہ ابوہریرہؓ سے کہ نبی کریم ﷺ نے دو وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا نماز فجر کے بعد
حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب الشمس (راجع ۳۶۸)
سورج نکلنے تک اور نماز عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک

یہ حدیث گزشتہ باب میں گزر چکی ہے اس کی تشریح وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳۸۲)

باب من لم یکرہ الصلوٰۃ الا بعد العصر والفجر

ان لوگوں کا بیان جو مکروہ نہیں سمجھتے نماز کو مگر عصر اور فجر کے بعد

رواہ عمر والخ: ...... ای روی عدم کراھۃ الصلوٰۃ الا فی ھذین الوقتین المذکورین عمر بن الخطاب وابنہ عبداللہ بن عمرؓ الخ[۱]

(۵۲۰) حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حمّاد بن زید عن ایوب عن نافع
ہم سے ابونعمانؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے حماد بن زیدؒ نے ایوبؒ کے واسطہ سے حدیث بیان کی وہ نافعؒ سے
عن ابن عمر قال اصلی کما رأیت اصحابی یصلون
وہ ابن عمرؓ سے آپؓ نے فرمایا کہ جس طرح میں نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھتے دیکھا میں بھی اسی طرح نماز پڑھتا ہوں
لاانھی احدا یصلی بلیل اونھار ما شآء غیر ان لا تحروا طلوع الشمس ولا غروبھا (راجع ۵۸۲)
کسی کو میں روکتا نہیں دن اور رات کے جس حصہ میں جی چاہے نماز پڑھ سکتا ہے البتہ سورج کے طلوع کے وقت اور غروب کے وقت نماز نہ پڑھا کرو

مطابقتہ للترجمۃ ظاھرۃ.

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔

سوال: ...... علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث الباب امام مالکؒ کی دلیل ہے اور احنافؒ کے خلاف ہے کیونکہ امام مالکؒ استواء شمس کے وقت نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے جبکہ احنافؒ کے ہاں مکروہ ہے؟[۲]

جواب: ...... روایت نہی سے یہ روایۃ مخصوص ہے۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص۸۲ ج۵) [۲] (عمدۃ القاری ص۸۳ ج۵)

(۳۸۳)

باب مایصلی بعد العصر من الفوآئت ونحوھا

عصر کے بعد قضا وغیرہ پڑھنا

وقال کریب عن ام سلمة صلی النبی ﷺ بعد العصر الرکعتین
کریبؒ نے ام سلمہؓ کے واسطہ سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں
وقال شغلنی ناس من عبد القیس عن الرکعتین بعد الظھر
پھر فرمایا کہ بنو عبد القیس کے وفد سے گفتگو کی وجہ سے ظہر کی دو رکعتیں نہیں پڑھ سکا تھا

﴿تحقیق وتشریح﴾

نحوھا :...... سے مراد ذوات الاسباب ہیں اوپر **رکعتین بعد العصر** والی روایت گزری ہے تو اس سے امام بخاریؒ استثناء کر رہے ہیں کہ نہی نوافل پر محمول ہے اور فوائت جائز ہیں۔

شوافعؒ کے نزدیک نحوھا کامطلب:...... شوافعؒ نے **نحوھا** کا مطلب یہ لیا کہ ذوات الاسباب (**تحیة المسجد صلوٰة الکسوف وغیرہ**) مراد ہیں کیونکہ وہ بھی ان اوقات میں پڑھی جائیں گی۔

احنافؒ کے نزدیک نحوھا کامطلب :...... حنفیہؒ کہتے ہیں کہ جب ذوات الاسباب نوافل ہیں تو وہ فوائت کے مثل کیسے ہو سکتے ہیں اس لئے (**ونحوھا**) سے مراد وہ نمازیں ہیں جو فوائت کے مثل ہیں (تقریر بخاری ص۴۴ ج۳) جیسے **صلوٰۃ الجنائزہ وسجدہ تلاوت**[1]

وقال کریب الخ :...... کُریب بضم الکاف ہے یہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے غلام ہیں۔

---

[1] (عمدة القاری ص۸۳ ج۵)

ام سلمہؓ :...... آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں اُن کا نام ھندؓ بنت ابی امیہ بن مغیرہ قرشیہ مخزومیہ ہے شوال ۵۹ھ میں آپؓ کا انتقال ہوا ان کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہؓ نے پڑھائی[1]

یہ تعلیق ہے سہو میں اس کو مسنداً ذکر فرمایا ہے۔

سوال :...... علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث الباب امام شافعیؒ کی دلیل ہے اس مسئلہ میں کہ بعد العصر ذوات الاسباب کو بلا کراہت ادا کرنا جائز ہے۔

جواب:...... علامہ کرمانیؒ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ امام شافعیؒ کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ یہ تو آپ ﷺ کی خصائص میں سے ہے[2]

(۵۶۱)حدثنا ابو نعيم قال حدثنا عبدالواحد بن ايمن قال حدثني ابي
ہم سے ابونعیمؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے عبدالواحد بن ایمنؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی
انه سمع عائشة قالت والذي ذهب به
کہ انہوں نے عائشہؓ سے سنا آپؓ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں بلا لیا
ماتركهما حتى لقى اللّٰه وما لقى اللّٰه حتى ثقل عن الصلوٰة
آپ نے عصر کے بعد کی رکعتوں کو کبھی ترک نہیں فرمایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے اور نہیں ملے اللہ تعالیٰ سے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو نماز میں دشواری ہونے لگی
وكان يصلي كثيراً من صلوته قاعداً تعني الركعتين بعدالعصر
اور اکثر آپ ﷺ بیٹھ کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے حضرت عائشہؓ عصر کے بعد کی دو رکعتیں مراد لیتی تھیں
وكان النبي ﷺ يصليهما ولا يصليهما في المسجد مخافة
اور نبی کریم ﷺ انہیں پڑھتے تھے اور انہیں آپ ﷺ مسجد میں نہیں پڑھتے تھے اس خوف سے کہ کہیں
ان يثقل على امته وكان يحب مايخفف عنهم (انظر ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۱۶۳۱)
امت پر گراں ہو۔ آپ ﷺ اپنی امت کے لئے تخفیف پسند کرتے تھے

مطابقته للترجمة ظاهرة.

[1] (عمدۃ القاری ص۸۴ ج۵) [2] (عمدۃ القاری ص۸۴ ج۵)

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چار راوی ہیں۔

سوال :...... اس حدیث سے بعد العصر مطلقاً نفل پڑھنا معلوم ہو رہا ہے جب کہ احنافؒ کے نزدیک بعد العصر نوافل مکروہ ہیں۔

جواب :...... اس کے تین جواب گزر چکے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت پر محمول ہے[1] علامہ انور شاہؒ فرماتے ہیں ان دو رکعتوں کے بارے میں کئی وجوہ سے اضطراب ہے ترمذی شریف میں ابن عباسؓ سے مروی ہے **قال انما صلی رسول الله ﷺ الرکعتین بعد العصر لانه أتاه مال فشغله عن الرکعتین بعد الظهر فصلاهمابعد العصر ثم لم یعد لهما** . امام ترمذیؒ فرماتے ہیں **حدیث ابن عباسؓ اصح حیث قال ثم لم یعد لهما** ۔اس سے معلوم ہوتا ہے ایک مرتبہ آپ ﷺ دو رکعتیں بعد العصر پڑھی ہیں مداوت نہیں فرمائی[2] حدیث ابن عباسؓ حدیث عائشہؓ (روایت الباب) سے اصح ہے کیونکہ روایت الباب میں اضطراب ہیں ۔حضرت عمرؓ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کو بعد العصر دو رکعتیں پڑھنے پر سخت سست کہا[3]

(۵۶۲) حدثنا مسدد قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا هشام
ہم سے مسددؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے یحییٰؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے ہشامؒ نے حدیث بیان کی
قال اخبرنی ابی قال قالت عآئشةؓ ابن اختی ماترک النبی ﷺ السجدتین بعد العصر عندی قط (راجع ۵۹۰)
کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہا کہ عائشہؓ نے فرمایا بھانجے! نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد کی دو رکعتیں میرے یہاں کبھی ترک نہیں کیں

مطابقته للترجمة ظاهرة.

امام نسائیؒ نے صلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

السجدتین :...... رکعتین مراد ہیں اسم الجزء علی الکل کے قبیل سے ہے۔

(۵۶۳) حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل قال حدثنا عبدالواحد
ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیلؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے عبدالواحدؒ نے حدیث بیان کی

[1] (عمدۃ القاری ص۸۵ ج۵) (فیض الباری ص۱۴۱ ج۲) [2] (فیض الباری ص۱۴۱ ج۲) [3] (فیض الباری ص۱۴۲ ج۲)

قال حدثنا الشیبانی قال ثنا عبدالرحمٰن ابن الاسود عن ابیہ
کہا کہ ہم سے شیبانیؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن اسودؒ نے حدیث بیان کی وہ اپنے والد کے واسطہ سے
عن عآئشةؓ قالت رکعتان لم یکن رسول اللّٰہ ﷺ یدعھما سرا ولا علانیة
وہ عائشہؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ دو رکعتوں کو رسول اللہ ﷺ نے کبھی ترک نہیں فرمایا پوشیدہ ہوں یا عام لوگوں کے سامنے
رکعتان قبل صلوٰة الصبح و رکعتان بعد العصر (راجع ۵۹۰)
صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتیں اور عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں

امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ نے صلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

(۵۶۴) حدثنا محمد بن عرعرة قال حدثنا شعبة عن ابی اسحاق
ہم سے محمد بن عرعرۃؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے شعبہؒ نے ابو اسحٰقؒ کے واسطہ سے حدیث بیان کی
قالت رأیت الاسود و مسروقا شھدا علی عائشة قالت ما کان النبی ﷺ
کہا کہ میں نے اسودؒ اور مسروقؒ کو دیکھا کہ وہ عائشہؓ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ
یاتینی فی یوم بعد العصر الا صلّٰی رکعتین (راجع ۵۹۰)
جب بھی میرے پاس عصر کے بعد تشریف لاتے تو دو رکعت ضرور پڑھتے

امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ اور امام نسائیؒ نے صلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

الحاصل: ...... عصر کی نماز کے بعد آپ ﷺ کا دو رکعتیں پڑھنا آپ ﷺ کی خصوصیت ہے چنانچہ ابوداؤد شریف میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جس میں صراحت کے ساتھ بتلایا گیا ہے کہ حضور ﷺ نماز عصر کے بعد رکعتیں پڑھتے تھے اور ہم لوگوں کو منع فرمایا کرتے تھے حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ **ان رسول الله ﷺ کان یصلی بعد العصر وینھی عنھا**[1]

[1] (فیض الباری ص ۱۴۱ ج ۲)

(۳۸۴)

باب التبکیر بالصلوٰۃ فی یوم غیم

بارش کے دنوں میں نماز جلدی پڑھ لینی چاہئے

(۵۲۵) حدثنا معاذ بن فضالة قال حدثنا هشام عن یحییٰ هو ابن ابی کثیر عن ابی قلابة ان ابا الملیح

ہم سے معاذ بن فضالہ نے حدیث بیان کی کہا ہم سے ہشام نے حدیث بیان کی یحییٰ سے یحییٰؒ وہ ابوکثیرؒ کے بیٹے ہیں وہ قلابہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ابوملیح نے

حدثه قال کنا مع بریدة فی یوم ذی غیم فقال بکروا بالصلوٰة فان النبی ﷺ قال

ان سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم بارش کے دن ایک مرتبہ بریدہ کے ساتھ تھے انہوں نے فرمایا نماز جلدی پڑھ لو کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے

من ترک صلوٰة العصر حبط عمله

کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل غارت گیا

﴿تحقیق وتشریح﴾

یہ حدیث باب اثم من ترک العصر میں گزر چکی ہے۔

اشکال : …… حدیث الباب اور ترجمۃ الباب میں دو وجہ سے مطابقت نہیں؟

وجہ اوّل : …… یہ استدلال حدیث موقوف سے ہوا کیونکہ یہ قول حضرت بریدہؓ ہے حالانکہ مصنفؒ (امام بخاریؒ) حدیث مرفوع سے استدلال کیا کرتے ہیں [۱]

وجہ ثانی : …… حدیث میں صلوٰۃ العصر کے الفاظ ہیں جب کہ ترجمۃ الباب میں مطلق صلوٰۃ ہے عصر کی تخصیص نہیں۔

جواب : …… حضرت امام بخاریؒ کا استدلال حدیث مبارکہ کے جملہ (بکروا بالصلوٰة) سے ہے اور یہ جملہ آپ ﷺ کے ارشاد سے ماخوذ ہے پس یہ حکماً مرفوع ہے [۲]

---

[۱] (تقریر بخاری ص۳۵ ج۳) (عمدۃ القاری ص۸۷ ج۵) [۲] (تقریر بخاری ص۳۵ ج۳) (عمدۃ القاری ص۸۷ ج۵)

خلاصہ:...... یا تو استدلال قول بریدہؓ سے ہی ہے یا اس کو مرفوع کے حکم میں سمجھ لیا گیا ہے من ترک صلوٰۃ العصر الخ ترکِ صلوٰۃ سے آپ ﷺ نے منع فرمایا اور یوم الغیم میں ترکِ صلوٰۃ کا خوف ہے تو مرفوع روایت سے استدلالاً ترجمہ ثابت ہو گیا اور موقوف سے صراحتاً۔

تعجیل یاتاخیر:...... اس بارے میں ائمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف ہے۔

مذہب احنافؒ:...... ہمارے نزدیک مغرب کے علاوہ تمام نمازوں میں مطلقاً تاخیر مستحب ہے عصر اور عشاء کی نمازوں میں بھی غیم کے دن تاخیر مستحب ہے۔

مذہب شوافعؒ:...... حضرات شوافعؒ کے نزدیک عشاء کے علاوہ تمام نمازوں میں تعجیل مستحب ہے[1]۔

(۳۸۵)
باب الاذان بعد ذهاب الوقت
وقت نکل جانے کے بعد اذان

ای هذا باب فی بیان حکم الاذان بعد خروج الوقت.

(۵۶۶) حدثنا عمران بن میسرة قال حدثنا محمد بن فضیل قال
ہم سے عمران بن میسرہؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے محمد بن فضیلؒ نے حدیث بیان کی کہا
حدثنا حصین عن عبد الله ابن ابی قتادة عن ابیه قال
کہ ہم سے حصینؒ نے عبداللہ بن ابی قتادہؒ کے واسطہ سے حدیث بیان کی انہوں نے اپنے والد سے کہ آپؓ نے فرمایا
سرنا مع النبی ﷺ لیلة فقال بعض القوم لو عرست بنا یا رسول الله ﷺ
ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک رات چل رہے تھے کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ! کاش آپ اب ہمارے ساتھ آرام کر لیتے

[1] (فیض الباری ص۱۴۳ ج۲)

قال اخاف ان تناموا عن الصلوٰۃ
فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں نماز کے وقت بھی سوتے نہ رہ جاؤ (کیونکہ رات بہت گزر چکی تھی اور تمام لوگ تھکے ماندے تھے)
قال بلال انا اوقظکم فاضطجعوا واسند بلال ظھرہ الی راحلتہ
اس پر حضرت بلالؓ بولے کہ میں آپ لوگوں کو جگادوں گا چنانچہ سب حضراتؓ لیٹ گئے اور حضرت بلالؓ نے بھی اپنی پیٹھ کجاوہ سے لگالی
فغلبتہ عیناہ فنام فاستیقظ النبی ﷺ وقد طلع حاجب الشمس فقال یابلال
پھر کیا تھا ان کی بھی آنکھ لگ گئی اور جب نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو سورج طلوع ہو چکا تھا آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال!
این ماقلت قال ماالقیت علی نومۃ مثلھا قط قال
تمہارا دعویٰ کہاں گیا بولے آج جیسی نیند مجھے کبھی نہیں آئی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
ان اللہ قبض ارواحکم حین شآء
کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ارواح کو جب چاہتا ہے قبض کرلیتا ہے (جس کے نتیجے میں تم سوجاتے ہو)
وردھا علیکم حین شآء یابلال قم فاذن بالناس بالصلوٰۃ فتوضأ
اور واپس کردیتا ہے جس وقت چاہتا ہے (جس کے نتیجے میں تم جاگ جاتے ہو) اے بلال اٹھو اور اذان دو پھر آپ ﷺ نے وضو کیا
فلما ارتفعت الشمس وابیاضت قام فصلی (انظر ۷۴۷۱)
اور جب سورج بلند ہوگیا اور خوب روشن ہوگیا تو آپ ﷺ نے نماز پڑھی

مطابقتہ للترجمۃ فی قولہ ((قم یابلال فاذن)).

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں راوی حضرت ابوقتادہؓ ہیں جن کا نام حارثؓ بن ربعی بن بلدیہ الانصاریؓ ہے امام بخاریؒ نے توحید میں محمدؒ بن سلام سے اور ابوداؤد نے صلوٰۃ میں عمروؒ بن عون اور نسائیؒ نے صلوٰۃ میں ھنادؒ سے اور تفسیر میں محمدؒ کامل مروزی سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔

غرض بخاری :...... اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ فائتہ کے لئے اذان اس وقت کہی جائے جب قضاء انقضاء وقت کے بعد متصل ہی ہو۔

لو عرست بنا :...... **لیلۃ التعریس** کا واقعہ ہے جمہورؒ کی رائے ہے کہ ایک مرتبہ ہوئی اور محققین کی رائے ہے کہ دو مرتبہ ہوئی اور بعض علماء کی رائے ہے کہ اس سے بھی زیادہ مرتبہ ہوئی [۱]

قبض ارواحکم:......

سوال :...... جب روح قبض کر لی جائے تو انسان مر جاتا ہے لیکن نائم تو مردہ نہیں کہلاتا؟

جواب:...... قبض روح سے مراد یہاں روح کا فقط ظاہر بدن سے انقطاع ہے اور موت تو روح کے بدن سے ظاہراً باطناً انقطاع کو کہتے ہیں [۲]

سوال:...... آپ ﷺ کو ذہول کیسے ہوا؟ جب کہ آپ ﷺ سے منقول ہے کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا ہے تو صبح کی نماز کیسے رہ گئی؟

جواب:...... اکثر اور عادت تو یہی تھی کہ دل بیدار رہتا لیکن اُس دن اللہ پاک نے اُسے بھی سُلا دیا تھا جیسا کہ حدیث الباب میں **ان اللہ قبض ارواحنا** اور آخر حدیث میں **لو شاء اللہ لا یقظنا** کے الفاظ دال ہیں۔ بعد والوں کی آسانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ صورت پیدا کر دی [۳]

یابلال قم فاذن بالناس بالصلوٰۃ:......

فائتہ نماز کے لئے اذان کا حکم

ائمہ کرامؒ کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر جماعت کی نماز فوت ہو جائے اور جماعت سے قضاء (ادا) کرنا چاہتے ہیں تو کیا اس کے لئے اذان کہی جائے گی؟

مذہب احنافؒ وحنابلہؒ:...... اذان کہی جائے گی جیسا کہ حدیث الباب میں ہے (عمدۃ القاری ص۸۸ ج ۵) اور اقامت بھی جیسا کہ ابوداؤد میں ہے **ثم اقام ثم صلی الفجر** (عمدۃ القاری ص۸۸ ج۵)

---

[۱] (تقریر بخاری ص۳۶ ج۳) (فیض الباری ص۱۴۳ ج۲) [۲] (عمدۃ القاری ص۸۸ ج۵) [۳] (بخاری ص۸۳ ج۱ حاشیہ ۵)

مذہب مالکیہؒ :...... امام مالکؒ کے نزدیک اذان نہیں کہی جائے گی۔

مذہب شوافعؒ:...... امام شافعیؒ کے یہاں دو قول ہیں (۱) اذان دی جائے (۲) اذان نہ دی جائے[۱]

فائدہ(۱):...... اگر کئی نمازیں فوت جائیں تو پہلی نماز کے لئے اذان کہی جائے اور اقامت بھی باقی نمازوں میں اسے اذان دینے کا اختیار ہے اقامت بہر حال کہے [۲] جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو غزوۂ خندق میں چار نمازوں کی قضاء پر نماز سے پہلے اقامت کا حکم دیا تھا[۳]

فائدہ(۲):...... فوت شدہ نمازوں کی قضاء فوری ضروری نہیں لیکن مستحب یہ ہے کہ علی الفور قضاء کرے کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔

فائدہ(۳):...... اوقات منہیہ میں فوت شدہ کی قضاء (ادا) نہ کی جائے۔

فجر کی سنتوں کے بارے ائمہؒ کا اختلاف:......

امام محمدؒ :...... کے نزدیک فجر کی سنتوں کو ارتفاع نہار سے زوال کے وقت تک قضا (ادا) کر لینا چاہئے۔

شیخینؒ :...... کے نزدیک اگر صرف دو سنتیں رہ گئی ہوں تو ان کی قضاء نہیں اور اگر فرض بھی رہ گئے ہوں تو بالاتفاق ان کو بھی قضاء کیا جائے۔

فلما ارتفعت الشمس وابياضت قام فصلى:...... حنفیہؒ کہتے ہیں کہ نفسِ وقت میں کراہت تھی اس لئے بیاضِ شمس کا انتظار فرمایا[۴]

مسائل مستنبطه :......

۱: امام کو خود جہاد پر تشریف لے جانا چاہئے۔

۲: امام کو چاہئے کہ مصالحِ دینیہ کی رعایت رکھے۔

۳: فائتہ کے لئے اذان دی جائے۔

---

[۱] (تقریر بخاری ص۳۶ ج۳) [۲] (عمدۃ القاری ص۸۹ ج۵) (فیض الباری ص۱۴۳ ج۲) (ترمذی ص۴۳ ج۱) [۳] (عمدۃ القاری ص۸۹ ج۵) [۴] (تقریر بخاری ص۳۶ ج۳)

(۳۸۶)

باب من صلی بالناس جماعة بعدذهاب الوقت

جس نے وقت نکل جانے کے بعد باجماعت نماز پڑھی

(۵٦۷)حدثنا معاذبن فضالة قال حدثنا هشام عن یحییٰ عن ابی سلمة
ہم سے معاذ بن فضالہؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے ہشامؒ نے یحییٰؒ کے واسطہ سے حدیث بیان کی وہ ابوسلمہؒ سے
عن جابر بن عبداللّٰه ان عمر بن الخطابؓ جآء یوم الخندق بعد ماغربت الشمس
وہ جابر بن عبداللہؓ سے کہ عمر بن خطابؓ غزوہ خندق کے موقعہ پر ایک مرتبہ سورج غروب ہونے کے بعد تشریف لائے
فجعل یسب کفار قریش قال یارسول اللّٰه ﷺ ماکدت اصلی العصر حتی کادت الشمس تغرب
آپؓ کفار قریش کو برابھلا کہہ رہے تھے آپ سے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ سورج غروب ہوگیا اور نماز پڑھنا میرے لئے ممکن نہ ہوسکا
قال النبی ﷺ واللّٰه ماصلیتها فقمنا الی بطحان فتوضأ للصلوٰة
اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے بھی نہیں پڑھی ہے پھر ہم وادی بطحان کی طرف گئے آپ ﷺ نے نماز کے لئے وضو کیا
فتوضأنالها فصلی العصر بعد ماغربت الشمس ثم صلی بعدها المغرب (انظر ۵۹۸،٦٤۱،۹٤۵،٤۱۱۲)
اور آپ ﷺ نے نماز کے لئے وضوء کیا ہم نے بھی نماز کے لئے وضوء کیا سورج ڈوب چکا تھا پہلے آپ ﷺ نے عصر پڑھی اس کے بعد مغرب

مطابقته للترجمة استفیدت من اختصار الراوی فی قوله ((فصلی العصر)).

﴿تحقیق و تشریح﴾

اس حدیث کی سند میں چھ راوی ہیں۔

امام بخاریؒ نے صلوٰۃ الخوف ص ۱۲۹ ج ۱ اور مغازی میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے اور امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ نے صلوٰۃ میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے[1]

[1] (عمدۃ القاری ص ۹۰ ج ۵)

سوال: ...... حدیث الباب ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں کیونکہ ترجمۃ الباب میں جماعت سے نماز پڑھنے کا ذکر ہے [۱] اور حدیث الباب میں جماعت کا ذکر ہی نہیں؟

جواب (۱): ...... یہاں مختصر ہے اگر بقیہ اور مکمل حدیث کو دیکھا جائے جو ترمذی شریف میں مذکور ہے تو اس میں جماعت کا ذکر ہے تو پھر کوئی اشکال نہیں اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں **ان المشرکین شغلوا رسول اللہ ﷺ عن اربع صلوات یوم الخندق حتی ذھب من اللیل ماشاء اللہ فامر بلالا فاذن ثم اقام فصلی الظھر ثم اقام فصلی العصر ثم اقام فصلی المغرب ثم اقام فصلی العشاء** [۲]

جواب (۲): ...... حضرات صحابہ کرامؓ جب ساتھ تھے تو پھر آپ ﷺ نے اکیلے کیسے پڑھی ہوگی۔

یوم الخندق: ...... **ای یوم حفر الخندق** . خندق یہ عجمی لفظ ہے۔ اور یہ واقعہ ہجرت کے چوتھے سال پیش آیا اسی کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں [۳] خندق حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے کھودی گئی تھی۔

ماکدت اصلی العصر: ......

سوال: ...... اس سے معلوم ہوتا ہے قرب غروب شمس میں نماز پڑھی اور جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اُس وقت نہیں پڑھی۔

جواب: ...... یہ محاورہ کے طور پر ہے۔

فصلی العصر بعد ماغربت الشمس الخ: ......

اشکال: ...... روایت الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ خندق کے دن صرف عصر کی نماز قضاء ہوئی جب کہ نسائی میں ہے **حُبِسَ عن صلاۃ الظھر والعصر والمغرب والعشاء** [۶] اور ترمذی شریف میں ہے **عن ابی عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود قال قال عبداللہ (ان المشرکین شغلوا النبی ﷺ عن اربع صلوات یوم الخندق)** (الحدیث) [۴] تو ان میں بظاہر تعارض ہے اور طحاوی میں ہے **انہ فاتتہ الظھر والعصر والمغرب** [۵]

جواب: ...... یوم خندق ایک ہی دن نہیں ہوا، ممکن ہے کسی ایک دن عصر کی نماز فوت ہوئی ہو اور دوسرے کسی دن

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۹۰ ج ۵) [۲] (ترمذی ص ۴۳ ج ۱) [۳] (عمدۃ القاری ص ۹۰ ج ۵) (فیض الباری ص ۱۴۶ ج ۲) [۴] (ترمذی ص ۴۳ ج ۱) (عمدۃ القاری ص ۹۱ ج ۵)
[۵] (فیض الباری ص ۱۴۶ ج ۲) [۶] (..........)

چار نمازیں فوت ہوئی ہوں اور عصر والی روایت بخاری کی شرط کے مطابق تھی اس لئے اس کو ذکر فرمادیا[1]

ثم صلی بعدها المغرب:...... وقتیہ اور فائتہ کے درمیان ترتیب واجب ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف ہے۔

مذہبِ احنافؒ و مالکیہؒ و حنابلہؒ:...... ترتیب واجب ہے[2]

مذہبِ شوافعؒ وظاہریہ:...... ترتیب واجب نہیں۔

حدیث الباب آئمہ ثلاثہؒ کی دلیل ہے۔

فائتہ قدیمہ وحدیثہ کی تفصیل ہدایہ شریف میں گزر چکی ہے اور آپ پڑھ چکے ہیں۔

(۳۸۷)

باب من نسی صلوٰۃ فلیصل اذا ذکر ولا یعید الا تلک الصلوٰۃ

اگر کسی کو نماز پڑھنا یاد نہ رہے تو جب بھی یاد آئے پڑھ لے اور قضا صرف ایک ہی مرتبہ پڑھی جائے گی

غرض بخاری:...... امام بخاریؒ نے یہاں دو مسئلے بیان کئے ہیں۔

۱: قضاء کے لئے کوئی وقت متعین نہیں۔ اوقات مکروہ میں یاد آجائے تو اس وقت پڑھ لے۔

۲: کہ قضاء میں ایک ہی نماز پڑھی جائے گی اس سے ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ قضاء دو مرتبہ پڑھی جائی گی ایک قضاء جب یاد آئے اور ایک اس سے اگلے دن اسی نماز کو پڑھے گا[3]

مسئلہ:...... امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اوقات مکروہ میں اگر رہی ہوئی نماز یاد آجائے تو اوقاتِ صالحہ کا انتظار کرے اور اسے اوقاتِ صالحہ میں پڑھے۔

جمہورؒ کہتے ہیں کہ جب یاد آئے اُسی وقت پڑھ لے اوقات صالحہ کے انتظار کی ضرورت نہیں۔

---

[1] (تقریر بخاری ص۳۷ ج۳) [2] (عمدۃ القاری ص۹۱ ج۵) [3] (عمدۃ القاری ص۹۲ ج۵)

دلیل جمہورؒ:...... حدیث الباب ہے **فلیصل اذا ذکرھا**(الخ) اس کے عموم کا تقاضا یہ ہے کہ جب یاد آئے اُسی وقت پڑھ لینی چاہئے۔

جواب:...... حدیث کا جملہ اذا ذکرھا بالاجماع اپنے عموم پر نہیں ہوسکتا تو جب پہلے ہی اس کے اندر تخصیص ہے تو کچھ اور تخصیص کرلو مثلاً نہاتے ہوئے یاد آ گیا تو کیا کپڑے پہننے کی مہلت نہیں دو گے؟ بیت الخلاء میں بیٹھے ہوئے رہی ہوئی نماز یاد آ جائے تو کیا بے وضوء نماز پڑھ لو گے؟ تو جب کپڑا پہننے کے لئے، وضوء کرنے کے لئے، پاک جگہ ڈھونڈنے کے لئے تاخیر کو جائز کہتے ہو تو وقتِ صالحہ کے لئے بھی انتظار کر لینے میں کیا حرج ہے؟ علامہ انور شاہؒ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اذا ذکرھا سے مذہب شافعیہؒ کے اختیار کی طرف اشارہ مقصود ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اذا ذکرھا کے جملہ کے حدیث مبارکہ میں آ جانے کی وجہ سے ترجمۃ الباب میں اُسے ذکر کر دیا ہو[۱]

وقال ابراھیم من ترک صلوٰۃ واحد عشرین سنۃ لم یعد الا تلک الصلوٰۃ الواحدۃ
ابراھیمؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص بیس سال تک ایک نماز برابر چھوڑتا رہا تو صرف ایک نماز کی قضا ہوگی

وقال ابراھیم الخ :...... مراد ابراھیم نخعیؒ ہیں۔

مطابقۃ ھذا الاثر للترجمۃ ظاہرۃ.

عشرین سنۃ :...... عام ہے کہ ایک ماہ بعد یاد آئے یا ایک سال بعد یاد آئے، بیس سال کی قید مبالغۃً ہے مقصود اُسی نماز کا اعادہ ہے جو رہ گئی جب یاد آئے اُسے قضاء (ادا) کرے۔

اس اثر کو ثوریؒ نے اپنی جامع میں موصولاً ذکر کیا ہے[۲]

(۵۶۸)حدثنا ابو نعیم وموسیٰ بن اسمٰعیل قالا حدثنا ھمام عن قتادۃ
ہم سے ابونعیمؒ اور موسیٰ بن اسمٰعیلؒ نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم سے ہمامؒ نے قتادہؒ کے واسطہ سے
عن انس بن مالک عن النبی ﷺ قال من نسی صلوٰۃ
حدیث بیان کی وہ انس بن مالکؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی نماز پڑھنا بھول جائے

---

[۱](فیض الباری ص ۱۴۷ ج ۲) [۲](عمدۃ القاری ص ۹۲ ج ۵)

فلیصل اذا ذکرھا لا کفارۃ لھا الا ذلک

تو جب بھی یاد آجائے پڑھ لینی چاہئے اس قضا کے سوا اور کوئی کفارہ اس کی وجہ سے نہیں ہوتا اور خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ قال موسیٰ قال ھمام سمعتہ یقول بعدُ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ

کہ نماز میرے ذکر کے لئے قائم کرو موسیٰ نے کہا کہ ہم سے ہمامؒ نے کہا کہ میں نے اس کو سنا اس کے بعد کہہ رہے تھے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ

وقال حبان ثنا ھمام ثنا قتادۃ قال حدثنا انس عن النبی ﷺ نحوہ

اور حبانؒ نے کہا کہ ہم سے ہمامؒ نے حدیث بیان کی ان سے قتادہؒ نے کہا کہ ہم سے انسؓ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کر کے حدیث بیان کی اسی حدیث کی طرح

مطابقتہ للترجمۃ ظاھرۃ .

﴿تحقیق وتشریح﴾

اس حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ امام مسلمؒ نے صلوٰۃ میں ہدبہؒ بن خالد سے اور ابوداؤدؒ نے صلوٰۃ میں محمدؒ بن کثیر سے اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (الایۃ):......

آیت کی تشریح و مطلب:...... اس آیت پاک کا پہلا مطلب یہ ہے کہ نماز قائم کرو میرے یاد دلانے کے وقت اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔ یہاں پہلا مطلب مراد ہے اس لئے کہ امام بخاریؒ نے اس کو یہاں استدلالاً ذکر کیا ہے تو ترجمہ و مطلب بھی اُسی کے مطابق کیا جائے گا **ای لوقت ذکرھا** نماز کا وقت یاد آجانا اللہ تعالیٰ کا یاد آجانا ہے اس لئے نماز کی یاد کو اللہ پاک کی یاد سے تعبیر کر دیا اس لئے ہم اس کا ترجمہ کرتے ہیں **لاقامۃ ذکریْ** یعنی میرے ذکر کو قائم کرنے کے لئے نماز قائم کرو۔ علماءؒ نے لکھا ہے افضل ترین ذکر نماز ہے جتنی کوئی چیز زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے اس کے لئے اتنی زیادہ قیدیں ہوا کرتی ہیں لسانی ذکر کے لئے تو جنابت سے پاکی کی بھی قید نہیں ہے اور نماز میں تو تمام بدن کو ذکر کرانا اور ذکر میں مصروف رکھنا ہوتا ہے۔

سوال:...... اس آیت پاک کو ماقبل سے کیا مناسبت ہے؟ بظاہر تو مناسبت کوئی نہیں؟

جواب:...... آیت اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وارد ہوئی ہے مگر آپ ﷺ نے اس کو یہاں

(اس موقع) پر تلاوت کر کے بتلایا کہ نماز اللہ پاک کی یاد کے لئے پڑھی جاتی ہے اور ذکر ہر وقت کیا جا سکتا ہے اُس کے لئے کوئی وقت متعین نہیں اسی طرح جو نماز قضا ہو جائے وہ ذکر کی طرح غیر موقت ہو جایا کرتی ہے جب ادا کی جائے گی تو قضاء ادا ہو جائے گی۔[۱]

وقال موسیٰ :...... اس سے مراد موسیٰ بن اسمٰعیلؒ ہیں جو گزشتہ حدیث کی سند میں مذکور ہیں۔

بعدُ :...... بضم الدال ای بعد زمان روایت الحدیث.

حاصل اس کا یہ ہے کہ ہمامؒ (راوی) نے اُسے قتادہؒ سے ایک مرتبہ تو لفظ لِلذِّکْرِی (بقراءۃ ابن شہابؒ) ذکر کیا اور دوسری مرتبہ لفظ لذکری (بالقراء ۃ المشہور) ذکر کیا۔ اب اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ قتادہؒ کا کلام ہے یا نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے اور ظاہر یہ ہے کہ نبی ﷺ کا کلام ہے۔[۲]

وقال حبانؒ :...... یہ تعلیق ہے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قتادہؒ نے حضرت انسؓ سے اس کو سنا ہے کیونکہ اس میں لفظ حدثنا کے ساتھ تصریح موجود ہے اور اس تعلیق کو ابو عوانہؒ نے اپنی صحیح میں موصولاً نقل کیا ہے۔[۳]

(۳۸۸)

باب قضا الصلوٰۃ الاولیٰ فالاولیٰ

متعدد نمازوں کی قضا میں ترتیب قائم رکھے

(۵۶۹) حدثنا مسدد قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا ھشام
ہم سے مسددؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے یحییٰؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے ہشامؒ نے حدیث بیان کی
قال حدثنا یحییٰ ھو ابن ابی کثیر عن ابی سلمة عن جابر
کہا کہ ہم سے یحییٰ نے جو ابو کثیر کے صاحبزادے ہیں حدیث بیان کی ابوسلمہؒ کے واسطہ سے وہ جابرؓ سے

[۱] (فیض الباری ص ۱۵۰ ج ۲) [۲] (عمدۃ القاری ص ۹۴ ج ۵) [۳] (عمدۃ القاری ص ۹۴ ج ۵)

قال جعل عمرؓ یوم الخندق یسب کفارھم فقال ماکدت اصلی العصر حتی غربت الشمس
انہوں نے فرمایا کہ عمرؓ غزوہ خندق کے موقعہ پر کفار کو برا بھلا کہنے لگے فرمایا کہ سورج غروب ہوگیا لیکن میں لڑائی میں مشغولیت کی وجہ سے نماز عصر نہ پڑھ سکا
قال فنزلنا بطحان فصلی بعدما غربت الشمس ثم صلی المغرب (راجع ۵۹۶)
جابرؓ نے بیان کیا کہ پھر ہم وادی بطحان کی طرف گئے (عصر کی نماز) غروب شمس کے بعد پڑھی پھر اس کے بعد مغرب پڑھی

یہ حدیث ((باب من صلی بالناس جماعة)) میں گزر چکی ہے اس کی تفصیل گزشتہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿تحقیق و تشریح﴾

کفارھم: ...... ای کفار قریش ۔معلوم ہونے کی بنا پر اضمار قبل الذکر والی خرابی لازم نہیں آتی کیوں کہ معاذ بن فضالہ کی روایت میں ((فجعل یسب کفار قریش)) کے الفاظ مراد کی تعیین پر دال ہیں۔

ثم صلی المغرب: ...... اگر متعدد نمازیں فوت ہوجائیں تو اُن سب کو کس ترتیب سے ادا کیا جائے اس بارے میں آئمہ کرامؒ کے درمیان اختلاف ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مذہب شوافعؒ: ...... امام شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً ترتیب نہیں ہے۔

مذہب حنابلہؒ: ...... امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مطلقاً ترتیب ہے اگر دس برس بعد یاد آئے کہ میری فلاں نماز قضاء ہوگئی تھی تو ساری قضاء کرنی ہوں گی۔

مذہب حنفیہ و مالکیہؒ: ...... احنافؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک ترتیب واجب ہے نیز حنفیہؒ کے نزدیک جب قضاء نمازیں چھ سے زائد ہوجائیں تو ترتیب ساقط ہوجائے گی [۱] نیز حنفیہؒ کے نزدیک نسیان سے ترتیب ساقط ہوجاتی ہے۔اور مالکیہؒ کے نزدیک ساقط نہیں ہوتی [۲]

مذہب امام بخاریؒ: ...... امام بخاریؒ نے یہ باب منعقد فرما کر اپنی طرف سے فیصلہ فرمادیا کہ میں شافعیہؒ کے ساتھ نہیں ہوں بلکہ حنفیہؒ و مالکیہؒ کے ساتھ ہوں اور جو روایت الباب کے اندر ہے اس سے معلوم ہوا کہ خندق کے موقع پر قضاء ہونے والی نمازیں پانچ سے کم تھیں (یعنی چار تھیں حدیث پاک میں ہے شغلوا النبی ﷺ عن اربع

---

[۱] (ہدایہ ص ۱۵۵ ج ۱ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان) [۲] (عمدۃ القاری ص ۳۸ ج ۳)

صلوات یوم الخندق)[۱] لہٰذا ترتیب سے ادا فرمائیں [۲] حدیث پاک سے وقتیہ اور فائتہ کے درمیان جب ترتیب ثابت ہوگئی تو فوائت کے درمیان بھی ثابت ہوگئی۔

فائدہ:..... فوائت اور وقتی نماز کے درمیان ہمارے نزدیک ترتیب واجب ہے امام شافعیؒ کے نزدیک مستحب ہے[۳]

(۳۸۹)

باب مایکرہ من السمر بعد العشاء

عشاء کے بعد باتیں کرنا پسندیدہ نہیں

السامر من السمر والجمیع السمار والسامر ھھنا فی موضع الجمیع
سامر سمر سے مشتق ہے سمار اس کی جمع ہے یہاں پر سامر جمع کے موقع میں آیا ہے (یہ لفظ واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے)

واصل السمر ضوء لون القمر وکانو ایتحدثون فیہ

امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ لفظ سامر کبھی مفرد آتا ہے اور اُس کی جمع سُمار (بضم السین وتشدید المیم) آتی ہے جیسے طالب اور طلاب کاتب اور کتاب۔ اور کبھی جمع آتا ہے **سامرا تَھْجُرُوْنَ**[۴] میں **سامر** جمع ہے لفظ **سامرا** قرآن مجید میں جمع کے معنی میں ہے[۵]

سمر:...... اصل میں چاندنی رات کو کہتے ہیں عام طور پر چاندنی رات کو لوگوں کی باتیں کرنے کی عادت ہے اور اب ہر رات کی بات کو سمر کہہ دیتے ہیں اور اگر **سمر** (بفتح المیم) ہو تو معنیٰ رات کو باتیں کرنا[۶] **سمر** سے مراد امر مباح میں **سمر** ہے اور محرّم (امر حرام) میں سمر تو جمیع اوقات میں حرام ہے[۷]

غرض بخاری:...... حدیث شریف میں ہے **نھی النبی ﷺ عن النوم قبل العشاء والحدیث بعدھا** اس پر امام بخاریؒ نے **السمر** کا ترجمہ باندھ کر اشارہ فرمادیا کہ ممانعت مطلق بات کرنے کی نہیں بلکہ سمر سے ممانعت ہے[۸]

---

[۱] (ترمذی ص۴۳ ج۱) [۲] (تقریر بخاری ص۳۸ ج۳ حاشیہ۲) [۳] (ہدایہ ص۱۵۴ ج۱ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان) [۴] (پارہ ۱۸ سورۃ مؤمنون آیت ۶۷)
[۵] (تقریر بخاری ص۳۹ ج۳) [۶] (عمدۃ القاری ص۹۵ ج۵) [۷] (عمدۃ القاری ص۹۵ ج۵) [۸] (تقریر بخاری ص۳۸ ج۳)

(۵۷۰) حدثنا مسدد قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا عوف
ہم سے مسددؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے یحییٰؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے عوفؒ نے حدیث بیان کی
قال حدثنا ابوالمنہال قال انطلقت مع ابی الی ابی برزۃ الاسلمی
کہا کہ ہم سے ابومنہالؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ ابو برزہ اسلمیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا
فقال لہ ابی حدثنا کیف کان رسول اللہ ﷺ یصلی المکتوبۃ
ان سے میرے والد نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ فرض نمازیں کس طرح پڑھتے تھے (ہم سے اس کے متعلق حدیث بیان فرمایئے)
قال کان یصلی الھجیر وھی التی تدعونھا الاولیٰ حین تدحض الشمس
انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ ہجیر (ظہر) جسے تم صلوٰۃ اولیٰ کہتے ہو سورج کے زوال کے بعد پڑھتے تھے
ویصلی العصر ثم یرجع احدنا الی اھلہ فی اقصیٰ المدینۃ
اور آپ ﷺ کے عصر پڑھنے کے بعد کوئی بھی شخص اپنے گھر واپس ہوتا اور وہ بھی مدینہ منورہ کے سب سے آخری کنارہ پر
والشمس حیۃ ونسیت ما قال فی المغرب قال
تو سورج ابھی صاف اور روشن ہوتا مغرب سے متعلق آپ ﷺ نے جو کچھ بتایا تھا مجھے یاد نہیں رہا اور فرمایا
وکان یستحب ان یؤخر العشاء قال وکان یکرہ النوم قبلھا
کہ عشاء میں آپ تاخیر پسند فرماتے تھے اس سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے
والحدیث بعدھا وکان ینفتل من صلوٰۃ الغداۃ حین یعرف احدنا جلیسہ ویقرأ من الستین الی المائۃ
صبح کی نماز سے جب آپ فارغ ہوتے تو ہم اپنے قریب بیٹھے ہوئے دوسرے شخص کو پہچان لیتے تھے آپ فجر میں ساٹھ سے سو تک آیتیں پڑھتے تھے

(راجع ۵۴۱)

مطابقتہ للترجمۃ فی قولہ ((وکان یکرہ النوم قبلھا والحدیث بعدھا)) حدیث کا کچھ حصہ ((باب وقت الظھر عند الزوال)) میں گزر چکا ہے۔

(۳۹۰)

باب السمر فی الفقہ والخیر بعدالعشاء

عشاء کے بعد دین کے مسائل اور خیر کی باتیں کرنا

یہ باب سابق سے استثناء ہے کہ سمر فی الفقہ والخیر جائز ہے۔

سوال: ...... فقہ اور خیر کو الگ الگ لانے میں کیا حکمت ہے جب کہ خیر عام ہے جو فقہ کو بھی شامل ہے تو پھر لفظِ خیر پر اکتفاء کرلیا جاتا تو بہتر ہوتا۔

جواب: ...... وانما خصہ بالذکر وان کان داخلا فی الخیر تنویھا بذکرہ وتنبیھا علی قدرہ[۱]

(۵۷۱) حدثنا عبداللّٰہ بن الصباح قال حدثنا ابوعلی الحنفی قال
ہم سے عبداللہ بن صباحؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے ابوعلی حنفیؒ نے حدیث بیان کی کہا
حدثنا قرۃ بن خالد قال انتظرنا الحسن وَرَاثَ علینا
کہ ہم سے قرہ بن خالدؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ایک دن حضرت حسن بصریؒ نے بڑی دیر کی اور ہم آپ کا انتظار کرتے رہے
حتی قربنا من وقت قیامہ فجآء فقال دعانا جیراننا ھؤلآء
جب آپؒ کے اٹھنے کا وقت قریب ہوگیا تو تشریف لائے اور فرمایا (بطور معذرت) کہ میرے ان پڑوسیوں نے مجھے بلالیا تھا
ثم قال قال انس بن مالک نظرنا النبی ﷺ ذات لیلۃ
پھر فرمایا کہ انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم ایک رات نبی کریم ﷺ کا (عشاء کے وقت نماز کے لئے) انتظار کرتے رہے
حتی کان شطر اللیل یبلغہ فجاء فصلی لنا ثم خطبنا فقال
تقریباً آدھی رات ہوگئی تو آپ ﷺ تشریف لائے پھر ہمیں نماز پڑھائی اسکے بعد خطبہ دیا آپ ﷺ نے فرمایا

[۱] (عمدۃ القاری ص۹۶ ج۵)

الاان الناس قد صلوا ثم رقدوا وانکم لم تزالوا فی صلوٰۃ ماانتظرتم الصلوٰۃ
آگاہ رہو دوسروں نے نماز پڑھ لی اور سوگئے اور بے شک تم لوگ جب تک نماز کے انتظار میں رہو در حقیقت نماز ہی کی حالت میں ہوتے ہو
قال الحسن وان القوم لایزالون فی خیر ماانتظروا الخیر
حسنؒ نے فرمایا کہ اور بے شک اگر لوگ کسی خیر کے انتظار میں بیٹھیں رہیں تو وہ بھی خیر کی حالت ہی میں ہیں
قال قرۃ هو من حدیث انس عن النبی ﷺ (راجع ۵۷۲)
قرہؒ نے کہا کہ حدیث کا یہ آخری ٹکڑا بھی حضرت انسؓ کی حدیث میں داخل ہے (جوانہوں نے نبی کریم ﷺ سے سناتھا)

مطابقته للترجمة فی قوله ((ثم خطبنا))

لم تزالوا فی صلوٰۃ :...... **سوال :**...... نماز کا انتظار کرنے والے کے لئے تو کلام، اکل، شرب جائز ہیں یا تو پھر یہ نماز کے معنٰی میں کیسے ہوگا؟

جواب:...... حصولِ ثواب کے لحاظ سے نماز کے حکم میں ہے تمام جہات کے لحاظ سے نہیں [1]

قال قرۃ :...... یعنی قرۃ بن خالد.

هو من حدیث انسؓ:...... فان القوم لایزالون فی خیر (الیٰ آخرہ) قول حسنؒ ہے حدیثِ نبی ﷺ نہیں اس لئے کہ حضرت حسن بصریؒ نے اس کو مرفوع ہونے کی تصریح نہیں فرمائی [2]

(۵۷۲) حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزهری قال حدثنی سالم بن عبداللّٰه بن عمر
ہم سے ابویمانؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہمیں شعیب نے زہریؒ کے واسطہ سے خبر دی کہا کہ مجھ سے سالم بن عبداللہ بن عمر
وابو بکر ابن ابی حثمة ان عبداللّٰه بن عمر قال صلی النبی ﷺ صلوٰۃ العشآء فی اٰخر حیوٰته
اور ابوبکر بن ابی حثمہ نے حدیث بیان کی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی اپنی زندگی کے آخری دنوں میں
فلما سلّم قام النبی ﷺ فقال ارأیتکم لیلتکم هذه
سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اس رات کو یاد کرلو

[1] (عمدۃ القاری ص۹۶ ج۵) [2] (عمدۃ القاری ص۹۶ ج۵)

فان رأس مائة سنة لایبقی من هو الیوم علی ظهر الارض احد فوهل الناس فی مقالة النبی ﷺ
اس رات جو ظہر ارض پر زندہ ہیں بعد سو سال کے وہ باقی نہیں رہیں گے لوگوں نے آنحضور ﷺ کا مقصد سمجھنے میں غلطی کی
الی مایتحدثون فی هذه الاحادیث عن مائة سنة و انما قال النبی ﷺ لایبقی ممن هو الیوم علی ظهر الارض یرید بذلک انها تخرم ذلک القرن (راجع ۱۱۶)
اور مختلف باتیں کرنے لگے حالانکہ آپ ﷺ کا مقصد صرف یہ تھا کہ جو لوگ آج زندہ ہیں ان میں سے کوئی بھی آج (اس گفتگو کے وقت) سے ایک صدی بعد باقی نہیں رہے گا اور یہ صدی پوری ہو جائے گی

مطابقته للترجمة فی قوله (فلما سلم قام النبی ﷺ) الی قوله (فوهل الناس) یہ حدیث **کتاب العلم ، باب السمر بالعلم** میں گزر چکی ہے [۱]

لایبقیٰ ممن هو الیوم علی ظهر الارض الخ:...... اس جملہ کی تشریح کتاب العلم باب السمر بالعلم میں موجود ہے۔

فوهل الناس:...... لوگ ڈر گئے، خوف اس وجہ سے ہوا کہ وہ حضرات یہ سمجھے کہ آج کے دن سے سو سال بعد قیامت آ جائے گی [۲]

(۳۹۱)

باب السمر مع الاهل و الضیف

گھر والوں اور مہمانوں کے ساتھ رات میں گفتگو کرنا

یہ باب بھی از قبیل استثناء ہے کہ مہمان اور بیوی اور بچوں کے ساتھ بعد العشاء بات چیت جائز ہے اس لئے کہ عام طور پر بیوی سے بعد العشاء ہی بات چیت کا موقع ملتا ہے اور اس کا حق بھی ہے **و ان لزوجک علیک حق** اور مہمان کے لئے کوئی وقت متعین نہیں جب چاہے آ جائے عشاء کے بعد اگر آ جائے تو مہمان نوازی کرنی ہوگی اس سے کھانے پینے کے متعلق بات چیت بھی کرے گا۔

---

[۱] (عمدۃ القاری ص ۹۷ ج ۵) [۲] (تقریر بخاری ص ۳۹ ج ۳)

سوال: …… اس کو باب سابق سے الگ کیوں ذکر فرمایا؟ حالانکہ وہ باب اس باب کو بھی تو متضمن ہے؟[1]

جواب: …… اس لئے کہ یہ از قبیل ضرورۃ انسانیہ سے اور وہ ضرورۃ دینیہ سے ہے۔

(۵۷۳) حدثنا ابو النعمان قال حدثنا معتمر بن سلیمان ثنا ابی
ہم سے ابو نعمانؒ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے معتمر بن سلیمانؒ نے حدیث بیان کی ان سے ان کے والد نے بیان کیا
قال حدثنا ابو عثمان عن عبد الرحمن بن ابی بکر ان اصحاب الصفة کانوا اناسا فقرآء
کہا کہ ہم سے ابو عثمانؒ نے عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کے واسطہ سے حدیث بیان کی کہ اصحاب صفہ فقیر لوگ تھے
وان النبی ﷺ قال من کان عنده طعام اثنین فلیذهب بثالث
اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہو تو تیسرے میں سے کسی کو اپنے ساتھ لیتا جائے
وان اربع فخامس او سادس وان ابابکر جآء بثلاثة وانطلق النبی ﷺ بعشرة
اور اگر چار آدمیوں کا کھانا ہے تو پانچویں یا چھٹے کو اپنے ساتھ لیتا جائے ابوبکرؓ تین آدمی اپنے ساتھ لائے اور نبی کریم ﷺ دس صحابہ کو لے گئے
قال فهو انا وابی وامی ولا ادری
عبد الرحمن بن ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ گھر کے افراد میں والد، والدہ اور میں تھا راوی کا بیان ہے کہ مجھے یہ یاد نہیں
هل قال وامرأتی وخادم بین بیتنا وبیت ابی بکر
کہ انہوں نے یہ کہا یا نہیں کہ میری بیوی اور ایک خادم جو میرے اور ابوبکرؓ دونوں کے گھر کے لئے تھا یہ بھی تھے
وان ابابکر تعشی عند النبی ﷺ ثم لبث حیث صلیت العشآء
خود ابوبکرؓ نبی کریم ﷺ کے یہاں ٹھہر گئے (اور غالبًا) کھانا بھی وہیں کھایا صورت یہ ہوئی کہ نماز عشاء تک آپ وہیں رہے
ثم رجع فلبث حتی تعشی النبی ﷺ
پھر آئے اور وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے آرام فرمایا اور کھانا کھایا
فجآء بعد ما مضی من اللیل ما شآء الله
اور رات کا ایک حصہ گزر جانے کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ گھر تشریف لائے

[1] (عمدۃ القاری ص ۹۸ ج ۵)

قالت لہ امراتہ ماحبسک عن اضیافک او قالت ضیفک
بیوی نے کہا کہ کیا بات پیش آئی کہ مہمانوں کی خبر بھی آپ نے نہ لی یا یہ کہا کہ مہمان کی خبر نہیں لی
قال اوما عشیتھم قالت ابوا حتی تجیٔ قد عرضوا فابوا
آپ نے پوچھا کیا تم نے ابھی انہیں کھانا نہیں کھلایا انہوں نے کہا کہ آپ کے آنے تک انہوں نے کھانے سے انکار کیا کھانا پیش کیا گیا انہوں نے انکار کیا
قال فذھبت انا فاختبات فقال یا غنثر فجدع وسب
(عبدالرحمن بن ابی بکر) نے بیان کیا کہ میں بھاگ کر چھپ گیا تھا ابوبکرؓ نے پکارا! اے غنثر آپ نے برا بھلا کہا
وقال کلو لاھنیئا لکم فقال واللہ لااطعمہ ابدا وایم اللہ ما کنا ناخذ من لقمۃ الا ربا من اسفلھا اکثر منھا
اور فرمایا کہ کھاؤ تمہیں مبارک نہ ہو خدا کی قسم میں اس کھانے کو کبھی نہیں کھاؤں گا اور اللہ کی قسم ہم ادھر ایک لقمہ لیتے تھے اور نیچے سے کھانا پہلے سے بڑھ جاتا تھا
قال یعنی حتّٰی شبعوا وصارت اکثر مما کانت قبل ذلک فنظر الیھا ابوبکر فاذا ھی کماھی او اکثر
بیان کیا کہ سب لوگ شکم سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ بچ گیا ابوبکرؓ نے دیکھا تو کھانا پہلے ہی اتنا یا اس سے بھی زیادہ تھا
فقال لامرأتہ یااخت بنی فراس ما ھذا قالت لاوقرۃ عینی لھی الآن اکثر منھا قبل ذلک بثلاث مرار
اپنی بیوی سے بولے بنو فراس کی بہن! یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم یہ تو پہلے سے تگنا ہے
فاکل منھا ابوبکر وقال انما کان ذلک من الشیطان یعنی یمینہ ثم اکل منھا لقمۃ
پھر ابوبکرؓ نے بھی وہ کھانا کھایا اور کہا کہ میرا قسم کھانا ایک شیطانی وسوسہ تھا پھر ایک لقمہ اس میں سے کھایا
ثم حملھا الی النبی ﷺ فاصبحت عندہ
اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بقیہ کھانا لے گئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے
وکان بیننا وبین قوم عقد
ہم مسلمانوں کا ایک دوسرے قبیلے کے لوگوں سے معاہدہ تھا اور معاہدہ کی مدت پوری ہو چکی تھی (اس قبیلہ کا وفد معاہدہ سے متعلق بات چیت کرنے آیا ہوا تھا)
فمضی الاجل ففرقنا اثنی عشر رجلا مع کل رجل منھم اناس
ہم نے وفد کو بارہ سرداروں میں تقسیم کر دیا تھا ہر سردار کے ساتھ کچھ قبیلہ کے دوسرے افراد تھے
واللہ اعلم کم مع کل رجل فاکلوا منھا اجمعون او کما قال (انظر ۳۵۸۱، ۶۱۴۰، ۶۱۴۱)
جن کی تعداد خدا کو معلوم کتنی تھی پھر سب نے وہ کھانا کھایا او کما قال

مطابقتہ للترجمۃ توخذ من قول ابی بکرؓ لزوجتہ ((او ما عشیتھم))

﴿تحقیق و تشریح﴾

حدیث کی سند میں پانچ راوی ہیں۔ پانچویں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ ہیں۔

امام بخاری نے **علامات النبوۃ** میں موسیٰ بن اسماعیلؒ سے اور **ادب** میں ابی موسیٰ محمد بن مثنیٰؒ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ امام مسلمؒ نے **اطعمه** میں عبیداللہ بن معاذؒ سے اور امام ابوداودؒ نے **ایمان اور نذور** میں محمد بن مثنیٰ اور مؤمل بن ہشامؒ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے [۱] **اصحاب الصفة**: اصحاب صفہ طلبہ تھے۔ اور وہ علم سیکھتے تھے۔ علامہ نوویؒ نے فرمایا **هم زهاد من الصحابةفقراء غرباء كانو ا ياوون الى مسجد النبى** صلی اللہ علیہ وسلم [۲] اور ان کی تعداد بڑھتی اور کم ہوتی رہی۔ اور ایک وقت میں کم سے کم ستر ہوا کرتے تھے۔ **صفه : هو موضع مظلل فى المسجد كا ن للمسا كين والغر باء** [۳] **و ا ن اربع فخامس او سادس . اى وان كان عنده طعام اربع فليذهب بخا مس او سا دس** . ((او)) شک کے لئے یا تنویع کے لئے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر طعام زائد ہو تو سادس کو لے جائے ورنہ خامس کو [۴] **فلا ادری**: یہ ابوعثمان نہدیؒ راوی کا کلام ہے۔ **وخادم الخ**...... واؤ عاطفہ ہے اور اس کا عطف امرأتی پر ہوگا یا امی پر، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا عطف امی پر ہے [۵] **تعشى**: یعنی وہ کھانا جو آخر نہار میں کھایا جائے۔ **ضيفك**: **سوال**: مہمان تو تین تھے تو ضیف مفرد کیوں فرمایا جمع کیوں نہیں استعمال فرمایا۔ **جواب ۱** : ضیف جنس ہے جو قلیل و کثیر سب کے لئے آتا ہے۔ **جواب ۲** : یا یہ مصدر ہے جو تثنیہ و جمع دونوں کے کو شامل ہے [۶] **يا غنثر**: **بضم الغين وسكون النون وفتح الثاء المثلثه وضمها ايضا**۔ اس لفظ کے مختلف معانی بیان کئے گئے ہیں: (۱) اے کمینے (۲) اے جاہل (۳) اے گرے ہوئے [۷] **جدع** : ناک کٹے (تقریر بخاری ص۴۰ ج۳) **سب**: سخت سست کہا۔ **ايم الله**: مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے **اى ايم الله قسمي** ، ہمزہ وصلی ہے اس کی اصل **يمين الله** ہے۔ **يمين** کی جمع **ايمن** آتی ہے جب کثرت سے اس کا استعمال ہونے لگا تو تخفیف کی غرض سے نون کو حذف کردیا گیا [۸] **رَبَا**: بمعنی **زاد** یعنی بڑھتا گیا۔ **يااخت بنى فراس**: بنی فراس کی بہن اس لئے کہا کیونکہ زینب بنت دُھمان، بنی فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ میں سے ایک ہیں [۹] یعنی ابوبکرؓ کی بیوی قبیلہ بنوفراس کی تھیں۔ **قالت لا**: لا کے متعلق دو احتمال ہیں: ۱: زائدہ تاکید کے لئے ہے۔ ۲: نافیہ اس کا اسم محذوف ہے **اى لاشئ غير ماأقول وهو قولها وقرة عينى** [۱۰] **ففرقنا اثنى عشر رجلاً**: اگر اس کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ وہ لوگ جہاد پر جانے والے تھے تو کھانے والے مسلمان ہوں گے اور اگر اس بات پر محمول کیا جائے کہ صلح کی میعاد ختم کرانے کے لئے جو آئے تھے ان کو کھانے کے لئے ٹولیوں (گروپوں، جماعتوں) میں تقسیم کروایا تو کھانا کھانے والے غیر مسلم ہوں گے۔ **فائده**: اس روایت میں تقدیم و تاخیر ہوگئی ہے اصل واقعہ درج ذیل ہے:

واقعه: اس طرح ہے کہ جب حضرت صدیق اکبرؓ مہمانوں کو گھر لے گئے گھر والوں نے مہمانوں کی تواضع کرنا چاہی تو انہوں نے کہہ دیا کہ جب تک ابوبکرؓ نہیں آئیں گے اس وقت تک ہم کھانا نہیں کھائیں گے جب حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لائے تو معلوم فرمایا کہ کھانا کھایا؟ کہا گیا نہیں بیٹے کو بلایا اور پوچھا کہ مہمانوں نے کھانا کیوں نہیں کھایا انہوں نے کہا کہ جب تک تم نہیں کھاؤ گے ہم نہیں کھائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھائی اللہ قسم کھائی اللہ کی قسم میں کھانا نہیں کھاؤں گا' مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ ہم بھی اس وقت تک نہیں کھائیں گے جب تک تم نہیں کھاؤ گے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم توڑ دی اور فرمایا **انما كان ذلك من الشيطان** اور پھر کھانا کھالیا اور ان مہمانوں نے بھی کھالیا۔ (تقریر بخاری ص۴۰ ج۳)

---

۱ (عمدۃ القاری ص۹۸ ج۵) ۲ (عمدۃ القاری ص۹۸ ج۵ تقریر بخاری ص۳۹ ج۳) ۳ (عمدۃ القاری ص۹۹ ج۵) ۴ (تقریر بخاری ص۳۹ ج۳) ۵ (عمدۃ القاری ص۹۹ ج۵ تقریر بخاری ص۳۹ ج۳) ۶ (عمدۃ القاری ص۹۹ ج۵) ۷ (عمدۃ القاری ص۱۰۰ ج۵) ۸ (عمدۃ القاری ص۱۰۰ ج۵) ۹ (عمدۃ القاری ص۱۰۰ ج۵) ۱۰ (عمدۃ القاری ص۱۰۰ ج۵)